

تذکرۃ المعصومین

اردو

مشتمل بر سوانح

چہاردہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین

مصنفہ

جناب مولوی سید

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی

الحمد لله که دریں ایام فرخنده فرجام کتاب مستطاب

تذکرة المعصومین

سنه ۱۳۳۶ سنه ۱۹۱۸

من تصنیف لطیف فاضل اجل جناب مولوی سید علی نقی صاحب مرحوم مغفور اعلی الله مقامه

در مطبع یوسفی دهلی باهتمام سید مظفر حسن جعفری



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلواۃ علی خاتم المرسلین وآلہ المعصومین

(۱) روی ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد النبی صلی اللہ علیہ لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من ربیع الاول فی عام الفیل یوم الجمعۃ مع الزوال عمدۃ المحدثین ابو محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں رقم کیا ہے کہ جناب نبوت مآب محمد مصطفیٰ صلعم بارھویں ربیع الاول کو بروز جمعہ وقت زوال جس سال کہ ابرہہ واسطے خرابی خانۂ کعبہ کے مست ہاتھیوں کو لے کر گیا تھا پیدا ہوئے وذھب الشیخ والشہید فی الدروس الی انہ ولد یوم السابع عشر منہ عند طلوع الفجر فی یوم الجمعۃ اور شیخ ابو جعفر طوسیؒ نے اپنی بعض تصانیف میں اور شہید اولؒ نے دروس میں لکھا ہے کہ سترھویں کو ربیع الاول کی جمعہ کے روز وقت طلوع فجر حضرت پیدا ہوئے وحملت بہ آمنۃ فی ایام التشریق عند الجمرۃ الوسطی وکانت فی منزل عبد اللہ بن عبد المطلب اور حاملہ ہوئیں ماں حضرت کی ایام تشریق میں نزدیک جمرہ وسطی کے منزل عبد اللہ ابن عبد المطلب میں اور ایام تشریق عبارت ہے گیارھویں بارھویں اور تیرھویں سے ذالحجہ کی حضرات چونکہ علمائے شیعہ کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ایام حمل چھ مہینے سے کمتر اور ایک سال کامل سے اکثر نہیں ہوتے اور جس صورت میں حضرت کی ابتدائے حمل ایام تشریق ہوا اور ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں تو تمامی ایام حمل پندرہ مہینے ہوتے ہیں یہ قول مخالف ہوتا ہے اکثر احادیث کے اور تمامی اقوال علمائے شیعہ کے مگر یہ کہ اسکو خصائص

نبیؐ سے سمجھیں یا یہ کہ ایام تشریق سے مراد لیویں گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں ماہ جمادی الاول کی
اسواسطے کہ مشرکین اس مہینے میں بھی حج کیا کرتے تھے وولدتہ فی شعب ابیطالب فی دار محمد بن
یوسف فی الزاویۃ القصویٰ عن یسارک وانت داخل الدار وقد اخرجت الخیزران
ذالک البیت فصیرتہ مسجداً یصلّی الناس فیہ اور پیدا ہوئے حضرت بیچ شعب ابیطالب کے
مکان میں محمد بن یوسف کے بیچ زاویہ قصویٰ کے جسوقت تو داخل مکان ہووے تو وہ تیرے بائیں واقع
ہو خیزران یعنی خلیفہ مہدی باللہ عباسی کی ماں نے اس زمین پر ایک مسجد بنوائی ہے کہ اس میں لوگ نماز
پڑھتے ہیں وبقی بمکّۃ بعد مبعثہ ثلث عشر سنۃ ثمّ ھاجر الی المدینۃ ومکث بہا عشر
سنین ثمّ قبض لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من ربیع الاوّل یوم الاثنین وھو ابن ثلٰث
وستین سنۃ اور حضرت نے بعد مبعوث ہونے کے ساتھ نبوت کے تیرہ برس اور مکّے میں تشریف رکھی بعد
اس مدت کے مدینے میں ہجرت فرمائی دس برس تک اہل مدینہ حضرت کے وجود فائض الجود سے مشرف اور
کامیاب رہے بعد اسکے بارہویں کو ربیع الاول کی دوشنبہ کے دن حضرت سوئے جنت تشریف فرما ہوئے
اسوقت حضرت کا سن شریف تریسٹھ برس کا تھا وقال الشیخ فی التہذیب قبض مسموماً یوم
الاثنین للیلتین خلتا من ربیع الاوّل حین زاغت الشمس اور شیخ ابوجعفر طوسی علیہ الرحمہ نے
تہذیب میں لکھا ہے کہ دوسری کو ربیع الاول کی دوشنبہ کے دن وقت زوال زہر سے منافقوں کے حضرت
عازم خلد بریں ہوئے وتوفی ابوعبد اللہ ابن عبد المطلب بالمدینۃ عند اخوالہ وھو ابن شہرین
اور حضرت کے پدر بزرگوار عبد اللہ ابن عبد المطلب نے شہر مدینہ میں اپنے ماموؤں کے گھر میں دار دنیا سے انتقال فرمایا
اسوقت سن شریف جناب رسولؐ مقبول کا کل دو مہینے کا تھا وماتت اُمّہ اٰمنۃ بنت وھب بن
عبد مناف بن زھرۃ بن کلاب بن مرّۃ بن کعب بن لوی بن غالب وھو ابن اربع سنین حب
حضرت چار برس کے ہوئے اسوقت مادر اطہر آمنہ بنت وہب ابن عبد مناف راہی جنت ہوئیں ومات
عبد المطلب والنبی صلے اللہ علیہ والہ نحو ثمان سنین جب حضرت کا سن شریف آٹھ برس کو پہنچا
اسوقت حضرت کے جدّ بزرگوار یعنی حضرت عبد المطلب دار دنیا سے تشریف فرما ہوئے وتزوّج خدیجۃ
وھو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منھا قبل مبعثہ القاسم ورقیّۃ واُمّ کلثوم وولد بعد
المبعث الطیّب والطاھر وفاطمہ علیہما السلام اور جسوقت جناب رسولخدا نے حضرت خدیجہ سے

نکاح کیا اسوقت اس جناب کا سن شریف درمیان بیس اور تیس کے تھا اور حضرت خدیجہؑ کا سن چالیس برس
کا تھا پس پیدا ہوئے قبل نبوت کے قاسمؑ و رقیہؑ و اُم کلثومؑ اور بعد نبوت کے طیب اور طاہر و جناب فاطمہ
پیدا ہوئیں وروی ایضًا انّہ لم یولد بعد المبعث الا فاطمہ علیہا السلام و انّ الطیّب والطاہر
ولدا قبل مبعثہ اور ایک روایت میں ہے کہ بعد نبوت سوا جناب سیدہؑ کے اور کوئی اولاد حضرت
خدیجہؑ سے پیدا نہیں ہوئی اور طیّب و طاہر قبل نبوت کے پیدا ہوئی وماتت خدیجۃ حین
خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ من الشعب وکان ذالک قبل الھجرۃ بسنۃ اور جس سال کہ
حضرت شعب ابوطالبؑ سے باہر نکلے اسی سال حضرت خدیجہؑ نے دار دُنیا سے رحلت فرمائی اور یہ
واقعہ ایک برس ہجرت سے قبل واقع ہوا اور شعب ابوطالبؑ اشارہ ہے اس پہاڑ سے جہاں حضرت
کافروں کے خوف سے مخفی رہے وکانت خدیجۃ رضی اللہ عنہا عاقلۃ فاضلۃ ذات اموال
قیل ھی اوّل من اسلم بعث صلّی اللہ علیہ والہٖ یوم الاثنین فاسلمت ھی ذالک الیوم حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت عاقلہ اور فاضلہ اور صاحب مال تھیں ایک حدیث میں وارد ہے کہ پہلے
جس شخص نے اسلام قبول کیا حضرت خدیجہؑ تھیں چنانچہ جناب رسولخدا دوشنبہ کے دن ساتھ نبوت
کے مبعوث ہوئے اسی دن حضرت خدیجہؑ باسلام مشرف ہوئیں تا ایّام زیست ہر حال میں حضرت کے
شریک رہیں جو مصیبتیں کہ کافروں کے ہاتھ سے پہنچتی تھیں اسپر صبر فرماتی تھیں جناب رسولخدا بھی
اس مخدومہ کو بہت دوست رکھتے تھے چنانچہ تا ایّام حیات اُن کے حضرت نے اور کوئی نکاح نہیں
کیا بلکہ بعد ان کے انتقال کے بھی تین برس تک حضرت مجرد رہے ومات ابوطالبؑ بعد موت
خدیجۃ بسنۃ اور ایک سال بعد حضرت خدیجہؑ کے جناب ابوطالبؑ نے بھی انتقال فرمایا اور ایک
روایت میں ہے کہ کل تین دن کا فاصلہ ہوا فلمّا فقدھما رسول اللہ صلعم سئم المقام بمکّہ
ودخلہ حزن شدید فشکا ذالک الی جبرئیل علیہ السلام جب جناب ابوطالبؑ اور حضرت
خدیجہؑ نے انتقال فرمایا اسوقت حضرت کو مکہ میں تشریف رکھنا دشوار معلوم ہوا ہمیشہ حضرت محزون و مغموم رہتے تھے
آخرش اس امر کی حضرت جبرئیلؑ سے شکایت کی فاوحی اللہ تعالی الیہ اخرج من ھذہ القریۃ الظّالم
اھلھا یعنے مکّۃ فلیس لک ناصر بعد ابی طالب وامرہ بالھجرۃ اسوقت حضرت حق تعالے نے وحی
کی کہ اس قریہ کے یعنے مکہ کے لوگ ظالم و نافرمان ہیں یہاں سے نکل جاؤ کہ بعد ابوطالبؑ کے اب کوئی یہاں

تمہارا ناصر و مددگار نہیں رہا اور حکم کیا حضرتؐ کو ہجرت کا۔

(۲) روی الشیخ وغیرھم عن الصادق علیہ السلام قال اذا اصابتک مصیبۃ فاذکر مصیبۃ رسول اللہ شیخ ابوجعفر طوسیؒ وغیرہ علما نے روایت کی ہے جناب صادق علیہ السلام سے فرمایا ان حضرت نے کہ جس وقت تجھے کچھ مصیبت پہنچے تو یاد کر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت کو کہ آدمیوں کو ایسی مصیبت نہ پہنچی ہے اور نہ کبھی پہنچے گی اور ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ یاد کرے میری مصیبت کو کہ یہ عظیم ترین مصائب سے ہے اور کیونکر یہ مصیبت عظیم نہو کہ وہ جناب سید المرسلین اور رحمۃ للعالمین تھے اور لوگوں کو طریقہ کفر وجاہلیت سے راہ ہدایت پر لائے اور اُمت کی نجات کے لئے انواع اقسام کی مصیبتیں اور اذیتیں اُٹھائیں اور قیامت میں بھی ہمہ تن اُمت کی دستگیری اور حمایت میں مصروف ہونگے جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا فرماتی ہیں حقیقۃً علی من شم تربۃ احمدؐ ؛ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا ؛ صبت علیّ مصائب لو انہا ؛ صبت علی الایام صرن لیالیا ؛ یعنی جس شخص نے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے مرقد منور کی خاک سونگھی ہے زیبا ہے اسکے لئے کہ کبھی غالیہ کی خوشبو نہ سونگھے ؛ اس جناب کی وفات کے سبب سے مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر وہ مصیبتیں روزہائے روشن پر پڑیں تو وہ اندھیری راتوں کی طرح سیاہ ہوجاویں وقال علیؑ نزل بی من وفاۃ رسول اللہ مالم اکن اظن ان الجبال لو حملتہ ما کانت تنھض او جناب امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ جناب رسولخدا کی وفات سے مجھپر ایسے صدمے پڑے کہ گمان نہیں کرتا میں کہ وہ صدمے پہاڑوں پر پڑیں اور وہ نہ سرک جائیں فحملت نفسی علی الصبر بعد وفاتہ ولزمت الصمت والاشتغال بما امرنی بہ من تجھیزہ وتغسیلہ وجمع کتابہ پس میں نے بڑی تکلیف سے اس غم جانکاہ میں صبر کیا اور سکوت اپنے اوپر لازم کیا اور مشغول ہوا ان کاموں میں جس میں جناب رسول مقبول نے مجھے مامور کیا تھا یعنی حضرت کے غسل دینے میں اور تجہیز اور تکفین میں اور جمع کرنے میں کتاب خدا کے لا یشغلنی عن ذالک بادر دمعۃ ولا ھائج زفرۃ حتی ادیت فی ذالک الحق الواجب للہ عزوجل علی رسولہ چنانچہ اس شغل کو میرے آنسوؤں کی ریزش نے اور آہ و نالہ کے جوش نے سینہ میں موقوف نہیں کیا یہاں تک کہ میں نے اسی حالت میں حق واجب خداوند برتر کا جو اسکے رسول پر تھا ادا کیا عن ابی عبداللہ الصادق علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ذات یوم لعلی لا البشارۃ

فقال بلیٰ یا بابی انت وامّی وانّک لم تزل مبشرًا بکل خیر ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے امالی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے کہ ایک دن جناب رسالتمآبؐ نے حضرت امیرؑ سے ارشاد کیا کہ اے علیؑ آیا بشارت دوں میں تمہیں ایک خبر کی جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی کہ بلی یا رسول اللہ فدا ہوں باپ اور ماں میرے کہ آپ ہمیشہ بشارت دینے والے ہیں ہر خبر نیک کے فقال اخبرنی جبرئیلؑ انفًا بالعجب فقال له علیؑ وما الذی اخبرک یا رسول اللہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اسوقت خبر دی مجھے جبرئیلؑ نے ایک امر عجیب کی جناب امیرؑ نے استفسار کیا کہ یا حضرت وہ کیا خبر ہے اسکو بیان فرمائیے فقال اخبرنی ان الرجل من امتی اذا صلّی علیّ واتبع بالصلوٰۃ علیٰ اهلبیتی فتحت له ابواب السماء وصلّت علیه الملائکة سبعین صلوٰۃ الخ رسولخداؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ بشارت دی مجھے جبرئیلؑ نے کہ جو شخص میری امت میں سے مجھپر درود بھیجے اور شامل کرے اس درود میں میری اہلبیت کو تو کھولے جاتے ہیں اسکے لئے دروازے آسمان کے اور درود بھیجتے ہیں ملائکہ اس شخص پر ستر مرتبہ اور فرمایا تحاتّت عنه الذنوب کما تحاتّ الورق من الشجر یعنی ساقط ہو جاتے ہیں گناہ اسکے جس طرح سے کہ گر جاتے ہیں پتے درختوں سے ویقول اللہ تبارک وتعالیٰ لبیّک یا عبدی وسعدیک ویقول لملائکته یا ملائکتی انتم تصلّون علیه سبعین صلوٰۃ وانا اصلّی علیه سبع مائة صلوٰۃ اور جناب رب العزت اس درود بھیجنے والے سے فرماتا ہے کہ اے بندے میرے تیری مساعدت اور معاونت کے لئے حاضر ہوں اور ملائکہ کی جانب خطاب فرماتا ہے کہ اے ملائکہ تم درود بھیجتے ہو اس میرے بندے پر ستر مرتبہ اور میں اسپر درود بھیجتا ہوں اسپر سات سو بار واذا صلّی علیّ ولم یتبع بالصلوٰۃ علیٰ اهلبیتی کان بینها وبین السماء سبعون حجابًا اور اگر کوئی شخص تنہا مجھپر درود بھیجے اور میری اہلبیت کا ذکر نکرے تو حقسبحانہ تعالےٰ اپنی قہر اور غضب سے ستر پردے آویزاں کرتا ہے کہ وہ پردے حاجب ہوتے ہیں درمیان آسمان کے اور اسکی درود کے کہ ملائکہ اسکو معرض قبول تک نہیں پہنچنے دیتے۔

ویقول اللہ جل جلاله لا لبیّک ولا سعدیک یا ملائکتی لا تصعد وا دعائه الّا ان یلحق بنبیّ عترته فلا یزال محجوبًا حتّی یلحق بی اهل بیتی اور جناب اقدس الٰہی ارشاد کرتا ہے کہ اے ملائکہ میں اس درود بھیجنے والے سے ناراض ہوں پس تا وقتیکہ یہ بندہ میرے نبیؐ کی عترت کو ساتھ

درود کے شامل نکرے تم اسکی دعا کو مجھ تک پہنچنے نہ دینا حضرت فرماتے ہیں بس تا وقتیکہ وہ شخص میری عترت پر درود نہیں بھیجتا ہے رحمت خدا سے محجوب رہتا ہے عن الصادق جعفر بن محمد قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وقد بلی ثوبہ فحمل الیہ اثنی عشر درھمًا فدفعھا الی علی فقال اشتر لی بھا قمیصًا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک شخص خدمت بابرکت جناب رسولخدا میں حاضر ہوا دیکھا اس نے کہ لباس حضرت کا بہت کہنہ اور بوسیدہ ہو گیا ہے اسوقت اس شخص نے بارہ درہم حضرت کی نذر کئے آپ نے ان درہموں کو لے کر جناب امیرؑ کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ ان درہموں کا ایک پیراہن میرے لئے خرید کر لاؤ فدخل علیّ السوق فاشتری قمیصًا باثنی عشر درھمًا فلما راٰہ النبیّ قال یا علیّ قمیص دونہ یکفینی اتری صاحبہ یقیلنا فقال لا ادری پس جناب امیرؑ نے حسب ارشاد جناب رسالتمآب بازار میں تشریف لے جا کر ان درہموں کا ایک کرتا خرید کیا اور خدمت جناب رسولخدا میں حاضر کیا حضرت اسکو دیکھکر فرمانے لگے کہ اے علی یہ کرتا بیش قیمت ہے میرے لئے کم قیمت کفایت کرتا ہے مجھکو اس کا پہننا سزاوار نہیں ہے آیا ممکن ہے کہ بایع اس کا اسکو واپس کر لے حضرت نے عرض کی کہ تا وقتیکہ میں اس سے استفسار نکروں عرض نہیں کر سکتا کہ پھیر لیگا یا نہیں فقام النبیّ ودخل معہ السوق فاستقال التاجر فاقالہ واخذ الدراھم وانصرف فوجد جاریۃ علی الطریق تبکی غرض جناب رسولخدا حضرت امیرؑ کو ساتھ لے کر بازار میں تشریف لے گئے اور اس تاجر سے ارشاد فرمایا کہ اس کرتے کو پھیر لے اس نے بحکم جناب ختمی مرتبت اس پیراہن کو واپس کر لیا اور درہموں کو حضرت کے حوالہ کیا حضرت ان درہموں کو لیکر روانہ ہوئے ناگاہ دیکھا کہ ایک عورت راستے میں کھڑی رو رہی ہے فقال لھا ما یبکیک قالت انّ اھلونی اعطونی اربعۃ دراھم لاشتری لھم بھا حاجۃ وقد ضیّعتھا فاعطاھا رسول اللہ اربعۃ دراھم حضرت نے اس عورت سے استفسار فرمایا کہ تیرے رونے کا کیا باعث ہے اس نے عرض کی کہ میرے مالکوں نے مجھکو چار درہم دیئے تھے کہ ان کے لئے کچھ اس کا اسباب خرید کروں وہ درہم مجھ سے گم ہو گئے ہیں اسلئے میں روتی ہوں کہ اب ان کو کیا جواب دوں گی

حضرت نے اس کا حال زار سنکر چار درہم اسکو عطا فرمائے ثم دخل السوق فاشتری قمیصًا باربعۃ دراھم ولبسہ وانصرف فوجد رجلاً علی الطریق عریانًا وھو یقول من کسانی کساہ اللہ

من ثیاب الجنّۃ بعد اسکے بازار میں تشریف لے جاکر چار درہموں کا ایک کُرتا خرید فرمایا اور اسکو پہنکر
روانہ ہوئے دیکھا کہ ایک شخص برہنہ راستے میں کھڑا ہوا کہتا ہے کہ جو شخص مجھکو کپڑا پہنا دے حقسبحانہ
تعالےٰ اسکے بدن کو حلہ بہشت سے آراستہ کرے فاعطاہ النبی قمیصہ وانصرف الی السّوق
فاشتری قمیصًا باربعۃ دراھم ولبسہ وانصرف فوجد الجاریۃ تبکی حضرت کو اسکے حال پر
رحم آیا وہ پیراہن جو خرید فرمایا تھا اُتار کر اُسکے حوالے کر دیا پھر بازار میں تشریف لے جاکر چار درہم جو
باقی رہگئے تھے ان کا ایک پیراہن اور خرید کے تبدیل لباس فرمایا اور وہاں سے روانہ ہوئے دیکھا کہ
وہی عورت جسکو چار درہم عنایت کئے تھے پھر رو رہی ہے فقال لھا مالك فقالت یارسُول اللہ
انّ اھلی قد ابطأت علیھم فاخاف ان یضربونی حضرت نے اس کنیز سے پوچھا کہ اب کس
لئے روتی ہے اس نے عرض کی کہ یا حضرت مجھکو عرصہ بہت ہو گیا ہے اسلئے ڈرتی ہوں کہ میرے مالک
مجھکو ماریں نہیں فقال صلی اللہ علیہ والہ فامضی امامی وارشدینی الی الطریق فلمّا جاء
الی لباب قال السلام علیکم فلم یجیبوہ ثم قال السلام علیکم فلم یجیبوہ ثم قال
السلام علیکم فقالوا وعلیك السلام یارسُول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت نے اس عورت
سے فرمایا کہ تو میرے ساتھ چل کہ میں چلکر تیرے مالکوں سے تیری شفاعت کروں تاوہ لوگ تجھے نہ ماریں
یہ فرماکر اس جاریہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے جب اسکے دروازہ پر پہنچے تو کھڑے ہو کر باواز بلند فرمایا ؎
السلام علیکم کسی نے حضرت کے سلام کا جواب نہ دیا دوبارہ اس جناب نے پھر اسیطرح باواز بلند فرمایا
پھر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا تیسری بار جب اس جناب نے سلام کیا اسوقت ان لوگوں نے جواب دیا
کہ سلام ہو آپ پر اور رحمت خدا کی اور برکت اسکی اے رسولخدا صلعم فقال صلعم اسلّم علیکم
فلا تجیبونی فقالوا اسمعنا سلامك یارسُول اللہ فاحببنا ان تستکثر معہ جب ان لوگوں
نے جواب سلام دیا اسوقت جناب رسالتمآبؐ نے اُن سے استفسار فرمایا کہ میں تم کو سلام کرتا ہوں اور
تم لوگ میرے سلام کا جواب نہیں دیتے ان لوگوں نے عرض کی کہ حضرت چونکہ آپکی آواز ہمارے کانوں
میں خوشش آتی تھی اور سننا اس کا ہمارے لئے باعث یمن وبرکت ہے اسواسطے ہم نے جواب دینے میں
تامل کیا کہ آواز مبارک کو مکرر سنیں ؎ فقال ھذہ الجاریۃ قد ابطأت علیکم فلا تواخذوھا
فقالوا یا رسُول اللہ ھی حرۃ لممشاك جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے ان لوگوں سے ارشاد

فرمایا کہ تمہاری اس کنیز کو بازار میں عرصہ بہت ہوگیا ہو میں تم سے اسکی سعی کرتا ہوں کہ تم لوگ اس سے کچھ مواخذہ نکرو اُن لوگوں نے ارشاد حضرت کا سنکر عرض کی کہ چونکہ حضرت نے اسکی سعی کے لئے قدم رنجہ فرمایا ہے اسواسطے ہم نے اسکو آزاد کیا فقال النبیّ ما رایت اثنی عشر درھمًا اعظم برکۃ من ھذہ کسی اللہ جلّ و عزّ بہا عریانین واعتق بہا نسمۃ اسوقت جناب رسولخدا نے ارشاد کیا کہ نہیں دیکھا میں نے بارہ درہمکو کہ اعظم ہوں برکت میں ان درہموں سے کہ جن سے دو شخص برہنہ کو خداوند تعالےٰ نے لباس عطا فرمایا اور آزاد کیا اس سے ایک بندہ کو عن جعفر بن محمّد عن ابیہ عن علی بن الحسین علیہم السلام انّہ دخل علیہ رجلان من قریش فقال الا احدّثکما عن رسول اللہ صلعم قالا بلی حدّثنا عن ابی القاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا حضرت نے کہ ایک روز دو شخص قبیلۂ قریش سے میرے والد بزرگوار حضرت علی بن الحسین علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے ان دونوں کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ آیا بیان کروں میں تم سے کیفیت وفات جناب رسولخدا کو ان دونوں شخصوں نے عرض کی کہ بلے یا حضرت ہم کو اس جناب کے احوال سے آگاہی فرمایئے قال سمعت ابی یقول لمّا کان قبل وفاۃ رسول اللہ بثلثۃ ایام ھبط جبرئیلؑ فقال یا محمدؐ ان اللہ ارسلنی الیک اکرامًا وتفضیلاً لک وخاصۃً لیسئلک عمّا اعلم بہ منک یقول کیف تجدک یا محمّد فرمایا حضرت نے کہ سنا میں نے اپنے پدر عالیقدر جناب سید الشہداء سے فرماتے تھے حضرت کہ جب تین روز زمان وفات جناب رسولخدا کو باقی رہگئے اسوقت حضرت جبرئیلؑ نے جانب رب العزت سے اس جناب کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ حقسبحانہٗ تعالےٰ نے تمہاری بزرگی اور مرتبے کی رعایت سے مجھکو اس وقت تمہارے پاس بھیجا ہے اور تم سے سوال کرتا ہے کہ تم اپنے تئیں دنیا میں کیونکر پاتے ہو حالانکہ وہ تم سے عالم تر ہے، مگر ساتھ اس بزرگی و شرف کے تم کو خاص کیا ہے یعنی انبیاء سلف سے کسی نبی کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہوا کہ کوچ انکا دار دنیا سے منحصر ہو ان کی مرضی پر فقال النبیّ اجدنی یا جبرئیل مغمومًا واجدنی یا جبرئیلؑ مکروبًا حضرت نے پیغام خدا کو جبرئیلؑ سے سنکر جواب دیا کہ اے جبرئیلؑ میں اپنے تئیں دنیا میں مبتلائے غم والم پاتا ہوں فلمّا کان الیوم الثالث ھبط جبرئیلؑ وملک الموت ومعہما ملک یقال لہ اسمعیل فی الھواء علی سبعین الف ملک فسبقھم جبرئیلؑ جب تیسرا دن ہوا اُس روز حضرت جبرئیلؑ اور ملک الموت اور اسمٰعیل کہ موکل ہے ہوا پر مع ستر ہزار فرشتونکے

حضرت رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے تنہا حضرت جبرئیلؑ نے حضرت کے سامنے جا کر جس طرح سے کہ پہلے روز استفسار کیا تھا اسی طرح اس دن بھی سوال کیا حضرت نے وہی جواب دیا جو پہلے فرمایا تھا فاستاذن ملک الموت فقال جبرئیل یا احمد ھذا ملک الموت یستاذن علیک لم یستاذن علیٰ احد قبلک ولا یستاذن علیٰ احد بعدک قال ائذن لہ بعد اس کے ملک الموت نے اذن چاہا کہ داخل ہووین اسوقت حضرت جبرئیلؑ نے خدمت جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ میں عرض کی کہ یا حضرت ملک الموت اُمیدوار اذن ہیں حالانکہ قبل اسکے اُنھوں نے اپنے داخل ہونے میں کسی سے اجازت نہیں چاہی اور نہ بعد اسکے کبھی کسی سے اُمیدوار رخصت ہونگے حضرت نے فرمایا کہ انکو بلا لو نا ذن لہ جبرئیلؑ فاقبل حتی وقف بین یدیہ فقال یا احمد ان اللہ ارسلنی الیک وامرنی ان اطیعک فیما تامرنی ان امرتنی بقبض نفسک قبضتہا وان کرھت ترکتہا پس حضرت جبرئیلؑ نے موافق ارشاد جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے ملک الموت کو طلب کیا جب ملک الموت نے اجازت پائی اسوقت آنکر سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حقسبحانہ تعالے نے مجھے تمہاری خدمت میں بھیجا ہے اور مجھ سے حکم کیا ہے کہ جو تم ارشاد کرو اُسکو میں بجالاؤں اگر تم حکم کرو تو تمہاری روح اقدس کو قبض کروں اور اگر مرضی نہو تو میں درگذرروں فقال النبی اتفعل ذالک یا ملک الموت قال نعم بذالک امرت اطیعک فیما تامرنی حضرت نے ملک الموت سے استفسار فرمایا کہ اے ملک الموت آیا تم میرے کہنے پر عمل کروگے اُنھوں نے عرض کی کہ البتہ میں اسی پر مامور ہوں کہ جو آپ ارشاد کریں اسکو بجالاؤں فقال لہ جبرئیل یا احمد ان اللہ تبارک وتعالیٰ قد اشتاق الیٰ لقائک فقال رسول اللہ یا ملک الموت امض لما امرت بہ حضرت جبرئیلؑ نے سوال و جواب جناب رسالتمآبؐ و ملک الموت کو سُنکر خدمت اقدس جناب نبوی میں عرض کی کہ یا حضرت خداوند برتر آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے اُسوقت حضرت نے ملک الموت سے ارشاد کیا کہ جس امر میں تم مامور ہوئے ہو اُسکو بجا لاؤ کہ فقال جبرئیلؑ ھذا اخر وطیی الارض انما کنت حاجتی من الدنیا اس دم حضرت جبرئیلؑ متکلم ہوئے کہ یہ آخر نزول میرا ہے روئے زمین پر دنیا میں بس آپ ہی سے مجھے کام تھا فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیٰ روحہ الطیبۃ وآلہ الطاہرین جاءت التعزیۃ جاءھم اٰت یسمعون حسہ ولا یرون شخصہ پس جناب ختمی مآبؐ نے دار دنیا سے رحلت فرمائی لوگ مشغول

عزائے رسول مقبول ہوئے اُسوقت ایک آواز آئی تھی کہ لوگ اسے سُنتے تھے مگر آواز دینے والا
کسی کو نظر نہ آتا تھا فقال السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کل نفس ذائقۃ الموت و انما
توفون اجورکم یوم القیامۃ ان فی اللہ عزاءً من کل مصیبۃ و خلفاً من کل ھالکٍ و درکاً
من کل ما فات پس کہا اس شخص نے کہ اے اہلبیت رسالت سلام ہو تم پر اور رحمت و برکت خدا کی
نازل ہو تم پر چاہیئے کہ تم اس مصیبت عظمیٰ میں صبر کرو اور توکل اور اعتماد کرو خدائے برتر پر ہر ذی نفس
چکھنے والا ہے شربت ناگوار موت کو حق سبحانہ تعالےٰ اجر اس مصیبت کا تم کو عطا فرمائے گا۔
اسیطرح بہت سے کلمات تسلی اور تسکین کے اہلبیتؑ سے بیان کئے قال علیؑ بن ابیطالبؑ ھل
تدرون من ھذا ھذا الخضر علیہ السلام اسوقت جناب امیر المومنین علیہ السلام نے
لوگوں سے ارشاد کیا کہ آیا جانتے ہو تم کہ یہ کون شخص ہے یہ خضر علیہ السلام ہیں عن جعفر بن محمد عن
ابیہ علیہم السلام عن جابر ابن عبد اللہ انصاری عن علی بن ابیطالب علیہ السلام
قال قالت فاطمۃ لرسول اللہ یا ابتاہ این القاک یوم الموقف الاعظم و یوم الاھوال
و یوم الفزع الاکبر جابر ابن عبداللہ انصاری نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے
کہ فرمایا حضرت نے کہ ایک روز فاطمہ زہرا نے خدمت رسول مختار میں عرض کی کہ یا حضرت روز قیامت کو کہ
لوگ واسطے حساب کے کھڑے کئے جائیں گے اور ہر ایک شخص مبتلائے غم و اندوہ ہوگا میں آپ سے کہاں
ملاقات کرونگی قال یا فاطمۃ عند باب الجنۃ و معی لواء الحمد وانا الشفیع لامتی الی ربی حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہ تو ملاقات کرے گی مجھ سے بہشت کے دروازے پر اور لواء حمد میرے ہاتھ میں
ہوگا اور میں اپنی اُمت کی شفاعت میں مصروف ہوں گا قالت یا ابتاہ فان لم القاک ھناک قال
القینی علی الحوض وانا اسقی اُمتی جناب سیدہ نے پھر عرض کی کہ اگر وہاں بھی آپ سے ملاقات نہو تو
کیا کروں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ملاقات کر مجھ سے حوض کوثر پر اور میں اپنی اُمت کے سیراب کرنے میں
مشغول ہوں گا قالت یا ابتاہ ان لم القک ھناک فقال القینی علی الصراط وانا قائم اقول
رب سلم امتی حضرت فاطمہؑ نے عرض کی کہ اگر وہاں بھی آپ کی زیارت سے مشرف نہوں تو کہاں تلاش
کروں فرمایا حضرت نے کہ ملاقات کر مجھ سے صراط پر اور میں وہاں کھڑا ہوا جناب باری میں عرض کرتا ہونگا
کہ بار الٰہا میری اُمت بصحت و سلامت اس سے عبور کر جاوے قالت فان لم القاک ھناک قال القینی

وانا عند المیزان اقول رب سلم امتی جناب سیدہؑ نے عرض کی اگر وہاں بھی فائز نہوں تو کہاں جاؤں جناب رسولخدا نے ارشاد فرمایا کہ نزدیک میزان کے کہ میں اسوقت جناب احدیت میں عرض کرتا ہوں گا کہ پروردگارا میری امت کو سلامت رکھ قالت فان لم القک هناك قال القینی عند شفیر جھنم امنع شررھا ولھبھا عن امتی فاستبشرت فاطمۃؑ بذالك صلی اللہ علیھا وعلی ابیھا وبعلھا وبنیھا حضرت خاتون قیامت نے عرض کی کہ یا حضرت اگر وہاں بھی یہ نعمت مجھ کو حاصل نہوئی تو کہاں جاؤں حضرت خاتم الانبیا وشافع روز جزا نے ارشاد فرمایا کہ کنارۂ جہنم پر اور میں اپنی امت سے اسکے شرارے اور شعلے کو دفع کرتا ہوں گا اسوقت یہ مژدہ سُنکر جناب سیدہؑ بہت خوشحال ہوئیں درود خدا کا نازل ہوان پر اور ان کے پدر گرامی منزلت اور شوہر عالی مرتبت اور فرزندان بلند درجت پر الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

(۳) روی فی روضۃ الواعظین وغیرہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ ولد بمکۃ یوم الجمعۃ السابع عشر من ربیع الاول فی عام الفیل کتاب روضۃ الواعظین اور اکثر کتب متقدمین امامیہ میں مذکور ہے کہ جس سال ابرہہ بادشاہ حبش ایک فیل سفید لیکر خراب کرنے کو بنائے خانہ کعبہ کی آیا تھا اسی سال جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ بروز جمعہ سترھویں تاریخ ماہ ربیع الاول کی مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے وقیل لاثنی عشرۃ لیلۃً خلت منہ والاول اصح اور ایک روایت میں وارد ہے کہ وہ جناب بارھویں تاریخ ماہ ربیع الاول کی پیدا ہوئے لیکن روایت اول صحیح ہے وقبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ فی المدینۃ یوم الاثنین للیلتین بقیتا من صفر سنۃ عشر من ھجرتہ وقیل فی الثانی من ربیع الاول اور مشہور ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے اٹھائیسویں تاریخ ماہ صفر کی کہ اسروز دس برس ہجرت سے اس جناب کی گذرے تھے جنت کی طرف انتقال فرمایا اور بروایت غیر مشہور بارھویں تاریخ ربیع الاول کی یہ مصیبت عظیم واقع ہوئی اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ دوسری تاریخ ماہ ربیع الاول کی ان حضرت نے اس دار دنیا سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی اور اس روایت کی جناب مولانا ومولی الخافقین البرئی من الشین جناب سید العلما مولانا السید حسین دامت افاداتہ بدوام الثناتین فی مجالس مفجعہ میں ترجیح فرمائی ہے عن ابن عباسؓ انہ قال قالت لی امنۃ لما اخذنی الطلق واشتد علی الامر سمعت کلام الادمیین ورایت علماً من سندس

علی قضیب من یاقوتۃ قد ضرب بین السمآء والارض کتاب روضۃ الواعظین میں ابن عباس سے
منقول ہے کہ کہا ابن عباسؓ نے سنا میں نے حضرت آمنہؑ سے کہ وہ فرماتی تھیں جب مجھے دردزہ عارض ہوا
سنا میں نے کلام مشابہ بکلام انسان اور دیکھا میں نے ایک نشان کہ بیرق اسکی سندس بہشت کی تھی اور چھڑ اسکی
یاقوت کی تھی کہ وہ درمیان میں زمین و آسمان کے منصوب ہے ورایت نوراً یسطع من راسہ
حتیٰ بلغ السمآء ورایت قصور شامات کانہا شعلۃ نار نوراً ورایت حولی من القطاۃ امراً
عظیماً قد نشرت اجنحتہا اور دیکھا میں نے کہ ایک نور سر سے اس علم کے بلند ہوا اور تا آسمان پہنچا
اور اس نور کی ایسی روشنی تھی کہ مکانات شام کے مانند شعلہ ہائے نور دور سے دکھائی دیئے اور دیکھا
میں نے گرد اپنے کہ بہت سے پرندہ بصورت قطاۃ کہ وہ مشابہ کبوتر سے ہے پروں کو اپنے پھیلائے
ہوئے ہیں ورایت شاباً من اتم الناس طولاً واشد ھم بیاضاً واحسنہم شباباً ماظننتہ
الا عبد المطلب قد دنا منی اور دیکھا میں نے ایک جوان خوشرو کشیدہ قامت سرخ و سفید بہترین
جوانان روزگار قریب میرے آیا اور میرے گمان میں وہ عبد المطلبؑ معلوم ہوئے فاخذ المولود
فتفل فی فیہ واستنطقہ فنطق فلم افہم ما قال الا انہ قال فی امان اللہ وحفظہ قد
حشوت قلبک ایماناً وعلماً وحلماً ویقیناً وعقلاً وشجاعۃً پس اس جوان نے میرے فرزند کو
لیا اور آب دہن اپنا ان کے منہ میں ڈالا اور اُن سے کہا کہ کچھ باتیں کرو پس فرزند میرا بقدرت خدا گویا
ہوا لیکن میں نہ سمجھی کہ کیا کہا مگر اتنی بات کہ اس جوان نے کہا کہ تمہارا خدا حافظ او نگہبان ہے اور
میں نے تمہارے دل کو ایمان اور علم اور حلم اور بُردباری اور یقین اور عقل اور شجاعت سے بھر دیا
انت خیر البشر طوبیٰ لمن تبعک وویل لمن تخلف عنک ثم اخرج صرۃ من حریرۃ بیضاء
نفتحہا فاذا فیہا خاتم فضرب علی کتفہ پھر اس جوان نے کہا کہ تم سردار اور بہترین عالم ہو خوشا
حال اس شخص کا کہ جو تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری کرے اور وائے اُس پر کہ جو تمہاری مخالفت کرے
بعد اسکے ایک صرہ کہ وہ حریر سفید کا تھا نکالا اور اس صرہ سے ایک انگوٹھی نکال کے میرے فرزند
کے شانے پر مُہر کر دی۔ ثم قال امرنی ربی ان انفخ فیک من روح القدس فنفخ فیہ والبسہ
قمیصاً وقال ھذا امانک من آفات الدنیا بعد اسکے اس جوان نے میرے فرزند سے کہا کہ مجھے
خدا نے ارشاد کیا ہے کہ تمہارے دل کو مملو کروں عصمت اور تقدیس سے یہ کہکر اس جوان نے حکم خداوند

جلیل کی تعمیل کی اور ایک پیراہن ان کو پہنایا اور کہا کہ یہ پیراہن باعث رفع بلا ہے عن الصّادق علیہ السلام انہ قال کان ابلیس لعنہ اللہ یخترق السّموات السّبع فلما ولد عیسٰی حجب عن ثلث سموات وکان یخترق اربع سموات حضرت صادق سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ زمان سابق میں شیطان ملعون ساتوں آسمانوں تک پہنچتا تھا جب حضرت عیسٰی پیدا ہوئے اسروز سے وہ تین آسمان سے ممنوع ہوگیا مگر چوتھے آسمان تک جاتا تھا فلما ولد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ حجب عن السموات کلّها ورمیت الشیاطین بالرّجوم جبکہ جناب رسالتمآب پیدا ہوئے اسروز سے جانا ابلیس کا سب آسمانوں پر قطعًا موقوف ہوگیا اور اس دن سے جبکہ شیاطین آسمان کی طرف جانیکا قصد کرتے ہیں تو ملائکہ ان کو شعلہ ہائے آتشین سے تیر باراں کرتے ہیں اور ہٹا دیتے ہیں وقال قریش ھذا قیام السّاعۃ الّتی کنّا نسمع اھل الکتب یذکرونہ واصبحت الاصنام کلّها منکبۃ علیٰ وجوهها پس جب کفار قریش نے عجائب اور معجزات ولادت باسعادت کے مشاہدہ کئے آپس میں کہنے لگے کہ ہم جس قیامت کا حال اہل کتاب سے سنتے تھے یہ اسکے آثار ہیں وارتجس فی تلک اللیلۃ ایوان کسریٰ وسقطت منہ اربع عشرۃ شرفۃ وغاضت بحیرۃ ساوہ وخمدت نیران فارس ولم تخمد قبل ذالک بالف عام وبطل سحر السحرۃ اور اس شب کو بارگاہ نوشیروان میں ایسا زلزلہ طاری ہوا کہ چودہ کنگرے اسکے گر پڑے اور دریاچہ ساوہ خشک ہوگیا اور خود بخود آگ آتش پرستوں کی بجھ گئی جو کہ ہزار برس سے نہ بجھی تھی اور اثر سحر کا باطل ہوگیا۔

روی انّہ لما ولد النّبی کان حوت من حیتان البحر یقال لہ طمسوسًا وھو سیّد الحیتان روایت میں وارد ہے کہ دریائے محیط کی مچھلیوں میں ایک مچھلی کہ نام اس کا طمسوسا ہے اور وہ سب مچھلیوں کی سردار ہے ولہ سبع مائۃ الف ذنب یمشی علیٰ ظهرہ سبع الف نون الواحد منها اکبر من الدنیا اور خداوند عالم نے اس مچھلی کو سات لاکھ دمیں عطا کی ہیں سات لاکھ مچھلیاں اسکی پشت پر چلتی پھرتی ہیں کہ ان میں کی ایک تمام دنیا سے بڑی ہے ولکلّ نون سبعمائۃ الف قرون من زمرّد اخضر لا یشعر بهنّ اضطرب فرحًا لمولدہ اور ہر مچھلی کو حق سبحانہ تعالےٰ نے سات لاکھ شاخیں زمرد سبز کی عطا فرمائی ہیں باایں ہمہ طمسوسا کو کچھ گرانی محسوس نہیں ہوتی تو وہ مچھلی ولادت باسعادت کی خوشی میں اچھل پڑی ولولا ان اللہ عزّ وجلّ اثبتہ لجعل عالیها سافلها اور اگر

آسمان وزمین اسکونہ روکتا تو دنیا کو الٹ دیتی وما بقی جبل الا نادی صاحبہ بالبشارۃ و یقول لا الہ الا اللہ اور کوئی پہاڑ باقی نرہا مگر یہ کہ ایک پہاڑ نے دوسرے پہاڑ کو خوشخبری اور مبارکباد دی اور کلمۂ توحید زبان پر جاری کیا ولقد قدست الاشجار اربعین یوما بانواع افنانہا وثمارھا فرحاً لمولدہ اور اس نعمت عظیم کی خوشی میں چالیس روز تک تمام درخت شاخ وثمر سمیت تنزیہ وتقدیس خدا وندجلیل میں مشغول رہے ولقد زم ابلیس وکبل والقی فی الحصن اربعین یوما وغرق عرشہ اربعین یوما: اور جس روز کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ پیدا ہوئے اُس روز ابلیس سرکش کی ناک میں مہار ڈال کے اور زنجیروں میں جکڑ کے ایک قلعہ مستحکم میں چالیس روز تک مقید کیا اور تخت ابلیس بدبخت چالیس روز تک ڈبو دیا گیا ولقد انکبت الاصنام کلہا ولقد سمعوا صوتاً من الکعبۃ یاآل قریش جاء کم البشیر جاء کم النذیر وھو خاتم الانبیاء وعترتہ خیر الناس بعدہ اور شب ولادت باسعادت میں تمام بُت مکہ کے سرنگون ہو ہو گئے اور تمام اہل مکہ نے کعبہ سے سنا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اے بزرگان قریش مسرور ہو کہ آج کی شب پیدا ہوا وہ سردار مرسلین کہ جو بشارت دیگا تم کو نعمتوں سے بہشت کی اور خوف دلائے گا تم کو عذاب آخرت سے اور وہ خاتم انبیا ہیں یعنی دین ان کا تا قیام قیامت باقی رہے گا اور اولاد امجاد ان کی بہترین خلق ہے!

روی انہ لما تغیر حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ بکت فاطمۃ علیہا السلام بکاءً شدیداً واخذت راسہ فی حجرھا حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب حال جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ کا شدت مرض سے متغیر ہوا اور حضرت کو غش پر غش آنے لگے جناب سیدہ یہ حال دیکھکر نہایت مضطر ہوئیں اور باواز بلند رونے لگیں اور سر اقدس اپنے باپ کا اپنی چھاتی سے لگا کر منہ پر منہ رکھدیا:

اذ نادیٰ رجل خلف الباب السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ انا رجل غریب رسول الیک فاذن لی حتی ادخل علیک ناگاہ کسی مرد نے پس در سے صدا دی کہ سلام آپ پر یا رسول اللہ میں مرد مسافر ہوں کچھ پیام لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اُمیدوار ہوں کہ مجھے اجازت ہو کہ اندر حاضر ہوں اور جو کچھ عرض کرنا ہے وہ عرض کروں فقالت فاطمۃ علیہا السلام یا عبد اللہ ان رسول اللہ فی شدۃ المرض قد غشی علیہ فعلیک ان توجع فسکت ھنیئۃ ولم یبرح عن الباب پس جناب سیدہ نے جب آواز اس شخص کی سنی ارشاد فرمایا کہ

اسے مردِ غریب یہ وقت ملاقات رسولِ خدا کا نہیں ہے اس لئے کہ وہ حضرت شدتِ مرض سے اسوقت
غش میں ہیں مناسب ہے کہ اب پھر جا راوی کہتا ہے کہ جب اس شخص نے یہ جواب سُنا ساکت
ہو رہا مگر در دولت سے نہ ہٹا لیکن بعد تھوڑی دیر کے پھر اذن چاہا جناب سیدہؑ نے جو جواب
کہ پہلے دیا تھا وہی پھر ارشاد فرمایا یہ سُنکر وہ شخص پھر چپ ہو رہا اور در پر کھڑا رہا ثم استاذن
بصوت مہیب وقال یا سیدتی انہٗ رسولٌ الیہ فلا بدّ لی من الدخول علیہ ففزعت
بہ فاطمۃ علیہا السلام حتّیٰ افاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ بعد تھوڑی دیر کے
اس شخص نے تیسری مرتبہ بآوازِ مہیب عرض کیا کہ اے سیدۂ کونین اور اے مادرِ حسنینؑ مجھے خدمت
باسعادت رسول الثقلین میں اسوقت حاضر ہونا بہت ضروری ہے اور بدون حصولِ شرفِ حضوری
ممکن نہیں ہے کہ میں در دولت سے پھر جاؤں پس اُمیدوار ہوں کہ مجھے اجازت اندر آنے کی ملے اور
میری مجال نہیں ہے کہ بدوں اجازت کے اندر داخل ہوں پس منقول ہے کہ اب کی مرتبہ جناب سیدہؑ
آواز سے اس شخص کی ایسی خائف ہوئیں کہ کانپنے لگیں یہانتک کہ جناب رسولِ خداؐ نے چشمِ مبارک غش
سے کھولدیں وقال یا قرۃ عینی مالی اراک فزعۃ مرعوبۃ قالت فاطمۃ یا ابتاہ ان
اعرابیًّا علی الباب یستاذن الدخول علیک وکلّما اعتذرہ لا یعذر جناب رسولِ خدا
نے دیکھا کہ فاطمہؑ پر اس قدر خوف طاری ہے کہ تمام بدن کانپ رہا ہے فرمایا کہ اے پارۂ جگر اے
نورِ نظر کیا ہوا کیوں خائف و ترساں ہے جناب سیدہؑ نے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار ایک مردِ غریب
پس در سے اذنِ حضوری دیر سے طلب کر رہا ہے ہر چند میں نے مکرر اس سے عذر کیا اور کہا کہ اے
شخص یہ وقت ملاقات نہیں ہے اور رسولِ خدا بسبب شدتِ مرض کے غش میں ہیں مگر وہ شخص کسیطرح
عذر میرا قبول نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میں کسی کا بھیجا ہوا آیا ہوں ممکن نہیں ہے کہ بدوں حاضر ہوئے
پھر جاؤں فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ یا قرۃ عینی اما تعرفینہ وھو قاطع اللذات
ومفرق الجماعات وھو ملک الموت یا فاطمۃ وھو یحفظ حرمۃ بابک لا یمنعہ مانع
من الولوج ولا یحجبہ حاجب من الخروج فاذن لہ یہ سنکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و
آلہٖ نے فرمایا کہ اے نورِ نظر یہ وہ شخص ہے کہ جماعتوں کو متفرق کر دیتا ہے اور اطفال کو یتیم اور عورات
بیوہ کرتا ہے اے پارۂ جگر یہ وہ ہے کہ اگر قصد اندر آنے کا کرے تو کوئی اسکو منع نہیں کر سکتا اور اگر

قصد ہر جانیکا کرے کسی کی مجال نہیں ہے کہ اسے روک سکے، مگر حق سبحانہ تعالےٰ نے تیرے دروازہ کو یہ رتبہ عطا فرمایا ہے کہ ملک الموت بھی بے اجازت داخل نہیں ہوتا ہے اور نہو گا اور اے فاطمہ یہ فرشتہ بحکم خداوند جلیل اسلئے آیا ہے کہ روح تیرے باپ کی قبض کرے یہ سنتے ہی جناب سیدہ رونے لگیں، پس حضرت نے ملک الموت کو حاضر ہونے کی اجازت دی، فدخل ملک الموت وسلم علیہ وقال یا رسول اللہ ان اللہ تعالیٰ یقرئك السلام ویخیرك بلقائه او الرجوع الی الدنیا پس جب ملک الموت حاضر خدمت با سعادت رسول خدا ہوئے اسوقت بعد تسلیم کے عرض کی کہ یا شفیع المذنبین جناب رب العالمین نے بعد تحفہ سلام کے ارشاد فرمایا ہے کہ اے حبیب ہمارے تجھے اختیار ہے اگر ملاقات ہماری منظور ہے تو اپنی مرگ پر راضی ہو کہ تمام حور و غلمان اور جنت و رضوان تیری ملاقات کے مشتاق ہیں اور اگر ابھی مرگ اپنی نہ منظور ہو تو جب تک جی چاہے دنیا میں رہو کہ ہمیں خوشی تمہاری ہر کیف منظور ہے؛

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ یا ملك الموت امهلنی حتیٰ یاتینی اخی جبرئیل فقال سمعًا وطاعةً فبینا کذالك اذ نزل جبرئیل وقال یا رسول اللہ ان ربك مشتاق الیك ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ جب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد جناب باری ملک الموت سے سُنا فرمایا کہ اے ملک الموت میں چاہتا ہوں مجھے اتنی مہلت دو کہ جبرئیل امین میرے پاس آلیں اور میں کچھ خوشخبری ان سے سن لوں ملک الموت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں تابع فرمان ہوں؛

منقول ہے کہ اسی اثنا میں جبرئیل بھی حاضر خدمت باسعادت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ خوشخبری ہو آپ کو کہ حق سبحانہ تعالےٰ اور تمام فرشتہائے مقرب اور حاملان عرش اور حوران بہشت اور رضوان جنت مشتاق ملاقات ہیں اور تمام جنت کی آپ کے لئے زینت کی گئی ہے اور حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے حبیب میرے خوش ہو کہ تیری اُمت کو ہم اسقدر بخشیں گے کہ جس میں تیری رضا اور خوشنودی ہوگی اور نعمتہائے اُخروی ہم اسقدر تجھے عطا کریں گے کہ ہم نے اس قدر نعمتیں کسیکو عطا نہیں کی ہیں؛

فلما سمع رسول اللہ سر به وقال یا ملك الموت فاصنع بما تؤمر فبکی جبرئیل عن یمینه ومیکائیل عن یساره وملك الموت جالس بین یدیه لیقبض روحه وبکی جب حضرت نے جبرئیل امین سے یہ خوشخبری سُنی نہایت ہی مسرور ہوئے اور ملک الموت سے فرمایا کہ یا عزرائیل اب بجا لاؤ تم اسکو جو حکم دیا ہے تم کو خداوند جلیل نے یہ سنتے ہی جبرئیل امین نے جانب راست سے اور میکائیل نے

جانب جیب سے آوازگریہ و بکا اور صدا واحمداہ کی بلند کی اور ملک الموت سامنے روئے مبارک کے بیٹھے تاکہ روح اقدس کو قبض کریں اور اس مصیبت عظیم پر روتے جاتے تھے؛

وکان ید علیّ ابن طالب تحت حنکہ الاقدس حتی خرجت روحہ صلی اللہ علیہ والہ عن جسدہ الاطہر فبکی ونادی علیؑ واحمداہ لقد بقیت بعدک وحیدًا فریدًا وانت فاطمۃ و خرّت مغشیّۃ علی الارض راوی کہتا ہے کہ اسوقت ہاتھ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا زیر رخسارہ مبارک تھا کہ دفعۃً روح اقدس نے مثل بوئے گل جنت کی طرف انتقال فرمایا اور ساتھ ہی اسکے جناب امیر علیہ السلام رونے لگے اور صدائے واحمداہ وارسول اللہ بلند کی اور بآواز بلند روتے تھے اور کہتے تھے کہ اے سردار انبیا افسوس ہے کہ بعد آپ کے میں تنہا رہگیا اب تمام دنیا میری نظر میں تیرہ و تاریک ہوگئی اور اس وقت تمام اہلبیت گرد حضرت کے روتے تھے اور بیٹھے تھے خصوصًا جناب سیدہ نے جب یہ حال اپنے باپ کا دیکھا ایک آہ سرد کی اور ہائے بابا کہا اور غش کھاکر زمین پر گر پڑیں غرضکہ خانۂ رسولخدا میں ایک قیامت بپا تھی اور اس وقت نظر اہلبیت میں تمام عالم تیرہ و تاریک ہو گیا؛

قال مسح امیرالمومنین علیہ السلام بیدہٖ علی وجہ رسول اللہ وغمض عینیہ فغسلہ بیدہٖ وکفنہ وصلی علیہ مع ملائکۃ السموات ومع بنی ہاشم والمہاجرین والانصار فدفنہ صلی اللہ علیہ والہ ؛

جناب امیر علیہ السلام نے ہاتھ اپنا روئے مبارک پر پھیرا اور چشم مبارک کو ان حضرت کے بند کیا اور بعد اس کے اپنے ہاتھ سے رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کو غسل دیا اور کفن دیا اور ہمراہ ملائکہ ہائے آسمان با جماعت بنی ہاشم و مہاجرین و انصار ان حضرت پر نماز پڑھی اور آپ ان حضرت کو دفن کیا؛ پس حضرات جو مصائب کہ جناب علی مرتضی اور جناب فاطمہ زہرا اور حسنین علیہم السلام پر رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی مفارقت میں گذرے ممکن نہیں کہ بیان ان کا کسی سے ہوسکے خصوصًا جناب سیدہ نے اپنے باپ کی مفارقت میں اس قدر رنج اٹھائے کہ زیادہ چالیس روز سے دنیا میں زندہ نہ رہیں الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ؛ ؛

(۴) قولہ تعالیٰ الم یجدک یتیمًا فاوی؛ جناب باری تعالےٰ کلام مجید میں فرماتا ہے کہ آیا نہیں پایا تجھے یتیم اے محمد تو پناہ دی تجھے؛ انہ تقریر لنعمۃ اللہ علیہ حین مات ابوہ وبقی یتیمًا فاواہ اللہ بان سخرلہ اولا عبدالمطلب اس آیہ میں بیان ہے اس نعمت کا

خدا کی جانب سے اس جناب کے شامل حال ہوئی جس وقت اس جناب کے والد ماجد حضرت عبد اللہؑ نے اس
جہان سے انتقال فرمایا اور وہ جناب یتیم ہو گئے پس خدا نے اس جناب کو پناہ دی یعنی پہلے حضرت عبد المطلبؑ کو
اس جناب کی پرورش کے لئے مسخر کیا۔ ثم لمّا مات عبد المطلبؑ قبض لہ ابا طالبؑ وسخرہ للاشفاق
علیہ وحببہ حتی کان احبّ الیہ من اولادہ وکفلہ وربّاہ بعد اسکے جب حضرت عبد المطلبؑ نے
دنیا سے رحلت کی خدا نے آمادہ کیا حضرت ابو طالبؑ کو اور مسخر کیا ان کو اس امر پر کہ اس جناب پر شفقت اور
محبت کریں چنانچہ حضرت ابو طالبؑ اس جناب سے ایسی محبت رکھتے تھے کہ اپنی اولاد سے بھی یہ حال نہ تھا اور
ہر حال میں اس جناب کے متکفل حال رہے اور پرورش کی ان حضرت کی۔

والیتیم من لا اب لہ وکان النبیؐ مات ابوہ وھو فی بطن امّہ اور یتیم اس لڑکے کو کہتے ہیں
جس کا باپ نہ ہو اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے کہ ان کے والد ماجد حضرت
عبد اللہؑ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔

وقیل انہ مات بعد ولادتہ بمدۃ قلیلۃ ومات امّہ وھو ابن سنتین ومات جدّہ
وھو ابن ثمان سنین فسلمہ الی ابی طالبؑ لانہ کان اخا عبد اللہ لامّہ فاحسن تربیتہ
اور دوسری روایت میں ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے پیدا ہونے کے تھوڑے دنوں کے بعد
حضرت عبد اللہؑ نے انتقال فرمایا اور جب حضرت کا سن شریف دو برس کا ہوا اس وقت اس جناب کی اماں
بھی دنیا سے راہی بہشت ہوئیں اور جب حضرت کے جد امجد نے وفات پائی اسوقت حضرت آٹھ سال کے
تھے حضرت عبد المطلبؑ نے وقت وفات اس جناب کو حضرت ابو طالبؑ کے سپرد کیا اس لئے کہ حضرت
عبد اللہؑ و جناب ابو طالبؑ عینی بھائی تھے پس ابو طالبؑ نے حضرت کی تربیت بہت اچھی طرح سے کی۔

وسئل الصادقؑ لم اوتم النبی عن ابویہ فقال لئلا یکون لمخلوق علیہ حق جناب صادق علیہ
السلام سے کسی نے پوچھا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے والدین اس جناب کی صغرسنی ہی میں کیوں
فوت ہو گئے حضرت نے فرمایا اسلئے کہ کسی مخلوق کا حق حضرت پر نہ ہے۔ قولہ تعالیٰ ووجدک ضالًا
فھدیٰ جناب احدیت فرماتا ہے کہ اور پایا تجھے اے محمدؐ کھویا ہوا تو ہدایت کی عبد المطلب کو جس وقت
وہ تجھے تلاش کر رہے تھے فروی انہ ضل فی شعاب مکۃ وھو صغیر فرآہ ابو جھل
وردّہ الی جدّہ عبد المطلبؑ فمنّ اللہ سبحانہ بذالک علیہ اذ ردّہ الی جدّہ

فی کتاب معالم العترۃ النبویۃ فذالک قولہ فاصحاب المیمنۃ واصحاب المشئمۃ و السابقون السابقون فانا من السابقین و انا خیر السابقین پھر خدا نے دو قسموں کے تین فرقہ کر دیئے تو مجھکو بہتر فرقہ میں سے کیا روایت کی ہے ابن احمر جنابذی نے کتاب معالم العترت میں جناب احدیت فرماتا ہے دہنے اصحاب اور بائیں اصحاب اور پہلے لوگ تو میں پہلوں میں سے ہوں بلکہ پہلوں میں افضل ہوں ثمّ جعل الاثلاث قبائل فجعلنی فی خیرھا قبیلۃ وذکر قولہ تعالےٰ وجعلنا کم شعوبا وقبائل فانا اتقیٰ ولد آدم واکرمھم علی اللہ ولا فخر پھر ان تین فرقوں میں قبیلے قرار دیئے تو مجھکو بہتر قبیلے میں سے کیا اس مطلب پر حضرت نے اک آیہ کو پڑھا جس کا یہہ مضمون ہے کہ ہم نے تم لوگوں میں شعبے اور قبیلے کیئے پس میں برگزیدہ ہوں اولاد آدمؑ میں اور خدائے تعالےٰ کے نزدیک تمام فرزندان آدمؑ سے بزرگ ہوں مگر میں اسکو فخریہ نہیں کہتا ؛

ثمّ جعل القبائل بیوتا فجعلنی فی خیرھا بیتا وذالک قولہ تعالیٰ انّما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فانا و اھل بیتی مطہرون من الذنوب حضرت فرماتے ہیں پھر ان قبیلوں میں گھرانے قرار دیئے تو مجھکو طیب و طاہر گھرانے میں سے کیا شاہد اسکا قول خدائے برتر ہے فرماتا ہے کہ یہی ارادہ کیا اللہ نے کہ دفع کرے تم سے بُرائیوں کو اے اہلبیت اور پاک کرے تم کو تو پس میں اور میری اہلبیت گناہوں سے پاک ہیں فی کتاب الیواقیت عن جعفر بن محمّد علیہما السلام عن اٰبائہ الطاھرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال اذا کان یوم القیامۃ نادیٰ منادٍ الا لیقم من اسمہ محمّد فلیدخل الجنّۃ لکرامۃ سمیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب یواقیت میں مذکور ہے جناب صادق علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین سے اور انہوں نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا جب روز قیامت ہوگا ایک منادی ندا کرے گا کہ ہاں جس جس کا نام محمّد ہو اُٹھے اور جنّت میں داخل ہو اپنے ہمنام کے سبب سے عاش صلی اللہ علیہ وآلہ ثلثا و ستّین منہا مع ابیہ سنتان واربعۃ اشھر ومع جدّہ عبدالمطلب ثمانی سنین ثم کفلہ عمّہ ابوطالب بعد وفاۃ عبدالمطلب جناب رسولخدا محمّد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ نے تریسٹھ برس دُنیا میں زندگانی کی دو برس چار مہینے کے سن تک حضرت کے والد ماجد زندہ رہے جب حضرت کا سن آٹھ برس کا ہوا تو جدّ نامدار اس جناب کے حضرت عبدالمطلب دنیا سے رحلت کر گئے

بعد اسکے حضرت کے عم وفادار حضرت ابو طالبؑ اپنی تمام عمر اس جناب کی کفیل اور معین رہی وکان یکرمه ویحمیه وینصره بیده ولسانه ایا محیلوته حضرت ابو طالب مدة العمر اپنے جناب رسولخدا کی تعظیم وتکریم اور حمایت ونصرت میں ہاتھ اور زبان سے مصروف رہے یہی سبب تھا کہ جب تک حضرت ابو طالبؑ زندہ رہے کفار کو قدرت نہ تھی کہ حضرت کو ضرر پہنچائیں وقیل ان اباه مات و عمره سبعة اشهر ومات امه وعمره ست سنین اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت کا سن کل سات مہینے کا تھا جب حضرت عبداللہؑ نے رحلت فرمائی اور جب سن اقدس چھ سال کو پہنچا تو حضرت آمنہؑ نے انتقال کیا روی مسلم فی صحیحة انه قال استأذنت ربی فی زیارة قبر امی فاذن لی فزوروا القبور یذکرکم الموت مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے اذن چاہا کہ اپنے ماں کے قبر کی زیارت کروں تو مجھکو اذن دیا پھر حضرت اپنی اُمت کو خطاب کرکے فرماتے ہیں کہ زیارت کرو تم لوگ قبروں کی کہ زیارت قبور تم کو یاد دلائے گی موت اور جب آدمی موت کا تصوّر کرتا رہے گا تو ہرگز دُنیا میں غفلت سے بسر نہ کرے گا و تزوج خدیجة وهو ابن خمس وعشرین سنة وتوفی عمه ابوطالب وعمره ست واربعون سنة وثمانیة اشهر واربعة وعشرون یوما وتوفیت خدیجة علیها السلام بعده بثلثة ایام فسمی ذالك العام عام الحزن جب اُس جناب نے حضرت خدیجہؑ سے نکاح کیا سن اس جناب کا پچیس برس کا تھا جب حضرت ابو طالبؑ نے انتقال کیا اس وقت سن اقدس چھیالیس برس آٹھ مہینے چوبیس دن کا تھا حضرت ابو طالبؑ کے تین دن بعد حضرت خدیجہؑ نے بھی انتقال کیا اسی سبب سے اس سال کا نام سال حُزن رکھا گیا اور ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہا اُس نے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے قریش ہمیشہ خائف ومرعوب رہا کیے یہاں تک کہ حضرت ابو طالبؑ نے انتقال کیا واقام بمکة بعد البعث ثلث عشر سنة ثم هاجر الی المدینة بعد ان استتر فی الغار ثلثة ایام وقیل ستة ایام حضرت بعد مبعوث ہونے کے تیرہ برس تک مکے میں رہے بعد اسکے مدینے کو ہجرت کی جبکہ تین دن اور دوسری روایت کے موافق چھ دن تک غار میں مخفی رہ چکے۔

ودخل المدینة یوم الاثنین الحادی عشر من ربیع الاول وبقی بها عشر سنین ثم قبض

لليلتين بقيتا من صفر سنة احدے عشرۃ للھجرۃ؛
دوشنبہ کے دن گیارھویں تاریخ ربیع الاول کی حضرت مدینے میں داخل ہوگئے دس برس تک وجود فائز الجود سے مدینہ منورہ آبادرہا بعد اسکے ہجرت سے گیارھویں برس اٹھائیسویں کو ماہ صفر کی خلد بریں میں تشریف لے گئے؛ صلی اللہ علیہ وآلہ

(۶) قولہ تعہ وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوےٰ اور سایہ کیا ہم نے تم پر ابر کا اور اُتارا تم پر منّ وسلوےٰ؛

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جناب احدیت فرماتا ہے اے قوم بنی اسرائیل یاد کرو اس وقت کو جب حکم دیا ہم نے بدلی کو کہ تم پر سایہ ڈالے جب تم تیہ میں تھے کہ تمہیں شدت سے دھوپ کی اور آفت سے شبنم کی محفوظ رکھے اور نازل کیا ہم نے تم پر من وسلوے من ترنجبین ہے کہ شب کو آسمان سے گرتی تھی؛ اور ان کے درختوں پر جم جاتی تھی اور بہت لذیذ اور لطیف تھی اسے بنی اسرائیل کھایا کرتے تھے اور سلویٰ مرغ آسمانی تھے کہ لاکھوں اس تیہ میں نازل ہوتے تھے اور بنی اسرائیل بے زحمت ان کو شکار کرکے کھاتے تھے گوشت ان جانوروں کا نہایت خوش مزہ اور پاکیزہ تھا کلوا من طیبات ما رزقناکم یعنی کھاؤ ستھری چیزیں جو دیں ہم نے تم کو جناب باری تعالےٰ نے فرمایا کہ کھاؤ تم چیزہائے پاکیزہ میں سے کہ تمہیں دیگئیں؛

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے بنی اسرائیل سے عہد وپیمان لیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ سے اور ان کی اہلبیت سے تولا کرو وما ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون اور ہمارا کچھ نقصان نہ کیا پر اپنا نقصان کرتے رہے یعنی اس عہد کے بدلنے سے اور پیمان شکنی سے اپنے ہی نفسوں پر ظلم کیا اور ان کے کفران سے ہماری خدائی اور بادشاہی میں کچھ ضرر نہیں ہوتا اسیطرح مومنوں کے ایمان لانے سے ہماری سلطنت بڑھ نہیں جاتی۔

واذ قلنا ادخلوا ھذہ القریۃ فکلوا منھا حیث شئتم رغدًا اور جب کہا ہم نے داخل ہو اس شہر میں اور کھاتے پھرو اس میں جہاں چاہو محفوظ ہو کر یعنی یاد کرو اے قوم بنی اسرائیل اس وقت کو جب ہم نے تمہارے آباو اجداد سے کہا کہ داخل ہو اس شہر میں یعنی شہر اریحا میں کہ شام کے شہروں میں سے ہے اور یہ خطاب اس وقت تھا جب بنی اسرائیل تیہ سے

باہر نکلے تھے اور کھاؤ تم اس شہر میں جہاں کہیں چاہو آسودگی سے وادخلوا الباب سجدًا
اور داخل ہو دروازوں میں سجدہ کرکے، جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شہر کے
دروازے کو جناب باری تعالے نے بصورت محمدؐ و علیؑ بنی اسرائیل کے لئے ممثل کیا تھا اور حکم لیا
کہ سجدۂ تعظیمی کرو اور جو عہد و پیمان کہ ان کی دوستی کے باب میں کیا ہے اس عہد کو پھر تازہ کرو
اور ان کی تفضیلت کا اقرار کرو وقولوا حطّۃ اور کہو گناہ اُترے یعنی کہو اے بنی اسرائیل کہ سجدہ
ہمارا خدا کے لئے ہے اور تعظیم مثال محمدؐ و علیؑ صلوات اللہ علیہما کے لئے اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں
اس بات کا کہ دوستی اور محبت ان دونو بزرگوں کی گم کرنے والی ہے گناہوں کی اور محو کرنے والی
ہے برائیوں کی نغفرلکم خطایاکم وسنزید المحسنین تو بخشیں ہم تمہاری تقصیریں اور زیادہ
ثواب بھی دیں گے نیکی والوں کو یعنی تا بخش دیں ہم تمہارے گناہوں کو اور قریب ہے کہ زیادہ کریں
ہم ثواب نیکوں کا فبدّل الذین ظلموا قولاً غیرالذی قیل لھم پھر بدل ڈالی بے انصافوں نے
اور بات سوا اسکے جو کہی گئی تھی اُن سے یعنی نہ دروازے پر سجدہ کیا اور نہ قول حطہ زبان پر
جاری کیا بلکہ برعکس حکم خدا دروازے کی طرف رُخ بھی نہیں کیا۔ اولٹے یعنی پشت سے داخل ہوئے
سجدہ کیسا خم بھی نہ ہوئے اور کہا کہ اتنے اونچے دروازے میں خم ہونا کیا ضرور ہے اور یہ دو شخص
یعنی حضرت موسیٰؑ اور یوشعؑ ہم کو کب تک مسخرا بنایا کریں گے کہ امور باطلہ کے لئے سجدہ کرواتے
ہیں اور داخل ہوتے وقت لفظ حطّۃ کے بدلے حنطۃ کہا یعنی گیہوں جسے ہم اپنا قوت کریں ہم کو
محبوب تر ہے ایسے گفتار و کردار سے فانزلنا علی الذین ظلموا رجزًا من السماء بما کانوا
یفسقون پھر اُتارا ہم نے بے انصافوں پر عذاب آسمان سے ان کی بدعملانی پر اور وہ عذاب یہ تھا
کہ ایک دن سے کم میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمی ظالموں میں سے ہلاک ہو گئے یہ وہ لوگ تھے کہ علم
خدا میں گذرا تھا کہ اگر یہ زندہ رہیں گے تو ایمان نہ لاویں گے اور توبہ نہ کریں گے اور جو لوگ ایسے
تھے کہ ایمان لائے اور توبہ کی یا ان کے صلب سے ایسے فرزند پیدا ہوئے کہ خدا کی عبادت
کی اور ایمان لائے محمد صلعم پر اور دوست ہوئے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اور ان کی
اولاد طیبین کے ان پر عذاب نازل نہوا واذاستسقٰی موسیٰ لقومہ اور جب پانی مانگا موسیٰ نے
اپنی قوم کے واسطے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ یاد کرو اے بنی اسرائیل

اُسوقت کو کہ جب طلب کیا موسٰے نے پانی اپنی قوم کے لئے جس وقت پیاسے تھی وہ لوگ تیہ میں
اور فریاد کرتے ہوئے اور روتے ہوئے حضرت موسٰی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم
مارے پیاس کے ہلاک ہوئے جاتے ہیں اسوقت حضرت موسٰی علیہ السلام نے دعا کی کہ خدایا بحق
محمدؐ سید انبیا و بحق علیؑ سید اولیا و بحق فاطمہؑ سیدۃ نسا و بحق حسنؑ بہترین اولیا و بحق حسینؑ افضل شہدا
و بحق باقی آئمہ ہدیٰ جو کہ ان کے خلفاء اور بہترین از کیا ہیں ان اپنے بندوں پر رحم کر اور ان کو پانی سے
سیراب کر فقلنا اضرب بعصاك الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا قد علم كل أناس
مشربهم حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے وحی کی موسٰی کو اے موسیٰؑ مار عصا کو پتھر پر جب موسٰی نے
عصا پتھر پر مارا جاری ہوئے اس پتھر سے بارہ چشمے کہ جان لی ہر آدمی نے اپنے پانی پینے کی جگہ
اور بارہ چشمے جاری ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اسباط اولاد یعقوبؑ بارہ قبیلے تھے تاکہ پانی پینے کے
وقت آپس میں ایک دوسرے سے مزاحمت اور منازعت نکرے۔ حدیث معتبر میں جناب صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ سونا قبل طلوع آفتاب نحس ہے اور رنگ کو زرد کرتا ہے اور آدمی کو
رزق سے محروم کرتا ہے اس لئے کہ حق تعالےٰ رزق کو طلوع صبح اور طلوع آفتاب کے درمیان
قسمت کرتا ہے اور من و سلوی بنی اسرائیل پر اسی وقت نازل ہوتا تھا جو شخص اس وقت سو
جاتا تھا اسکو نصیب نہیں ہوتا تھا جب جاگتا تھا تو محتاج ہوتا تھا اور دوسروں سے سوال
کرتا تھا نے الكافی والاکمال عن الباقرؑ والصادقؑ اذا خرج القائم من مكة نادى مناديه
الا لا يحملن احد طعاما ولا شرابا وحمل معه حجر موسى بن عمران وهو وقر بعير فلا ينزل
منزلا الا انفجرت منه عيون فمن كان جائعا شبع ومن كان ظمأنا روی و رویت دوابهم
حتى ينزلوا النجف من ظهر الكوفة كافی اور اکمال میں حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم
السلام سے منقول ہے کہ جب قائم آل محمدؐ مکہ سے ظاہر ہوں گے اور متوجہ ہوں گے بطرف کوفہ اُسوقت
ایک منادی حضرت کی طرف سے حضرت کے اصحاب کو ندا کرے گا کہ کوئی شخص توشہ اور پانی انکے
ساتھ نہ لے فقط حضرت موسٰی علیہ السلام کا پتھر اس جناب کے ساتھ ہوگا وہ پتھر بار ایک شتر کا ہے
جس منزل میں مقام ہوگا اس پتھر سے چشمہ جاری ہوگا جو بھوکا اور پیاسا کہ اس پانی کو پئیگا
سیر ہو جائیگا اور حضرت کے اصحاب کا یہی توشہ ہوگا جبتک کہ داخل نجف اشرف ہوں۔

(۷) قولہ تعالیٰ واذ قال موسیٰ لقومہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ تفسیر جناب امام حسن عسکری
علیہ السلام میں مذکور ہے اس جناب نے فرمایا کہ حق تعالے نے یہود مدینہ کو خطاب کیا کہ یاد کرو اسوقت
کو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا حکم فرماتا ہے کہ ذبح کرو تم گاے اور اس کے
ایک عضو کو اس مقتول پر جو درمیان تمہارے پڑا ہے ڈال دو تو حکم خدا سے وہ مُردہ زندہ ہو
جائے اور تم کو خبر کرے کہ اسے کس شخص نے قتل کیا یہ حکم اُسوقت تھا جب ایک شخص کشتہ درمیان
میں ایک قبیلہ کی پڑا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحکم خدا قبیلہ سے فرمایا کہ لازم کرو اس بات کو
کہ پچاس آدمی جو تم میں شریف ہوں قسم کھاویں اس طور پر کہ قسم ہے اُس خداوند کی جو قوی اور عزت
ہے اور خدا ہے بنی اسرائیل کا اور فضیلت دینے والا ہے محمدؐ اور ان کی آل طیبین کا اپنی تمام
مخلوقات پر کہ ہم نے اس مقتول کو نہیں مارا اور اسکے قاتل سے آگاہ بھی نہیں اگر اس طور پر قسم
کھاؤ تو دیت دیکر خلاص ہو جاؤ اور اگر قسم نہ کھاؤ تو اسکے قاتل کو پیدا کر دو تا کہ اُسپر قصاص جاری
ہو اور اگر ان دونو باتوں میں سے ایک کو بھی بجا نہ لاؤ گے تو زندان تنگ میں محبوس رہو گے جب تک کہ
ان دو شرطوں میں سے ایک پر راضی نہ ہو۔ اہل قبیلہ نے کہا کہ اے پیغمبر خدا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم
قسم بھی کھاویں اور دیت بھی دیں ایسا تو حکم خدا نہیں ہے اور صورت اس ماجرے کی یہ تھی کہ ایک
عورت تھی بنی اسرائیل میں نہایت حسینہ اور جمیلہ اور حسب و نسب میں بھی کمال شرافت رکھتی تھی
بہت سے لوگ اس عورت کی خواستگاری کرتے تھے اس عورت کی تین چچا زاد بھائی تھے ایک
شخص کو ان تینوں میں سے جو بڑا عالم اور متقی تھا اس عورت نے پسند کیا اور چاہا کہ اسی سے شادی
کرے ان دونو بھائیوں کو ایسا حسد ہوا کہ آخر باغوائے شیطان نے اس مرد عالم کو بہ بہانہ ضیافت
بلا کر قتل کیا اور اسکی نعش کو ایک قبیلہ میں جو کہ قبائل بنی اسرائیل میں بہت بڑا قبیلہ تھا ڈال دیا
جب صبح ہوئی تو وہی دونو قاتل چاک گریبان خاک سر پر ڈالے ہوئے حضرت موسیٰ علی نبینا و
علیہ السلام کے پاس فریادی آئے حضرت نے اہل قبیلہ کو طلب فرمایا اور استفسار حال کیا اُن
لوگوں نے کہا کہ یا حضرت نہ ہم اس میت کے قاتل ہیں اور نہ اسکے قاتل سے خبر رکھتے ہیں حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمی قسم کھاؤ اور دیت دو یا اسکے قاتل کو پیدا کر دو
ان لوگوں نے کہا کہ جب باوجود قسم کھالنے کے ہم پر دیت لازم ہوتی ہے تو پھر قسم کا کیا فائدہ ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ سارا فائدہ و نفع حق تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ہے جو کچھ حکم خدا ہے اسے بجا لاؤ اُن لوگوں نے کہا کہ یا حضرت نہ ہم سے کچھ خیانت ہوئی اور نہ کسی کا حق ہماری گردن پر ہے باوجود اسکے ہم قسم بھی کھائیں اور دیت دیں یہ امر ہم پر دشوار ہے تو درگاہ خدا میں آپ دُعا کریں کہ اس مقتول کے قاتل کو ہم پر ظاہر کر دے تاکہ جس امر کا وہ سزاوار ہو آپ اسے جزا دیں اور ہم لوگ تہمت گناہ سے اور قسم سے رہائی پا دیں۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس معاملہ کا حکم حق تعالےٰ بیان کر چکا ہے مجھے لائق نہیں ہے کہ میں جرأت کروں اور حکم ثانی اس بارہ میں طلب کروں بلکہ لازم ہے ہم پر کہ اسکے فرمان کو تسلیم کریں اور اسکے حکم کو اپنے اوپر لازم کریں اور اسپر اعتراض نکریں آیا نہیں دیکھتے تم کہ حق تعالےٰ نے ہم پر حرام کیا ہے کام کرنا ہفتہ کے دن کا اور منع کیا ہے گوشت اونٹ کا پس ہم کو لائق نہیں کہ اسکے حکم میں تصرف اور تغیر کریں۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے چاہا کہ اس حکم کو ان پر لازم کریں جب وہ لوگ راضی نہوئے اُسوقت حق تعالےٰ نے وحی بھیجی حضرت موسیٰ کو اے موسےٰ ان کے کہنے کو قبول کر لے اور مجھ سے سوال کرتا کہ میں اس میت کے قاتل کو ظاہر کروں اور دوسرے لوگ جرم اور تہمت سے خلاص ہو جائیں اسلئے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کے سوال کے ضمن میں فراخ روزی کروں ایک شخص کو کہ وہ نیک لوگوں میں سے ہے اور اسکا اعتقاد یہ ہے کہ حبیب میرا محمدؐ اور بعد ان کے ولی میرا علیؑ ابن ابی طالبؑ افضل ہے سب مخلوق سے اور ان دونو بزرگوں اور آل طیب پر ان کی صلوٰۃ بھیجا کرتا ہے اسکے اس اعتقاد کی برکت سے میں چاہتا ہوں کہ اسکو دنیا میں جزا دوں اور اجر آخرت علاوہ اسکے ہے یہ ثمرہ ہے افضل سمجھنے کا محمدؐ کو اور ان کی آل طیب کو جب جانب خدا سے اجازت پائی اسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا بیان کر کہ اس کا مارنے والا کون شخص ہے اس وقت خدائیتعالےٰ نے وحی کی حضرت موسیٰ کو کہ اے موسیٰؑ کہہ تو بنی اسرائیل سے کہ خدا اس طور پر بیان کریگا اسکے قاتل کو کہ تمہیں حکم کرتا ہے کہ ذبح کرو گائے اور ایک عضو اس گائے کا اس مقتول کو چھوا دو تاکہ میں اس مردہ کو زندہ کر دوں اگر منقاد ہو حکم خدا کے تو جو کچھ میں کہتا ہوں اُسے عمل میں لاؤ ورنہیں تو حکم اول کو قبول کرو قولہ تعالیٰ قالوا اتتخذنا ھزوا قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ

بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ ع آیا تم ہم سے استہزا کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ایک ٹکڑا مردہ کا دوسرے مردہ پر ہم ڈالیں تا کہ ایک مردہ جی اُٹھے حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام نے ان کے جواب میں کہا کہ پناہ مانگتا ہوں میں خدا سے اس بات سے کہ ہوں میں جاہلوں اور بے عقلوں میں سے اور نسبت دوں خدا کی طرف اس چیز کو کہ اس نے نہ فرمایا ہو یا فرمودۂ خدا کو اپنے قیاس باطل سے خلاف عقل سمجھوں اور انکار کروں جیسا کہ تم نے قیاس بیہودہ کیا آیا نطفۂ مرد اور نطفہ عورت کا بیجان نہیں ہے جب یہ دونوں رحم میں مختلط ہوتے ہیں خدائے تعالےٰ اپنی حکمت کاملہ سے دونو بیجانوں میں سے جاندار پیدا کرتا ہے آیا نہیں دیکھتے تم کہ تخم اور زمین دونو بیجان ہیں جب تخم زمین سے متصل ہوتا ہے زمین مردہ سبزہ زاروں سے اور درختوں سے زندہ ہو جاتی ہے۔ قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما هي جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم بنی اسرائیل پر حجت تمام کی اُس وقت اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ دُعا کرو اپنے پروردگار سے کہ جس گائے کے ذبح کرنے پہ ہم کو مامور کیا ہے اسکی صفت کو بیان کرے تا ہم کو معلوم ہو کہ وہ گائے کیسی ہے قال انه يقول انها بقرة لا فارض ولا بكر عوان بين ذالك فافعلوا ما تؤمرون حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موافق درخواست بنی اسرائیل کے جناب باری سے سوال کیا بعد اسکے ان سے بیان کیا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی نہ بہت جوان بلکہ اوسط میں ہے پس عمل کرو اس چیز کو جسپر مامور ہوئے ہو قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما لونها ان لوگوں نے کہا اے موسیٰ ع اپنے پروردگار سے پوچھو کہ اس گائے کا رنگ کیا ہو قال انه يقول انها بقرة صفراء فاقع لونها تسر الناظرين حضرت موسےٰ علیہ السلام نے حق تعالےٰ سے سوال کرکے ان سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ ہے اور زردی اسکی خالص اور خوب ہے نہ ایسی ہلکی ہے کہ مائل بسفیدی ہو اور نہ ایسی گہری کہ مائل بسیاہی ہو اور دیکھنے والوں کو اسکی خوبی رنگ سے سرور حاصل ہوتا ہے قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما هي ان البقر تشابه علينا وانا ان شاء الله لمهتدون پھر ان لوگوں نے کہا اے موسیٰ دعا کرو اپنے پروردگار سے کہ ان صفات سے زیادہ اور کچھ صفت اس گائے کی بیان فرماوے اس واسطے کہ وہ گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے اس لئے کہ جو صفات خدا نے بیان کئے اس صفات کی گائیں بہت ہیں اور اگر خدا چاہے تو ہم

لوگ ہدایت پاویں قال انھا بقرۃ لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث مسلمۃ لا شیۃ
فیہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جانب خدائے تعالےٰ سے کہا کہ وہ ایک گائے ہے محنت والی
نہیں کہ جوتتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیت کو اور کسی طرح کا عیب اسکی خلقت میں نہیں سوا
رنگ اصلی کے دوسرا رنگ اس میں نہیں قالوا الآن جئت بالحق فذبحوھا وما کادو یفعلو
اسوقت ان لوگوں نے کہا کہ اب جیسا کہ بیان کرنے کا حق تھا آپ نے بیان کیا پس ذبح کیا اسکو
اور قریب تھا کہ بسبب گرانی قیمت کے اس امر کو نکریں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یہ صفات بنی
اسرائیل نے سُنے کہا کہ اے موسیٰ آیا ہمارے رب نے ہم کو حکم کیا ہے ایسی گائے کے ذبح کرنے کا
حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ہاں پہلے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ خدائے تعالیٰ تم کو
حکم فرماتا ہے گائے کے ذبح کرنے کا اگر اسیوقت یہ لوگ اس حکم کو مان لیتے تو جو گائے ذبح
کرتے کافی ہوتی جب بعد جواب و سوال کے ان صفات کی گائے معین ہوگئی اور ایسی گائے کو تفحص
کیا تو کہیں نہ پایا اسکو مگر ایک جوان بنی اسرائیل کے پاس کہ خدائے تعالےٰ نے اس جوان کو خواب
میں جناب محمد مصطفےٰ اور علیٔ مرتضیٰ اور باقی آئمہ ہدیٰ کو دکھلایا اور ان بزرگواروں نے اُسی حالت
خواب میں اس جوان سے فرمایا تھا کہ چونکہ تو ہمارا دوست ہے اور دوسروں پر ہم کو فضیلت دیتا ہے
اسواسطے ہم چاہتے ہیں کہ کچھ اسکا صلہ تجھے دُنیا میں بھی ملے پس تجھے مناسب ہے کہ جب
لوگ تیرے پاس گائے کی خریداری کے لئے آویں تو نہ بیچنا اُسے مگر حکم سے اپنی ماں کے اگر تو
ایسا کرے گا تو خدائے تعالےٰ تیری ماں کو ایسے اُمور الہام کرے گا کہ جو باعث ہونگے تیری تونگری
کے اور تیری اولاد میں بھی دولت باقی رہے گی وہ جوان اس خواب کے دیکھنے سے بہت خوش
ہوا جب صبح ہوئی بنی اسرائیل آئے کہ اس گائے کو خریدیں اور اس جوان سے کہنے لگے کہ
اس گائے کو کس قیمت میں بیچے گا اسنے کہا دو دینار طلا کو اور اختیار اس کا میری ماں کو ہے
بنی اسرائیل نے کہا ہم ایک دینار دیں گے جب اس نے اپنی ماں سے پوچھا اسنے کہا چار دینار
سے کم نہ بیچنا اس نے خریداروں سے کہا کہ میری ماں چار دینار کہتی ہے اُنہوں نے کہا کہ ہم دو
دینار دیں گے پھر اسنے اپنی ماں سے رائے لی اس نے کہا کہ سو دینار کو بیچ جب جوان نے سو دینار
کہے اسوقت بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم پچاس دینار کے خریدار ہیں اسیطرح پر جو قیمت اسکی ماں کہتی ہے

تھی بنی اسرائیل اسکے نصف پر راضی ہوتے تھے یہاں تک کہ قیمت اسکی قرار پائی کہ اس گائے کے
چمڑے کو سونے سے بھر دیویں اسی قیمت پر خرید کی اس گائے کو ذبح کیا اور اسکی دُم کی ہڈی اس
مُردے پر ماری اور کہا خداوندا بحق محمدؐ و اہلبیت طیبین و طاہرین اس مُردے کو زندہ کر دے اور
اسکو گویا کر تا کہ بیان کرے کہ کس شخص نے قتل کیا ہے فوراً وہ مرد صحیح و سالم اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ
اے پیغمبر خدا چونکہ اس عورت نے مجھے پسند کیا اس جہت سے ان دونو چچازاد بھائیوں نے میرے
حسد سے مجھے قتل کیا اور بعد قتل کرنے کے میری نعش کو اس جماعت کے محلے میں لاکے ڈال دیا تاکہ
ان سے میری دیت لیویں حضرت موسےٰ علیہ السلام نے ان دونو شخصوں کو قتل کیا۔

روایت میں وارد ہے کہ پہلے جب گائے کے ٹکڑے کو اس مُردے پر مارا زندہ نہوا اُسوقت
بنی اسرائیل نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے پیغمبر خدا آپ نے جو وعدہ ہم سے کیا اس میں
خلاف کیوں ہوا اس وقت حقتعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ ہمارے وعدہ میں
خلاف نہیں ہوتا لیکن جب تک کہ اس گائے کی چرسی کو اشرفیوں سے بھر کر اسکے مالک کو نہ دینگے
یہ مردہ زندہ نہوگا پس بنی اسرائیل نے اپنے مالوں کو جمع کیا اور حق تعالےٰ نے اس گائے کے
چمڑے کو اتنا کشادہ کیا کہ پچاس لاکھ دینار اس میں سما گئے جب وہ دینار اس جوان کو دیئے اور
گائے کے ٹکڑے کو اس میت پر مارا اس وقت وہ مُردہ جی اُٹھا اسوقت بنی اسرائیل نے کہا کہ
ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان دو امروں میں سے کونسا عجیب ہے زندہ کرنا خدا کا اس مُردہ کو یا غنی کرنا
اس جوان کا ایسے مال کثیر سے اسوقت خدائے تعالےٰ نے وحی بھیجی حضرت موسےٰ کو کہ تم کہو
بنی اسرائیل سے کہ جو شخص تم میں سے چاہتا ہے کہ میں اسکے عیش کو دُنیا میں طیب اور طاہر کروں
اور بہشت میں اسکے محل اور مرتبہ کو عظیم کروں اور آخرت میں اسکو مصاحبت کروں محمد صلعم اور اسکی
آل طیبین سے تو عمل کرے وہ شخص جیسا کہ اس جوان نے کیا اُس جوان نے موسےٰ علیہ السلام سے سنا
تھا ذکر محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل پاکیزہ کا اور ہمیشہ ان پر صلوات بھیجا کرتا تھا اور ان کو جمیع
خلائق جن و انس و ملائکہ پر فضیلت دیتا تھا اس سبب سے میں نے یہ مال کثیر اسکے لئے مہیا
کیا ہے شاد اس جوان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ یا حضرت میں اس مال کی حفاظت
کیونکر کروں اور دشمنوں اور حاسدوں کی عداوت سے کس طرح بچوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

فرمایا کہ باعتقاد درست محمدؐ برادران کی آل طیبین پر صلوات بھیجا کر جیسا کہ تو پہلے کیا کرتا تھا جس صلوات کی برکت سے یہ مال کثیر تیرے ہاتھ آیا تاکہ خدا چوروں سے اور حاسدوں سے اس مال کی حفاظت کرے جب اُس جوان مقتول نے یہ باتیں سنیں کہنے لگا کہ خداوندا سوال کرتا ہوں میں تجھ سے کہ برکت سے درود بھیجنے کی محمدؐ اور ان کی آل طیبین پر اور بسبب متوسل ہونے کے ان کے انوار مقدسہ سے مجھکو دُنیا میں باقی رکھ تاکہ میں عیش کروں اس عورت کے ساتھ جو میرے چچا کی بیٹی ہے اور خوار و ذلیل کر میرے دشمنوں اور حاسدوں کو اور مجھے بسبب اس عورت کی برکت اور روزی عطا فرما حق تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اس جوان کو برکت سے انوار مقدسہ محمدؐ کے اور ان کی آل طیبین کے ایک سو تیس برس کی عمر میں نے عطا کی کہ اس مدت میں صحیح و سالم رہے اور اسکے قوئی میں کسی طرح کا ضعف اور فتور حادث نہو اور اپنی زوجہ سے بہرہ مند اور منتفع رہے جب یہ مدت منقضی ہو جائے گی اسوقت ان دونو کو ساتھ ہی ایک روز دنیا سے اُٹھاؤں گا اور بہشت میں ان کو جگہ دوں گا کہ وہاں متنعم رہیں اے موسیٰ اگر سوال کرتا مجھ سے وہ قاتل بدبخت جیسا کہ اس جوان نے سوال کیا اور متوسل ہوتا انوار مقدسہ سے ان بزرگواروں کے بصحت اعتقاد تو اسکو حسد سے نگاہ رکھتا میں اور قانع کرتا میں اسکو ساتھ اس چیز کے جو اسکے لئے روزی کیا تھا میں نے اور اگر بعد اس عمل کے توبہ کرتا اور متوسل ہوتا ان بزرگواروں کے ساتھ اور سوال کرتا کہ میں اسکو رسوا نکروں تو میں اسکو رسوا نکرتا، اور بنی اسرائیل کے دلوں سے اس بات کو محو کر دیتا اور اگر بعد رسوائی کے توبہ کرتا اور متوسل ہوتا ان انوار مقدسہ سے تو اسکے فعل کو آدمیوں کے دلوں سے نکال ڈالتا اور اولیائے مقتول کے دلوں میں ڈالتا کہ قصاص کو اس سے عفو کریں لیکن محبت اور ولایت ان بزرگواروں کی اور توسل ان سے یہ میرا فضل ہے کہ اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں اور بمقتضائے عدالت جس شخص کو چاہتا ہوں بسبب بدی و قباحت اعمال کے محروم کرتا ہوں اور میں ہوں خداوند عزیز و حکیم۔

(۸) حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز شیطان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اس وقت وہ جناب اپنے پروردگار سے مناجات کر رہے تھے

ایک فرشتے نے شیطان سے کہا کہ ایسے وقت میں کہ وہ جناب اپنے پروردگار سے مناجات کر رہے ہیں تو ان سے کیا اُمید رکھتا ہے شیطان نے کہا میں ان سے وہ اُمید رکھتا ہوں جو ان کے باپ آدمؑ سے رکھتا تھا جب وہ بہشت میں تھے۔

فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ منجملہ ان کلمات کے کہ حق تعالےٰ نے حضرت موسےٰ سے مناجات کے وقت فرمائے تھے یہ ہیں کہ اے موسیٰؑ نہیں قبول کرتا میں نماز مگر اسکی جو تواضع اور فروتنی سے بجالاوے اور میرے خوف کو اپنے دل پر لازم کرے اور دن کو میری یاد میں مصروف رہے اور شب کو کسی گناہ پر مُصر نہو اور حق میرے اولیا اور دوستوں کا پہچانتا ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پروردگار آیا اولیا اور احبا سے مُراد ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ ہیں فرمایا کہ اے موسیٰؑ یہ لوگ میرے دوست ہیں لیکن مراد میری یہ لوگ نہیں بلکہ مقصود وہ شخص ہے کہ اسکے سبب سے میں نے آدمؑ و حوّا اور بہشت و دوزخ کو خلق کیا حضرت موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پروردگار وہ کون شخص ہے فرمایا کہ محمدؐ اور احمدؐ اس کا نام ہے اسکے نام کو میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے اس واسطے کہ میرا ایک نام محمود ہے موسیٰؑ نے کہا اے پروردگار مجھے ان کی اُمت میں سے شمار کر حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے موسےٰؑ تو ان کی اُمت میں ہے جس وقت کہ تو ان کو پہچانے اور ان کی منزلت اور ان کے اہلبیت کی منزلت جو میرے نزدیک ہے تو جانے وہ اور ان کی اہلبیت سب خلق میں یوں ہیں جیسی سب باغوں میں فردوس معلّےٰ کہ پتّے اسکے کبھی خشک نہیں ہوتے اور مزہ اس کا متغیر نہیں ہوتا جو شخص کہ ان کو اور ان کے حق کو پہچانے اسکے لئے نادانی کے عوض دانائی قرار دیتا ہوں اور تاریکی کی جگہ نُور قرار دیتا ہوں اور اسکی دعا قبول کرتا ہوں پہلے اس سے کہ دُعا کرے اور عطا کرتا ہوں پہلے اس سے کہ سوال کرے اے موسےٰؑ جب تو دیکھ کہ پریشانی نے تیری طرف رخ کیا ہے تو کہہ مرحبا خوش آمدی اے شعار نیکان اور جب دیکھ کہ تونگری نے رُخ کیا ہے تو کہہ کہ بسبب کسی گناہ کے ہے کہ عقوبت اسکی جلد مجھ پر پہنچے یہ دُنیا خانۂ عقوبت ہے آدمؑ نے جب ترک اولیٰ کیا تو انکو بسبب عقوبت کردار کے دُنیا میں بھیجا میں نے اور دُنیا پر اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے اسپر لعنت کی میں نے مگر جو چیز کہ میرے واسطے ہے اور میری رضا اس میں حاصل ہوتی ہے اے موسےٰؑ میرے نیک بندوں نے ترک دُنیا اور زہد اختیار کیا بقدر اپنے علم کے میری معرفت میں اور سب خلق نے دنیا میں رغبت کی بقدر اپنی نادانی کے میری معرفت میں کسی خلق نے میری مخلوقات میں سے دنیا کی تعظیم نہ کی ہوگی اور اُسسے بندگی بجالا

ہوگا کہ آنکھ اسکی روشن ہوئی ہو اور کچھ نفع اس سے حاصل کیا ہو اور کوئی آدمی میری خلق میں سے
دنیا کو حقیر نہیں سمجھا مگر یہ کہ دنیا سے منتفع ہوا۔ بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے
کہ جب حق تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو مبعوث اور برگزیدہ کیا اور دریا ان کے واسطے شگافتہ
کیا اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات بخشی اور الواح و توریت اُنہیں کرامت فرمائی۔ حضرت موسےٰ نے
عرض کیا کہ اے پروردگار مجھے تو نے گرامی کیا ایسی کرامت سے کہ کسی کو مجھ سے پیشتر ایسا گرامی نہیں
کیا۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ نہیں جانتا تو کہ محمدؐ بہتر ہے میرے نزدیک سب ملائکہ سے اور سب خلق
سے موسےٰ نے کہا اے پروردگار محمدؐ تیرے نزدیک گرامی تر ہے تیری سب خلق سے آیا آل میں پیغمبروں کی
کوئی شخص گرامی تر ہے میری آل سے حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ فضل آل محمدؐ کا جمیع پیغمبروں کی
آل پر ایسا ہے جیسا فضل محمدؐ کا ہے سب پیغمبروں پر موسیٰ نے عرض کی کہ اے پروردگار جب آل محمدؐ
ایسے بزرگ ہیں آیا اُمت میں پیغمبروں کی کوئی اُمت بہتر ہے میری اُمت سے کہ ابر نے ان پر سایہ ڈالا اور
من و سلوےٰ ان پر نازل ہوا اور دریا ان کے واسطے شگافتہ ہوگیا حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تو نہیں
جانتا کہ فضیلت اُمت محمدؐ کی جمیع اُمتوں پر ایسی ہے جیسی فضیلت ان حضرت کی سب پر ہے موسےٰ نے
عرض کی اے پروردگار کیا خوب ہوتا اگر ان کو میں دیکھتا حق تعالےٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰ تو ہرگز ان کو
نہ دیکھے گا یہ وقت ان کے ظہور کا نہیں ہے لیکن ان کو بہشت عدن اور فردوس میں تو دیکھے گا جس وقت
وہ حضور محمد صلعم میں حاضر ہوں گے اور بہشت کی نعمتوں سے اور اسکی لذتوں سے متنعم ہوں گے آیا تو
چاہتا ہے کہ میں انکی باتیں تجھے سنواؤں حضرت موسےٰ نے عرض کی بلے اے خداوند حق سبحانہ تعالےٰ نے
فرمایا کہ میرے نزدیک کھڑا ہو اور کمر خدمت باندھ جیسے بندۂ ذلیل بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا
ہے جب موسےٰ نے ایسا کیا حق تعالےٰ نے ندا فرمائی کہ اے اُمت محمدؐ اسوقت سبھوں نے عالم ارواح
میں اس طرح سے جواب دیا کہ لبیک اللہم لبیک لا شریک لک ان الحمد۔ والنعمۃ لک
والملک لا شریک لک پس حق تعالےٰ نے اس اجابت کو ان کا شعار حج گردانا اور ندا فرمائی کہ
اے اُمت محمدؐ حکم میرا تمہارے لئے یہ ہے کہ میری رحمت نے سبقت کی ہے میرے غضب پر اور عفو
میرا زیادہ ہے میرے عقاب سے مستجاب کرتا ہوں میں قبل اسکے کہ تم مجھ سے دعا کرو اور عطا کرتا ہوں
میں تمہیں قبل اسکے کہ تم مجھ سے سوال کرو جو شخص کہ تم میں سے میرے نزدیک آوے کہ گواہی دیوے

میری وحدانیت کی اور اس بات کی کہ محمدؐ بندہ اور رسول میرا ہے اور صادق ہے گفتار میں اور محق ہے کردار میں اور شہادت دے اس بات کی کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ بھائی اور خلیفہ اور وصی آنحضرتؐ کا ہے اور لازم کرے اپنے اوپر اطاعت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی جیسا کہ لازم کی ہے اطاعت محمدؐ کی اور گواہی دے کہ اولاد معصومین ان کی جو کہ عجائب معجزات رکھتی ہیں بعد ان کے خلفائے خدا ہیں جو جو لوگ کہ ان اُمور کا اقرار کریں گے میں ان کو داخل بہشت کروں گا ہرچند گناہ ان کے مانند کف دریا ہوں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب خدا نے مبعوث کیا ہمارے پیغمبر محمدؐ کو ان حضرت کو وحی بھیجی کہ وما کنت بجانب الطور اذ نادینا یعنی اے محمدؐ نہ تھا تو جانب کوہ طور جس وقت کہ ندا کی میں نے تیری اُمت کو اور حق تعالٰے نے محمدؐ کو وحی کی کہ کہہ تو اے محمدؐ حمد و سپاس اس خداوند کے لائق ہے کہ پروردگار ہے عالموں کا اس نعمت پر کہ مجھے مخصوص کیا ایسی فضیلت اور آنحضرت کی اُمت کو فرمایا کہ کہیں الحمد للہ رب العالمین علے ما خصصنا بہ من ھذہ الفضائل یعنی حمد کرتے ہیں ہم اس خداوند کی کہ پروردگار عالموں کا ہے اس بات پر کہ ہم کو ایسی فضیلتوں سے ممتاز کیا۔

قولہ تعالٰی اذکر فی الکتاب سمٰعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیاً یعنی یاد کر سمٰعیلؑ کو قرآن میں کہ وہ صادق الوعد یعنی وفا کرنے والے تھے اپنے وعدے کے اور پیغمبر مرسل تھے امر کرتے تھے اپنی اہل کو ادائے نماز و زکوٰۃ کے لئے اور پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

بسند موثق منقول ہے کہ برید عجلی نے حضرت صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جن اسمٰعیلؑ کو حق سبحانہ تعالٰے نے صادق الوعد فرمایا ہے یہ پسر ابراہیم علیہ السلام ہیں یا کوئی اور ہیں حضرت نے فرمایا کہ حضرت اسمٰعیل قبل حضرت ابراہیمؑ کے واصل برحمت الٰہی ہوگئے اور حضرت ابراہیمؑ حجت خدا و صاحب شریعت تازہ تھے ان کے زمانے میں دوسرا شخص پیغمبر مرسل نہیں ہو سکتا پس حضرت اسمٰعیل ابن ابراہیمؑ کیونکر رسول ہو سکتے ہیں بلکہ وہ پیغمبر تھے اور رسول نہ تھے۔

جن اسمٰعیلؑ کا حق تعالٰے نے اس آیہ میں ذکر کیا ہے یہ بیٹے ہیں حضرت خرقیلؑ پیغمبر کے حق تعالٰے نے انکو مبعوث کیا ان کی قوم پر اُنہوں نے ان کو جھٹلایا اور قتل کیا اور قتل سے پہلے ان کے سر کی اور رخسار کی کھال کھینچی پس حق تعالٰے نے اس قوم پر غضب کیا، سطاطائیل فرشتہ عذاب کو ان کے پاس بھیجا

جب وہ ان کے پاس آیا کہنے لگا کہ اے اسمٰعیلؑ میں سطاطائیل ملک عذاب ہوں رب العزت نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تمہاری قوم کو اگر تم کہو تو با نواع عذاب معذب کروں حضرت اسمٰعیلؑ نے کہا کہ اے سطاطائیل میں نہیں چاہتا کہ ان پر عذاب ہو حق تعالٰے نے ان کو وحی کی کہ تم کیا حاجت رکھتے ہو انہوں نے عرض کی کہ اے پروردگار تو نے مجھ سے عہد لیا اپنی ربوبیت کا اور محمد صلعم کی نبوت اور ان کے اوصیا کی ولایت کا اور مجھے خبر دی ان امور کی جو ان کی اُمت حسینؑ ابن علیؑ صلوات اللہ علیہما کے ساتھ کرے گی اور تو نے وعدہ کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو دنیا میں دوبارہ بھیجوں گا کہ اپنے قاتلوں سے انتقام لیں تو اے پروردگار حاجت میری یہ ہے کہ مجھے بھی دنیا میں دوبارہ بھیج کہ جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے ان سے میں انتقام لوں پس خدا نے اسمٰعیلؑ بن حزقیلؑ سے وعدہ کیا کہ انکو جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ دنیا میں بھیجے گا زمانۂ رجعت میں۔

اور دوسری حدیث معتبر میں آنحضرت سے منقول ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ بہترین صدقات تصدق زبان ہے کہ کلمۂ خیر بول کے آدمیوں کے خون کی حفاظت کرے اور برائیوں کو دفع کرے اور برادر مسلمان کو نفع پہنچاوے پھر فرمایا کہ عابد ترین بنی اسرائیل وہ آدمی شمار ہوتا تھا کہ بادشاہ کے پاس مومنین کی حوائج میں سعی کرے ایک روز ایک عابد کسی مرد مومن کی کارسازی کے لئے بادشاہ پاس جاتا تھا راہ میں اس سے اور اسمٰعیل بن حزقیلؑ سے ملاقات ہوئی عابد نے ان سے کہا کہ اس مقام سے حرکت نکرنا جب تک میں پھر کر تمہارے پاس آؤں جب وہ بادشاہ کے پاس گیا اپنے وعدہ کو بھول گیا حضرت اسمٰعیلؑ وعدہ کے موافق ایک برس تک اسی مقام پر کھڑے رہے حکم خدا سے اس جگہ ایک چشمۂ آب جاری ہوا اور گھانس جمی حضرت اس گھانس کو کھاتے تھے اور اس چشمہ کا پانی پیتے تھے اور خدا تعالٰے نے ایک ابر بھیجا کہ وہ ان پر سایہ کرتا تھا ایک روز بادشاہ بارادہ سیر و تفریح سوار ہوا اور عابد بھی اسکے ساتھ تھا جب اس مقام پر پہنچے جہاں حضرت اسمٰعیلؑ نے توقف کیا تھا عابد کی نظر ان حضرت پر پڑی کہنے لگا کہ اب تک آپ یہیں تشریف رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے کہا تھا کہ یہاں سے حرکت نکرنا موافق تیری کہنے کے میں نے جنبش نہ کی۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی سبب سے حقتعالٰے نے ان کو صادق الوعد فرمایا ایک مرد جبّار اس بادشاہ کے ساتھ تھا اس نے کہا کہ اے بادشاہ

یہ شخص جھوٹ کہتا ہے کہ اتنی مدت تک یہاں ٹھہر رہا ہیں نے مگر اس صحرا میں گذر کیا کبھی اسکو اس جگہ نہیں دیکھا۔ حضرت اسمٰعیلؑ نے اس سے خطاب کرکے فرمایا کہ اگر تو اپنے قول میں کاذب ہے تو خدا اپنی نعمتوں میں سے جو تجھے عطا کی ہیں بعض کو لے لیوے بمجرد فرمانے کے اس جبّار کے سب دانت گر گئے اس وقت اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں نے جھوٹ کہا اور اس بندۂ صالح پر افترا کیا تو اس سے التماس کر کہ میرے واسطے دُعا کرے کہ میرے دانت پھر عود کریں کہ میں مرد پیر ہوں اور دانتوں کا محتاج ہوں جب بادشاہ نے التماس کی حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا کہ میں دعا کروں گا بادشاہ نے کہا کہ آپ اسیوقت دعا کیجئے ان حضرت نے فرمایا سحر کے وقت دعا کروں گا جب انہوں نے دعا کی حق تعالےٰ نے ان کی دعا قبول کی اور اسکو پھر دانت عطا کئے۔

حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بہترین اوقات دعا کے لئے وقت سحر ہے چنانچہ حقتعالےٰ نے ایک جماعت کی مدح کی ہے وبالاسحار ھم یستغفرون یعنی سحروں کو وہ لوگ خدا سے طلب آمرزش کرتے ہیں ۔۔

جناب سیدہؑ

(۱) عن ابی جعفر علیہ السلام انّہ قال ولدت فاطمۃ علیہا السلام بمکۃ بعد مبعث رسول اللہ بخمس سنین یوم الجمعۃ عشرین من جمادی الثانیۃ کتاب بحار الانوار میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا بیسویں تاریخ کو ماہ جمادی الثانی کی جمعہ کے دن کہ پانچ برس مبعث رسوؐل خدا سے گذرے تھے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں وابوھا محمّد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وامّھا خدیجۃ بنت خویلد واسمھا فاطمۃ وکنیتھا امّ الحسن وامّ الحسینؑ وامّ الائمۃ

اور پدر بزرگوار اس معصومہ کے جناب رسالتمآب محمد بن عبداللہ صلے اللہ علیہ وآلہ ہیں اور مادر گرامی ان کی جناب خدیجۂ کبرےٰ بنت خویلد ہیں اور نام اس جناب کا فاطمہ ہے اور کنیت اس سیدۂ کونین کی ام الحسنؑ اور امّ الحسینؑ اور امّ الائمہ ہے۔

روی الصدوق عن المفضل ابن عمر انہ قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام کیف کان ولادتہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام محمد ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ نے کہ وہ محدثین موثقین علمائے امامیہ میں سے ہیں کتاب امالی میں بسند معتبر مفضل ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کہا اس نے ایک روز میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ غلام اُمیدوار ہے کہ کچھ حال تولد جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کا ارشاد فرمائیے کہ وہ معصومہ کس طرح پیدا ہوئیں

قال نعم ان خدیجۃ لما تزوج بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ھجرتہا نسوۃ مکۃ فکن لا یدخلن علیہا ولا یسلمن علیہا ولا یترکن امراۃ تدخل علیہا فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کہ اے مفضل حال ولادت باسعادت جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کا اس طرح ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ حضرت خدیجہ کبریٰ کو اپنے عقد میں لائے اُسوقت زنان مکہ معظمہ نے خدیجہ کبرٰے سے ملاقات ترک کردی اور سب نے زنان عرب کو منع کیا کہ ہرگز کوئی خدیجہ کبرٰے کے پاس نہ جائے اور نہ کوئی ان کو سلام کرے۔

فاستوحشت لذالک خدیجۃ الکبریٰ وکان جزعہا وغمہا حذرًا علیہ تو جناب خدیجہ کبرٰے بسبب اپنی تنہائی کے نہایت پریشان ہوئیں اور زیادہ تر غم والم ان کو یہ تھا کہ مبادا قریش جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ کو بسبب عداوت کے کچھ ضرر یا آسیب پہنچائیں۔

فلما حملت بفاطمۃ تحدثہا من بطنہا وتصبرہا وکانت خدیجۃ تکتم ذالک من رسول اللہ بس اے مفضل جب حضرت خدیجہ حاملہ ہوئیں اور جناب سیدہ نے شکم مبارک میں قرار پایا تو وہ معصومہ ہمیشہ اپنی مادر گرامی قدر سے باتیں کیا کرتی تھیں اور اس وحشت تنہائی میں تسکین کرتی تھیں پس جناب خدیجہ کبرٰے کو کلام کرنے سے جناب سیدہ کے تسکین ہوتی تھی لیکن اس امر کو جناب رسالتمآب سے چھپاتی تھیں۔

فدخل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ یومًا فسمع خدیجۃ تحدث فاطمۃ فقال یا خدیجۃ من تحدثینہ قالت یا رسول اللہ الجنین الذی فی بطنی ایک روز ناگہاں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ گھر میں تشریف لائے سُنا حضرت نے کہ خدیجہ کسی سے باتیں کرتی ہیں اور کوئی گھر میں نظر نہیں آتا رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے خدیجہ کبریٰ تم ابھی کس شخص سے باتیں کرتی

تھیں حالانکہ گھر میں کوئی موجود نہیں ہے خدیجہ کبریٰ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ فرزند کہ میرے شکم میں ہے یہ مجھ سے ہمیشہ باتیں کیا کرتا ہے اور یہ فرزند ہر روز اس وحشت و تنہائی میں میرا انیس ہے اور مجھے تسکین و دلاسا دیتا ہے۔

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہٖ یا خدیجۃ ھذا جبرئیل یبشرنی انھا انثیٰ وانھا النسمۃ الطاھرۃ المیمونۃ۔

رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے خدیجہ یہ فرزند جو تمہارے شکم میں ہے یہ دختر نیک اختر ہے اور ابھی جبرئیل امین بحکم خداوند جلیل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ یہ دختر پاک اور پاکیزہ ہے تمام عیوب اور نجاسات سے اور یہ دختر صاحب برکت وفضیلت ہے۔

وان اللہ تعالیٰ سیجعل نسلی منھا وسیجعل نسلھا ائمہ ویجعلھم خلفاء فی ارضہ بعد انقضاء وحیہ اور اے خدیجہ نسل میری اس دختر سے باقی رہے گی اور اسی کی نسل سے امام اور پیشوائے دین ہوں گے اور اے خدیجہ جب میں دنیا سے رحلت کروں گا اور نازل ہونا وحی کا بعد میرے منقطع ہو جائے گا اس وقت حقسبحانہ تعالےٰ اولاد کو اس کی خلیفہ اور جانشین میرا کرے گا۔

فلم تزل خدیجۃ علیٰ ذالک الیٰ ان حضرت ولادتھا فتوجھت الیٰ نساء قریش ان تعالین لتلین ما تلی النساء من النساء غرض جناب خدیجہ کبریٰ ہمیشہ اسیطرح بسر اوقات کرتی تھیں کہ ایک مرتبہ درد زہ ان کو شروع ہوا اور وقت ولادت باسعادت جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام قریب پہنچا اس وقت خدیجہ کبریٰ نے زنان قریشہ سے کہلا بھیجا کہ اب وقت وضع حمل میرا قریب ہے اور یہ امر بدون عورتوں کے تمام نہیں ہوتا ہے اسلئے تمہیں مناسب ہے کہ اس وقت اضطراب میں میری شرکت کرو۔

فارسلن علیھا انت عصیتنا ولم تقبلی قولنا وتزوجت محمدًا یتیم ابی طالب فقیرًا فلسنا نجیٔ ولا نلی من امرک ان عورتوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ تم نے ہمارے کہنے پر عمل نکیا اور محمدؐ سے جو کہ یتیم ابو طالبؑ اور مرد فقیر و محتاج ہے تم نے عقد کیا اسلئے ہم کسی طرح سے تمہارے گھر میں نہ آئیں گی اور ہرگز کوئی ہم میں سے شریک تمہارا نہو گا۔

فاغتمت لذالك خديجۃ اذ دخل علیہا اربع نسوۃ کانہن من نساء بنی ہاشم ففزعت خدیجۃ منہن؛

جب زنان عرب نے یہ جواب کہلا بھیجا اس وقت خدیجۂ کبریٰ نہایت مغموم و محزون ہوئیں اور اسی فکر میں تھیں کہ خداوندا کون ایسا ہے کہ جو اس وقت میں میری اعانت کرے کہ ناگاہ چار عورتیں گندم گوں بلند بالا کہ صورت ان کی زنان ہاشمیہ سے بہت مشابہ تھی حاضر ہوئیں اور حضرت خدیجۂ کبریٰ ان کو دیکھکر خائف ہوئیں؛

فقالت احدہن لا تحزنی نحن رسل ربك الیك ونحن اخواتك سارۃ وھذہ آسیۃ بنت مزاحم وھذہ مریم وھذہ کلثم اخت موسیٰ لنلی منك ما تلی النساء

جب ان عورتوں نے حضرت خدیجۂ کو خائف دیکھا ایک نے ان میں سے کہا کہ اے خدیجۂ تم خوف نکرو کہ ہم سب تمہاری بہنیں ہیں میں سارۂ ہوں اور یہ آسیۂ ہے اور یہ مریم مادر عیسٰی ہے اور یہ کلثم موسیٰ کی بہن ہے؛ حق سبحانہ تعالےٰ نے ہم کو تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ ہم اس وقت میں آپکی وہ خدمت کریں کہ جو قابلہ کرتی ہے، اور شریک ہوں آپ کے اس تنہائی میں؛

فجلست واحدۃ منہن عن یمینہا واخریٰ عن یسارہا والثالث بین یدیہا والرابعۃ من خلفہا؛ اس وقت ان میں سے ایک عورت دست راست خدیجۂ کبریٰ کے بیٹھی اور دوسری دست چپ کی طرف اور تیسری روبرو اور چوتھی پس پشت بیٹھی؛

فوضعت فاطمۃ طاہرۃ مطہرۃ فلما سقطت الی الارض اشرق منہا النور حتیٰ دخل بیوتات مکۃ پس اُس وقت جناب سیدۂ پاک اور پاکیزہ متولد ہوئیں اور جب جناب فاطمۃ زہرا صلوات اللہ علیہا شکم اطہر خدیجۂ کبریٰ سے باہر تشریف لائیں اس وقت ایک نور اُس معصومہ سے ایسا ساطع ہوا کہ ہر گھر مکہ معظمہ کا اس نور سے روشن ہوا؛

ولم یبق فی شرق الارض وغربہا موضع الا وشرق ذالك النور فیہ اور بعد اسکے وہ نور تمام عالم میں مثل صبح صادق کے منتشر ہوا اور مشرق سے تا مغرب کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ اس نور سے منور نہوا ہو؛

ثم دخل عشر من الحور العین مع کل واحدۃ منہن طشت وابریق من الجنۃ وفی

الاہیر و ماء الکوثر بعد اس کے دس حوریں بہشتی کہ ہر ایک کے ہاتھ میں طشت اور آفتابہ آب کوثر سے بھرا ہوا اٹھائے کر حاضر ہوئیں فتا ولتھا المرأۃ التی بین یدیھا فغسلتھا بماء الکوثر تو وہ بی بی جو روبرو خدیجہ کبریٰ کے بیٹھی تھیں اُنہوں نے جناب فاطمہ زہرا کو اپنی گود میں لے کر آب کوثر سے غسل دیا فاخرجت خرقتین بیضاوین اشد بیاض من اللبن واطیب ریح من المسک والعنبر فلفتھا بواحدۃ وقنعتھا بالثانیۃ اور دو پارچہ سفید نکالے کہ دودھ سے زیادہ سفید تھے اور خوشبو میں بہتر تھے خوشبوئے مشک و عنبر سے اور اس معظمہ نے ایک پارچۂ بہشتی میں جناب سیدہ کو لپیٹا اور دوسرے کو بطور مقنعہ اس معصومہ کے سر اقدس پر ڈال دیا ثم استنطقت فنطقت فاطمۃ علیہا السلام یا شھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ واشھد ان بعلی علیاً سید الاوصیاء وولدے سادۃ الاسباط بعد اسکے اس بی بی نے فاطمہ زہراء سے کہا کہ اے معصومہ کچھ کلام کرو اسیوقت جناب سیدہ نے فرمایا کہ گواہی دیتی ہوں اسکی کہ کوئی بجز ذات باری تعالےٰ لائق پرستش نہیں ہے اور بلاشبہ باپ میرے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ سردار انبیا سلف ہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ شوہر میرے علیؑ سردار اوصیا ہیں اور فرزند میرے سردار جوانان خلد ہیں ثم سلمت علیھن وودعت کل واحدۃ منھن باسمھا واقبلن یضحکن علیھا وتباشرت الحور العین وبشر اھل السموات بعضھم بعضاً اور بعد اسکے جناب سیدہ نے اُن چاروں خواتین معظمہ کو نام بنام سلام کیا اور ان خواتین معظمہ نے جواب سلام دیا اور نہایت مسرور ہوئیں اور ہر ایک بی بی کے جناب خدیجہ کبریٰ کو مبارکباد دی اور حوران بہشت نے بھی آپس میں مبارکباد دی اور اہل آسمان میں بھی اس وقت مبارکباد کا شور بلند ہوا وحدث فی السماء نور ظاھر لم تر ہ الملائکۃ قبل ذالک فتنا ولتھا خدیجۃ الکبریٰ فرحۃ والقمتھا ثدیھا فدر علیھا فکانت فاطمۃ علیھا السلام تنمی فی الیوم کما ینمی الصبی فی الشھر وھی تنمی فی الشھر کما ینمی فی السنۃ اور آسمان میں کچھ ایسی روشنی پیدا ہوئی جو فرشتوں نے کبھی نہ دیکھی تھی اسی وقت حضرت خدیجہ نے جناب سیدہ کو اپنی گود میں لیا اور نہایت شاد و مسرور ہو کر اس معصومہ کو دودھ پلایا۔

فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ فاطمہ زہرا ہر روز اس قدر بڑھتی تھیں کہ جس قدر اور

اطفال ایک مہینے میں بڑھتے ہیں اور ہر مہینے میں اس قدر بڑھتی تھیں کہ جس قدر اور اطفال ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ عن جعفر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قلت یا ابن رسول اللہ لم سمیت فاطمۃ الزہراء بسند معتبر جابرؓ سے منقول ہے کہ کہا اُس بلنے ایک روز میں نے جناب صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ کیا وجہ ہے اسکی کہ جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کو زہرا کہتے ہیں فقال لی لان اللہ تعالیٰ خلقہا من نور عظمتہ فلما اضاءت السموات والارض بنورھا غشیت ابصار الملائکۃ جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سبب زہرا کہنے کا یہ ہے کہ جناب اقدس الٰہی نے اس معصومہ کو اپنے نور عظمت وجلال سے خلق کیا ہے اور جب نور جناب فاطمہ علیہا السلام کو پیدا کیا تو اُس وقت ساتوں آسمان اور زمین اس نور سے ایسے روشن ہوئے کہ آنکھ تمام فرشتوں کی خیرگی کرنے لگیں۔

فخرت الملائکۃ للہ ساجدین وقالوا الٰہنا وسیدنا ماھذا النور جبکہ فرشتوں نے روشنی اس نور اقدس کی اس مرتبہ میں دیکھی سب نے سر اپنے سجدہ میں جھکائے اور عرض کہ اے مالک ہمارے یہ نور کیسا ہے جسکی چمک سے آنکھیں ہماری خیرگی کرتی ہیں اور تمام آسمان وزمین روشن ہیں۔ فاوحی اللہ تعالیٰ الیہم یا ملائکتی ھذا نور من نوری اسکنتہ فی سمواتی خلقتہ من عظمتی جبکہ فرشتوں نے جناب اقدس باری میں استفسار حال اس نور کا کیا ارشاد ہوا کہ اے ملائکہ یہ وہ نور ہے کہ جس کو ہم نے اپنے نور سے خلق کیا اور درمیان آسمانوں کے ساکن کیا ہے اور اس نور کو ہم نے اپنی عظمت وجلال سے پیدا کیا ہے۔

اخرجہ من صلب نبی من انبیائی افضلہ علی جمیع الانبیاء اور اے ملائکہ ہم اس نور کو صلب سے ایک اپنے نبیؐ کے باہر لائیں گے اور وہ نبیؐ افضل ہوگا تمام انبیا سے۔

واخرج من ذالک النور ائمۃ یقومون بامری یھدون الی خلقی واجعلہم خلفائی فی ارضی بعد انقضاء وحیی اور اے ملائکہ اس نور سے پیدا کریں گے ہم کئی امام اور پیشوائے دین کہ وہ سب ہمارے حکم کو برپا کریں گے اور خلق کو میری طرف ہدایت کریں گے اور جب منقطع ہو جائے گی وحی تو وہ سب میرے خلیفہ ہونگے تمام روئے زمین پر۔

قال عبید الہروی فی الغریبین سمیت مریم بتولا لانہا بتلت عن الرجال وسمیت

فاطمۃ علیہا السلام بتولاً لانّہا تبلت عن النظیر لکھا ہے عبید ہروی نے غریبین میں کہ نام رکھا گیا مریم کا بلفظ بتول ع کہ علیحدہ کیگئی ہیں مردوں سے اور نام رکھا گیا جناب سیدہ کا بھی بلفظ تبول کہ علیحدہ کیگئیں نظیر سے اپنی یعنی بے مثل و بے نظیر تھیں۔

ابوالہاشم العسکری سالت صاحب العسکر علیہ السلام لم سمّیت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام فقال کان وجہہا یزہر لامیر المومنین علیہ السلام من اوّل النہار کالشمس الضاحیۃ وعند الزوال کالقمر المنیر وعند الغروب کالکوکب الدرّی نقل کیا ہے ابوہاشم عسکری نے کہ سوال کیا میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے کہ کس واسطے نام رکھا گیا جناب فاطمہ کا بلفظ زہرا ارشاد فرمایا کہ روشن اور درخشاں ہوتا تھا چہرۂ پُرنور اُس سیدہ کا سرور امیر المومنین علیہ السلام کے لیئے اوّل روز میں مثل آفتاب کے جو بلند ہوا اور وقت زوال مثل ماہ تابان کے اور وقت غروب مثل ستارہ روشن کے۔

الحسن بن یزید قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام لم سمّیت فاطمۃ الزہراء فقال لانّ لہا فی الجنّۃ قبّۃ من یاقوتۃ حمراء وارتفاعہا فی الہواء مسیرۃ سنۃ معلّقۃ بقدرۃ الجبار لا علاقۃ لہا من فوقہا فتمسکہا ولا دعامۃ لہا من تحتہا فتلزمہا لہا مائۃ الف باب علی کلّ باب الف من الملائکۃ یراہا اہل الجنّۃ کما یریٰ احدکم الکوکب الدرّی الزہراء فی اُفق السماء فیقولون ہٰذہ الزہراء لفاطمۃ علیہا السلام حسین ابن یزید نے بیان کیا ہے کہ عرض کیا میں نے خدمت ابا عبد اللہ علیہ السلام میں کس واسطے نام رکھا گیا جناب فاطمہ علیہا السلام کا بلفظ زہرا امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس جناب کے واسطے جنت میں ایک قبہ ہے یاقوت سرخ کا اور وہ ہوا میں معلق ہے کہ بلندی اسکی ایک برس کی راہ ہے اور لٹکا ہوا ہے قدرت خدائے عزّ و جل سے نہ اسکو علاقہ ہے اوپر سے یعنی کسی زنجیر وغیرہ میں لٹکا نہیں ہے اور نہ اس قبہ کے نیچے کوئی ستون ہے کہ اس پر دھرا ہو اور اسکے سو ہزار دروازہ ہیں اور ہر در میں ہزار ملائکہ ہیں دیکھتے ہیں اہل بہشت اسکو اسطرح جیسا اہل زمین ستارۂ روشن کو دیکھتے ہیں یوں کہتے ہیں اہل بہشت کہ یہ قبہ زہرا یعنی چمکتا ہوا تابندہ فاطمہ علیہا السلام کا ہے۔

(۴) عن ابان بن تغلب انّہ قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام یا ابن رسول اللہ

لم سمیت فاطمۃ الزہراء کتاب علل الشرائع میں ابان بن تغلب سے منقول ہے کہا اُس نے ایک روز میں نے خدمت با سعادت جناب صادق علیہ السلام میں عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کو زہرا کیوں کہتے ہیں؟

فقال علیہ السلام لانہا تزہر لامیر المومنین علیہ السلام فی النہار ثلاث مرات بالنور حضرت نے فرمایا کہ اے ابانؒ سبب زہرا کہنے کا اس معصومہ کو یہ ہے کہ نور اس جناب کا ہر روز تین مرتبہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے لئے ظاہر ہوتا تھا۔

کان یزہر نور وجہہا بعد صلوٰۃ الغداۃ والناس فی فراشہم فیدخل بیاض ذالک النور الی حجراتہم بالمدینۃ فتبیض حیطانہم پس اے ابانؒ جس وقت کہ صبح کو جناب سیدہ ادا کرنے کو نماز کی محراب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں اور تمام خلق اُس وقت اپنے فرش خواب پر ہوتی تھی اس وقت ایک نور ایسا پیشانی اقدس سے ساطع ہوتا تھا کہ تمام گھر مدینہ منورہ کے اس نور سے سفید و روشن ہو جاتے تھے اور در و دیوار نورانی ہو جاتی تھی۔

فالناس یتعجبون من ذالک فیسالونہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ فیرسلہم الی منزل فاطمۃ علیہا السلام پس دیکھتے ہی اس نور کے تمام خلق مدینہ کی متحیر ہوتی تھی اور سب جمع ہو کر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور عرض کیا کرتے تھے یا رسول اللہ سبب اس نور کا ارشاد ہو کہ یہ کیسا نور ہے جس کی چمک سے تمام در و دیوار منور ہو جاتی ہیں تو جناب رسالتمآبؐ فرماتے تھے کہ تم سب دولتسرائے فاطمہ پر جاؤ وہاں سبب اسکا تم پر روشن اور ظاہر ہوگا۔

فیاتون منزلہا فیرونہا قاعدۃ فی محرابہا تصلے والنور یسطع من وجہہا فیعلمون انہ کان من نور فاطمۃ علیہا السلام پس سب لوگ حسب ارشاد جناب سید المرسلین دولتسرائے سیدۃ النساء العالمین پر حاضر ہو کے دیکھتے تھے کہ وہ معصومہ محراب عبادت میں نماز پڑھ رہی ہیں اور اور چہرہ انور سے ایک نہایت پُرنور آفتاب سے ساطع ہے اُس وقت سب کو یقین ہوتا تھا کہ وہ نور جس سے تمام گھر اور در و دیوار مدینہ کے روشن ہوئے تھے وہ یہی نور ہے۔

فاذا انتصف النہار وتہیّئت للصلوٰۃ زہر وجہہا بالصفرۃ فتدخل الصفرۃ فی حجرات الناس فتصفر الوانہم وثیابہم پھر فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کہ اے ابانؒ

جب آفتاب قریب زوال کے پہنچا تھا اور جناب سیدہ مہیائے نماز ظہر ہوتی تھیں اُسوقت ایک نور مائل بزردی جبین مبارک سے اس جناب کے ایسا روشن ہوتا تھا کہ تمام گھر اور دیوار و در مدینہ منورہ کے زرد ہو جاتے تھے اور رنگ ہر شخص کے چہرہ کا مائل بزردی نظر آتا تھا فیاتون النبیؐ ویسئلونہ عنہ فیرسلہم الی منزل فاطمۃ علیہا السلام تو اُس وقت تمام اہل مدینہ جمع ہو کر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور سبب زرد ہونے کا در و دیوار کے آنحضرت سے پوچھتے تھے اُسوقت جناب رسالتمآبؐ فرماتے تھے کہ جاؤ تم دولتسرائے فاطمہ زہرا میں کہ وہاں سبب اس کا معلوم ہوجاوے گا ؛

فیاتون فیرونہا قائمۃ فی محرابہا وقد زہر نور وجہہا بالصفرۃ فیعلمون ان النور الذی راوا کان نور فاطمۃ علیہا السلام پس جب وہ سب خانۂ فاطمہ زہرا پر حاضر ہوتے تھے تو دیکھتے تھے کہ وہ جناب محراب عبادت میں مشغول بنمازِ ظہر ہیں اور اس وقت ایک نور زرد چہرۂ انور سے ایسا ساطع ہے کہ تمام در و دیوار اس نور کی چمک سے زرد ہو گئی ہیں پس اس وقت سب جانتے تھے کہ تمام گھر اہل مدینہ کے اور لباس سب کے بسبب اس نور کے مائل بزردی ہیں ؛

فاذا کان آخر النہار وغربت الشمس احمرّ وجہہا علیہا السلام فرحًا وشکرًا للہ فکان تحمر بہ حیطان المدینۃ ؛ پس جب آفتاب غروب ہوتا تھا اُس وقت جناب سیدہ بسرور تمام شکر خدائے عزوجل کرتی تھیں اس حالت میں ایک ایسا نور سرخ چہرۂ انور سے ساطع ہوتا تھا کہ تمام در و دیوار مدینہ کی اسکی روشنی سے سرخ ہو جاتی تھی اور ہر شخص اپنے لباس اور اپنے چہرہ کو سرخ پاتا تھا ؛ فیسئلون عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ عنہ فیرسلہم الی منزل فاطمۃ علیہا السلام پس اُسوقت اہل مدینہ متعجب ہو کر رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت باسعادت میں حاضر ہوتے تھے اور سبب اس کا پوچھتے تھے تو حضرت ان سب کو دولتسرائے جناب فاطمہ پر بھیجتے تھے تاکہ حال اس نور سرخ کا سب پر ظاہر ہو ؛

فیرونہا جالسۃ تسبح اللہ سبحانہ و نور وجہہا یزہر بالحمرۃ فیعلمون النور الذی راوہ کان من نور فاطمۃ علیہا السلام بحسب ارشاد آنحضرت کے اہل مدینہ دولتسرائے جناب سیدہ پر حاضر ہوتے تھے اور اس وقت دیکھتے تھے کہ وہ معصومہ محراب عبادت میں مہیائے

نماز میں اور تسبیح اور شکر خدائے عزوجل میں مصروف ہیں اور ایک نور سرخ چہرۂ انور سے ایسا روشن ہے کہ تمام در و دیوار حجاب سے اسکی منوّر ہو رہے ہیں پس سب کو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ نور جسکے سبب سے تمام گھر مدینہ کے سرخ ہو رہے ہیں وہ یہی ہے۔

فلم تزل ذالک النور فی وجہہا حتّیٰ ولد الحسین علیہ السلام فہو یتقلب فی وجہنا الیٰ یوم القیٰمۃ فی الائمۃ منّا بعد ازاں فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ وہ نور مدت دراز تک اسیطرح جناب سیدہؑ کی پیشانی انور سے روشن رہا یہاں تک کہ جناب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے پس وہ نور اس روز سے پیشانی امام حسین علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا اور بعد ان کے اسیطرح ہر امام کی طرف آیا اور یوں ہی تا قیامت منتقل ہوتا رہے گا۔

(۳) فی علل الشرائع روی ابن متوکل عن سعد عن عیسیٰ عن محمد بن سنان عن ابن مسکان عن ابن محمد بن مسلم الثقفی انہ قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام کتاب علل الشرائع میں روایت کی ہے ابن متوکل نے سعد سے اور اس نے عیسیٰ سے اور اس نے محمد بن سنان سے اور اس نے ابن مسکان سے اور اسنے ابن محمد بن مسلم ثقفی سے کہ کہا اسنے میں نے اس حدیث کو سنا امام محمد باقر علیہ السلام سے۔ انہ یقول الفاطمۃ وقفت علیٰ باب جہنم فاذا کان یوم القیٰمۃ کتب بین عینی کل رجل مومن او کافر فرمایا آنحضرتؑ نے کہ جب قیامت برپا ہوگی اس دن جناب فاطمہ زہرا دروازۂ جہنم پر کھڑی ہونگی اور پیشانی پر ہر شخص کے لفظ مومن یا لفظ کافر لکھا ہوگا۔ فیومر رجل قد اکثرت ذنوبہ الی النّار فتقرء فاطمۃ علیہا السلام بین عینیہ محبّاً پس ایک شخص کو کہ اس نے گناہ بہت کئے ہوں گے حکم خدائے عزّ وجل ہوگا کہ یہ بندہ کثیر العصیان داخل جہنم ہو پس فرشتے اسکو جہنم کی طرف لے جائیں گے جب وہ دروازۂ جہنم پر پہنچے گا جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام دیکھیں گی کہ پیشانی پر اسکے لفظ محب لکھا ہے۔

فتقول الٰہی وسیدی سمیتنی فاطمۃ وفطمت بی من النّار من تولّانی وذریتی وعدک الحق وانت لا تخلف المیعاد پس اسوقت جناب سیدہؑ یہ دیکھکر درگاہ خداوند جلیل میں عرض کریں گی کہ اے مالک میرے تو نے اپنے فضل و کرم سے نام میرا فاطمہؑ رکھا ہے اور وعدہ کیا ہے تو نے اسکا کہ جو فاطمہؑ اور اولاد فاطمہؑ کو دوست رکھے گا میں اسے داخل جہنم نکروں گا اور

وعدہ تیرا سچ ہے اور تو کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ فیقول اللہ عزّ وجل صدقت یا
فاطمۃ وانّی سمّیتک فاطمۃ وفطمت بک من احبّک وتولاک واحبّ ذرّیتک ووعدی
الحقّ وانا لا اخلف المیعاد پس اسوقت درگاہ جناب اقدس الٰہی سے ارشاد ہوگا کہ اے فاطمہؑ
سچ کہا تو نے کہ ہم نے نام تیرا فاطمہؑ رکھا ہے اور جدا کیا ہے ہم نے آتش دوزخ سے اسکو کہ جو تجھ
سے اور تیری اولاد سے محبت رکھے اور وعدہ میرا حق ہے اور میں خلاف اپنے وعدے کے
نہیں کرتا وانّما امرت بعبدی ہذا الی النار لتستفعینی فیہ فاشفعک اور اے فاطمہؑ اس بندہ
گنہگار کو دوزخ کا اسلئے حکم دیا تھا کہ تو اسکی شفاعت کرے اور میں تیری شفاعت کو قبول کروں
ولتبیّن علیٰ ملائکتی وانبیائی ورسلی واھل الموقف منّی مکانک عندی اور تاکہ ظاہر ہو
اور دیکھیں سب فرشتے اور سب انبیا اور رسولان اولوالعزم اور تمام اہل محشر رتبہ تیرا اور قدر اور
منزلت تیری جو میرے نزدیک ہے۔ فمن قرأت بین عینیہ مومنا فخذ یدہ وادخلہ الجنۃ
پس اے فاطمہؑ اب ہم نے تجھے اجازت دی کہ جسکی پیشانی پر لفظ مومن لکھا ہو تو ہاتھ اس کا پکڑ کر
بے تامل داخل بہشت کردے۔ وفی الامالی والخصال ومعانی الاخبار عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
انّہ قال لفاطمۃ علیہا السلام تسعۃ اسماء عند اللہ عزّ وجل فاطمۃ والصدّیقۃ والمبارکۃ
والطاہرۃ والزکیۃ والراضیۃ والمرضیۃ والمحدثۃ والزہراء۔ کتاب امالی اور خصال اور
معانی الاخبار میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جناب سیدہ کے
نو نام ہیں نزدیک خدائے عزّ وجل کے یعنی فاطمہؑ اور صدیقہ اور مبارکہ اور طاہرہ اور زاکیہ اور راضیہ
اور مرضیہ اور محدثہ اور زہراءؑ

فقال اتدری ایّ شیء تفسیر فاطمۃ قلت جعلت فداک بیّن لی ما ھو قال علیہ السلام
فطمت شیعتہا من النار فقال لی انّ امیرالمومنین لولا تزوجہا لما کان لہا کفو
الیٰ یوم القیامۃ علیٰ وجہ الارض آدم ومن دونہ۔ راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے فرمایا مجھ سے
حضرت صادق علیہ السلام نے کہ آیا جانتا ہے تو کہ معنی فاطمہؑ کے کیا ہیں میں نے عرض کیا کہ یا ابن
رسول اللہ قربان ہوں آپ پر مجھے معلوم نہیں امید وار ہوں آپ ارشاد کیجیے کہ کیا معنی ہیں
فاطمہؑ کے حضرت نے فرمایا کہ معنی فاطمہؑ کے یہ ہیں کہ وہ معصومہ جدا کرنے والی ہیں شیعوں کو اپنے

آتش دوزخ سے بعد اسکے فرمایا کہ اگر جناب امیر علیہ السلام سے عقد اس معصومہ کا نہوتا تو اور کوئی شخص ابتدائے حضرت آدمؑ سے تا قیامت ہمسر اور مثل اس معصومہ کا نہ تھا کہ جس سے عقد ان کا ہوتا مومنین اس حدیث سے بھی علمانے ہمارے استدلال کیاہے فضیلت جناب امیرالمومنین اور فضیلت جناب سیدہؑ پر کہ افضل ہیں جناب سیدہؑ بھی تمام انبیائے سلف سے

(۴) لقد روی فی بحار الانوار عن ورقۃ ابن عبد اللہ الازدی انہ قال خرجت حاجًا الی بیت اللہ الحرام راجیًا لثواب اللہ العلام ورقہ سے منقول ہے کہ کہا اس نے ایک سال میں تحصیل ثواب کے لئے بقصد حج روانہ کعبہ ہوا فبینما اطوف واذا انا بجاریۃ سمراء ملیحۃ الوجہ عذبۃ الکلام وھی تنادی بفصاحۃ منطقھا پس جبکہ میں خانہ کعبہ میں پہنچا اور طواف کرنے میں مشغول ہوا ناگاہ دیکھا میں نے کہ ایک عورت گندم گوں خوشرو شیریں کلام بکمال فصاحت وبلاغت جناب اقدس الہی میں مذاکرہ رہی ہے ؛

وھی تقول اللھم رب الکعبۃ الحرام والحفظۃ الکرام وزمزم والمقام والمشاعر العظام ورب محمد خیر الانام والہ البررۃ الکرام ان تحشرنی مع ساداتی الطاھرین وابناءھم الغر المحجلین المیامین اور وہ عورت یہ دعا کر رہی ہے کہ اے مالک کعبہ محترم اور مالک مقام وزمزم اور اے پروردگار عرفات و مشعر معظم اور اے خالق حافظین کعبۂ مکرم اور اے پروردگار محمدؐ وآل محمدؐ بہترین عالم امید وار ہوں تیرے فضل وکرم سے کہ مجھے محشور کرنا میرے آقاؤں کے ساتھ کہ جو طاہر اور پاک ہیں اور محشور کرنا ہمراہ انکی اولاد امجاد کے کہ جو صاحب یمن وبرکت ہیں اور چہرے اور اعضا ان کے نورانی ہیں ؛

الا فاشھدوا یا جماعۃ الحجاج والمعتمرین ان موالی خیرۃ الاخیار وصفوۃ الابرار الذین علا قدرھم علی الاقدار وارتفع ذکرھم فی سائر الامصار المرتدین بالفخار آگاہ ہو اے جماعت حجاج ومعتمرین اور گواہ ہو کہ بے شبہ پیشوا اور آقا میرے بہتر ہیں ان سے جو بہترین خلق ہیں اور برگزیدہ ہیں ان سے جو نیکوترین خلق ہیں اور آگاہ ہوں سب حجاج کہ رہنما میرے وہ ہیں کہ جن کا رتبہ بلند اور برتر ہے تمام مخلوقات کے رتبہ سے اور فضائل ومناقب ان کے مشرق سے تا مغرب شہرہ ہیں اور چادریں فخر وشرف کی ان کے دوش ہائے مبارک پر پڑی ہیں ؛ قال ورقۃ فقلت یا جاریۃ انی لاظنک من موالی اھل البیت علیھم السلام فقالت اجل قلت لھا من

انت قالت انا فضة أمة فاطمة الزهراء علیہا السلام ورقہ کہتا ہے کہ میں نے یہ سنکر ان سے کہا کہ ای
زن دیندار تمہارے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کنیز ہو کنیزان اہلبیت اطہار میں سے ان مظلومہ نے کہا
کہ البتہ میں نے کہا نام تمہارا کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ نام میرا فضہ رضیہ ہے میں لونڈی ہوں جناب سیدہ
فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی فقلت لہا مرحبا واھلاً لقد کنت مشتاقاً الی کلامك
ومنطقات فاریدمنك الشاعة ان تجیبنی عن مسئلة سالك ورقہ کہتا ہے کہ جب مجھے معلوم
ہوا کہ یہ فضہ ہیں تو کہا میں نے کہ مرحبا اے فضہ میں ایک مدت سے مشتاق آپ کے کلام کا تھا اب میں
آپ سے کچھ پوچھتا ہوں جواب اس کا مجھے دیجئے فاذا فرغت من الطواف فقفی عند سوق
الطعام حتی اٰتیك وانت مثابة تو اے فضہ جب تم طواف سے فارغ ہونا اس وقت بازار
طعام میں ایک لحہ توقف کرنا اور اس قدر میرا انتظار کرنا کہ میں بھی طواف سے فارغ ہو کر تمہارے
پاس آؤں حق سبحانہ تعالےٰ تم کو اجر اس کا عطا کرے۔

فافترقنا فی الطواف فلما فرغت منه واردت الرجوع الی منزلی جعلت طریقی علی سوق
الطعام واذا انا بہا جالستہ فی معزل عن الناس ورقہ کہتا ہے کہ یہ کہکر میں مشغول بطواف ہوا
اور فضہ بھی طواف میں مشغول ہوئیں پس جبکہ میں نے طواف سے فراغ حاصل کیا اور اپنے گھر کو
روانہ ہوا تو بازار طعام کی طرف سے گیا دیکھا میں نے کہ فضہ علیحدہ ایک گوشہ میں منتظر میری
بیٹھی ہیں فقلت لہا یا فضة اخبرینی عن مولاتك فاطمة الزهراء وما الذی رایت عند وفاتها
بعد موت ابیہا محمد صلی اللہ علیه واٰله کہا میں نے کہ اے فضہ میں چاہتا ہوں کہ بیان کرو مجھ سے
حال وفات جناب سیدہ فاطمہ زہرا کا جو کچھ کہ بعد جناب سید کائنات کے اس معصومہ پر گذرا اور
تم نے اس کو مشاہدہ کیا قال ورقة فلما سمعت کلامی تغرغرت عیناها بالدموع ثم انتحبت
نادبة وقالت یا ورقة هیجت علی حزنا ساکنا واشجانا فی فؤادی کامنة ورقہ کہتا ہے جبکہ
فضہ نے نام جناب سیدہ اور رسول خدا کا سنا آنکھوں میں اشک بھر لائیں اور ایک آہ کی اور کہا
کہ اے ورقہ اس وقت میرے اندوہ کو تو نے تازہ کیا اور زخم دل پر نمک چھڑکا۔

فاسمع الان ما شاهدته منها علیها السلام اعلم انه لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیه
واٰله افتجع له الکبیر والصغیر وکثر علیه البکاء وعظم رزءه علی الاقرباء والاصحاب

بس اے وارثِ جو کچھ کہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے اسے بگوش دل سن وہ یہ ہے کہ جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے دنیا سے رحلت کی تمام خورد وبزرگ اور زن و مردان حضرت کے درد فراق سے مغموم ہوئے اور سب صغیر وکبیر بیقرار اور بیتاب ہوئے اور سب سے زیادہ حزن وغم اس مصیبت میں اہلبیت اطہار اور اصحاب اخیار کو تھا۔

ولم تلق الا کل باك و باکیة اور کوئی شخص مدینہ میں ایسا نہ تھا کہ میں نے اسے روتا نہ دیکھا ہو ولم یکن فی اہل الارض والاقرباء اشد طوبا واعظم بکاءً من مولاتی فاطمۃ الزہرا اور با وجود اسکے کہ تمام خلق اس جناب کے غم میں نوحہ کرتی تھی لیکن بیقراری اور بیتابی جناب فاطمہ زہرا کی سب سے زیادہ تھی اور دمبدم اندوہ وغم ان کا فراق رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ میں زیادہ ہوتا تھا اور گریہ وزاری ان کی ماتم سیدۂ عالم میں کم نہوتی تھی۔

فجلست سبعۃ ایام لا یھدأ لھا انین ولا یسکن منھا حنین یہاں تک کہ سات شبانہ روز صف ماتم سے نہ اٹھیں اوران ایام میں کوئی دم جناب سیدۂ کو آہ وزاری ونالہ وبے قراری سے سکون نتھا وکل یوم جاء کان بکاءھا اکثر من الیوم الاول اور جودن کہ آتا تھا غم جناب سیدۂ کا بڑھتا جاتا تھا۔

فلما کان فی الثامن ابدت ما کتمت من الحزن فلم تطق صبرًا اذ خرجت وصرخت فکانھا من فم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ تنطق پس جبکہ وفات جناب سید کائنات کو آٹھواں دن ہوا غم واندوہ فراق رسولخدا کا ان معصومہ سے ضبط نہو سکا اور جو غم والم کہ دل محزون جناب سیدۂ میں چھپا ہوا تھا وہ ظاہر ہوا پس جبکہ یارائے صبر نرہا اور روتے روتے طاقت ضبط نرہی وہ معصومہ بیقرار ہوکر دفعتۂ دولتسرائے سے نکل آئیں اور بآواز بلند روتی تھی اور بین کرتی تھیں اور اسوقت آواز جناب سیدہ بعینہ آواز رسولخدا معلوم ہوتی تھی۔

فتبادرت النسوان وخرجت الولائد وضج الناس بالبکاء والنحیب وجاء الناس من کل مکان واطفیت المصابیح لکیلا تبین صفحات النساء جب آواز گریہ وبکائے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی عورتوں نے سنی اسیوقت اپنے گھروں سے مع اطفال باہر نکل آئیں اور سب لوگ رونے لگے اور کچھ لوگوں نے بڑھکر جہاں جہاں چراغ جلتے تھے بجھا دیئے تاکہ نظر نامحرموں کی عورتوں کے چہروں پر نہ پڑے۔

وخیل الی النسوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ قد قام من قبرہ وصارت الناس فی دھشتہ وحیرۃ لما قد رھقھم۔ اور عورتوں کو اس وقت یہ گمان ہوا کہ جناب رسولخدا قبر سے باہر تشریف لائے ہیں اور اسی خیال سے سب زن و مرد متحیر و مدہوش ہو گئے۔

وھی تنادی وتندب اباھا واابتاہ واصفیاہ وامحمداہ واربیع الارامل والیتامی من للقبلۃ والمصلی من لا بنتک الثکلی اور اسوقت جناب سیدہؑ بآواز بلند یہ نوحہ اور بین کرتی تھیں کہ ہائے اے پدر عالیمقدار محمد مصطفیٰ صہ ہائے اے برگزیدۂ خدا ہائے اے وارث بیوہ زنان ہائے اے پدر یتیمان اب کون ہے بعد آپ کے کہ جو زینت قبلہ و نماز ہوا اور کون ہے بعد آپ کے کہ فریادرس ہو اس مصیبت زدہ کا ثم اقبلت تعثر فی اذیالھا وھی لا تبصر شیئا من عبرتھا وتواتر دمعتھا حتی دنت من قبر ابیھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ۔ بعد ازاں جناب سیدہؑ روضۂ اقدس رسولخدا کی طرف روانہ ہوئیں اور بسبب کثرت رقت کے اس معصومہ کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اور بے خودی سے پائے مبارک بار بار گوشۂ چادر میں الجھ جاتا تھا یہانتک کہ بہزار دشواری افتاں و خیزاں قبر مطہر رسولخدا تک پہنچیں فلما نظرت الی الحجرۃ دوقع طرفھا علی الماذنۃ قصرت خطاھا ودام نحیبھا وبکاھا الی ان غشی علیھا پس جبکہ جناب سیدہؑ کی نظر انور حجرۂ مقدسۂ رسولخدا پر پڑی اور اس گلدستہ کو کہ جسپر بلال رض اذان کہتے تھے دیکھا اس دیکھتے ہی اسکے قدمہائے مبارک نے چلنے سے کوتاہی کی اور بے اختیار نعرۂ واابتاہ اور نالۂ وامحمداہ زبان اقدس پر جاری ہوا اور اس قدر روئیں کہ آخرکار روتے روتے غش آگیا۔ فتبادرت النسوان الیھا فنضحن الماء علیھا وعلی صدرھا وجبینھا حتی افاقت پس یہ دیکھتے ہی عورتوں نے جلد اپنے تئیں اس معصومہ تک پہنچایا اور پانی سینۂ اقدس اور پیشانی مبارک پر چھڑکا یہانتک کہ اس معصومہ کو غش سے افاقہ ہوا۔

فلما افاقت من غشیتھا قامت وھی تقول رفعت قوتی وخاننی جلدی وشمت بی عدوی والکمد قاتلی پس جبکہ جناب سیدہؑ کو غش سے افاقہ ہوا اٹھیں اور پھر رونا شروع کیا اور یہ کہتی تھیں کہ اے پدر عالیمقدار آپ کی مفارقت میں قوت میری زائل ہو گئی اور توانائی نے مجھ سے وفاداری نہ کی اور اب نوبت یہ پہنچی ہے کہ دشمن میری حال زار کو دیکھکر ہنستے ہیں اور شاد ہوتے ہیں اور اے پدر بزرگوار غم و اندوہ آپ کی مفارقت کا مجھے زندہ نہ چھوڑے گا۔

یا ابتاہ بقیت والہۃ وحیدۃ وحیرانۃ فریدۃ فقد انخمد صوتی وانقطع ظہری وتنغص عیشی
وتکدر دھری اے پدر عالیمقدار بعد آپ کے یہ بیٹی شیفتۂ دیدار یکہ و تنہا حیران و پریشان بے معین و
مددگار رہ گئی مفارقت میں آپ کی اب ایسا ضعف مجھ پر غالب ہے کہ بولنا بھی دشوار ہے اور وفات سے
آپ کی کمر میری ٹوٹ گئی اور زندگی میری بے لطف ہو گئی اور اب جینا اپنا مجھے ناگوار ہے۔
لما اجد یا ابتاہ بعدک انیسا لوحشتی ولا رادا لدمعتی ولا معینا لضعفی اے پدر بزرگوار کوئی
مونس و غمخوار اس محزون و سوگوار کا بعد آپ کے نظر نہیں آتا جو اس وحشت و تنہائی میں میرا انیس و
غمگسار ہو اور مجھے تسکین و دلاسا دے اور نہ کوئی بعد آپ کے ایسا دوست ہے کہ جس کے سبب سے
رونا میرا کم ہو اور نہ کوئی ایسا معین ہے کہ اس عالم ضعف میں اس ضعیف و ناتوان کی مدد اور
اعانت کرے۔ فقد فنی بعدک محکم التنزیل ومہبط جبرئیل ومحل میکائیل یا ابتاہ
انقلبت بعدک الاسباب وتغلقت دونی الابواب اے پدر بزرگوار افسوس ہے کہ بعد آپ کے آنا
وحی خدا کا ہمارے گھر سے موقوف ہو گیا اور آمد و رفت جبرئیل و میکائیل مسدود ہو گئی اور تمام
اسباب سرور و راحت مبدل برنج و مصیبت ہو گئے اور دروازہ ہائے چارہ کار بند ہو گئے۔
فانا للدنیا قالیۃ وعلیک ما ترددت انفاسی باکیۃ لا ینفد شوقی الیک ولا حزنی
علیک ثم نادت وا ابتاہ ثم قالت اے پدر عالیمقدار بعد آپ کے یہ رنجور و دلفگار اس دنیا
ناپایدار سے نہایت بیزار ہے اور جب تک کہ میں زندہ ہوں آپ کی مفارقت میں ہمیشہ رویا کروں گی
اور شوق دیدار آپ کا اس دل ناشاد و زار سے ہرگز کم نہ ہوگا اور ہرگز غم و الم آپ کی جدائی کا میرے
دل سے دور نہ ہوگا۔ بعد اس نوحہ و فریاد کے دو مرتبہ وا ابتاہ وا محمداہ بلند کی اور یہ اشعار ماتم سے
ابرار میں پڑھے ان حزنی علیک حزن جدید ۞ وفؤادی واللہ صب عمید ۞ کل یوم یزید
فیہ شجونی ۞ واکتیابی علیک لیس یبید ۞
یعنی اے بابا غم و الم آپ کی مفارقت کا وہ غم ہے کہ ہر لمحہ اور ہر آن تازہ ہے اور قسم بخدائے عزوجل
کہ یہ دل پر درد میرا ہر وقت مشتاق دیدار برکت آثار رہتا ہے اور قریب ہے کہ اسی اشتیاق میں
روح میری اس جسم ضعیف سے مفارقت کر جائے اور ہر روز غم و اندوہ آپ کی مفارقت کا
زیادہ ہوتا ہے اور کسی طرح تمام نہیں ہوتا۔

جل خطبي فيا عني عزائي و نعيکاني کل وقت جديد و انّ قلب عليك يا لف صبرا، او عزاءً فانه لجليد ، اے پدر عالیمقدار یہ مصیبت کہ جو مجھپر پڑی ہے عظیم ترین مصائب ہے اس پر رونا میرا ہر وقت تازہ ہے اور بتحقیق کہ کون قلب ایسا ہے کہ آپ کے ماتم میں صبر اور تحمل کر سکے اور اپنے تئیں گریہ و بکا سے باز رکھے اور جو قلب کہ اس مصیبت عظیم میں صبر کر سکے لاریب کہ وہ نہایت ہی سخت ہے ، ثم نادت يا ابتاه انقطعت بك الدّنيا بانوارها و ذهبت زهرتها وكانت ببهجتك زاهرة و قد اسودّ نهارها ،

بعد اسکے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے ایک آہ کی اور کہا اے پدر عالی مقدار بعد آپ کے تمام خوبیاں دنیا کی ہم سے منقطع ہو گئیں اور روشنی دنیا کی بیدل سیاہی ہو گئی اور روز روشن اس کا مثل شب کے تاریک ہو گیا ، لا زالت اسفة عليك الى التلاق لا زال غمضي منذ حق الفراق اے پدر بزرگوار مفارقت میں آپ کی کف افسوس ملتی رہوں گی جب تک کہ آپ سے نہ ملوں گی اور جب سے کہ میں آپ کی زیارت سے محروم ہوں ہمیشہ آنکھیں میری بیدار رہتی ہیں ،

يا ابتاه امسينا بعدك من المستضعفين واصبحت الناس عنا معرضين ولقد كنا بك معظمين اے پدر بزرگوار بعد آپ کے لوگوں نے ہمیں ذلیل و خوار سمجھا اور سب نے ہم سے روگردانی کی اور کیا تھا اور تھے ہم سب بسبب آپ کے مکرم و معظم فاي دمعة لفراقك لا تنهمل واي حزن عليك لا يتصل واي جفن بعدك بالنوم يكتحل یعنی کون ایسی آنکھ ہے کہ آپ کی جدائی میں جاری نہیں ہے اور کون دل ایسا ہے کہ آپ کی مصیبت میں اندوہ و غم سے متصل نہیں ہے کون چشم ہے کہ آپ کی مفارقت میں اشکبار نہیں ہے اور کون قلب ایسا سخت ہے کہ اس مصیبت عظیم نے اس میں اثر نہیں کیا ہے اور کون ایسی آنکھ ہے کہ بعد آپ کے سرمہ کش خواب راحت ہے ،

فكيف للجبال لا تمور وللبحار بعدك لا تفور والارض كيف لم تتزلزل پس مجھے کمال حیرت ہے کہ جب ایسا سردار کونین دنیا سے اٹھ جائے تو کیوں پہاڑ حرکت و جنبش میں نہیں آئے اور کیوں دریا جوش و خروش میں نہیں آئے اور اس مصیبت عظمی میں کیوں زمین کو زلزلہ نہیں ہوتا ،

فمنبرك مستوحش ومحرابك خال من مناجاتك وقبرك فرح بمواراتك والجنة مشتاقة اليك ، پس اے بابا افسوس ہے کہ جس منبر پر آپ خطبہ پڑھتے تھے آپ کے نہ ہونے سے وہ وحشتناک نظر

آتا ہے اور جائے عبادت آپ کی بسبب آپ کی رحلت کے خالی ہے اور قبر مطہر آپ کی تشریف رکھنے سے نہایت مسرور و شاد ہے اور جنّت آپ کی مشتاق ہے۔

ما اعظم ظلمة مجالسك فوا اسفاه عليك الى ان اقدم عاجلاً عليك اے پدر نامدار وہ جگہ کہ جہاں آپ تشریف رکھتے تھے بدون آپ کے سنسان اور وحشتناک اور سیاہ نظر آتی ہے اور ہمیشہ اس مصیبت میں دست تاسف ملا کروں گی جب تک کہ آپ سے نہ ملوں گی۔

واثكل ابوالحسنؑ المؤتمن ابو ولديك الحسينؑ والحسنؑ واخوك ودنيائك وحبيبك ومن ربيته صغيراً واخيته كبيراً واجلى احبابك واصحابك اليك من كان منهم سابقاً ومهاجراً وناصراً اور اے پدر عالیمقدار جناب ابوالحسنؑ کہ وہ باپ ہیں حسنینؑ کے اور بھائی اور جانشین اور دوست ہیں آپ کے کہ جن کو آپ نے صغر سن میں اپنی آغوش مبارک میں پرورش کیا اور سن شباب میں آپ نے ان کو اپنا بھائی فرمایا اور وہ جناب کہ تمام اصحاب اور انصار سے آپ کے مقدم ہیں شرف و بزرگی میں اور ہمیشہ آپ کے معین و مددگار رہے وہ حضرت آپ کی مصیبت میں محزون و مغموم ہیں اور آپ کے ماتم میں بیٹھے ہیں۔ والثكل شاملنا والبكاء قاتلنا والاسى لازمنا بعد زفرت وانت اته كادت روحها ان تخرج ثم قالت اور اے پدر نامدار اب حال ہمارا آپ کی مفارقت میں یہ ہے کہ گریہ و بکا ہر وقت ہمارے شامل ہے اور یہ رونا ہر وقت کا ہمیں زندہ نہ چھوڑے گا اور رنج و اندوہ آپ کی جدائی کا کبھی ہم سے جدا نہ ہوگا۔ بعد اس کے اس معصومہ نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے ایسی کھینچی کہ قریب تھا روح مطہر جسم اقدس سے مفارقت کر جائے اور یہ اشعار ماتم رسول مختار میں پڑھے۔

بیت:- قل صبری وبان عنی عزائی ؛ بعد فقدی لخاتم الانبیاء

یعنی بسبب وفات سید کائنات کے صبر نے میرے کمی کی اور تسکین خاطر نے مجھ سے دوری اختیار کی

عين يا عين اسكبی الدمع سحاً ؛ ويك لا تبخلی بفيض الدماء

اے چشم اشک مسلسل بہا اس مصیبت میں کیا مقام حسرت و افسوس ہے چاہیئے کہ بخل نہ کرے تو اشک خونیں بہانے میں۔ ؎

يا رسول الاله يا خيرة الله ؛ وكهف الايتام والضعفاء

قد بكتك الجبال والوحش جمعا ؛ والطير والارض بعد بكى السماء

اے رسول خداوند جلیل اے برگزیدہ باری اے جائے پناہ یتیموں کے اور ضعیفوں کے لاریب کہ روتے ہیں آپکو پہاڑ اور جانوران وحشی اور پرندہ تمام اور روتی ہے آپ کو زمین بعد گریہ آسمان کے۔

وبکاک الحجون والرکن والمشعر یا سیدی مع البطحاء ٭ وبکاک المحراب والدرس للقرآن فی الصبح معنا والمسا

یا رسول اللہ روتے ہیں آپ پر کوہ حجون اور رکن اور مشعر الحرام اور بطحا اور روتی ہے آپ کو ہمارے ہمراہ محراب مسجد اور تلاوت قرآن ہر صبح و شام۔ ؎

وبکاک الاسلام اذ صار فی ٭ الناس غریبا من الغرباء

المنبر منبرا کنت تعلوہ ٭ علاہ الظلام بعد الضیاء

یا رسول اللہ روتا ہے آپ پر اسلام اسلئے کہ بسبب آپ کی وفات کے وہ لوگوں کی نظروں میں غریب اور مضمحل ہوگیا یا رسول اللہ آیا آپ نہیں دیکھتے ہیں اس منبر کو کہ جس پر آپ بیٹھکر وعظ فرماتے تھے اسکو ظلمت و تاریکی نے بعد روشنی کے گھیر لیا ہے۔

فرجعت الی منزلہا وھی لا ترقاء دمعتہا ولا تھداء زفرتہا بعد اسکے وہ معصومہ دولتسرا میں تشریف لائیں اور رات دن دھاڑھیں مارکر روتی تھیں۔ اور کسی وقت آنسو آنکھوں سے نہ تھمتے تھے اور آواز نالہ و بیقراری کم نہوتی تھی۔ واجتمع شیوخ اھل المدینۃ واقبلوا الی امیر المومنین علی علیہ السلام فقالوا لہ یا ابا الحسن ان فاطمۃ تبکی اللیل والنہار فلا احد منا یتھنا بالنوم فی اللیل علی فراشہ ولا بالنہار لنا قرار علی اشغالنا وطلب معایشنا و انا نخبرک ان تسألہا اما ان تبکی لیلاً و نہاراً یس ان معصومہ کی کثرت گریہ و زاری سے تمام اہل مدینہ تنگ ہوئے اور بزرگان مدینہ جمع ہوکر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا ابا الحسن جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اپنے پدر بزرگوار کے غم میں تمام رات اور تمام دن روتی ہیں اور ان معصومہ کے رونے سے نہ ہمیں راتوں کو اپنے فرش خواب پر چین سے نیند آتی ہے اور نہ کوئی ہم میں سے اپنے کاموں میں اور طلب معیشت میں مشغول ہوسکتا ہے اسلئے ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہماری جانب سے آپ خدمت میں جناب سیدہ کی عرض کریں کہ آپ مصیبت رسولخدا میں یا شب کو رویا کریں اور دن کو خاموش رہیں یا دن کو رویا کریں اور شب کو آرام فرمائیں۔

فاقبل امیرالمومنین علیه السلام حتی دخل علی فاطمة وهی لا تفیق من البکاء ولا ینفع فیها العزاء فلما رأته سکنت هنیئة له۔ پس جناب امیرالمومنین علیہ السلام یہ پیام سنکر دولتسرا میں داخل ہوئے دیکھا کہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا گریہ وبکا میں مشغول ہیں اور ہرگز تسلی دنیا کسی کا کچھ فائدہ نہیں کرتا ہے جبکہ ان معصومہ نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو آتے دیکھا تھوڑی دیر حضرت کے لحاظ سے چپ ہو رہیں۔ فقال یا بنت رسول اللہ ان شیوخ المدینة یالونے ان استلك اما ان تبکی اباك لیلاً واما نهاراً۔ پس حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ اس وقت روسائے مدینہ نے مجھ سے التماس کیا ہے کہ میں تم سے کہوں کہ تم اپنے پدر بزرگوار جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو یا رات کو رویا کرو اور دن کو آرام کرو۔ یا دن کو رویا کرو اور شب کو آرام کرو۔

فقالت یا ابا الحسن ما اقل مکثی بینهم وما اقرب مغیبی من بین اظهرهم فواللہ لا اسکت لیلاً ولا نهاراً او الحق بابی رسول اللہ جبکہ جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا نے پیام اہل مدینہ کا سنا عرض کی کہ یا ابوالحسن بہت کم ہے زندگانی میری اور رہنا میرا ان لوگوں میں اور بہت قریب ہے رحلت میری ان سب میں سے پس بخدا کہ میں ہرگز رات اور دن گریہ وزاری اور نالہ وبیقراری کو ترک نہ کروں گی یہاں تک کہ ملاقات کروں اپنے پدر عالیمقدار رسولخدا سے۔

فقال لها علی علیه السلام افعلی یا بنت رسول اللہ ما بدا لك ثم انه بنی لها بیتاً فی البقیع نازحاً عن المدینة یسمی بیت الاحزان پس جبکہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے جواب سنا فرمایا کہ اے فاطمہ اس امر میں تم کو اختیار ہے جو چاہو وہ عمل میں لاؤ بعد اسکے آنحضرت نے قبرستان بقیع میں علیحدہ مدینہ سے ایک حجرہ رونے کے لئے اس معصومہ کو بنوا دیا نام اسکا بیت الاحزان ہے۔ وکانت اذا اصبحت قدمت الحسن والحسین علیهما السلام امامها وخرجت الی البقیع باکیة فلا تزال بین القبور باکیة۔ پس معمول جناب سیدہ یہ تھا کہ جب صبح ہوتی حسنین علیہما السلام آگے آگے اور آپ پیچھے روتی ہوئی قبرستان بقیع میں تشریف لے جاتی تھیں اور وہاں جا کر دن بھر مسلسل رویا کرتی تھیں۔

فاذا جاء اللیل اقبل امیرالمومنین علیه السلام الیها وساقها بین یدیه الی منزلها۔ پس جبکہ شام ہوتی تھی اسی وقت جناب سید الوصیین آپ قبرستان بقیع میں تشریف

لے جاتے تھے اور اس معصومہ کو اپنے ساتھ گھر میں لے آتے تھے ولم تزل علیٰ ذالک الیٰ ان مضیٰ لها بعد موت ابیها سبعة وعشرون یوماً واعتلت العلة التی توفیت فیها فبقیت الی الیوم الاربعین
پس بعد وفات سید کائنات کے ستائیس روز اس معصومہ کو گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری میں گذرے بعد اسکے اس مظلومہ کو وہ بیماری لاحق ہوئی کہ جس میں ان مخدومۂ کونین نے دنیا سے رحلت فرمائی اور وہ جناب بعد وفات سید کائنات کے چالیس روز زندہ رہیں وقد صلی امیرالمومنین صلوٰۃ الظهر واقبل یرید المنزل اذا استقبلة الجوارے باکیات حزنیات پس چالیسویں روز جب حضرت واسطے نماز ظہر کے مسجد رسولخدا میں تشریف لے گئے اور بعد فراغ نماز ظہر چاہا کہ دولتسرا کو تشریف لے جائیں ناگاہ دیکھا کہ لونڈیاں ان حضرت کی روتی پیٹتی محزون و مغموم مسجد کو چلی آتی ہیں۔ فقال لهن ما الخبر و مالی اراکن متغیرات الوجوہ والصور پس جبکہ آنحضرت نے ان کنیزوں کو باحال تباہ و پریشان دیکھا پوچھا کہ کیا باعث ہے کہ صورتیں تمہاری متغیر ہیں فقلن یا امیرالمومنین ادرک ابنت عمک الزہراء وما نظنک تدرکھا لونڈیوں نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین ع آپ جلد جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی خبر لیجئے اسلئے کہ حال ہماری بی بی کا اس وقت ایسا متغیر ہے کہ ہمیں گمان ہے کہ آپ ان کو زندہ نہ پائیں۔

فاقبل امیرالمومنین مسرعاً حتی دخل علیها واذا بها ملقاة علی فراشها وهو من قباطی مصر وهی تقبض یمیناً وتمد شمالاً پس جبکہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے یہ خبر وحشت اثر سنی سنتے ہی بکمال سرعت واضطراب طرف دولتسرا کے تشریف فرما ہوئے جبکہ داخل دولتسرا ہوئے دیکھا کہ وہ معصومہ فرش قباطی مصری پر بیہوش حالت احتضار میں ہیں فالقی الرداء من عاتقه والعمامة من راسه وحل ازرارہ واقبل حتی اخذ راسها وترکه فی حجره جبکہ جناب سیدالوصیین امیرالمومنین علیہ السلام نے یہ حال ان معصومہ کا دیکھا بیتاب ہوگئے اور ردا دوش مبارک سے اور عمامہ سر اقدس سے اتار کر زمین پر پھینکدیا اور سر اطہر ان معصومہ کا اٹھا کر اپنے زانوئے اقدس پر رکھا۔

ونا داها یا زهراء فلم تکلمه فنا داها یا بنت محمد المصطفیٰ فلم تکلمه فنا داها یا بنت من حمل الزکوٰة فی طرف ردائه وبذله علی الفقراء فلم تکلمه اور بآواز بلند آواز فرمایا کہ اے زہرا میں کچھ ان معصومہ نے جواب ندیا پھر فرمایا کہ اے بیٹی رسولخدا کی پھر جواب نہ دیا پھر فرمایا اے بیٹی ان برگزیدۂ باری کی کہ جو مال زکوٰۃ کو اپنی گوشۂ چادر میں لیکر فقراء اور مساکین پر تقسیم فرماتے تھے پھر کچھ جواب

ریا فنادا ها یا ابنۃ من صلی بالملائکۃ فی السماء مثنیٰ مثنیٰ فلم تکلمہ فنادا ها یا فاطمۃ کلمینی فانا ابن عمک علیؑ بن ابی طالبؑ ففتحت عینیها فی وجهه و نظرت الیه و بکت و بکیٰ بجہر آواز دی کہ اے بیٹی ان حضرت کی کہ جس نے ملائکہ کو آسمان پر نماز پڑھائی اور وہ کلمات کہ جو سابق میں مذکور ہوئے آنحضرت نے دو بارہ فرمائے لیکن جناب سیدہؑ نے کچھ جواب نہ دیا پھر حضرت نے آواز دی کہ اے فاطمہؑ جواب دو اور مجھ سے کلام کرو کہ میں ہوں علیؑ ابن ابی طالبؑ پس اس معصومہ نے اسی وقت جب نام حضرت کا سنا چشم مبارک کو کھول دیا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کی طرف دیکھا اور رونے لگیں اور اس طرف جناب امیر علیہ السلام بھی رونے لگے۔ فقالؑ امیر المومنین علیہ السلام ما الذی تجدینہ فقالت انی اجد الموت الذی لا بد منه ولا محیص پس امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ اس وقت کیا حال اپنا پاتی ہو اس معصومہ نے بحسرت و یاس عرض کی کہ یا ابا الحسنؑ اس وقت میں اپنے میں آثار موت پاتی ہوں اور اب مجھے وہ امر درپیش ہے کہ جس سے کسی ذیحیات کو چارہ اور رہائی نہیں ہے وانا اعلم انک لا تصبر بعدی علی قلۃ التزویج فان انت تزوجت امراۃ اجعل لها یوما ولیلۃ واجعل لاولادی یوما ولیلۃ اور اے ابوالحسنؑ میں جانتی ہوں کہ بعد میرے تم قلت تزویج پر صبر نہ کرسکو گے پس اگر تم کسی عورت سے عقد کرو تو امیدوار ہوں کہ ایک شبانہ روز اسکے پاس رہنا اور ایک شبانہ روز میری اولاد کے پاس رہنا ولا تصیح فی وجه الحسنؑ والحسینؑ فیصبحان یتیمین غریبین منکسرین فانهما بالامس فقدا جدهما والیوم یفقدان امهما فالویل لامۃ تقتلهما و تبغضهما اور میرے دونو فرزند حسنؑ اور حسینؑ سے آواز بلند ناخوشی کی راہ سے کلام نکرنا اس لئے کہ یہ دونو میرے مرنے سے یتیم اور غریب اور شکستہ خاطر ہوں گے کل کی بات ہے کہ یہ دونو اپنے نانا کی مصیبت میں مغموم ہوچکے ہیں اور آج اپنی ماں سے جدا ہوں گے۔ پس وائے برحال ان لوگوں کے کہ جو میرے دونو فرزندوں کو قتل کریں گے اور ان سے بغض و عداوت پیش آویں گے۔

ثم انشات تقول ابیات ابکنی ان بکیت یا خیر هاد و اسبل الدمع فهو یوم الفراق بعد اس وصیت کے جناب سیدہ علیہا السلام نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے خطاب کیا اور یہ اشعار پڑھے یعنے اے بہترین ہدایت کنندگان گریہ وزاری کرو میرے حال پر اگر رویا چاہتے ہو اور آنسو بہاؤ کہ آج دن جدائی اور فراق کا ہے ؎

باقرین البتول اوصیک بالنسل ❊ فقد اصبحا حلیف الاشتیاق

اے ہم پہلوئے بتولؑ میں وصیت کرتی ہوں آپ سے اپنی اولاد کے بارے میں پس لاریب کہ میرے دونو فرزند کل صبح کو یتیم ہوں گے اور آرزو مند ہونگے میری صورت کے دیکھنے کے۔

الکبی و ابک للیتامے ولا ❊ تنس قتیل العدے بطف العراق

فارقوا فاصبحوا یتامے احیارے ❊ بحق اللہ فھو یوم الفراق

یعنے اے ابوالحسنؑ روؤ تم میرے حال پر اور میرے یتیموں کے حال پر خصوصًا یاد رکھنا میرے حسینؑ کو کہ وہ ہاتھ سے اعدا کے سرزمین عراق میں شہید ہوگا اور روؤ حال پر میرے یتیموں کے کہ میرے فراق کے غم والم میں حیران و پریشان ہوں گے بخدا کہ یہی آج کا دن روز فراق ہے۔

فقال لھا علیؑ من این لک یا بنت رسول اللہ ھذا الخبر والوحی قد انقطع عنّا جب جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے سنا کہ وہ معصومہ خبر اپنی وفات کی دیتی ہیں فرمایا کہ اے فاطمہؑ تمہیں حال اپنی وفات کا کیونکر معلوم ہوا حالانکہ جس دن سے جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وآلہ نے وفات پائی اس روز سے وحی کا آنا موقوف ہوگیا ہے۔ فقالت یا ابا الحسنؑ انی رقدت الساعۃ فرایت حبیبی رسول اللہ فی قصر من الدر الابیض فلما رانی قال ھلمی الی یا بنیۃ فانی الیک مشتاق جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین علیہ السلام میں ابھی سوگئی تھی دیکھا میں نے جناب رسالتمابؐ کو ایک قصر میں کہ وہ سفید موتی کا بنا ہوا ہے تشریف رکھتے ہیں پس جبکہ آنحضرتؐ نے مجھے دیکھا فرمایا کہ اے بیٹی اب میرے پاس جلد آ کہ میں تیرا نہایت مشتاق ہوں۔

فقلت واللہ انی لا شد شوقا منک الی لقائک فقال انت اللیلۃ عندی وھو الصادق لما وعد والموفی لما عھد میں نے عرض کی کہ اے پدر عالیمقدار بخدا کہ میں زیادہ تر مشتاق آپ کی ملاقات کی ہوں پس حضرت نے فرمایا کہ اے بیٹی آج کی شب تو میرے پاس ہوگی اور وہ حضرت بلاریب صادق ہیں اپنے وعدہ میں اور وفا کرنے والے ہیں اپنے عہد کے۔ فاذا انت قرات یٰسٓ فاعلم انی قد قضیت نحبی پس یا امیرالمومنینؑ جبکہ آپ تلاوت سورۂ یٰسین سے فارغ ہوں اس وقت بہ یقین جاننا کہ میں نے وفات پائی فغسلنی ولا تکشف عنی فانی طاھرۃ مطھرۃ پس اے ابوالحسنؑ بعد اسکے تمہیں مجھے غسل دینا اور وقت غسل میرا لباس نہ اتارنا اسلئے کہ میں پاک اور پاکیزہ ہوں۔

ولیصل علیّ معك من اهلی الادنیٰ فالادنی من رزق اجر ے وادفنی لیلاً نے قبر ے لھذا اخبرہ نے حبیبی رسول اللہ اے ابوالحسنؑ چاہیئے کہ نماز پڑھو تم میرے جنازہ پر میرے عزیز واقربا کے ساتھ جن کے نصیب میں ثواب اس کا مقدر ہوا ہے اور کھڑے ہوں نماز میں درجہ بدرجہ موافق مراتب قرابت کے اور یا علیؑ مجھے شب میں دفن کرنا اور ان سب باتوں سے خبر دی ہے مجھے میرے پدر بزرگوار رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فقال علیؑ واللہ لقد اخذت فی امرھا وغسلتھا فی قمیصھا ولم اکشف عنھا فواللہ لقد کانت میمونۃ طاھرۃ مطھرۃ ثم حنطتھا من فضلۃ حنوط رسول اللہ وکفنتھا فی اکفانھا جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ان معصومہ نے وفات پائی بخدا کہ میں نے آپ شروع کیا ان کی تجہیز کو اور غسل دیا میں نے ان معصومہ کو ان کے پیراہن میں اور پیراہن ان کے بدن سے جدا نکیا بخدا کہ تھیں وہ معصومہ پاک و پاکیزہ اور جبکہ غسل سے میں فارغ ہوا حنوط کیا میں نے اس کا فور بہشت سے جو باقی رہا تھا حنوط رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے اور کفن پہنایا میں نے ان معصومہ کو فلما هممت ان اعقد الرداء نادیت یا ام کلثومؑ یا زینبؑ یا فضۃ یا حسنؑ یا حسینؑ ھلموا تزودوا من امکم فھذا الفراق واللقاء فی الجنۃ پس جبکہ میں تکفین سے بھی فارغ ہوا اور قصد کیا میں نے کہ بند کفن کو باندھوں ندا کی میں نے کہ اے ام کلثومؑ اور اے زینبؑ اور اے فضہؑ اور اے حسنؑ اور اے حسینؑ جلد آؤ اور اپنے ماں کی زیارت آخری کرلو کہ بعد اس مفارقت کے پھر ملاقات سوائے بہشت کے کہیں نہ ہوگی۔

فاقبل الحسنؑ والحسینؑ وھما ینادیان واحسرتا لا تنطفی ابدا من فقد جدنا محمدن المصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وامنا فاطمۃ الزھراؑ یا ام الحسنؑ یا ام الحسینؑ اذا لقیت جدنا محمدن المصطفیٰ فاقرئیہ منا السلام وقولی لہ انا قد بقینا بعدك یتیمین فی دار الدنیا پس سنتے ہی اس آواز کے حسنینؑ علیہما السلام چلاتے ہوئے آئے کہ ہائے افسوس یہ آتش حسرت مفارقت نانا رسولخدا اور مادر گرامی فاطمہ زہراؑ کے کبھی نہ بجھے گی اے مادر گرامی جس وقت کہ آپ خدمت میں ہمارے نانا رسولخدا کے حاضر ہوں اس وقت ہماری طرف سے بعد تسلیم کے عرض کرنا کہ ہم بعد آپ کے اس دار دنیا میں یتیم ہوگئے۔

فقال امیرالمومنین علیہ السلام انی اشھد اللہ انھا قد حنت وانت ومدت یدیھا وضمتھما الی صدرھا ملیا جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں گواہ کرتا ہوں خدا کے

عز وجل کو کہ اس دم نعش مطہر نے اس معصومہ کی حسنین کی طرف میل کیا اور آواز ضعیف آہ سرد کی اور دونوں ہاتھ پھیلائے اور حسنین کو سینۂ مطہر سے دیر تک لگایا واذا بہاتف من السّماء ینادے یا ابا الحسن، ارفعہما عنہا فلقد ابکیا واللّٰہ ملائکۃ السّموات وقد اشتاق الحبیب الی المحبوب میں ناگاہ ہاتف غیب نے آسمان سے آواز دی کہ اے ابوالحسن جدا کر حسنین کو سینۂ فاطمہ سے بخدا کہ حسنین نے رولایا فرشتہائے آسمان کو اور اب مشتاق ہیں رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ دیدار فاطمہ کے۔ فرفعتہما عن صدرہا وجعلت اعقد الرّداء وانا انشد بہذہ الابیات جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے سنتے ہی حسنین کو سینۂ فاطمۂ زہرا سے جدا کیا اور بکمال حزن وملال بندکفن باندھنے شروع کئے اور اس وقت مفارقت فاطمہ میں یہ اشعار پڑھتا تھا۔ بیت

فراقك اعظم الاشیآء عندی — وفقدك فاطمۃ ادھی الشکول

اے فاطمہ جدائی تمہاری میرے لئے امر عظیم ہے اور تمہارا نہونا اے فاطمہ عظیم ترین مصیبت ہے۔

سابکی حسرۃ وانوح شجوًا — علٰی خلٍ مضٰی اسنی السّبیل

یعنی رویا کروں گا حسرت وافسوس سے اور نوحہ کیا کروں گا میں درد دل سے مفارقت پر اس دوست کی کہ جو گیا اچھی راہ

الا یا عین جودی واسعدینی — فحزنی دائم ابکی خلیلی

اے آنکھ بخل نکرا در میری مددگار رہ کر یعنی اشک بہا اسواسطے کہ حزن میرا مستمر ہے اور روتا ہوں میں اپنے دوست کو۔ ثمّ حملہا علٰی یدیہ واقبل الی قبرابیہا ونادی السلام علیك یا حبیب اللّٰہ یا نور اللّٰہ السّلام علیك یا صفوۃ اللّٰہ بعد اسکے جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے نعش معصومہ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور اسکو لئے ہوئے قبراطہر رسولخدا کے قریب گئے اور آواز بلند سے کہا کہ سلام ہو آپ پر یا رسول اللہ سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا سلام ہو آپ پر اے نور خدا سلام ہو آپ پر اے برگزیدہ باری منّی السّلام علیك والتحیّۃ واصلۃ الیك ولدیك ومن ابنتك النّازلۃ علیك بفنائك وانّ الودیعۃ قد استرذت والرّھینۃ قداخذت اور یا رسول اللہ سلام اور تحیت ہو آپ پر میری جانب سے اور آپ کی بیٹی کی جانب سے کہ جو آپ کے حریم روضۂ مقدسہ میں حاضر ہے اب یا رسول اللہ یا امانت آپ کی مجھ سے پھیر لی گئی اور ودیعت آپکی

مجھ سے لے گئی۔ فواحزناہ علی الرسول ثم بعدہ علی البتول ولقد اسودت علی الغبراء وبعدت عنی الخضراء واحزناہ ثم واسفاہ پس افسوس ہے جدائی فاطمہ زہرا پر اور اب زمین میری نظروں میں تیرہ و تاریک ہے اور نا مساعدت کی مجھ سے چرخ نیلگوں نے پس مقام حسرت و ناسف ہے ثم عدل بها علی الروضۃ فصلی علیها فی اہلہ واصحابہ وموالیہ واحبائہ وطائفۃ من المہاجرین والانصار بعد اسکے جناب امیر المومنین علیہ السلام نعش معصومہ کو مقام روضہ پر لائے اور وہاں ان حضرت نے اصحاب اور خدام اور احباب اور چند اشخاص مہاجرین و انصار کے ساتھ جنازہ معصومہ پر نماز پڑھی فلما وارها ولحدها فی قبرها انشاء بهذہ الابیات یقول پس جب کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس معصومہ کو قبر میں اُتارا اور دفن کر چکے اس وقت یہ اشعار قبر معصومہ پر مقام حسرت میں پڑھے **بیت**

ارے علل الدنیا علی کثیرۃ — وصاحبها حتی الممات علیل

لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ — وان بقائی بعدکم لقلیل

یعنی پاتا ہوں میں آلام دنیا کے اپنے اوپر بہت سے اور جو کہ دنیا میں آیا ہے مرتے دم تک وہ گویا ہمیشہ بیمار رہتا ہے اور جو دو دوست کہ باہم ہوتے ہیں آخر کار ان میں جدائی ہوتی ہے اور بیشک زندگانی میری بعد تم لوگوں کے بہت قلیل ہے ؎

وان افتقادی فاطما بعد احمد — دلیل علی ان لا یدوم خلیل

بے شبہ مفارقت فاطمہ میرے لئے بعد مفارقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے دلیل ہے اس پر کہ کوئی دوست اپنے دوست کے ساتھ ہمیشہ نہ رہے گا۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ؛

(۵) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ بضعۃ منی من اذاها فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ فرمایا جناب رسول خدا صلے نے کہ فاطمہ پارہ جگر میری ہے جو شخص کہ اذیت پہنچاوے اس کو بے شبہ اس نے اذیت پہنچائی مجھ کو اور جس نے کہ مجھے اذیت دی گویا اس نے خدا کو اذیت دی وقال اللہ عز وجل ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنهم اللہ فی الدنیا والاخرۃ فرمایا خداوند عالم نے بے شبہ جو لوگ اذیت دیتے ہیں خدا و رسول کو لعنت کی خدا نے

اُن پر دُنیا و آخرت میں علی ابن ابراھیم فی تفسیرہ باسنادہ عن حذیفۃ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ علی ابن ابراہیمؒ نے اپنی تفسیر میں حذیفہؓ سے اور اس نے جناب رسالتآب ؐ سے روایت کی ہے قال صلعم لما اسری بی اخذ جبرئیلؑ بیدی فادخلنی الجنۃ وانا مسرورٌ جناب نبوی ؐ فرماتے ہیں کہ شب معراج کو جب میں بالائے آسمان پہنچا اس وقت جبرئیلؑ امین نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھکو ایک باغ میں داخل کیا اس حال میں کہ میں نہایت شادو خرم تھا۔ فاذا انا بشجرۃ من نور مکللۃ بالنور فی اصلہا ملکان یطویان الحلی والحلل وہاں جاکر مجھکو ایک درخت نورانی نظر آیا کہ انوار قدرت کبریائی سے مرصع تھا اس کے نیچے دو فرشتے بیٹھے ہوئے درستی میں اقسام زیور و انواع ملبوسات اہل جنت کے مصروف تھے۔ ثم تقدمت امامی فاذا انا بتفاح لم ار تفاحا ھو اعظم منہ فاخذت واحدۃ ففلقتہا جب آگے بڑھا تو ایک سیب کا درخت نظر پڑا کہ کبھی ایسا سیب میں نے نہیں دیکھا تھا ایک سیب اس درخت سے توڑ کر پارہ کیا۔

فخرجت علی منہا حوراء کان اجفانہا مقادیم اجنحۃ النسور بعد پارہ کرنے کے ایک حوریہ اس سے ظاہر ہوئی کہ پلکیں اس کی مشابہ تھیں شہپر کرگس سے فقلت من انت میں نے پوچھا کہ تو کون ہے قالت لابنک المقتول ظلما الحسینؑ ابن علی علیہما السلام اس نے جواب دیا کہ میں حوریہ ہوں کہ خلق کیا ہے خداوند کریم نے اپنی رحمت سے تمہارے فرزند حسین ابن علی علیہ السلام کے لئے جو تیغ جور و جفا سے میدان کربلا میں بھوکا اور پیاسا بے مونس و یار شہید کیا جائے گا۔ ثم تقدمت امامی فاذا برطب الین من الزبد واحلی من العسل بعد اسکے آگے بڑھا تو ایک درخت خرما دیکھا کہ خرمے اسکے ملائم تر تھے مسکہ سے اور شیرین زیادہ تھے شہد سے فاخذت رطبۃ فاکلتہا وانا اشتہیہا ایک رطب اس سے لے کر میں نے نوش کیا اس لئے کہ رطب مجھکو نہایت مرغوب ہے فتحولت الرطبۃ نطفۃ فی صلبی پس وہ خرما نطفہ ہوا صلب میں میرے فلما ہبطت الی الارض واقعت خدیجۃ فحملت بفاطمۃ جب نزول کیا میں نے زمین پر تو قربت کی ساتھ خدیجہؑ کی پس حاملہ ہوئیں خدیجہؑ ساتھ فاطمہؑ کے ففاطمۃ حوراء انسیۃ فاذا اشتقت الی رائحۃ الجنۃ شممت رائحۃ ابنتی فاطمۃ پس دختر میری فاطمہؑ گویا حور ہے مشابہ انسان سے جبکہ مشتاق ہوتا ہوں میں بوئے جنت کا اس وقت سونگھتا ہوں بوئے فاطمہؑ کو۔

روی الصدوقؒ فی امالی عن جبیر ابن عباسؓ فی خبر طویل اخبر فیہ النبیؐ بظلم اھل البیتؑ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں ابن جبیرؓ سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے حدیث طولانی میں جس میں خبر دی ہے جناب نبویؐ نے اس ظلم وستم کی جو اہلبیتؑ پر ان جناب کے ان حضرت کے بعد واقع ہوئے قال واما ابنتی فاطمۃؑ فانّھا سیّدۃ نساء العالمین من الاوّلین والاخرین حضرت نے فرمایا کہ دختر میری فاطمہؑ بلاشبہ سردار ہے تمام عورتوں کی اوّلین و آخرین سے وھی بضعۃ منّی وھی عینی وھی ثمرۃ فوادی وھی روحی التی بین جنبی وھی الحوراء الانسیّۃ اور وہی پارۂ جگر اور نُور نظر اور میوۂ دل اور روح میری ہے اور حور یہ ہے کہ مشابہ ہے انسان سے متی قامت فی محرابھا بین یدی ربّھا جلّ جلالہ یزھر نورھا لملائکۃ السماء کما یزھر نور الکواکب لاھل الارض جب کھڑی ہوتی ہے وہ معصومہ محراب عبادت میں اپنے پروردگار کے سامنے اس وقت چمکتا ہے نور اس کا ملائکہ آسمان کے سامنے جیسا کہ چمکتا ہے نور ستاروں کا اہل زمین کے سامنے ویقول اللہ عزّ وجلّ للملائکتہ یا ملائکتی انظروا الی امتی فاطمۃ سیّدۃ اماءی خداوند برتر ملائکہ سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ اے ملائکہ دیکھو میری کنیز فاطمہؑ کو جو سردار ہے سب عورتوں کی۔

قائمۃ بین یدی ترتعد فرائضھا من خیفتی وقد اقبلت بقلبھا علی عبادتی اشھدکم انّی قد امنت شیعتھا من النّار کھڑی ہوئی ہے آگے میرے اور کانپتے ہیں اعضا اسکے خوف سے میرے بلاشبہ مشغول ہے رجوع قلب سے میری عبادت میں اے ملائکہ گواہ رہنا کہ آزاد کیا میں نے فاطمہ کے شیعوں کو آتش دوزخ سے۔ وانّی لمّا رایتھا ذکرت ما یصنع بھا بعدی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں کہ جب دیکھتا ہوں میں اسکو تو اس وقت یاد کرتا ہوں ان مصیبتوں کو جو واقع ہوں گی اس مظلومہ پر بعد میرے۔ کانّی بھا وقد دخل الذّل فی بیتھا وانتھکت حرمتھا وغصبت حقھا ومنعت ارثھا وکسرت جنبھا واسقطت جنینھا گو یا دیکھتا ہوں میں کہ داخل ہوئی ذلت گھر میں اس کے اور ضائع کی گئی حرمت اس کی اور منع کی گئی میراث سے اور مجروح ہوا پہلو اس کا اور ضائع ہوا حمل اس کا وھی تنادی یا محمّداہ فلا تجاب وتستغیث فلا تغاث اور گویا دیکھتا ہوں میں اس حال کو کہ پکارے گی مجھے مگر جواب اس کا کوئی نہ دے گا اور فریاد و استغاثہ کرے گی لیکن کوئی شخص اسکی فریاد کو نہ پہنچے گا فلا تزال بعدی محزونۃ مکروبۃ باکیۃ پس بعد میرے ہمیشہ بسبب

حزن اور اندوہ کے نالاں وگریاں رہے گی۔ تتذکر انقطاع الوحی عن بیتها مرۃ و تتذکر فراقی اُخریٰ
کبھی افسوس کرے گی اس امر پر کہ نزول وحی کا اور آمد و شد ملائکہ کی میرے گھر سے برطرف ہو گئی اور کبھی
مجھکو یاد کر کے صدمۂ فراق سے بیتابی کرے گی ثمّ تری نفسها ذلیلة بعد ان کانت فی ایام ابیها عزیزة
باوصف اس غم و مصیبت کے ظلم و شقاوت اشرار امت سے ذلیل و خوار رہے گی بعد اس کے کہ تھی اپنے
باپ کے زمانہ میں عزیز و محترم فعند ذالک یونسها اللہ تعالیٰ ذکرہ بالملائکة فنادتها بما نادت
بہ مریم بنت عمران اس وقت جناب باری تعالےٰ حکم کرے گا ملائکہ کو کہ موانست کریں ساتھ
فاطمہؑ کے عبادت میں پس پکاریں گے وہ ملائکہ جناب سیدہ کو جس طرح کہ ندا کی مریمؑ بنت عمران کو فتقول یا
فاطمة ان اللہ اصطفٰک وطہرک علیٰ نساء العالمین پس کہیں گے وہ فرشتے بلاشبہ اے فاطمہؑ پاک و
طاہر کیا تجھکو خدا نے اور برگزیدہ کیا تمام عالم کی عورتوں سے یا فاطمة اقنتی لربک واسجدی وارکعی
مع الراکعین اے فاطمہؑ رجوع کر اپنے رب کی طرف اور سجود و رکوع کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے ثمّ
یبتدی بها الوجع فتمرض فیبعث اللہ عزوجل مریم بنت عمران تمرضها و تونسها فی علتها
آخرش بسبب صدمہ درد پہلو کے مبتلائے مرض ہوگی پس بھیجے گا خدائے بہتر مریمؑ بنت عمران کو تیمارداری
اور پرستاری کو اس جناب کی فتقول عند ذالک یا رب انّی قد سئمت الحیوٰة و تبرمت باهل
الدنیا فالحقنی بابی اس وقت وہ معصومہ جناب باری میں عرض کرے گی خدایا اب سیر ہوئی میں
زندگی سے اور متاذی ہوئی جور و ستم اہل دنیا سے پس ملحق کر مجھے باپ سے میرے پس اس مناجات
پر اس مظلومہ کی خداوند کریم ملا دے گا اسکو مجھ سے فتکون اول من یلحقنی من اهل بیتی پس جو
شخص کہ پہلے ملحق ہوگا مجھ سے میری اہلبیتؑ میں سے وہی مظلومہ ہے؛

فتقدم علیّ محزونة مکروبة مغمومة مغصوبة مقتولة پس آوے گی میرے پاس بسبب کرب و
اذیت درد کے حزین و غمناک چھینا گیا ہوگا حق اس کا شہید کی ہوئی ظلم و ستم اعدا سے فاقول عند
ذالک اللّٰهم العن من ظلمها و عاقب من عقبها و ذلل من اذلها و خلد فی نارک من
ضرب جنبها حتی القت ولدها پس کہوں گا میں اس وقت کہ خدایا لعنت کر اس شخص پر جس نے
ظلم کیا اس پر اور مبتلائے عذاب کر اسے جس نے غصب کیا حق اس کا اور ذلیل کر اسکو جس نے
ذلیل کیا اسے اور مخلد کر جہنم میں اس شخص کو جس نے مجروح کیا پہلو کو اسکے کہ بسبب اسکے ضائع

ہوا فرزند اس کا تقول الملائکۃ عند ذالک آمین میری التجا کو سُنکر فرشتے سب آمین کہیں
گے بقول مولانا مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار میں نقل کیا ہے کہ جب جناب سیّدہؑ کا وقت وفات قریب پہنچا اس وقت
ان معصومہ نے اسما بنت عمیسؓ سے وصیت کی کہ جس وقت روح میری مفارقت کرے گی اس وقت ایک
پردہ سُندس بہشت کا میرے گھر میں لٹکایا جائے گا جب وہ پردہ تم دیکھنا تو زینب اور اُم کلثوم کو
ہمراہ لے کر میرے جنازہ کو اسکے اندر رکھدینا اور مجھے وہاں تنہا چھوڑ دینا فلمّا توفیت وظہر
السجف حملنا ھا وجعلنا ھا ورائہ اسما کہتی ہے کہ جب اس مظلومہ نے وفات پائی اور وہ پردہ ظاہر ہوا
ہم نے موافق ارشاد کے جنازے کو اس پردہ کے اندر رکھدیا پس حوروں نے آنکر غسل وکفن وحنوط
کیا کافور جنت سے کہ حضرت جبرئیلؑ جناب رسالتمآبؐ کے لئے ہدیہ لائے تھے اور کفن اور پانی
اور ظرف سب بہشت عنبر سرشت سے آیا بعد اسکے جناب امیر المومنین اور حسنین سلام اللہ علیہم نے
وقت شب جنّت البقیع میں لے جا کر مدفون کیا اور کسی شخص کو خبر نہ کی۔ لانہا اوصیت بذالک
وقالت لا تصلی علی اُمّۃ نقضت عہد اللہ وعہد ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یہ ان جناب نے وصیت کی تھی کہ نماز نہ پڑھے مجھپر وہ اُمت کہ جنہوں نے عہد شکنی کی خدا اور رسولؐ سے
امیر المومنین علیہ السلام کے باب میں وظلمونی حقی واخذوا ارثی وخرقوا صحیفتی التی کتبہا ابی
اور ظلم کیا حق میں میرے اور چھین لی ارث میری اور پارہ کیا میری سند کو جو باب فدک میں میرے باپ
نے مجھے لکھدی تھی وکذبوا شہودی وھم واللہ جبرئیلؑ ومیکائیلؑ وامیر المومنینؑ وامّ ایمنؓ
اور تکذیب کی گواہوں کی میرے قسم بخدا کہ گواہ میرے حضرت جبرئیلؑ ومیکائیلؑ وجناب امیر المومنین
وامّ ایمن ہیں فہذہٖ اُمّتہ تصلی علیّ وقد تبرّا اللہ ورسولہ منہم وتبرّا اُمت منہم پس سزاوار
نہیں ہے کہ یہ اُمت نماز پڑھے مجھپر کیونکہ خدا ورسولؐ ان سے بیزار ہیں اور میں بھی ان سے آزردہ ہوں
فعل امیر المومنینؑ بوصیتہا لم یعلم احدًا بہا پس جناب امیر المومنین علیہ السلام نے مطابق
وصیت جناب سیدہؑ کے عمل فرمایا اور کسی کو اس حال سے مطلع نکیا ثمّ ان المسلمین لما
علموا بوفات فاطمہؑ ودفنہا جاؤا الی امیر المومنینؑ یعزّونہ بعد اس کے جبکہ مسلمانوں کو
حضرت کی وفات اور دفن سے اطلاع ہوئی اس وقت جمع ہو کر جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور رسم تعزیت بجالائے بعد اسکے خدمت میں اس جناب کی عرض کی کہ کاش آپ نے

ہم لوگوں کو اس سانحے سے اطلاع نہ دی گئی ہوتی کہ ہم بھی تجہیز و تکفین میں اس معصومہ کی شریک ہوتے نہایت حسرت و ندامت ہے کہ دختر پیغمبرؐ دنیا سے رحلت کرے اور ہم سب اس کے جنازہ پر حاضر نہ ہوئیں۔ فقال صلوات اللہ علیہ حسبکم ما جنیتم علی اللہ وعلی رسولہ وعلی اہل بیتہ جناب امیر علیہ السلام نے جواب دیا کہ جو گستاخی خدا اور رسولؐ و اہلبیت کے باب میں عمل میں لائے ہو ذخیرۂ عاقبت کے لئے تم لوگوں کو وہی کفایت کرتی ہے اور ہم نے اپنی طرف سے ایسا نہیں کیا بلکہ وصیت کو ان مظلومہ کی بجا لائے پس کے سب مجتمع ہوئے کہ قبر کو کھودیں اور دوبارہ نماز پڑھیں جبکہ بقیع میں گئے تو چالیس قبریں نئی نظر آئیں اس جہت سے ان سبھوں پر حضرت کی قبر مشتبہ ہو گئی پایا جا دیکھ کے ایک دوسرے کو ملامت کرتا تھا کہ یہ بدنامی ہمارے لئے قیامت تک باقی رہی۔

فبلغ ذالک امیر المومنین فخرج من دارہ مغضبا وقد احمر وجہہ جبکہ جناب امیر علیہ السلام کو اس حال سے اطلاع ہوئی حضرت دولتسرا سے باہر تشریف لائے اسوقت غصے سے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا اور ذوالفقار پر تکیہ کئے تھے فرمایا قسم بخدا کہ اگر ایک سنگریزہ اس قبر سے جدا ہوگا تو ضرور اس شمشیر سے سب کے ٹکڑے ٹکڑے کروں گا فولی القوم قطعاً قطعاً حضرت کے غیظ و غضب کے دیکھ کے ٹھہرنے کی تاب نہ لا سکے مارے خوف کے سب منتشر ہو گئے۔

(۴) قال ابن الخشاب فی تاریخ موالید و وفات اہلبیت نقلہ عن شیوخہ یرفعہ عن ابی جعفر محمد بن علی قال ولدت فاطمۃ بعد ما اظہر اللہ نبوۃ نبیہ وانزل علیہ الوحی بخمس سنین وقریش تبنی البیت وتوفیت ولہا ثمانی عشرۃ سنۃ وخمسۃ وسبعون یوماً ابن خشاب نے اپنی کتاب میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ پانچ برس بعد ظہور نبوت و نزول وحی کے جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا متولد ہوئیں اس وقت قریش بنائے خانۂ کعبہ میں مصروف تھے اور اٹھارہ برس اڑہائی مہینے کے سن میں ان معصومہ نے دنیا سے رحلت کی وفی روایۃ حدثت ثمانی عشرۃ سنۃ وشہر وخمسۃ عشر یوماً وکان عمرہا مع ابیہا بمکۃ ثمانیۃ سنین وہاجرت الی المدینۃ مع الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقامت معہ عشر سنین وکان عمرہا ثمانی عشرۃ سنۃ فاقامت مع علی امیر المومنین بعد وفاۃ ابیہا خمسۃ وسبعین یوماً اور دوسری روایت میں ہے کہ اٹھارہ برس ڈیڑھ

مہینہ کے سن میں انتقال فرمایا آٹھ برس کے سن تک وہ جناب کے ّ یں رہیں بعد اسکے جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے مدینہ میں ہجرت کی تو وہ معصومہ دس برس اور حضرت کے ساتھ رہیں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے جب انتقال فرمایا تو سن ان معصومہ کا پورا اٹھارہ برس کا تھا بعد حضرت کے اڑھائی مہینے تک جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ بھی زندگانی کی وفی روایۃ اخری اربعین یومًا فعمرھا علی ھذہ الروایۃ ثمانی عشرۃ سنۃ وشھر وعشرۃ ایام دوسری روایت میں ہے کہ بعد رحلت جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے حضرت کل چالیس روز زندہ رہیں موافق اس روایت کے ان حضرت کا سن اٹھارہ برس ایک مہینا دس دن کا تھا۔ وولدت الحسنؑ ولھا احدے عشرۃ سنۃ بعد الھجرۃ بثلث سنین ہجرت کے تین برس بعد جناب امام حسن علیہ السلام متولد ہوئے اس وقت سن شریف ان مخدومۂ کونین کا گیارہ برس کا تھا وفی کتاب معالم العترۃ النبّویۃ العلیۃ للحافظ ابی محمد عبد العزیز بن الاخضر الجنابذی قال امّ الائمۃ فاطمۃؑ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واُمّھا خدیجۃ بنت خویلد بن اسد رضوان اللہ علیھا۔

کتاب معالم العترۃ میں حافظ ابو محمد بن اخضر جنابذی نے لکھا ہے کہ اُمّ الائمہ جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا بیٹی ہیں جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کی اور ماں ان معصومہ کی خدیجہ بنت خویلد بن اسد ہیں۔ روی احمد ابن حنبل عن انس قالت عائشۃ لفاطمۃؑ بنت محمدؐ الا ابشرك انی سمعت رسول اللہ صلی علیہ والہ یقول سیدات نساء اھل الجنۃ اربع مریمؑ بنت عمران وفاطمۃؑ بنت محمدؐ وخدیجۃؑ بنت خویلد واسیۃ بنت مزاحم امراءۃ فرعون احمد ابن حنبل نے روایت کی ہے انس سے اُس نے عائشہ سے کہا اس نے جناب فاطمہ زہراؑ سے کہ آیا بشارت دوں میں تم کو سنا میں نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے فرماتے تھے حضرت کہ سردار زنان اہل جنت کی چار عورتیں ہیں مریم بنت عمران وفاطمہؑ بنت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وخدیجہؑ بنت خویلد اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون۔ من مسند ابن حنبل ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ اخذ بید حسن وحسین علیہم السلام وقال من احبّنی واحبّ ھذین وابا ھما واُمّھما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ مسند ابن حنبل میں مروی ہے کہ ایک دن جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے جناب حسنین علیہم السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو شخص دوست رکھے مجھے اور دوست رکھے ان دونوں کو اور ان کے باپ اور ماں کو تو وہ

قیامت کے دن میرے درجے میں میرے ساتھ ہوگا؛ عن عائشۃ قالت لمّا مرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ دعا ابنتہ فاطمۃ علیہا السلام فسارّھا فبکت فسالتہا فقالت اخبرنی انہ میّت فبکیت ثمّ سارّھا فضحکت فسألتہا عن ذالک فقالت اخبرنی انّی اوّل اھل بیتہ لحوقًا بہ فضحکت مسند ابن حنبل میں روایت ہے عائشہ سے کہتی ہے وہ کہ جب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ علیل ہوئے تو طلب فرمایا حضرت نے اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کو اور کان میں کچھ فرمایا اسکو سنکر وہ معصومہؑ رونے لگیں میں نے رونے کا سبب پوچھا تو کہا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ مجھے اپنے مرنے کی خبر دیتے ہیں اس جہت سے میں رو دی؛ دوبارہ حضرت نے پھر ایک کلمہ ان معصومہ کے کان میں فرمایا اسکو سنتے ہی ہنسنے لگیں میں نے جو اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے اہلبیتؑ میں سے جو شخص کہ پہلے مجھ سے ملحق ہوگا تو ہوگی اس خوشخبری سے میں ہنسی؛

ایّہا المومنون انّ الطّباع البشریۃ مجبولۃ علے کراھۃ الموت مطبوعۃ علی النفور منہ محبّۃ للحیاۃ مائلۃ الیہا اے مومنین آدمیوں کی طبیعت اور خلقت میں ہے کہ ہر شخص موت سے کراہت رکھتا ہی اور بمقتضائے بشریت موت سے متنفر اور حیات کی طرف مائل ہے اُسے ہر حال میں دوست رکھتا ہے حتیٰ ان الانبیاء علیہم السلام علیٰ شرف مقادیرھم وعظم اخطارھم ومکانتہم من اللہ تعالیٰ ومنازلھم من محال قدسہٖ وعلمھم بما تول الیہ احوالھم وینتہی الیہ امورھم احبّوا الحیاۃ ومالوا الیہا وکرھوا الموت ونفروا منہ یہانتک کہ انبیا علیہم السلام باوصف شرف منزلت وعلو مرتبت وقرب الٰہی اور جانتے تھے کہ دنیا سے نکلنے کے بعد ان کے واسطے نعیم جنان وراحت دیجاتی ہے باوجود اسکے ہر شخص ان میں خواہان وراغب حیات تھا اور موت سے کارہ ومتنفر تھا؛ وتقصّت اٰدم علیہ السلام مع طول عمرہٖ وامتداد حیاتہ معلومۃ قیل انّہ وھب داؤد علیہ السلام حین عرضت علیہ ذرّیّتہ اربعین سنۃ من عمرہٖ آدم باوجود طول وامتداد ایام حیات موت سے کارہ تھے وہ حکایت اس طور پر ہے کہ جب عالم ارواح میں جناب احدیت نے تمام ان کی ذرّیت ان کو دکھائی اور ہر ایک کی زمان حیات وممات سے آگاہ کیا تو جناب باری تعالےٰ نے زمان حیات حضرت داؤد علے نبیّنا وعلیہ السلام بہت کم لکھا تھا اس واسطے حضرت آدم علیہ السلام نے ان پر رحم کرکے اپنی زندگی میں سے چالیس برس حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا فرمائے؛

فلمّا استوفی ایامہ وجاءت منیّتہ وانقضت مدّۃ اجلہ جاءہ ملک الموت لقبض نفسہ التی ھے ودیعۃ عندہ فلم یطب بذلک نفسہ وجزع وقال انّ اللّٰہ عرّفنی مدّۃ عمری وقد بقیت منہ اربعین سنۃ جب ایام حیات ان کے پورے ہو گئے اور مدت اجل منقضی ہو گئی اور ساعت مرگ قریب ہوئی اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض روح کے لیے تشریف لائے باوجودیکہ حیات خدائے تعالے کی امانت ہے جب چاہے لے لے مگر حضرت آدم علیہ السلام بایں پیرانہ سالی جان کے جانے پر راضی نہوئے بلکہ جزع و فزع کیا اور ملک الموت سے کہا کہ خدائے تعالے نے مجھکو میری ایام حیات سے آگاہ فرمایا ہے ابھی چالیس برس میری زندگانی کے باقی ہیں فقال انّک وھبتھا ابنک داؤد فانکر ان یکون ذالک قال النبیّ صلعم فجحد فجحدت ذریتہ حضرت ملک الموت نے کہا کہ وہ چالیس برس جو باقی ہیں وہ تو آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ہبہ فرمائے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کیا؛

جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے چونکہ آدم علی نبیّنا وعلیہ السلام نے موت سے کراہت کی اسیواسطے ان کی ذریت بھی موت سے متنفّر و کارہ ہے؛ ونوح علیہ السلام کان اطول الانبیاء عمرا اخبر اللہ تعالی انّہ لبث فی قومہ الف سنۃ الّا خمسین عاما فلمّا دنی اجلہ قیل لہ کیف رایت الدنیا فقال کدار ذات بابین دخلت فی باب وخرجت من باب اور حضرت نوح علی نبیّنا وعلیہ السلام باوجودیکہ زندگانی ان کی بہت دراز ہوئی چنانچہ قرآن میں ہے کہ ساڑھے نوسو برس حضرت نوح علیہ السلام اپنے قوم میں رہے جب ساعت رحلت قریب ہوئی اس وقت ان سے پوچھا گیا کہ دنیا کو کیسا دیکھا حضرت نے فرمایا کہ دنیا مثل ایک گھر کے ہے جس کے دو دروازے ہوں داخل ہوا میں ایک در سے اور نکل آیا دوسرے دروازے سے

اس کلمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام مفارقت دنیا کو دوست نرکھتے تھے؛

وابراھیم روی انّہ سأل اللہ تعالی ان لا یمیتہ الّا اذا سأل فلمّا استکمل ایامہ التی قدرت لہ خرج فرای ملکا صورۃ شیخ فان کبیر قد اعجزہ الضعف فظھر علیہ الخرف ولعابہ یجری علی لحیتہ وطعامہ وشرابہ یخرجان من سبیلیہ علی غیر اختیارہ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمن نے جناب باری سے دعا کی کہ جب تک میں

موت کی خواہش نکروں اُس وقت تک میں نہ مروں پس جب حضرت کے ایام حیات قریب الانقضا ہوئے اُس وقت حضرت گھر سے باہر نکلے ایک فرشتے کو بشکل پیر کہن سال دیکھا کہ پیری نے اسکو اس قدر عاجز اور ضعیف کر دیا تھا کہ لعاب دہن اس کا اس کی ڈاڑھی پر بہہ رہا تھا اور کھانا اور پانی اسکے نتھنوں سے بے اختیار نکلکر اُس کی موچھوں پر لگا تھا۔ فقال له یا شیخ کم عمرك فاخبرہ بعمرہ یزید علیٰ عمر ابراھیم سنۃً حضرت خلیل نے اسکی صورت کثیف سے متنفر ہوکر اس سے پوچھا کہ اے پیر مرد تیرا سن کتنا ہے اس نے کہا کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ایک سال بڑا ہوں۔ فاسترجع وقال انا اصیر بعد سنۃ الیٰ ھٰذہ الحال فسئال الموت حضرت اُس فرشتے کا بیان سُنکر بکلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون گویا ہوئے اور فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو ایک سال کے بعد میرا بھی یہی حال ہوگا اور دُعا کی کہ خدایا قبل اسکے کہ میں اس حال خراب کو پہنچوں میری روح قبض کی جاوے۔ وموسیٰ علیہ السلام لمّا جاءہ ملك الموت لقبض روحہ لطمہ فاعورہ کما ورد فی الحدیث فقال رب ارسلتنی الیٰ عبد لا یحب الموت۔ اور ایک حدیث میں اہل سنّت وجماعت کی وارد ہے کہ جب حضرت عزرائیلؑ واسطے قبض روح جناب موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے تشریف لائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک طمانچہ اس زور سے ملک الموت کو مارا کہ ان کی آنکھ کی بصارت زائل ہوگئی اس وقت ملک الموت نے درگاہ احدیت میں عرض کیا کہ بار الٰہا تونے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے کہ وہ موت کو دوست نہیں رکھتا ہے فاوحی اللہ الیہ ان ضع یدك علیٰ متن ثور ولك بکلّ شعرۃ وضعت ید لك سنۃ پس وحی کی جناب باری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہ تم اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھو جتنے بال کہ تمہارے ہاتھ کے تلے آویں گے اتنے سال تک تم کو حیات دُنیا عطا کروں گا۔

فقال ثمّ ماذا فقال الموت یہ سُنکے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ بعد اسکے کیا ہوگا خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ بعد اسکے موت ہے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت سے خطاب کرکے کہا کہ تم اپنے رب کے حکم کو جاری کرو یعنی اب قبض روح کرو۔ فھؤلاء الانبیاء صلی اللہ علیٰ نبینا وعلیہم وھم عرفوا شرفہم وعلا شانہم وارتفاع مدارجہم ومحلہم فی الآخرۃ وقد عرفوا ذالك فابت طباعہم البشریۃ الرغبۃ فی الحیواۃ

پس یہ سب انبیا علیہم السلام تھے ان کا علوّ شان وارتفاع مدارج و محل و مکان جو دار آخرت میں مہتیا و آمادہ تھے مشہور ہے اور خود بھی جانتے تھے باوجود اس بات کے بھی مقتضائے بشرّیت طبیعتیں ان کی طالب حیات اور موت سے کارہ تھیں۔ وفاطمة علیها السلام حدیثة عهد بصبیٰ ذات اولاد صغار و بعل کریم لم یقض من الدنیا اربًا وهی فی نضارة عمرها وعنفوان شبابها تضحك طیبة نفسها بفراق الدنیا وفراق بنیها و بعلها فرحة بالموت مائلة الیها اور جناب فاطمہ علیہا السلام ایک عورت کمسن جن کے چھوٹے چھوٹے بچے سامنے تھے اور جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام جیسے شوہر شریف و کریم موجود تھے عین ایام فرحت ونشاط وعنفوان شباب میں تھیں اور کوئی مُراد اور حوصلہ اُن کا دنیا میں نہ نکلا تھا باوجود اس کے ایسی پیارے فرزندوں کی جدائی اور علیؑ ابن ابی طالب سے شوہر کی مفارقت کی کچھ پروانہ کی اور بطیب خاطر مرنے پر راضی ہوئیں بلکہ اپنے والد نامدار جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے ملاقات کا قرؤ سن کے شاد و خوش ہوئیں۔ وهذا امر عظیم لا تحیط الالسن بصفته ولا یهتدی القلوب الی معرفته یہ امر بہت عظیم ہے کسی کی زبان کو طاقت گفتار نہیں ہے کہ اسکے راز کو سمجھ سکے۔

وقد جمع الشیخ الفقیه ابو جعفر محمدؐ ابن علی بن الحسین بن بابویه القمیؒ من اصحابنا کتابًا مقصورًا علی مولد فاطمةؑ وفضائلها وتزویجها وظلامتها ووفاتها ومحشرها صلوات الله علی ابیها وعلیها وعلی بعلها والائمة من ذریتها روی حدیثًا مرفوعًا الی جابر بن عبدالله الانصاری شیخ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ کہ ہمارے علمائے کرام میں سے ہیں انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کے حال میں اس میں کچھ احادیث فضائل ہیں اور حال ولادت و تزویج اور جو ظلم وجور کہ منافقوں سے ان معصومہ کو پہنچے ہیں اور کیفیت وفات اور محشور ہونا ان معصومہ کا روز قیامت کو سب بہ تفصیل لکھا ہے اسی کتاب میں ایک حدیث روایت کی ہے جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے۔

قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله یقول ان الله عزّ وجلّ خلقنی وخلق علیًا وفاطمةؑ والحسنؑ والحسینؑ من نور کہا جابرؓ نے کہ سنا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے فرمایا حضرتؐ نے کہ خدا نے برتر نے پیدا کیا مجھے اور علیؑ ابن ابی طالبؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور

حسینؑ کو ایک نور سے فعصر ذالک النور عصرۃ فخرج منہ شیعتنا فسبحنا وسبحوا وقدسنا فقدسوا
وھللنا فھللوا ومجدنا فمجدوا ووحدنا فوحدوا پھر نچوڑا اس نور کو تو نکلے اس سے شیعہ ہمارے پھر
ہم نے اور علیؑ نے و فاطمہؑ و حسنینؑ نے خدا کی تسبیح کی یعنی خالق ہمارا منزہ اور بری ہے تو موافق ہمارے
ہمارے شیعوں نے بھی تسبیح خدا کی پھر ہم نے خدا تعالےٰ کی تقدیس کی یعنی پاک اور طاہر ہے معبود ہمارا
اور یوں ہی ہمارے شیعوں نے بھی تقدیس خدا کی۔ بعد اس کے ہم نے کہا لا الہ الا اللہ یعنے نہیں ہے کوئی قابل
پرستش و عبادت کے مگر خدائے تعالےٰ پھر ہمارے شیعوں نے بھی کہا لا الہ الا اللہ بعد اس کے تمجید خدا کی
ہم نے یعنی رب ہمارا کریم و بزرگ ہے پھر ہمارے شیعوں نے بھی خدا کی تمجید کی۔ بعد اسکے ہم نے خدا کی توحید
کی یعنی پروردگار ہمارا اکیلا ہے کوئی اس کا شریک و نظیر نہیں ہے پھر ہمارے شیعوں نے بھی خدا کی توحید
کی۔ ثم خلق السموات والارضین وخلق الملائکۃ فمکثت الملائکۃ مائۃ عام لا تعرف تسبیحا
ولا تقدیسا بعد اسکے پیدا کیا خدائے تعالےٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور ملائکہ کو پس ٹھہرے رہے ملائکہ
سو برس تک خاموش یعنی تسبیح و تقدیس الہی سے کچھ آگاہ نہ تھے۔

فسبحنا فسبحت شیعتنا فسبحت الملائکۃ وکذالک فی البواقی پس پھر ہم نے تسبیح خدا کی بعد اسکے
ہمارے شیعوں نے سبحان اللہ کہا اس کے بعد فرشتے ہم سے اور ہمارے شیعوں سے سنکر تسبیح باریتعالےٰ میں
مصروف ہوئے اسیطرح تقدیس و تہلیل و تمجید و توحید میں بھی ہم نے تقدیم کی بعد اسکے ہمارے شیعوں
نے اس کے بعد ملائکہ نے ہمارے شیعوں سے اور ہم سے تعلیم پائی فنحن الموحدون حیث لا موحد
غیرنا پس ہم ہیں توحید کرنے والے کہ نہ تھا قبل ہمارے کوئی قائل وحدانیت سوا ہمارے۔

وحقیق علی اللہ عز وجل کما اختصنا واختص شیعتنا ان ینزلنا وشیعتنا فی اعلیٰ علیین۔
اور لازم و سزاوار ہے خدائے برتر پر کہ جیسا ہم کو اور ہمارے شیعوں کو برگزیدہ کیا ہے ساکن کرے ہم کو
اور ہمارے شیعوں کو بہشت بریں میں۔

ان اللہ اصطفانا واصطفیٰ شیعتنا من قبل ان نکون اجساما فدعانا فاجبنا فغفر لنا و
شیعتنا من قبل ان نستغفر اللہ تعالےٰ بلاشبہ اللہ تعالےٰ نے برگزیدہ کیا ہم پنجتنؑ کو اور ہمارے
شیعوں کو قبل اس کے کہ ہمارے اجسام خلق ہوئے ہوں جو کچھ ہم سے خدا نے چاہا ہم نے اسے قبول
کیا تو بخشا خداوند کریم نے ہم کو اور ہمارے شیعوں کو قبل اسکے کہ ہم اس سے طلب مغفرت کریں۔

وصلی اللہ علیٰ محمدؐ وآلہ الطاہرین وجمیع الانبیاء والمرسلین۔

(۷) روی عن جعفر ابن محمد علیہما السلام ان امرئۃ من الجن یقال لھا عفراء وکانت تنتدب النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ فتسمع من کلامہ فتاتی صالحی الجن فیسلمون علیٰ یدیھا

روایت ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ایک جنیہ کہ نام اس کا عفرا تھا کبھی کبھی جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر حضرت سے حدیثیں سنتی تھی ان حدیثوں کو جاکر ان جنوں سے بیان کرتی تھی اور ان کو وعظ ونصائح کرتی تھی اکثر جن اس کے وعظ ونصیحت سنکے مسلمان ہوا کرتے تھے۔

وفقدھا النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسأل عنھا جبرئیلؑ فقال انھا زارت اختًا لھا تحبھا فی اللہ تعالیٰ اتفاقًا چند روز وہ جنیہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت اقدس میں حاضر نہوئی جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ نے حضرت جبرئیلؑ سے استفسار فرمایا کہ اس جنیہ کے نہ آنے کا کیا سبب ہے حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ اسکی ایک بہن ایمانی ہے کہ اسکو وہ بہت دوست رکھتی ہے محض رضائے خدا کی لئے اسکی ملاقات کو گئی ہے۔ فقال علیہ السلام طوبیٰ للمتحابین فی اللہ ان اللہ تبارک وتعالیٰ خلق فی الجنۃ عمودًا من یاقوتۃ حمراء علیھا سبعون الف قصر فی کل قصر سبعون الف غرفۃ خلقھا اللہ عزوجل للمتحابین فی اللہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے یہ حال سنکر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ بہت خوشش ہوئے اور فرمایا کہ خوشا حال ان لوگوں کا جو محض واسطے رضائے خدا کے اپنے برادر ایمانی سے محبت کرتے ہیں بنایا ہے جناب باری تعالےٰ نے ان لوگوں کے لئے بہشت میں ایک ستون یاقوت سرخ سے اور صانع قدرت نے اس ستون یاقوت پر ستر ہزار قصر بنائے ہیں ہر قصر میں ستر ہزار درجے ہیں۔

وجاءت عفراء فقال لہ النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ یا عفراء این کنت فقالت زرت اختًا لی فقال طوبیٰ للمتحابین فی اللہ والمتواذین جب عفرا حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی حضرت نے اس سے پوچھا کہ اے عفرا اتنے دنوں تک تو کہاں تھی اس نے عرض کیا کہ میری ایک بہن ہے ایمانی میں اس کی ملاقات کو گئی تھی حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ بشارت ہو ان لوگوں کو جو آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور اس محبت سے ان کو رضائے خدا منظور رہتی ہے یا عفراء ای شئی رأیت قالت رأیت عجائب کثیرۃ قال فاعجب ما رایت قالت رایت ابلیس فی البحر الاخضر علیٰ صخرۃ بیضاء مادًا یدیہ الی السماء وھو یقول الٰھی اذا بررت قسمک

وادخلتنی نار جہنم فاسئلک بحق محمدؐ وعلیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ الا خلصتنی منھا پھر
استفسار فرمایا حضرت نے کہ اے عفرا تونے وہاں کیا دیکھا اس نے کہا مجھے بہت سے عجائبات نظر
آئے حضرت نے فرمایا کہ جوامر تیرے نزدیک بہت عجیب ہوا اُسے بیان کر اس وقت اس نے کہا کہ دیکھا
میں نے شیطان کو کہ ایک سفید پتھر پر کھڑا ہوا جو درمیان میں دریائے اخضر کے واقع ہے اپنے ہاتھوں کو
آسمان کی طرف بلند کئے ہوئے یوں دُعا کر رہا تھا کہ اے پروردگار اگر تو نے اپنی قسم کو پورا کیا اور مجھے
داخل جہنم کیا اور میں نے تجھ سے سوال کیا کہ بحق محمدؐ وعلیؑ وفاطمۂؑ وحسنین علیہم السلام تو جب بھی کیا مجھے
عذاب دوزخ سے رہا نہ کرے گا۔ فقلت یا حارث ماھذہ الاسماء التی تدعوا بھا فقال
رأیتھا علی ساق العرش من قبل ان یخلق اللہ عزوجل آدم بسبعۃ الف سنۃ فعلمت انھا
اکرم الخلق علی اللہ فانا اسئلہ بحقھم عفرا کہتی ہے کہ شیطان سے اس طرح سُنکر میں نے پوچھا کہ
اے حارث یہ کیسے نام ہیں کہ برکت سے ان ناموں کی تو اپنی نجات چاہتا ہے ابلیس نے جواب دیا کہ سات
ہزار برس پیشتر آدمؑ کے میں نے ان ناموں کو ساق عرش پر لکھا دیکھا اس لئے میں سمجھا کہ مخلوقات خدائے
تعالےٰ میں ان سے بڑھ کے کوئی دوسرا کریم و شریف نہیں اس واسطے میں ان کو واسطہ کر کے سوال کرتا ہوں
خدائے تعالےٰ سے فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واللہ لو اقسم اھل الارض بھذہ
الاسماء لاجابھم اللہ پس فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قسم ہے خدا کی کہ اگر اہل زمین
واسطے سے ان ناموں کے سوال کریں تو خدائے تعالےٰ قبول فرماتا ہے

اللھم انی اسئلک بحق محمدؐ وعلیؑ وفاطمۃؑ
والحسنؑ والحسینؑ ان تغفر ذنوبی وتجاوز عن
سیئاتی وتصلح شانی فی الدنیا والآخرۃ وترزقنی الخیر فی
الدنیا والآخرۃ وتصرف عنی الشر فی الدنیا
والآخرۃ وتفعل ذالک بالمومنین والمسلمین
فی مشارق الارض ومغاربھا
یرحم اللہ عبدًا
قال آمینا

حضرت امیر علیہ السلام

(۱) ولد امیر المومنین علیہ السلام بعد عام الفیل بثلثین سنۃ وقتل علیہ السلام فی شہر رمضان لتسع بقین منہ لیلۃ الاحد سنۃ اربعین من الھجرۃ وھو ابن ثلث وستین سنۃ رئیس المحدثین ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں اس طرح سے لکھا ہے کہ ولادت باسعادت جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی عام الفیل کے تیس برس بعد واقع ہوئی اور اکیسویں تاریخ ماہ رمضان کی شب یکشنبہ ہجرت کے چالیسویں برس ترسیٹھ برس کے سن میں دار فانی سے رونق افزائے عالم جاودانی ہوئے بقی بعد قبض النبی صلے اللہ علیہ وآلہ ثلثین سنۃ وامہ فاطمۃ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف وھو اول ھاشمی ولدہ ھاشم مرتین جب حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو سن شریف ان امام معصوم کا تینتیس برس کا تھا اور بعد جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ کے تیس برس زندگانی کی ان تیس برس میں سات برس نو مہینے خلافت ظاہری رہی باقی ایام مظلومی اور مجبوری میں بسر ہوئے اور حضرت نے مدت عمر میں آٹھ نکاح کئے اور حق تعالے نے تینتیس اولادیں اس جناب کو عطا کیں یعنی چودہ صاحبزادے اور انیس صاحبزادیاں اکثر اولادیں خصوصًا صاحبزادے ان آٹھ بیبیوں کے بطن سے ہیں اور بعض اولادیں کنیزوں سے بھی ہیں اور اس وقت تک سوائے حضرت کے عرب میں کوئی لڑکا ایسا نہیں پیدا ہوا تھا کہ ماں باپ اس کے ہاشمی ہوں۔ اس لئے کہ ماں حضرت کی فاطمہ بنت اسدؓ اور اسدؓ بیٹے تھے حضرت ہاشمؑ کے اور حضرت ابو طالبؑ حضرت ہاشمؑ کے پوتے تھے پس وہ جناب طرفین سے ہاشمی ہیں عن المفضل بن عمر قال سمعت ابا عبد اللہ لما ولد رسول اللہ فتح لآمنۃ بیاض فارس وقصور الشام مفضل بن عمر سے روایت ہے کہتا ہے کہ سنا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ جس وقت جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ متولد ہوئے اس وقت کچھ میں اس طرح کی روشنی اور تجلی عیاں ہوئی کہ عمارات فارس اور قصور شام حضرت آمنہؑ کو صاف نظر آئے۔

فجاءت فاطمۃ بنت اسدؓ ام امیر المومنینؑ الی ابی طالبؑ ضاحکۃ مستبشرۃ فاعلمتہ ما قالت آمنۃ مادر جناب امیر علیہ السلام یعنی فاطمہ بنت اسدؓ نے جس وقت یہ حال آمنہؑ سے سنا

شاد اور بشاش آئی کہ اس حال کو حضرت ابوطالب علیہ السلام سے بیان کیا فقال ابو طالب و تعجبین من
هذه انك تحبلين و تلدين بوصیه و وزیره حضرت ابوطالبؑ نے اس حال کو سُنکر فرمایا کہ کیا تعجب
کرتی ہے تو اس امر سے تو بھی عنقریب حاملہ ہوگی اور پیدا ہوگا تجھ سے وہ شخص جو کہ وزیر و وصی ہوگا اس
لڑکے کا ٭ ٭ ٭

(۴) روے خطیب الخوارزمی فی مناقبہ مرفوعاً الی عبداللہ بن عباسؓ قال قال رسول اللہ ان
اللہ جعل لاخی علی فضائل لا تحصے کثرۃ خطیب خوارزمی نے کتاب مناقب میں عبداللہ ابن عباس سے
روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ خدائے بزرگ و برتر نے میرے
بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ کو اتنی فضیلتیں عطا کی ہیں کہ جن کا شمار بشر سے نہیں ہو سکتا۔
فمن ذکر فضیلۃ من فضائلہ مقرا بہا غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر پس جو شخص کہ ذکر کرے
ایک فضیلت کا فضائل میں سے علی علیہ السلام کے اور مقر ہو بظاہر و باطن اس کا تو بخش دیتا ہے خداوند
تعالے اس کے گناہان گذشتہ و آئندہ کو ومن کتب فضیلۃ من فضائلہ لم تزل الملائکۃ
تستغفر لہ ما بقی لتلک الکتابۃ رسم اور جو شخص کہ لکھے ایک فضیلت فضایل علیؑ ابن ابی طالب علیہ
السلام میں سے تا وقتیکہ اس کتاب سے کچھ نشان و اثر باقی رہے گا ملائکہ رحمت اسکے لئے طلب مغفرت کیا
کریں گے ومن استمع فضیلۃ من فضائلہ غفر لہ الذنوب التی اکتسبہا بالاستماع اور جو شخص کہ
سُنے ایک فضیلت فضایل علی علیہ السلام میں سے تو بخش دیئے جاتے ہیں اسکے وہ گناہ جو متعلق ہیں کان
سے ومن نظر الی کتاب من فضائلہ غفر لہ الذنوب التی اکتسبہا بالنظر اور جو شخص کہ نظر
کرے کتاب فضائل علیؑ کی طرف تو بخش دیئے جاتے ہیں اسکے وہ گناہ جو آنکھوں سے ہوئے ہیں ودر
فی الحدیث ما من قوم اجتمعوا و یذکرون فضل علی بن ابی طالبؑ ہبطت علیہم ملائکۃ
السماء یعنی حدیث میں وارد ہے کہ جس وقت مومنین باہم مجتمع ہوتے ہیں اور مناقب و فضائل جناب امیر
علیہ السلام کو بیان کرتے ہیں تو فرشتے ان پر نازل ہوتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔
فاذا تفرقوا عرجت الملائکۃ الی السماء یس جب وہ مومنین متفرق ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان
پر چلے جاتے ہیں فیقول لھم الملائکۃ انا نشم من ریحکم ما لا نشمہ من الملائکۃ پس اور
فرشتے آسمان کے ان فرشتوں سے کہتے ہیں کہ اس وقت ایسی خوشبو تم میں سے آتی ہے جو اور فرشتوں

میں ہم نہیں پاتے ہیں۔ فیقولون کنا عند قوم یذکرون محمداً و اهل بیته پس وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم اس وقت ان لوگوں کے پاس تھے کہ وہ مشغول تھے ذکر محمدؐ و اہلبیت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پس یہ خوشبو ان کی خوشبو ہے اس وقت وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں بھی وہاں لے چلو جہاں ذکر اہلبیت ہوتا ہے یہ فرشتے کہتے ہیں کہ اس وقت وہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں گئے۔ فیقولون اذهبوا بنا فی المکان الذی یذکرون فیها پھر کہتے ہیں ہمیں وہ مکان ہی دکھا دو جہاں یہ ذکر تھا۔

کنز الفوائد میں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اباذرؓ ان اللہ تعالیٰ جعل علی کل رکن من ارکان عرشه سبعین الف ملك اے اباذرؓ حق تعالیٰ نے ہر رکن پر ارکان عرش سے ستر ہزار فرشتے مقرر کئے ہیں لیس لهم تسبیح ولا عبادة الا الدعاء لعلیؑ و شیعته والدعاء علی اعدائهم نہیں ہے عبادت اور تسبیح ان کی مگر یہ کہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں علیؑ پر اور استغفار کرتے ہیں ان کے شیعوں کے لئے اور لعنت کرتے ہیں ان کے دشمنوں پر۔

(۳) عن صالح بن میثم عن ابیه قال سمعت ابن عباس رضی اللہ عنه یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم یقول من لقی اللہ تعالیٰ وهو جاحد ولایة علیؑ ابن ابیطالب علیه السلام لقی اللہ وهو علیه غضبان صالح بن میثم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہا اس نے کہ سنا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے وہ کہ سنا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے فرماتے تھے حضرت کہ جو شخص ملاقات کرے خدائے برتر سے اور منکر ہو دوستی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا تو خداوند تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا لا یقبل اللہ منه شیئاً من اعماله فیوکل به سبعین ملکاً یتفلون فی وجهه و یحشره اسود الوجه ازرق العین کوئی عمل نیک اس کا مقبول درگاہ ایزدی نہ ہوگا اور موکل کرے گا خداوند قہار ستر فرشتوں کو کہ وہ سب اس کے منہ پر تھوکیں گے اور محشور کرے گا خداوند عالم اسکو اس صورت سے کہ منہ اس کا سیاہ ہوگا اور آنکھیں اس کی ازرق ہوں گی۔

قلنا یا ابن عباسؓ اینفع حب علی ابن ابی طالب علیه السلام فی الآخرة راوی کہتا ہے کہ ہم لوگوں نے پوچھا کہ اے ابن عباسؓ آیا نفع بخش ہے دوستی علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی قیامت کے دن قال تنازع اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیه وآله فی حقه حتی سالنا رسول اللہ ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ اصحاب رسول خدا نے باب جناب امیر علیہ السلام میں اختلاف

کیا یعنی جو لوگ کہ اصحاب نیک کردار تھے مانند سلمان فارسیؓ و ابوذرؓ وغیرہ کے اُنہوں نے کہا کہ بے محبت علی علیہ السلام کے ایمان کامل نہیں ہوتا اور جو لوگ ظاہر میں مسلمان اور باطن میں دشمن خدا و رسولؐ تھے اور سینے ان کے بغض و عداوت جناب امیر علیہ السلام سے بھرے ہوئے تھے اُنہوں نے اس امر کا انکار کیا اس نزاع کو طول ہوا یہاں تک کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ سے استفسار کیا گیا۔ فقال دعونی حتی اسئال الوحی فلمّا ھبط جبرئیلؑ سئالہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے مہلت دو تاکہ میں اس امر کا سوال کروں اپنے حبیب جبرئیلؑ سے جب حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے حضرت رسولخداؐ صلے اللہ علیہ و آلہ نے ان سے اس حال کو استفسار فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ تا وقتیکہ میں خدائے برتر سے اس امر میں استفسار نکروں کچھ جواب نہیں دے سکتا۔ یہ کہکر حضرت جبرئیلؑ بالائے آسمان تشریف لے گئے اور بعد تھوڑی دیر کے پھر تشریف لائے۔

فقال یا محمدؐ ان اللہ یقرئک السلام وقال احبّ علیًّا فمن احبّہ فقد احبّنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی یا محمدؐ حیث تکن یکن علیؑ وحیث یکن علیؑ یکن محبّوہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جانب رب العزت سے بعد درود و سلام کے بیان کیا کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اے محمدؐ میں دوست رکھتا ہوں علیؑ ابن ابی طالبؑ کو جس شخص نے دوستی کی علیؑ سے اس نے مجھ سے دوستی کی اور جس نے بغض رکھا علیؑ سے اس نے مجھ سے بغض رکھا اے محمدؐ بہشت میں جہاں تم ہوگے وہیں علیؑ بھی ہوں گے اور جہاں علیؑ ہوں گے وہیں ان کے دوست و شیعہ بھی ہوں گے۔ وان اجترحوا ان اجترحوا اگرچہ گناہگار ہوں اگرچہ گناہگار ہوں۔ چونکہ حضرت علی علیہ السلام کے دوستوں پر خدا کی رحمت بہت ہے اس لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کلمہ کو مکرر فرمایا ہے۔ وھی تدلّ علےٰ ما ذکرہ شیخنا ابوعبداللہ المفید قدس اللہ روحہ فی ارشادہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے قول پر شیخ مفید علیہ الرحمہ کے جیسا کہ ذکر کیا ہے اُنہوں نے کتاب ارشاد میں کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص علیؑ کا محب ہے اس کے گوشت اور پوست کو آتش جہنم مس کرے گی اگرچہ وہ مرتکب معصیت بھی ہوا ہو مگر جس شخص نے گناہ کیا اور بے توبہ مرگیا تو عالم برزخ میں یعنی جس روز سے کہ قبر میں دفن ہوا ہے تا قیام قیامت البتہ بسبب اپنے کردار ناشائستہ کے متالم رہے گا مگر قیامت میں عذاب جہنم سے سالم ہوگا۔

قدروی ایضًا فی امالیہ عن صفوان الجمّال انّہ قال دخلت علے الصّادق سلام اللہ علیہ

فقلت جعلت فداك سمعتك تقول شیعتنا فی الجنة و فی شیعة اقوام یذنبون و یرتکبون القبائح و یشربون الخمور و یتمتعون فی دنیاهم اور شیخ ممدوح نے کتاب امالی میں صفوان جمال سے روایت کی ہے کہا اس نے کہ داخل ہوا میں ایک روز خدمت با رفعت امام جعفر صادق علیہ السلام میں اور عرض کی میں نے کہ فدا ہوں میں آپ پر میں نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ شیعہ ہمارے سب داخل بہشت ہوں گے حالانکہ آپ کے شیعوں میں بہت سے لوگ ہیں کہ معصیت خدا کرتے ہیں اور مرتکب قبائح ہوتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور تحصیل دنیا میں خیال حلال و حرام کا نہیں رکھتے ؛

فقال علیہ السلام نعم اهل الجنة ان الرجل من شیعتنا لا یخرج من الدنیا حتی یبتلی بسقم او بمرض او بدین او بجار یؤذیه او بزوجة سوء حضرت نے فرمایا کہ ہاں شیعہ ہمارے سب جنتی ہیں کوئی شخص ہمارے شیعوں میں سے نہیں مرتا ہے اس کے کہ مبتلا کیا جاتا ہے کسی الم میں یا مرض میں یا قرض میں یا ہمسایہ ایسا ملتا ہے کہ اذیت دیتا ہے یا زوجہ بد خلق ملتی ہے کہ وہ سوہان روح ہوتی ہے اس کے لئے اگر ان سب سے محفوظ رہا تو اللہ تعالے حالت نزع کو اس پر سخت و دشوار کرتا ہے بہر کیف اسکے گناہوں کے کفارے سب دنیا میں ہو جاتے ہیں۔ فقلت لا بد من رد المظالم راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے عرض کی کہ خداوند بر تر قادر ہے اس امر پر کہ اپنے گناہوں کو معاف فرما دے گا مگر بندوں کے جو حقوق ہوں گے اس میں کیا ہوگا حضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب خلق کا حساب کتاب متعلق ہوگا ہمارے جدا مجد محمد مصطفیٰ و علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہما سے پس لوگوں کے حقوق جو ہمارے شیعوں پر ہوں گے ہم اپنے خمس میں حساب کر لیں گے اور جو گناہ خدا کا ہے اس میں ہم خدا سے طلب مغفرت کریں گے ؛ بہر حال ہم اپنے شیعوں کو کسی عنوان جہنم میں داخل نہ ہونے دیں گے ؛

(۴) نقل الشیخ ابراهیم بن سلیمان القطیفی عطر الله مرقده فی کتابه المسمی بالفرقة الناجیة عن کتاب البشارة لشیعة علیؑ اور نقل کی ہے فاضل بزرگوار شیخ ابراہیم قطیفی نے کتاب فرقہ ناجیہ میں کتاب بشارۃ المصطفیٰ سے وهو ان سیدنا رسول الله صلی الله علیه واله دخل یوما علی علی ابن ابیطالب سلام الله علیه فقال علیه السلام ما رایتک اقبلت علی مثل هذا الاقبال وہ حدیث یہ ہے کہ ایک روز سید و سردار ہمارے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ داخل ہوئے خانۂ جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں اس وقت

جناب امیرالمومنین نے خدمت با رفعت جناب نبوی میں عرض کی کہ یا حضرت آج جس طرح آپ تشریف فرما ہوئے کبھی اس طرح سے میں نے آپ کو تشریف لاتے نہیں دیکھا فقال صلوات اللہ و سلامہ علیہ جئت لا بشرک حضرت نے فرمایا کہ اس واسطے آیا ہوں کہ ایک خوشخبری تمہیں سناؤں۔

اعلم ان فی ھذہ الساعۃ نزل علی جبرئیل و قال لی الحق یقرئک السلام و یقول الیشر علیا و شیعتہ ان الطایع و العاصے منھم من اھل الجنۃ وہ مژدہ یہ ہے کہ اس وقت حضرت جبرئیل میرے پاس تشریف لائے اور بعد درود و سلام کے جانب پروردگار عزت سے فرمایا کہ بشارت دو تم علیؑ ابن ابی طالبؑ کو اور ان کے شیعوں کو کہ نیک اور بد شیعیان علیؑ ابن ابی طالبؑ میں سے سب اہل جنت ہیں فلما سمع مقالتہ خرساجدا ثم رفع یدیہ الی السماء و قال شھد اللہ علی انی وھبت نصف حسناتی لشیعتی سنتے ہی اس بشارت کو حضرت سجدہ شکر بجالائے پھر دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا کہ شاہد کرتا ہوں خدائے تعالے کو اس امر پر کہ ہبہ کئے میں نے نصف حسنات اپنے شیعوں کو اپنے فقالت فاطمۃ شھد اللہ علی انی وھبت لشیعۃ علی علیہ السلام نصف حسناتی یہ سنکر جناب سیدہ نے بھی اپنی آدھی نیکیاں شیعیان علیؑ کو ہبہ فرمائیں علی ہذا حسنین علیہما السلام نے بھی اس امر میں اپنے والدین کی متابعت کی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ ما انتم باکرم منی شھد اللہ علی انی وھبت لشیعۃ علیؑ نصف حسناتی بعد اس کے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ نے ارشاد کیا کہ تم لوگ مجھ سے کریم تر نہیں گواہ ہے خدائے برتر اس بات پر کہ عطا کئے میں نے آدھے عمل خیر اپنے شیعیان علیؑ کو فاوحی عز و جل الی رسولہ ما انتم باکرم منی انی غفرت لشیعۃ علی و محبیہم ذنوبھم پس وحی کی خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو کہ تم سب مجھ سے کریم تر نہیں ہو تو بخش دیا میں نے شیعیان و دوستداران علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو اور محو کیا میں نے ان کے گناہوں کو۔

حضرات! یہ حدیثیں جو بیان ہوئیں غرض اس سے یہ ہے کہ لوگ اس جناب کے مرتبے سے آگاہ ہوں اس سے کوئی کج فہم ایسا نہ سمجھے کہ جبکہ باوجود ارتکاب عصیان مغفرت حاصل ہو اور بے دردسر کے جنت ملتی ہو عبث عبادت خدا سے اپنے تئیں تکلیف میں ڈالنا اور لذات دنیا سے محروم رہنا بے فائدہ ہے تو جس کے دل میں اس طرح کا خیال آوے لازم ہے کہ لاحول پڑھے کیونکہ یہ

وساوس شیطانی ہیں معصومؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہماری شفاعت پر تکیہ کرکے مصروف ہونا فرمانی خدا و رسولؐ میں اور دعوے کرے کہ وہ ہمارے شیعوں میں سے ہے واللہ کہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور ہرگز ہماری شفاعت اسکو نصیب نہ ہوگی۔

(۵) فی الحدیث القدسی علے ما ذکرہ الزمخشری لادخل الجنۃ من اطاع علیًا وان عصانی وادخل النار من عصاہ وان اطاعنی ذکر کیا ہے زمخشری نے کہ حدیث قدسی میں جناب باری تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں جنت میں اس شخص کو ضرور داخل کروں گا جس نے اطاعت کی ہو علیؑ کی اگرچہ میری معصیت کی ہو اور داخل کروں گا دوزخ میں اس شخص کو جس نے معصیت کی ہو علیؑ کی اگرچہ میری اطاعت کی ہو وھذا رمزٌ حسن وذالک ان حب علی ھو الایمان الکامل لا تضرّمعہ السئیات اور یہ کنایہ لطیف ہے یعنی دوستی علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی ایمان کامل ہے کہ گناہ اسکو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے۔

قولہ فانی اغفرلہ اکرامًا وادخلہ الجنۃ بایمانہ فلہ الجنۃ بالایمان ولہ بحبّ علیؑ العفو والغفران قول اس کا ہے کہ بخشوں گا میں اُسے بسبب کرامت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے اور داخل کروں گا میں جنت میں بسبب اسکے ایمان کے اور برکت سے اس محبت کی اسکے لئے عفو و مغفرت ہے وقولہ ادخل النار من عصاہ وان اطاعنی وذالک لانہ ان لم یوال علیًا فلا ایمان لہ وطاعتہ ھناک مجازًا لاحقیقۃً قول باری تعالیٰ کا ہے داخل کروں گا میں جہنم میں جس نے نافرمانی کی علیؑ کی اگرچہ میری اطاعت کی ہو اور دشمن علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کا مستحق دخول نار اس جہت سے ہوا کہ جو اس جناب سے منحرف ہو وہ شخص مومن نہیں ہے اور جب مومن نہوا تو اطاعت و عبادت اسکی مجازی ہے نہ حقیقی اور عبادت مجازی بے سود ہے۔

لان الطاعۃ الحقیقیۃ ھی المضاف الیھا سائر الاعمال فمن احب علیًا فقد اطاع اللہ ومن اطاع اللہ نجا فمن احب علیًا نجا اس لئے کہ طاعت حقیقی وہ چیز ہے کہ اسی کی طرف تمام اعمال کی نسبت ہے تو جس نے دوست رکھا علیؑ کو اس نے اطاعت کی خدا کی اور جس نے اطاعت کی خدا کی اس نے نجات پائی تو محب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کا ناجی ہے۔ فعلم ان حب علیؑ ھو الایمان وبغضہ کفر پس معلوم ہوا کہ دوستی اس جناب کی ایمان حقیقی ہے اور دشمنی ان حضرت کی عین کفر ہے ولیس یوم القیامۃ الا محبّ ومبغض اور روز قیامت جب لوگ حساب کے

لئے ٹکڑے کئے جائیں گے وہ دو صنف سے باہر نہیں ہیں۔ یا دوست ہوں گے اس جناب کے یا دشمن۔ فمحبہ لا سیئۃ لہ ولا حساب علیہ ومن لا حساب علیہ فالجنۃ دارہ پس جو شخص اس جناب کا دوست ہوگا اس کا نامۂ اعمال گناہوں سے پاک ہوگا اور حساب نہ ہوگا اور جس شخص پر حساب نہ ہوگا بہشت عنبر سرشت اس کا محل راحت ہے ومبغضہ لا ایمان لہ ومن لا ایمان لہ لم ینظر اللہ الیہ بعین رحمتہ وطاعتہ عین المعصیتہ وھو فی النار اور جو اس جناب کا دشمن ہے وہ ایمان نہیں رکھتا اور جو مومن نہیں ہے وہ خدا کی رحمت سے دور ہے اور عبادت اسکی عین معصیت ہے اور جہنم اس کے لئے جائے سکونت ہے۔ فحب علی لا ہالک وان جاء بحسنات العباد ومحبۃ ناج ولو کان فی الذنوب غارقا الی شحمتی اذنیہ پس دشمن علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ہلاک ہے اگرچہ اسکی نیکیاں برابر ہوں تمام بندوں کی نیکیوں کے اور دوست اس جناب کا ناجی ہے اگرچہ پاؤں سے سر تک گناہوں میں ڈوبا ہوا وابن الذنوب مع الایمان المنیر واین نجاس السئیات مع وجود الاکسیر کہاں باقی رہ سکتے ہیں گناہ ساتھ ایمان روشن کے اور کہاں باقی رہ سکتا ہے تانبا اپنے حال پر ساتھ ملاقات اکسیر کے یعنی دوستی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خواص اکسیر رکھتی ہے اور گناہ مومن کے مثل تانبے کے ہیں جس طرح تانبا بملاقات اکسیر سونا ہو جاتا ہے اسیطرح گناہ مومن کے بسبب دوستی علی علیہ السلام کے محو ہو جاتے ہیں۔ فمبغضہ من العذاب لا یقال ومحبۃ لا یوقف ولا یقال فطوبی لاولیائہ وسحقا لاعدائہ پس قیامت کے دن اس جناب کے دشمن کے لئے عذاب سے تخفیف نہیں ہے اور دوست ان حضرت کا بلا توقف بے قیل وقال داخل بہشت ہوگا پس راحت و آرام ہے حضرت کے دوستوں کے واسطے اور عذاب و ایذا ہے دشمنوں کے لئے۔

(۱۸) عن امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبنا ذات یوم فقال ایھا الناس انہ قد اقبل الیکم شھر اللہ بالبرکۃ والرحمۃ والمغفرۃ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالائے منبر تشریف لے گئے اور بعد وعظ ونصائح ہم لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے گروہ مردم رخ کیا ہے تمہاری طرف ماہ بزرگ وبرتر نے ساتھ برکت ورحمت ومغفرت کے بلاشبہ دروازے جنت کے اس مہینے میں کشادہ ہیں تو چاہئے کہ سوال کرو خدائے رحیم سے کہ بند کرے

ان دروازوں کو تمہارے لئے اور دروازے جہنم کے بند کئے گئے ہیں پس دعا کرو اپنے رب غفور سے کہ نہ کھولے ان دروازوں کو تمہارے لئے اور شیاطین مقید کئے گئے ہیں سوال کرو تم اپنے خالق برتر سے کہ ان کو تم پر مسلط نکرے۔ قال امیرالمومنین علیہ السلام نقمت فقلت یا رسول اللہ ما افضل الاعمال فی ھذا الشہر جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے خدمت جناب نبوی میں عرض کی کہ یا حضرت بہترین اعمال اس مہینے میں کیا ہیں فقال یا ابا الحسن افضل الاعمال فی ھذا الشہر الورع عن محارم اللہ ثم بکی اس جناب نے فرمایا کہ اے ابوالحسن افضل ترین اعمال اس مہینے میں پرہیز کرنا ان چیزوں سے ہے جن کو خداوند تعالےٰ نے حرام کیا ہے یہ فرماکر حضرت رونے لگے۔ فقلت یا رسول اللہ ما یبکیک میں نے عرض کی کہ یا حضرت کس امر نے گریاں کیا آپ کو فقال ابکی لما یستحل منک فی ھذا الشہر کانی بک وانت تصلی لربک وقد انبعث اشقی الاولین والآخرین شقیق عاقر ناقۃ ثمود فضربک ضربۃ علی قرنک فخضب منھا لحیتک حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے علیؑ میرا رونا اس لئے ہے کہ خیال آگیا مجھے اسوقت کہ تو مصروف نماز ہوگا اسی مہینے میں اور ایک ملعون کہ بدبخت ترین اولین و آخرین ثانی پے کنندہ ناقہ صالح ہوگا ایک ضربت تیرے سر پر لگا وے گا کہ اس ریش مطہر پر خون سر سے خضاب ہوجائے گا۔ قال امیرالمومنین علیہ السلام فقلت یا رسول اللہ ذالک فی سلامۃ من دینی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عرض کی میں نے یا حضرت یہ مصیبت جب مجھ پر واقع ہوگی آیا دین میرا سالم ہوگا اور میں حق پر ہوں گا۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ البتہ تو اپنے دین پر اور راہ راست پر ثابت و استوار ہوگا۔ ثم قال یا علی من قتلک فقد قتلنی ومن ابغضک فقد ابغضنی ومن سبک فقد سبنی لانک منی کنفسی روحک من روحی طینتک من طینتی اے علیؑ جس نے قتل کیا تجھے گویا اس نے مجھے قتل کیا اور جس نے تجھ سے بغض رکھا وہ ملعون دشمن میرا ہے جس نے تجھے برا کہا اس نے مجھکو برا کہا اس لئے کہ میں اور تو گویا کہ دو نفس واحد ہیں روح تیری روح میری ہے اور طینت تیری طینت میری ہے خلق کیا خدائے برتر نے مجھکو اور تجھکو ایک نور سے پس سرفراز کیا ہے مجھے نبوت سے اور ممتاز کیا تجھے امامت سے۔ جو شخص کہ انکار کرے تیری امامت کا اس نے انکار کیا میری نبوت کا یا علیؑ تو وصی میرا ہے اور باپ ہے میرے فرزندوں کا اور شوہر

ہے میری بٹی کا اور خلیفہ میرا ہے اُمت پر میری حیات میں میری اور میرے بعد حکم تیرا حکم میرا ہے اور منع کرنا تیرا منع کرنا میرا ہے قسم ہے اس خدا کی جس نے مبعوث کیا مجھکو برسالت اور کیا بہترین خلق بلاشبہ تو حجت خدا ہے تمام خلوق پر اور امین ہے اسکے راز کا اور خلیفہ ہے۔

(۷) روی لما بایع الناس علی بن ابیطالب علیہ السلام عزل عمال عثمان من جمیع الامصار الا عامل الیمن اخبار میں وارد ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام مسند خلافت ظاہری پر متمکن ہوئے تو عثمان کے عاملوں کو ہر مقام سے معزول کیا اور ان کی جگہوں پر دوسروں کو جو اہل وقابل تھے مقرر فرمایا مگر عامل یمن حبیب ابن منتجب کہ حضرت کا معتمد علیہ تھا اسکو بدستور سابق یمن کی حکومت پر بحال رکھا اسکو ایک نامہ تحریر فرمایا اس میں بعد مواعظ و نصائح کے یہ مضمون تھا کہ وہاں کے لوگوں سے ہمارے واسطے بیعت لے اور بعد اسکے دس آدمیوں کو جو ان میں بات کرنے کے لائق اور فہمیدہ ہوں انتخاب کر کے ہمارے پاس بھیج دے اس نے موافق فرمان کے دس شخصوں کو کہ ایک ان میں ابن ملجم لعین تھا بھیج دیا سبھوں نے آنکر حضرت سے بیعت کی۔

قال الاصبغ بن نباتہ لما دخل الوفد علی امیرالمومنین علیہ السلام و بایعوہ و بایعہ ابن ملجم واد بردعا ثانیۃ واستوثق منہ بالعھود ان لا یغدر آصبغ ابن نباتہؓ سے روایت ہے کہ جب یہ دسوں شخص بیعت کر کے حضرت سے رخصت ہو کر چلے حضرت نے ابن ملجم کو بلا کر کے مکرر اس سے عہد و پیمان لیا کہ بیعت شکنی اور غدر نکرے اسیطرح سے تین مرتبہ اسکو رخصت فرمایا پھر بلا کر تاکید کی جب تو اسنے گھبرا کر پوچھا کہ حضرت نے کسی سے ایسا نہیں کیا جیسا میرے ساتھ عمل فرمایا قال لہ علیہ السلام امض یا ویلك فواللہ ما اری لك الا ان لا تفی ببیعتی حضرت نے فرمایا کہ وائے تجھپر چلا جا بخدا گمان نہیں ہے مجھے کہ تو اس بیعت پر وفا کرے گا۔ پھر حضرت نے ارشاد کیا کہ میں ایک بات تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں چاہیئے کہ سچ کہے تو آیا لڑکپن میں تیری ایک دایہ یہودیہ نہ تھی کہ جب تو روتا تھا تو تیرے منہ پر طمانچہ مارتی تھی اور کہتی تھی کہ چپ رہ یا من ھو اشقی من عاقر ناقۃ صالح و تجنی فی کبرك جنایۃ یغضب اللہ منھا علیك ویکون مصیرك الی النار یعنی خاموش ہوا ہے وہ شخص کہ شقی تر ہے پے کنندہ ناقہ صالح سے عہد جوانی میں تجھ سے ایک حرکت ایسی صادر ہوگی جس کے سبب سے خداوند قہار تجھ پر

غضبناک ہوگا اور بازگشت تیری سوئے جہنم ہوگی؛ اس نے کہا کہ آپ درست فرماتے ہیں میری دائی یہودیہ اکثر مجھے یوں ہی کہا کرتی تھی لیکن میں تو آپ کو دل و جان سے دوست رکھتا ہوں؛ فقال امیرالمومنین ما کذبت وما کذبت ولقد نطقت حقاً وانت قاتلی لا محالۃ وستخضب ھذہ من ھذہ واشار بیدہ الشریفۃ الی راسہ ولحیتہ یعنی فرمایا حضرت نے کہ میں کاذب نہیں ہوں اور نہ کسی نے میری تکذیب کی میں سچ کہتا ہوں کہ تو لا محالہ میرا قاتل ہے قریب ہے کہ میری ڈاڑھی پر خضاب ہو جائے میرے خون سر سے؛ اس نے کہا کہ جب آپ ایسا جانتے ہیں تو مجھے قتل کیجئے حضرت نے فرمایا کہ ابھی سے قتل تیرا کیونکر جائز ہے وفی خبر اخر انہ قال اذا قتلتک فمن یقتلنی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے جواب دیا کہ اگر اس وقت میں تجھے قتل کر ڈالوں تو مجھے کون شہید کرے گا ان باتوں کو سنکر مومنین مضطر ہوئے اور جمع ہوکر مشورہ کیا کہ حضرت ہمیشہ آخر شب کو تنہا مسجد میں تشریف لے جایا کرتے ہیں مبادا اس شقی سے کچھ حرکت بدعمل میں آوے اس لئے ہم میں سے چند شخص باری باری حضرت کی نگہبانی کیا کریں چنانچہ اس روز سے ہر شب کو چند شخص حضرت کی حراست میں مصروف رہتے تھے ایک روز حضرت نے ان لوگوں کو دیکھکر ان سے پوچھا کہ تمہارے اس وقت آنے کا کیا سبب ہے انہوں نے حقیقت حال کو عرض کیا فقال لھم ارجعوا الی منازلکم یرحمکم اللہ وتلا علیہ السلام قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون فاذا نزل القضاء فلا مرد لہ وکفی بالاجل حارسا حضرت نے ان سے ارشاد کیا کہ خدا رحمت تم پر نازل کرے تم لوگ جاکر اپنے اپنے گھروں میں آرام کرو اور یہ آیت پڑھی یعنی کہدے کہ ہرگز نہ پہنچے گی ہمیں کوئی ایذا مگر وہی جو خدا نے ہمارے لئے لکھدی ہے وہ مالک ہمارا ہے چاہیے کہ خدا ہی پہ توکل کریں مومنین؛ جب نازل ہوتی ہے قضا تو نہیں ہے اس کا دفع کرنے والا اور کافی ہے تعہد اجل واسطے حراست کے؛ لوگ موافق فرمان حضرت کے متفرق ہوگئے؛

غرض کہ ابن ملجم کوفے میں کئی برس تک مقیم رہا اکثر معرکوں میں حضرت کے ساتھ رہتا تھا چنانچہ جنگ نہروان میں بھی ملازم رکاب سعادت تھا جب بعد قلع و قمع خوارج کے حضرت نے مراجعت فرمائی تو یہ شقی حضرت سے اجازت لے کر کوفے میں گیا اور جنگ نہروان کی کیفیت سے ایک

ایک کو آگاہ کرتا پھرتا تھا جب محلہ بنی تمیم میں پہنچا وہاں ایک عورت رہتی تھی قطام بنت سجیہ نام حسن و جمال ظاہری میں نہایت آراستہ تھی اکثر عزیز و اقارب اسکے کہ منجملہ خوارج تھے جنگ نہروان میں واصل جہنم ہوئے تھے اس جہت سے وہ ملعونہ حضرت کی دشمن ہوگئی تھی ابن ملجم ملعون دیکھتے ہی اسکو عاشق ہوگیا اور اس سے نکاح کی خواہش کی اس ملعونہ نے جواب دیا کہ بڑے بڑے امیروں نے اور اشراف قوم نے میری خواہش کی لیکن میں نے منظور نہیں کیا مگر تو شجاعان نامور میں سے ہے اسواسطے تو سزاوار ہے کہ میرا شوہر ہووے بشرطیکہ میری خواہش کو بجالا اس نے پوچھا کہ کیا چاہتی ہے تو اس ملعونہ نے کہا کہ تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک کنیز مغنیہ ابن ملجم نے کہا کہ یہ تو میرے نزدیک بہت سہل و آسان ہے اس کے سوا اور بھی کچھ طالب ہے اس نے کہا کہ تو تھوڑی دیر صبر کر تو میں آن کے تجھ سے اپنی اور بھی شرط بیان کرتی ہوں یہ کہکر اپنے مکان میں چلی گئی اور انواع جواہرات سے آراستہ اور معطر و معنبر ہوکے باہر نکلی یہ ملعون بکمال فریفتگی کہنے لگا کہ اے آفتاب حسن و جمال تیری مہر و محبت نے مجھے ایسا فریفتہ کیا کہ جو کچھ کہے گی میں اُسے بجا لاؤں گا۔ ولو کان دونہ قطع الرؤس واتلاف النفوس و خوض البحار والوقوع فی النار اگرچہ اس میں سر کٹ جاویں اور جانیں تلف ہوجاویں یا دریا میں ڈوب جانا ہو اور آگ میں گر پڑنا ہو قالت الملعونۃ شرطی علیک قتل الخلیفۃ علیؑ ابن طالب علیہ السلام تضربہ بسیفک ھذا وھو ساجد جب اس ملعونہ نے اس شقی کو دام محبت میں اپنی گرفتار پایا تو کہنے لگی کہ اور میری خواہش یہ ہے کہ اسی اپنی تلوار سے حضرت علیؑ ابن طالب علیہ السلام کو شہید کر جس وقت کہ حضرت سجدے میں ہوں قال لھا یا ھذہ کفی عن ذالک فقد افسدت علی دینی و دنیای اس بات کو سنکر وہ ملعون کہنے لگا کہ اے کمبخت ایسی مزخرفات سے اپنی زبان کو روک کہ تو نے میرے دین اور دنیا کو ضائع کیا قطع نظر خرابی دین و دنیا کے کس کی مجال ہے کہ حضرت کو شہید کرے وھو المؤید المنصور من رب السماء والارض اس لئے کہ پروردگار زمین و آسمان حضرت کا حامی و مددگار ہے اور حضرت کی شجاعت اور جرأت تو مشہور آفاق ہے یہ امر بشر سے محال ہے یہ سنکر وہ ملعونہ کہنے لگی کہ میں نے سنا تھا کہ تو شجاعان نامور میں سے ہے مگر اب معلوم ہوا کہ تو عورت سے بھی بدتر ہے اگر تیرے نزدیک ان کا شہید کرنا مشکل ہے تو

میرے وصال کو پہنچنا بھی محال ہے جا تو میرے پاس سے دفع ہو غرض اُس وقت تو اٹھکر چلا گیا مگر اسکے فراق میں خواب و خور ناگوار تھا مدت تک سوچ میں رہا چونکہ مجز دنگاہ کے شیطان اسکے رگ و پے میں حلول کر گیا تھا آخر دل میں اسی امر کو ٹھان لیا کہ جو کچھ ہونا ہو سو ہو اپنا مطلب حاصل کرنا چاہیئے اور ایک روز اسکے مکان میں گیا اور اس طرح سے اس کی تشفی خاطر کی۔

قطام لا تعجلی فی الامر وارتقبی ❊ وعدی وما قلته لاشك فاعتقدی
انی ساقدم بالاموال متبهجا ❊ واقتل الطهر کی ترضی و ترتفدی

یعنی اے قطام جلدی نکر اور اُمید وار رہ میرے وعدے کی جو کچھ میں تجھ سے اقرار کرتا ہوں اس میں کچھ شک نہیں تو یقین مان عنقریب آؤں گا تیرے پاس بہت سا مال لیے ہوئے شاد و خرم اور قتل کروں گا طیب و طاہر کو تا کہ تو راضی اور خوش ہو۔ غرض اکثر یوں ہی آتا جاتا تھا اور ہمیشہ اس کی تسکین کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اُنیسویں شب ماہ مبارک رمضان کی آئی۔

ثم انه الملعون اخذ سيفه ومضى به الى الصيقل واجاد صقله وحده ۔

اٹھارہویں کو اس مہینے کی وہ لعین صیقل گر پاس گیا اور اپنی تلوار پر صیقل کروا کے باڑھ رکھوائی پھر جا کے اس ملعونہ کو دکھایا اور کہا کہ دیکھ یہ تلوار تیز و براں ہے اس نے کہا کہ تلوار کی خوبی میں کچھ شک نہیں مگر میں چاہتی ہوں کہ اسکو زہر سے بجھا دوں اس شقی نے کہا کچھ اسکی احتیاج نہیں ہے میری تلوار میں ایسی جوشش ہے اگر چاہوں تو ایک وار میں اونٹ کو دو ٹکڑے کر دوں پھر اس ملعونہ نے کہا کہ زہر سے بجھانا بہت ضرور ہے اگر چہ تو اونٹ کو ایک وار میں دو ٹکڑے کر دے گا مگر حضرت پر وار کرنا تو سہل نہیں ہے ان کے مقابلہ میں شیر کا زہرہ آب ہوتا ہے۔ غرض اس ملعونہ نے اس طرح بہت سا رُعب اور دبدبہ حضرت کا بیان کیا اور اس سے اس کی غرض یہ تھی کہ حمیت میں آن کر وہ ملعون حضرت کے قتل کرنے پر زیادہ آمادہ اور مُصر ہو آخر وہ لعین جوش میں آن کر قطام سے کہنے لگا کہ چپ رہ اگر وہ موت مجسم ہیں یا ملک الموت قابض ارواح ہیں جب بھی میں ان کو قتل کروں گا پھر اس ملعونہ نے تلوار کو زہر آلود کیا۔

حضرت اُم کلثوم سے روایت ہے کہ شب نوزدہم کو حضرت نے ایک قرص نان جو سے افطار کیا بعد اسکے نماز کے لئے کھڑے ہوئے بعد فراغ نماز تعقیب میں مصروف ہوئے اُسی حال میں

حضرت کو نیند آگئی دفعتہً خواب سے چونکے تو اپنی اہل و اولاد کو جمع کرکے بیان فرمایا کہ میں نے اس وقت جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ کو خواب میں دیکھا ہے گویا حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ابوالحسنؑ خدا نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم ہمارے پاس آؤ جو نعمت کہ تمہارے لئے ہمارے پاس مہیا و آمادہ ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے فلمّا سمعوا کلامہ ضجّوا بالبکاء والعویل فامرھم بالسکوت واقبل علیہم یصیہم ویامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر سنتے ہی اس خواب کو تمام اہلبیتؑ سے فریاد و آہ وشیون بلند کی حضرت نے ان کو حکم فرمایا کہ ساکت رہو اور امر کرتے تھے ان کو امور شائستہ کا اور منع کرتے تھے برائیوں سے آور برابر اس شب کو نماز و وظائف میں مشغول رہے اور گھڑی گھڑی حجرۂ عبادت سے باہر نکلکر آسمان کی طرف سر اُٹھاکر ستاروں کو دیکھتے تھے کہ قسم بخدا میں کاذب نہیں ہوں اور نہ کسی نے میری تکذیب کی بے شک یہ وہی ساعت ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے عہد کیا ہے پھر مصلّی کی طرف جاتے تھے اور فرماتے تھے اللّٰھمّ بارك لی فی الموت وبعد الموت اور کلمات لاحول و استغفار اور درود اکثر زبان مبارک پر جاری تھے اسی حال میں حضرت کو نیند آگئی ایک ساعت کے بعد اُٹھ کے باہر جانے کا ارادہ کیا کسی نے چند بطیں حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے بھیجی تھیں جب حضرت تشریف لے چلے تو ان بطوں نے شور مچانا شروع کیا اور حضرت کے آگے آگے دوڑتی تھیں اس وقت اس جناب نے فرمایا کہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ ہمارے لئے نوحہ کرتی ہیں جب آگے بڑھے تو کمربند حضرت کا دروازے میں اٹک گیا اس وقت پھر حضرت نے فرمایا اللھم بارک لی فی الموت و بعد الموت۔ غرض دروازہ کھولکر حضرت باہر نکلے قالت اُم کلثوم فاتیت الی اخی الحسنؑ فایقظتہ وخبّرتہ بما رایت وسمعت حضرت اُم کلثومؑ فرماتی ہیں کہ جب حضرت باہر نکلے اس وقت میں نے اپنے برادر نامدار امام حسن علیہ السلام کو بیدار کرکے جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا سب ان کی خدمت میں بیان کیا حضرت یہ حال سُن کے بیتاب ہوکر فوراً باہر نکلے اور جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ہوئے۔ فقال یا بنیّ رایت کانّ جبرئیلؑ قد نزل من السّماء علی جبل ابی قبیس فتناول منہ حجرین ومضی بھما الی الکعبۃ اس وقت جناب امیر علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے خطاب کرکے فرمایا کہ اے فرزند گرامی میں نے اس وقت خواب میں دیکھا ہے کہ گویا جبرئیلؑ امین آسمان سے جبل ابو قبیس پر نازل ہوئے ہیں

اور وہاں سے دو پتھر اٹھا کے کعبے کی جانب چلے گئے وہاں جا کر ایک پتھر کو دوسرے پر اس زور سے مارا کہ ریزہ ریزہ ہوگیا اور کوئی مکان مکے اور مدینے میں باقی نہ رہا کہ کوئی ریزہ اس کا اس میں نہ پہنچا ہو۔ اس خواب کو سُن کے جناب امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا حضرت اسکی تعبیر کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند اگر خواب میرا سچ ہے تو تعبیر اس کی یہ ہے کہ باپ تیرا شہید ہوگا اور غم اس کا ہر مکان میں اور بلاد اسلام میں داخل ہوگا۔ امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کب ہونے والا ہے قال یا بنی ان اللہ تعالیٰ تفرد بخمسۃ اشیاء وھو قولہ تعالیٰ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدًا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند پانچ چیزیں مخصوص ذات باری تعالیٰ ہیں چنانچہ کلام اللہ اس کا شاہد ہے یعنی نزدیک اُسی خدا کے ہے علم قیامت کا کہ کب ہوگی اور وہی برساتا ہے مینہ اور وہی جانتا ہے حال اس کا کہ جو رحم مادر میں ہے ذکور میں سے ہے یا اُناث میں سے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل اس سے کیا عمل صادر ہوگا اور کسی شخص کو معلوم نہیں ہے کہ موت اس کی کس مقام پر آوے گی؛ بلا شبہ اللہ تعالیٰ دانا اور آگاہ ہے۔ لیکن جناب رسولخدا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ ماہ رمضان کے آخری عشرے میں ابن ملجم لعین مجھے شہید کرے گا حضرت امام حسن علیہ السلام نے عرض کی پھر آپ اسے قتل کیوں نہیں فرماتے پھر حضرت نے وہی جواب دیا یعنی قبل جنایت کے قصاص جائز نہیں ہے بعد اس کے امام حسن علیہ السلام نے چاہا کہ مسجد تک حضرت کے ساتھ جاویں مگر جناب امیر علیہ السلام اس امر پر راضی نہوئے اور قسم دیکر اس معصوم کو گھر کی طرف رخصت کر کے حضرت مسجد میں تشریف لے گئے اور منارے پر جا کر اذان فرمائی۔ اس وقت تمام در و دیوار کوفہ کو زلزلہ ہوا اور کوئی مکان باقی نہ تھا کہ حضرت کی آذان کی آواز اس میں نہ پہنچی ہو قال الراوی واما ابن ملجم فانہ بات تلک اللیلۃ یفکر فی نفسہ ما یدری ما یصنع راوی لکھتا ہے کہ ابن ملجم لعین تمام رات فکر میں رہا کبھی اپنے نفس شوم کو عذاب دوزخ سے ڈراتا تھا اور اس کے ساتھ ہی جب قطام کے حسن و جمال کو خیال کرتا تھا تو سب بھول جاتا تھا۔ جس وقت حضرت اذان کہتے تھے اس وقت یہ ملعون خواب غفلت میں تھا قطام ملعونہ نے اس فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کر کے کہا کہ ابھی جا کر حضرت کو حالت سجدہ میں شہید کر کے اپنی مراد حاصل کر۔

اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ خبر صحیح یہ ہے کہ وہ ملعون اس شب کو مسجد ہی میں سویا تھا اور دو شخص اور بھی اس شقی کے ساتھ تھے ایک کا شبیث ابن بحیرہ اور دوسرے کا نام وردان ابن خالد تھا یہ دونوں لعین بھی اس فعل قبیح میں مددگاری کے لئے وہیں سو رہے تھے حضرت نے بعد فراغ اذان کے ان تینوں لعینوں کو جگا دیا اور خود وہ جناب نماز میں مصروف ہوئے جب سجدۂ ثانیہ سے سر اُٹھایا تو اس ملعون نے ایسی ایک ضربت لگائی کہ سر اطہر کو موضع سجود تک شگافتہ کیا فوراً اس قدر خون جاری ہوا کہ پھر طاقت قیام کی باقی نہ رہی مانند مرغ بسمل کے اپنے خون میں وہ جناب تڑپتے تھے اس وقت کوئی شخص سوائے ذات باری تعالےٰ کے حضرت کے پاس نہ تھا کہ دلداری کرتا اور زخم کو باندھتا آخر حضرت نے آپ ہی ردائے مبارک سے سر اطہر کو باندھا اور فرمایا بسم اللہ و باللہ و علی ملۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ ثم صاح یا علی صوتہ قتلنی اللعین ابن ملجم پھر حضرت نے بآواز بلند پکارا کہ مجھے ابن ملجم لعین نے قتل کیا اور شبیث ابن بحیرہ نے جو وار کیا اس کا کچھ آسیب حضرت کو نہیں پہنچا دیوار میں لگا اور وردان نے ہاتھ اُٹھایا تو اسکی تلوار محراب میں لگی۔ راوی کہتا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت کی فریاد سنی تو بیتابانہ سب جانب مسجد دوڑے دیکھا کہ تمام محراب مسجد میں خون بہ رہا ہے اور حضرت اس میں تڑپتے ہیں اور حضرت کی زبان اقدس پر یہ کلمہ جاری ہے ھذا ما وعد اللہ و رسولہ و صدق اللہ و رسولہ و صدق المرسلون اس وقت آدمیوں کی کثرت سے مسجد میں قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی ہر ایک شخص نوحہ و ماتم میں مصروف تھا اور یوں فریاد کرتا تھا قتل الخلیفۃ علیؑ ابن ابیطالبؑ قتل امام المتقین و یعسوب الدین اور ملائکہ بھی فریاد و نوحہ کر رہے تھے اور ایک آندھی سیاہ چلی کہ تمام مشرق و مغرب تیرہ و تار ہو گیا اور جبرئیل نے بآواز بلند ان کلمات کو اس طرح فرمایا کہ ہر ایک شخص نے سُنا۔

تھدمت واللہ ارکان الھدیٰ وانطمست اعلام التقیٰ وانفصمت العروۃ الوثقیٰ قتل الامام المجتبیٰ قتل ابن عم المصطفیٰ قتلہ اشقی الاشقیاء یعنی قسم بخدا کہ ارکان ہدایت منہدم ہو گئے اور نشان اتقا محو ہو گئے اور دین کا لنگر ٹوٹ گیا یعنی امام برگزیدہ قتل ہوا اور ابن عم پیغمبرؐ شہید ہوا شقی ترین اشقیا نے اسے قتل کیا۔ راوی کہتا ہے کہ جس وقت اہلبیت عصمت و طہارت کو اس واقعۂ جانگداز کی خبر ہوئی تو جناب حسنینؑ فریاد وا ابتاہ وا علیاہ کرتے ہوئے باہر نکلے افسوس

تمام شہر کے گلی اور کوچے زن و مرد سے بھرے ہوئے تھے کوئی شخص واعلیاہ کرکے فریاد کرتا تھا اور کوئی
واااماماہ وواحسنداہ کہکر نعرے مارتا تھا اور ان کے ساتھ عورتیں بھی چاک گریبان سر کھولے اسطرح نوحہ
کرتی تھیں واسیداہ واضیعتناہ بعدك یاربیع الارامل الضایعات یعنے ہائے اے سید ہمارے
وائے پرورش کرنے والے بیوہ عورتوں کے ہم سب بعد آپ کے ضائع اور خراب ہوگئے۔ خلاصہ اس
روز اس طرح کا نوحہ و ماتم کوفے میں بپا تھا کہ گویا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے اس دن دنیا
سے کوچ کیا تھا غرض جب حسنین مسجد میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ سراطہر دو نصف ہوگیا ہے اور بسبب
سیلان خون کے اور تاثیر سم کے رنگ حضرت کا زرد اور سبز ہو رہا ہے فاخذ الحسنؑ راسه
الشریف فوضعه فی حجره وکان مغشیًا علیه فبکی الحسنؑ وجعل یقبله ویبکی حتےٰ تساقطت
دموعه علی وجه ابیه فعند ذالك فتح عینیه فراه باکیًا فعندها تنفس اسوقت حضرت امام
حسن علیہ السلام نے سراقدس کو اپنی گود میں رکھا تو حضرت کی آنکھ سے چند قطرے آنسو کے جناب
امیر علیہ السلام پر گرے اس وقت حضرت نے غش سے آنکھیں کھولیں تو اپنے نور نظر کو روتے دیکھ
کر ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا کہ نہ رو اے فرزند ارجمند کہ عنقریب تو بھی زہر دغا سے شہید ہوکر مجھ
سے ملحق ہوگا فقال له الحسنؑ ومن قتلك یا ابتاه فقال قتلنی ابن ملجم المرادی اللعین
جناب امام حسن علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پدر نامدار آپ کو کس نے شہید کیا حضرت نے فرمایا کہ
قتل کیا مجھے ابن ملجم مرادی لعین نے پھر حضرت سے پوچھا کہ وہ ملعون کدھر گیا معلوم ہو تو ہم اُسے
گرفتار کریں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ اسکی تلاش کی احتیاج نہیں ہے لوگ عنقریب
اس کو ادھر سے لاتے ہوں گے اور اشارہ فرمایا باب کندہ کی طرف۔ اس کے بعد حضرت کو پھر غش
آگیا اور لوگ اسی دروازے کی طرف نگاہ کر رہے تھے دیکھا کہ حذیفہ نخعی ننگی تلوار ہاتھ میں لئے
ہوئے اور بہت سے لوگ ابن ملجم لعین کو مشکیں باندھے لئے آتے ہیں کوئی اس شقی کو طمانچہ
مارتا ہے کوئی اسکے منھ پر تھوکتا ہے جب اس حرام زادہ کو مسجد میں داخل کیا۔ تو جناب امام
حسن علیہ السلام نے اس شقی کی طرف خطاب کرکے فرمایا۔

یالعین انت قاتل امیر المومنینؑ وامام المتقین اکان هذا جزاؤه منك حیث
آواك وقربك واثرك علے غیرك یعنی اے لعین تو ہی قاتل ہے امیر المومنینؑ وامام المتقین کا

حضرت نے تجھے پناہ دی اور تجھ کو اپنا مقرب کیا اور دوسروں سے تجھکو ممتاز رکھا آیا ان احسانات کی جزا یہی تھی کہ جو تو عمل میں لایا؟ بعد اس کے حضرت نے حذیفہؓ کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا کہ اس ملعون کو کیونکر گرفتار کیا حذیفہؓ نے عرض کی میں اپنی زوجہ کے پاس سو رہا تھا کہ دفعتہً اس نے مجھے جگا دیا اور کہنے لگی کہ میں نے ابھی سنا کہ بیچوں بیچ آسمان وزمین کے کوئی شخص پکارتا ہے کہ قتل واللہ امیرالمومنینؑ وسید الوصیین یہ سنکر فوراً تلوار لے کر میں باہر نکلا اور میرے پیچھے میری زوجہ بھی سربرہنہ چاک گریبان میرے ساتھ ہوئی باہر نکل کر اس ملعون کو دیکھا چاہتا تھا کہ بھاگ کر کہیں نکل جاوے میں نے اس سے پکار کر پوچھا کہ تو کون شخص ہے تو اس نے اپنا نام نہیں بتایا اور ہی کچھ نام بتا دیا؟ پھر میں نے پوچھا کہ اس وقت کوئی شخص پکارتا تھا کہ قتل امیرالمومنین آیا اس ماجرے سے تجھے کچھ خبر ہے اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا پھر میں نے اس سے کہا کہ تو بھی میرے ساتھ ہو چل کے اس خبر کو دریافت کریں فقال انا ماضٍ الیٰ امرٍ اھمّ من ذالک اس ملعون نے مجھے جوابدیا کہ میں ایک امر کے لئے جاتا ہوں کہ وہ اس سے بھی سوا اہم وضروری ہے اس وقت میں نے کہا کہ اے ملعون خدا تجھپر لعنت کرے امیرالمومنین علیہ السلام کے قتل سے زیادہ کیا امر ہے کہ جس کے لئے تو جاتا ہے شاید کہ حضرت کا قاتل تو ہی ہے فارادان یقول لا فقال نعم یہ ملعون چاہتا تھا کہ انکار کرے مگر حق اسکی زبان پر جاری ہوا کہنے لگا کہ ہاں میں ہی ہوں یہ کہکر وہ لعین مجھ پر حملہ کیا چاہتا تھا کہ مجھے بھی قتل کرے میں نے اپنے تئیں بچایا اور للکار کے ایک تلوار اسکے سر مجلس پر لگائی کہ اس کے صدمے سے یہ ملعون گر پڑا پھر میں نے ایک تلوار اس کی ران پر لگائی بعد اسکے اس کی مشکیں باندھکر آپ کی خدمت اقدس میں لایا ہوں۔

فقال الحسن الحمد للہ رب العالمین ھوالذی نصر ولیہ وخذل عدوہ یعنی شکر ہے پروردگار عالم کا وہی ایسا ہے کہ منصور ہیں دوست اس کے اور مخذول ہیں دشمن اس کے پھر جناب امام حسن علیہ السلام نے حضرت امیر علیہ السلام کی پیشانیٔ اقدس پر بوسے دیکر عرض کیا کہ یا حضرت یہ آپ کا دشمن آپ کے سامنے حاضر ہے اس وقت جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے آنکھیں کھولکر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا یا لعین لقد جنیت عظیما وارتکبت امراً جسیماً یا ویلک ابئس الامام کنت لک یعنی اے لعین تو نے بڑی خطا کی اور بہت بڑے امر کا مرتکب ہوا

وائے تجھ پر اے لعین کیا میں تیرے لئے بُرا امام تھا میں نے تو تجھ سے محبت کی اور دو سروں سے تجھے ممتاز کیا باوجودیکہ میں جانتا تھا کہ تو میرا قاتل ہے چنانچہ اسے بارہا تجھ پر ظاہر کیا لیکن تو نے راہ صواب اختیار نہ کی قال فعند ذالك دمعت عينا ابن ملجم لعنه الله وقال افانت تنقذ من فى النار راوی کہتا ہے کہ ان باتوں کو سُنکر اس شقی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہنے لگا کہ جو شخص جہنمی ہو چکا ہے اُسے آپ کیونکر نجات دے سکتے ہیں ثم ان الامام التفت الى الحسنؑ وقال له ارفق به مهما امكن واطعمه من اكلى واسقه مما اشرب بعد اس کے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند جس قدر ہو سکے اس پر نرمی کرو جو کھانا میرے لئے لاؤ اسے بھی وہی کھلاؤ جو مجھے پلاتے ہو اسکو بھی وہی دو تم دیکھتے نہیں کہ مارے خوف کے اس کے بدن میں رعشہ ہے حضرت امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس ملعون سے ایسی حرکت عظیم صادر ہوئی اور حضور اسکے باب میں یوں فرماتے ہیں فقال نعم یا بنی انا اهل البيت النبوة والرحمة والشفقه على الامة ولو لم نكن ذالك لما ميزنا الله من عباده وجعلنا خزان وحيه حضرت نے فرمایا بیٹے اے فرزند گرامی ہم اہلبیت نبوت اُمت پر رحم اور شفقت کرنے والے ہیں اگر ہم ایسے نہوتے تو اللہ تعالے ہم کو کیوں اپنے بندوں میں ممتاز کرتا اور کس لئے ہمارے یہاں وحی نازل ہوتی اگر میں مر گیا تو تم بھی اس پر ایک ہی ضرب لگانا اور اگر میں زندہ رہا تو اسکو عفو کروں گا اسلئے کہ ہم صاحب کرم و بخشش ہیں۔

(۸) واما امیر المومنين عليه السلام لما افاق من غشوته قال لاولاده احملونى الى موضع مصلای فانی مفارقكم عن قريب محمد ابن حنفیہ رض سے منقول ہے کہ ابن ملجم ملعون کی ضربت سے جناب امیر علیہ السلام کو ایسا صدمہ پہنچا تھا اور اس قدر ضعف طاری ہوا تھا کہ ساعت بساعت حضرت کو غش آتا تھا ایک مرتبہ حضرت کو غش سے افاقہ ہوا تو اپنی اولاد امجاد سے خطاب کرکے فرمایا کہ مجھے میرے مصلے پر لے چلو کہ عنقریب میری تمہارے درمیان میں مفارقت واقع ہوگی حضرت کے حکم کے موافق اس جناب کو اٹھا کر گھر کی طرف لے چلے اس وقت لوگ گردوپیش ہجوم کئے ہوئے فریاد کر رہے تھے جب مکان میں پہنچے تو لوگوں کو رخصت کر دیا فالتفته زينب وام كلثوم واعتنقاه ببكاء وعويل حتى وضعنا على فراشه وجعنا تند بانه جب

حضرت زینبؑ و اُم کلثومؑ نے باپ کو اس حال سے پایا تو گلے سے لپٹ کر چیخیں مار مار رونے لگیں اور حضرت کو فرش پر لٹا کر اس عبارت سے بین کرتے تھے "یا ابتاہ من للصغیر حتی یکبر یا ابتاہ حزننا علیك طویل وعبرتنا علیك لا ترقاء" یعنی اے پدر نامدار آپ کے بعد صغیر بچوں کو کون پرورش کرے گا کہ بڑے ہوں اے پدر عالیقدر حزن ہمارا آپ کے غم میں بہت طولانی ہے اور آپ کی جدائی میں ہماری آنکھوں سے آنسو موقوف نہ ہوں گے۔ قال فضج اهل البیت بالبکاء والنحیب وفاضت دموع امیر المومنین علی خدیه وجعل ینظر الی اهله واولاده بیمیناً وشمالاً محمد ابن حنفیہ رض کہتے ہیں کہ حضرت زینبؑ و اُم کلثومؑ کے بیان سے تمام اہلبیتؑ بیتاب ہو کر بآواز بلند رونے لگے اور جناب امیر علیہ السلام کے بھی رخساروں پر اشک جاری تھے اور حضرت بنگاہ حسرت و افسوس اپنی اہل اور اولاد کو جو داہنے اور بائیں بیٹھے تھے دیکھتے تھے۔ ثم ان الحسن اتی الیه بقعب من لبن وفیه عسل فشرب منه قلیلاً وحمد الله کثیراً وقال امضوا به الی اسیرکم بحقی علیکم وطیبوا طعامه وشرابه الی حین موتی بعد اسکے جناب امام حسن علیہ السلام ایک قعب میں تھوڑا سا دودھ اور شہد ملا کر کے لائے جناب امیر علیہ السلام نے اُس میں سے تھوڑا نوش فرما کے دیر تک حمد الٰہی میں مصروف رہے جو دودھ کہ کاسہ میں باقی تھا اسے ارشاد کیا کہ اسکو اپنے اسیر کے لئے لے جاؤ اور تم کو میرے حق کی قسم کہ جب تک میں زندہ رہوں اُسے کھانے پینے کی تکلیف نہ دینا بلکہ طعام لذیذ اور آب سرد اسکو دیا کرنا قال فحملوا الیه ذالك واخبروه بقول امیر المومنین علیه السلام فخذ ذالك عض اللعین علی انامله حتی کاد یقطعها اسفاً علی ما فعل بامیر المومنینؑ ودمعت عیناه اسفاً علیه جناب امیر علیہ السلام کے حکم کے موافق وہ دودھ اسکے پاس لے گئے اور جو کچھ کہ حضرت نے اسکے باب میں ارشاد کیا تھا وہ بھی اُس سے بیان کیا اس وقت وہ ملعون اپنے فعل سے نادم ہوا اور مارے افسوس کے اپنی انگلیوں کو دانتوں میں اُس زور سے دباتا تھا کہ قریب تھا کہ کٹ جائیں اور مارے خجالت و پشیمانی کے اس ملعون کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اسلئے کہ وہ ملعون جانتا تھا کہ تلوار اسکی زہر آلودہ ہے اسکے زخم سے ہرگز حضرت جانبر نہوں گے۔

(۹) عن حبیب بن عمر قال دخلت علی امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیه السلام

فی مرضه الذی قبض فیه فحل من جراحته فقلت یا امیر المومنین ما جرحك هذا بشیٔ وما بك من باس حبیب بن عمرو روایت کرتا ہے کہ جب ابن ملجم ملعون نے فرق مبارک جناب امیر علیہ السلام پر ضربت لگائی میں بطریق عیادت کے خدمت با رفعت میں حاضر ہوا اس وقت حضرت نے زخم کھول کے مجھ کو دکھایا میں نے تسکین دینے کو عرض کیا کہ یا حضرت کچھ مقام تردد کا نہیں ہے انشاء اللہ آپ کو جلد تر صحت حاصل ہوگی۔ فقال لی یا حبیب انا واللہ مفارقکم الساعة قال فبکیت عند ذالك وبکت ام کلثوم وکانت قاعدة عنده حبیب کہتا ہے کہ میرے اس کلام پر ارشاد فرمایا کہ اے حبیب یہ زخم میرا صحت پذیر نہیں ہے بلکہ میں دنیا میں کوئی دم کا مہمان ہوں۔ حضرت کے اس فرمانے سے مجھکو رقت آئی اور جناب ام کلثوم اسوقت حضرت کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے بھی گریہ وزاری ونوحہ وبیقراری شروع کی۔

فقال ما یبکیك یا بنیة فقالت ذکرت یا ابت انك تفارقنا الساعة فبکیت فرمایا حضرت نے کہ اے فرزند یہ گریہ وزاری کس واسطے کرتی ہے تو اس معصومہ نے عرض کی کہ یا حضرت کیونکر نہ روؤں کہ سایہ آپ کا میرے سر سے اٹھا جاتا ہے اور میں درد یتیمی میں مبتلا ہوتی ہوں فقال لها یا بنیة لا تبکین فواللہ لو ترین ما یری ابوك ما بکیت قال حبیب فقلت له ما الذی ترے یا امیر المومنین حضرت نے فرمایا کہ اے ام کلثوم نہ رو قسم بخدا اگر دیکھتی تو وہ باتیں جو میں دیکھ رہا ہوں تو کبھی نہ روتی تو راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ یا حضرت آپ کیا ملاحظہ فرما رہے ہیں قال یا حبیب اری ملائکة السموات والنبیین بعضهم فی اثر بعض وقوفا الیٰ ان یتلقونی وهذا اخی محمد رسول اللہ جالس عندی ویقول اقدم فان امامك خیر لك مما انت فیه فرمایا کہ اے حبیب دیکھتا ہوں میں ملائکہ آسمان کو اور نبیوں کو کہ صف بصف ایستادہ ہیں اس لئے کہ ملاقات کریں مجھ سے اور یہ بھائی میرے جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ میرے پاس بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے علی جلد تر عازم جنت ہو کہ جو کچھ تمہارے سامنے ہے وہ بہتر ہے دنیائے ناپائدار سے۔

قال فما خرجت من عنده حتی توفی صلے اللہ علیه فلما کان من الغد واصبح الحسن قام خطیبا علی المنبر فحمد اللہ واثنیٰ علیه ثم قال ایها الناس فی هذه اللیلة نزل الفرقان

وفی هٰذہ اللیلۃ رفع عیسٰی ابن مریمؑ وفی هٰذہ اللیلۃ قتل یوشعؑ ابن نونؑ و فی هٰذہ اللیلۃ مات ابی امیر المومنینؑ۔ راوی کہتا ہے کہ میں حضرت کے نزدیک سے نہ اٹھا تھا کہ اس معصوم نے انتقال فرمایا پس جبکہ صبح ہوئی تو جناب امام حسن علیہ السلام نے بالائے منبر جاکر خطبہ پڑھا بعد حمد و ثنائے جناب باری کے ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مردم یہ وہ شب تھی کہ جس میں ہمارے جدّ اطہر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ پر قرآن نازل ہوا اور اسی شب حضرت عیسٰی علیہ السلام بالائے آسمان تشریف لے گئے اور اسی شب میں حضرت یوشعؑ ابن نونؑ بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور اسی شب میں پدر بزرگوار میرے یعنی امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ نے دنیائے غدار سے مفارقت فرمائی۔ واللہ لا یسبق احدٌ کان قبلہ من الاوصیاء الی الجنۃ ولا یکون من بعدہ قسم خدا کی کہ جتنے اوصیا گذر گئے ہیں اور جو کہ اب ہوں گے بہشت کے جانے میں کوئی حضرت پر سبقت نہ کرے گا؛

وان کان رسول اللہ لیبعثہ فی السریّۃ فیقاتل جبرئیلؑ عن یمینہ ومیکائیلؑ عن یسارہ وہ جناب ایسے جلیل القدر تھے کہ حضرت رسول خداؐ جب اس جناب کو واسطے جہاد کے کسی لڑائی پر بھیجتے تھے تو حضرت جبرئیلؑ بجانب راست وحضرت میکائیلؑ بجانب چپ کمک کے لئے حاضر رہتے تھے۔ وما ترک صفراء ولا بیضاء الا سبع مائۃ درھم فضلت عن عطائہ کان یجمعہا لیشتری بہا خادماً لاھلہ اور قسم میں سے سونے اور چاندی کے کچھ نہیں چھوڑا حضرت نے مگر سات سو درہم کہ اس جناب کی بخشش سے بچ رہے تھے ان کو جمع کیا تھا کہ اپنے عیال کے لئے ایک خادم خرید فرمائیں؛

اب سنو قطام ملعونہ کا انجام کیا ہوا لکھا ہے کہ جب اسکو لوگوں سے معلوم ہوا کہ ابن ملجم اپنا کام کر چکا تو یہ ملعونہ بہت شاد و بشاش ہوئی۔ وجعلت تصفق بیدھا و ترقص فی روشن لھا اذ قلب اللہ الروشن علیھا فما وجدوھا بعدما علموھا الا کالرغیف المحترق اور حالت خوشی میں اپنے مکان کے طاقچہ میں تالیاں بجاتی تھی اور ناچتی تھی اسی حال میں بحکم خدا وہ طاقچہ گرا اور یہ ملعون اسکے نیچے دب کر فی النار ہوگئی۔ جب لوگوں کو یہ حال معلوم ہوا اور اسے کھود کر نکالا تو سیاہ سوختہ ہوگئی تھی جیسے جلی روٹی ہوتی ہے۔ خسر الدنیا والآخرہ

قال محمدؐ بن حنفیہ رضؓ بتنا لیلۃ العشرین من شہر رمضان عند ابی امیر المومنین وقد نزل السّم الیٰ یدیہ ورجلیہ وکان یصلّے من جلوس محمد ابن حنفیہ رضؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے بیسویں شب کو ماہ مبارک کی تو اثر زہر کا حضرت کے ہاتھ پاؤں پر بھی اُتر آیا تھا مگر اسپر بھی حضرت نماز بیٹھ کے پڑھتے تھے آں شب برابر ہم لوگوں کو وصیت فرماتے رہے اور اپنی خبر مرگ سے ہم کو محزون کرتے تھے جب صبح ہوئی تو لوگوں کو اذن عام فرمایا کہ جس کا جی چاہے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو موافق حضرت کی فرمانے کے لوگ حاضر ہوتے تھے اور حضرت کو سلام کرتے تھے وھو یرد علیہم السلام ویقول اسئلونی قبل ان تفقدونی باوجود شدت ضعف کے حضرت ہر ایک شخص کے سلام کا جواب دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ سوال کرو تم لوگ مجھ سے قبل اسکے کہ مجھے نپاؤ حضرت کے اس کلام سے لوگ چیخیں مار کر رونے لگے اور اس جہت سے کہ حضرت کو جواب دینے میں تکلیف ہوگی کوئی کچھ سوال نکرتا تھا اور اگر کسی نے کچھ پوچھا تو بہت اختصار کے ساتھ قال محمد بن علےؑ فلما کانت اللیلۃ الموعودۃ وھی لیلۃ احدے وعشرین من رمضان جمع ابی اولادہ ونحن ننظر الیہ والیٰ یدیہ ورجلیہ وقد احمرتا کبر ذالک علینا وقد حسرنا بفراقہ وفقدہ محمد بن علی علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا اُنہوں نے کہ جب وہ شب ہوئی کہ جس کا وعدہ کیا تھا خدا و رسولؐ نے یعنی شب بست ویکم ماہ مبارک رمضان کی داخل ہوئی تو والد بزرگوار نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اس وقت ہم سب بنگاہ حسرت حضرت کی صورت اقدس کو دیکھتے تھے حضرت کے ہاتھ پاؤں بشارت اثر زہر سے سُرخ ہو گئے تھے یہ امر ہمارے اوپر بہت شاق تھا اسلئے کہ اس اثر سے ہم کو ثابت ہوتا تھا کہ اب حضرت کا سایہ ہمارے سروں سے اُٹھتا ہے نعرضنا علیہ الماکل فابی ان یاکل وجعل یرشح وجھہ عرقا وھو یمسح وجھہ بیدہ الشریفۃ فقلت لہ یا ابتاہ اراک ان تمسح جبینک فقال یا بنی ان المومن اذا نزل بہ الموت عرق جبینہ وسکن انینہ اُس وقت ہم نے کچھ کھانا حاضر کیا اور چاہا کہ حضرت کچھ نوش فرماویں مگر حضرت نے کھانے سے انکار کیا اس حال میں متواتر پیشانی نورانی سے عرق جاری ہوتا تھا اور حضرت اپنے دست اطہر سے اُس عرق کو پونچھتے تھے میں نے عرض

کیا کہ یا حضرت اس قدر عرق پیشانی سے کیوں جاری ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے بیٹا حالت نزع میں مومن کا یہی حال ہوتا ہے اور نالہ و فریاد اس کا کم ہو جاتا ہے بعد اسکے اپنی تمام اولاد صغیر و کبیر کو جمع کر کے ان سے ارشاد کیا کہ میں نے تم کو خدا کے حوالے کیا کہ وہ ہر حال میں اپنے بندوں کا کفیل و مددگار رہے پھر ایک شخص کو حکم کیا کہ شہر میں ندا کر دے کہ سب لوگ میرے پاس حاضر ہوویں جب لوگ جمع ہوئے اس وقت بعد حمد و ثنائے الٰہی و درود جناب رسالتؐ پناہی حضرت نے نگاہ حضرت حسنین علیہما السلام کی طرف دیکھا بعد اسکے اصحاب کی طرف جو مہاجرہ و انصار میں سے وہاں پر جمع تھے خطاب کر کے ارشاد فرمایا ایّھا النّاس اتقوا اللّٰہ بعدے واجمعوا امرکم وسل لکم علے اطاعۃ الحسنؑ والحسینؑ ولا نقیادلہما وایاکم ومخالفتہما ایّھا الناس بعد میرے پرہیزگاری کو ہاتھ سے ندو اور اتفاق کرو تم لوگ اطاعت فرمانبرداری پر حسنینؑ کی اور خالف رہو ان کی مخالفت سے فانھما خلفائی من بعدے و خلفاء رسول اللّٰہ وھما حج اللّٰہ فی ارضہ وسیّدا شباب اھل الجنّۃ بلا شبہ وہ دونو میرے بعد جانشین ہیں میرے اور قائم مقام ہیں رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے اور حجّت خدا ہیں زمین پہ اور سردار ہیں جوانان جنت کے؀

بعد اسکے سب اولاد امجاد کو ارشاد فرمایا کہ اطاعت حسنینؑ واجب ولازم جانیں ان کی مخالفت سے عذر کریں محمد بن حنفیہؓ فرماتے ہیں کہ بعد اسکے امام حسن علیہ السلام سے میرے باب میں کچھ وصیّت فرمائی پھر کہا اُن سے کہ امام حسین علیہ السلام اور تم تو ایک جان و دو قالب ہو ان کے باب میں سعی کی کچھ احتیاج نہیں ہے پھر لوگوں کو حوالہ خدا کر کے امام حسنؑ علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ جس وقت روح میری بدن سے مفارقت کر جاوے تو مجھکو نہلاؤ اور حنوط کرو اس کا فور سے جو بچ رہا ہے حنوط رسولخدا سے پھر کفنا کے صندوق میں رکھ دو جب تک وہ صندوق آگے کی جانب سے از خود بلند نہو اُس وقت تک کوئی اُس میں ہاتھ نہ لگائے جب دیکھو کہ صندوق ایک جانب سے بلند ہوا تو تم اور حسینؑ دوسری جانب سے اُٹھاؤ جہاں دیکھو کہ وہ صندوق زمین پہ اُترا تو فوراً تم بھی رکھ دو کہ وہی میرا مدفن ہے فاذا حفرتم فسوف تلقون قبراً محفوراً وما صاحبہ منقورۃ ممتا ادخرہ لی الی نوح تھوڑی سی زمین کھودنے کے بعد دیکھو گے ایک قبر کھدی ہوئی

طیار ہے اور ایک صندوق بھی اس میں رکھا ہوا ہے اس قبر کو میرے دادا نوحؑ نے میرے لئے تیار کیا ہے
ثم قال یا ابا محمدؑ و یا ابا عبد اللہ کانی بکما وقد خرجت علیکما الفتن من ھھنا و ھھنا فاصبرا
حتیٰ یحکم اللہ وھو خیر الحاکمین بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ اے ابو محمد و اے ابو عبد اللہ گویا میں دیکھتا
ہوں کہ اسی مقام سے یعنی کوفہ سے فتنہ و فساد برپا ہوگا تم دونو اس میں مبتلا ہوگے چاہیئے کہ ایسے
حال میں تم دونو صبر اختیار کرو جب تک کہ خداوند برتر تمہارے باب میں حکم فرماوے اور وہ خیر الحاکمین
ہے ثم نظر الی الحسینؑ وقال لہ یا بنیّ انت شہید ھذہ الامّۃ فاصبر و علیک بتقوی
اللہ والصبر علی بلائہ پھر حضرت نے امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اے فرزند تو
شہید ہے اس اُمت کا چاہیئے کہ مصیبتوں میں صبر کر اور تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا شعار کر پھر
حضرت نے ایک ایک اہلبیت کو بنگاہ حسرت دیکھکر وداع کیا اور ان سے فرمایا کہ واللہ خلیفتی
علیکم یعنی بعد میرے خدا تمہارا معین و کفیل ہے پھر بعد اسکے حضرت کو غفلت ہوگئی ایک ساعت کے
بعد محزون و آبدیدہ ہو کر آنکھیں کھولیں تو اپنی اولاد سے ارشاد کیا:

انی رایت الساعۃ رسول اللہ و فاطمۃ و حمزۃ و جعفراً و عقیلاً رض وھم یقولون عجّل
الینا یا ابا الحسنؑ فانّا الیک مشتاقون یعنی اس وقت میں ہم نے خواب میں دیکھا جناب رسول خدا
و فاطمۃ زہرا و حمزہ رض و جعفر رض و عقیل رض کو کہ یہ لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ اے ابو الحسنؑ جلدی آؤ کہ
ہم سب تمہارے مشتاق ہیں اور تمہارے لئے جنت آراستہ کی گئی ہے اور دروازے آسمانوں کے
کشادہ ہیں اور حوریں بزینت تمام تمہاری ملاقات کی مشتاق ہیں:

اس خواب کے سنتے ہی الحرم میں صدائے نوحہ و شیون بلند ہوئی ثم ان امیر المومنینؑ
غمض عینیہ واطبق فاہ ومدّ یدیہ و رجلیہ وقال اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و
اشھد انّ محمداً عبدہ و رسولہ جاء بالحق من عند الحق وصدق المرسلون بہ تختم
النبوۃ وبی تختم الوصیۃ والولایۃ بالقائم المھدیؑ تختم الامامۃ پھر حضرت نے آنکھیں
بند کرلیں اور ہاتھ پاؤں پھیلا دیئے اور فرمایا کہ گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ برتر اور
گواہی دیتا ہوں کہ محمد بندے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں خدا کی بحق و راستی و راست گو ہیں تمام
مرسلین ان حضرت پر ختم ہوئی نبوت اور مجھپر ختم ہوئی وصیت و ولایت اور قائم مہدیؑ پر ختم

ہوگی امامت، یہ فرماکر حضرت دار فانی سے عالم جاودانی کو تشریف فرما ہوئے اس وقت اس طرح کا شیون وماتم اہل حرم میں بپا ہوا کہ ان کی آواز نالہ سے زمین کانپتی تھی اور ملائکہ وجنات وارض وسموات اس غم میں گریاں تھے۔ واغبرّ الجوّ وکسفت النیرین واعرضت الوحوش والاطیار والحیتان عن مراتعہا اور قطب ہائے آسمان تیرہ وتار ہوگئی چاند سورج کو گہن لگ گیا جانوران صحرا وماہیان دریا دانے پانی سے باز رہے اس وقت ایک آواز آتی تھی کہ کوئی ان شعروں کو پڑھتا تھا

بنفسی ومالی ثمّ اہلی واسیرتی　　فداء لمن اضحیٰ قتیل ابن ملجم

یعنی جان ومال واہل وعیال میرے فدا ہوں اس شخص پر جسے قتل کیا ابن ملجم لعین نے

علی امیر المومنین ومن بکت　　لمقتلہ البطحا واکناف زمزم

وہ قتیل علیؑ ابن ابی طالبؑ امیر المومنین ہیں ان حضرت کی شہادت پر روتے ہیں بطحا و اطراف زمزم محمد ابن حنفیہؒ کہتے ہیں کہ جب امام حسنؑ نے نعش اطہر کو حضرت کے حکم کے مطابق صندوق میں رکھا تو بحکم خدا ایک جانب سے صندوق بلند ہوا اسوقت حسینؑ علیہم السلام نے دوسری جانب سے اٹھایا ایک جگہ پہنچکر وہ صندوق زمین پر مائل ہوا اسوقت صاحبزادوں نے بھی ہاتھوں سے رکھ دیا پھر امام حسن علیہ السلام نے نماز پڑھی بعد نماز کے ایک اونٹ بہت ضخیم فربہ دو نالہ کرتا ہوا پیدا ہوا اور قریب جنازہ آنکر بیٹھ گیا اور اسطرح سے روتا تھا جیسے کسی عورت کا بچہ مر جاتا ہے اور وہ اسکے غم میں فزع وبیتابی کرتی ہے موافق حضرت کی وصیت کے ہم لوگوں نے جنازہ کو اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جب وہ اٹھکر چلا تو ہم لوگ بھی اسکے پیچھے روانہ ہوئے۔ ایک مقام پر پہنچ کر وہ اونٹ بیٹھ گیا امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جہاں اونٹ بیٹھ گیا ہے اس جگہ کو کھودو موافق امر امامؑ جب تھوڑی سی زمین کھودی گئی تو ایک قبر بہت صاف ستھری معہ تختہ ظاہر ہوئی اور ایک ہاتف نے آواز دی، کہ انزلوا الطاہر فی التربۃ الطاہرۃ فقد اشتاق الاب الی ولدہ والحبیب الی حبیبہ یعنے اتارو طاہر کو قبر طاہر میں کہ باپ مشتاق ہے اپنے فرزند کا اور منتظر ہے حبیب اپنے حبیب کا۔

فلمّا جعل فی قبرہ وھم الحسنؑ ان یخرج عنہ نظرہ ثانیۃ فلم یرہ جب حضرت کو قبر میں اتار چکے اور امام حسن علیہ السلام نے قصد کیا کہ قبر سے باہر نکلیں پھر نظر کی تو حضرت کی نعش اطہر کو قبر میں نہیں پایا الا یا علیؑ ویحک فا سعدینا الا فابکی امیر المومنینا اے

آنکھ والے ہو تجھہ اب ساتھ دے میراہاں رو امیرالمومنینؑ کو ؎

وابکی خیر من رکب المطایا — وفارسھا ومن رکب السفینا

میں اس کو روتا ہوں جو بہتر ہے تمام ناقہ سواروں اور شہسواروں سے اور جو سوار ہوا کشتیٔ

نجات پر ؎ ومن لبس النعال ومن خذاھا ؛ ومن قراء المثانی والمبینا ، اور جس نے

جوتی کو پہنا اور سیا اور جس نے پڑھا سورہ فاتحہ اور انّا فتحنا لک فتحًا مبینا ؎

مضیٰ بعد النبیؐ فدتہ روحی — ابوحسن وخیر الصالحینا

گذر گئے بعد نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ کے ابوالحسنؑ بہترین اہل صلاح فدا ہو جان میری ان پر ؎

فلا واللہ لا انسیٰ علیًا — وحسن صلوٰتہٖ فی الراکعینا

پس قسم بخدا نہ بھولوں گا میں علیؑ کو اور ان کی خوبیٔ نماز کو درمیان میں رکوع کرنے والوں کے

لقد علمت قریش حیث کانت — باتک خیرھا حسبا ودینا

بلا شبہ قریش خوب جانتے ہیں اس بات کو کہ تو بہترین قریش ہے حسب میں اور دین میں ؎

الا فابلغ معاویۃ بن حرب — فلا قرت عیون الشامتینا

ہاں کہہ آؤ معاویہ ابن حرب سے کہ نہ روشن ہوں آنکھیں خوشی کرنے والوں کی ؎

وقل للشامتین بنا رویدًا — سیلقی الشامتون کما لقینا

اور کہہ دو ان لوگوں سے جو ہمارے حال پر خوشی کرتے ہیں قریب ہے کہ دیکھیں گے خوشی کرنے

والے بھی جو کچھ ہم نے دیکھا ہے ؎

نفی الشہر الحرام فجعتمونا — بخیر الخلق طرًا اجمعینا

اے دشمنوں ماہ حرام میں تم نے ہم کو مغموم کیا غم میں اس شخص کے جو جمیع مخلوقات سے بہتر تھا ؎

وتولک قد مضیٰ عنا علیًا — فان بقیۃ الخلفاء فینا

اے دشمن تو طعن کرتا ہے اور خوش ہے کہ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہمارے درمیان سے

اٹھ گئے دیکھ بقیۂ خلفا درمیان میں ہمارے موجود ہیں ؎

فذا الحسن الزکی لنا قد اضحیٰ — خلیفتہ علی کل العیونا

آپ حسنؑ زکی حضرت کے بعد ان کے خلیفہ ہیں اور امام اور پیشوا ہیں تمام مومنین کے ؎

(۱۰) قال الرّاوی ثمّ رجع اولادا میرالمومنین ؑ وجمیع النّاس الی الکوفۃ واجتمعوا لقتل عدوّ اللہ وعدوّ رسولہ ابن ملجم اللّعین منقول ہے کہ جب اولاد امیرالمومنین اور شیعہ اس جناب کے آنحضرت کو دفن کرکے کوفے میں پھر آئے اس وقت لوگ جمع ہوئے تاکہ دشمن خدا و رسول ؐ یعنی ابن ملجم لعین کو داخل جہنم کریں بعض شخصوں نے کہا اس ملعون کو نیست و نابود کرنا چاہیئے بعضوں نے کہا کہ اسکو درخت میں ٹکاکر نیچے اسکے آگ روشن کردیں۔
فقال الحسنؑ انّی تابع فیہ وصیّۃ ابی علیہ السلام حیث قال یابنیّ اضربہ ضربۃ بضربۃ التی ضربنیھا کی یموت فیھا ولا تمثّل مگر جناب امام حسن علیہ السلام نے اس باب میں کسی کے کہنے پر خیال نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ میں اپنے والد بزرگوار کی وصیّت کا تابع ہوں مجھسے ارشاد کیاہے کہ ایک ہی ضربت میں اسے بھی قتل کرنا اور دوسرا وار نہ لگانا جس طرح اُس نے مجھے ایک وار میں شہید کیا واُحرقہ بنارجھنّم کما یفعل بقتلہ الانبیاء بعد اسکے اس ملعون کو آتش جہنّم سے جلا دوں گا جیسا کہ نبیوں کے قاتلوں سے کیا جاتا ہے۔
پھر جناب امام حسن علیہ السلام نے حکم کیا کہ اس لعین کو حاضر کریں لوگ موافق فرمان امام علیہ السلام کے اس شقی کو مشکیں باندھکر لے آئے اُس وقت حضرت مسند امامت پر تشریف رکھتے تھے اور امام حسین علیہ السلام حضرت کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ فقال لہ الحسنؑ قتلت امیرالمومنین واعظمت الفساد فی الدّین وافجعتنا وافجعت جمیع المسلمین جب وہ ملعون سامنے آیا تو جناب امام حسن علیہ السلام نے اس ملعون سے خطاب کرکے فرمایا کہ اے شقی تونے قتل کیا امیرالمومنین ؑ کو اور دین میں بڑا فساد ڈالا اور تونے ہم کو اور تمام مسلمانوں کو محزون و مغموم کیا بعد اسکے اسے بٹھاکر حضرت نے تلوار میاں سے باہر کی دیکھتے کے ساتھ ہی اُس ملعون کی صورت نحس پر مُردنی چھاگئی حضرت نے چاہا کہ ایک ہی وار میں اسکے سرنحس کو گردن سے قلم کریں مگر لوگوں نے اس قدر ہجوم کیا تھا کہ حضرت کو ہاتھ اُٹھانے کی جگہ نہ ملی اس سبب سے تلوار گردن سے ہٹ کر سرپر پڑی۔ مگر زخم کاری ہوا کہ وہ ملعون تڑپنے لگا۔
فقال الحسینؑ لاخیہ الیس لاب واحدٍ والامّ واحدۃ قال بلیٰ فداك اخوك یابن اُمّ اس وقت جناب سیدالشہدا علیہ السلام نے اپنے برادر نامدار سے عرض کیا کہ آیا ہمارے

اور آپ کے باپ ماں ایک نہیں ہیں حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ بلے فدا ہو بھائی تم پر اسے ماں جائے قال ناولنی السیف لا برّد بعض ما اجد فی صدری من قتل والدی جناب سید الشہداء علیہ السلام نے عرض کیا کہ تلوار مجھے عنایت کیجئے کہ والد بزرگوار کی شہادت سے میرے سینے میں آگ بھڑک رہی ہے میں بھی ایک ہاتھ اس شقی پر لگا کے اپنا دل ٹھنڈا کر لوں جناب امام حسن علیہ السلام نے تلوار دے دی حضرت نے لے کر ایک ضربت لگائی کہ وہ شقی دو ٹکڑے ہو گیا وعجّل اللہ بروحہ الی جھنم وبئس القرار بعداً کے باقی اولاد جناب امیر علیہ السلام بلکہ تمام ہاشمی ہر طرف سے دوڑے اور جسد نحس کو اُس کے ٹکڑے کر کے آگ میں جلا دیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اسے گرفتار کر کے لایا تھا حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کر کے اسکے جُثّے کو لے گیا اور آگ میں جلا دیا اور بعض روایت میں ہے کہ اسکی زوجہ نے جلا دیا۔ بہر حال وہ ملعون تا روز قیامت عذاب الیم میں مبتلا ہے اور ابداً لآباد جہنم میں رہے گا۔

(۱۱) ابوالقاسم معروف بہ ابی الوفاء کوفی نقل کرتا ہے کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ مقام ابراہیم کے گرد بہت سے لوگ جمع ہیں فقلت ما الخبر میں نے پوچھا کہ کیا خبر ہے اور یہ لوگ کیوں جمع ہیں فقالوا راھبٌ نصرانی قد اسلم وتشیع لوگوں نے کہا کہ ایک راہب نصرانی ہے کہ اُس نے اسلام قبول کیا ہے اور طریقۂ امامیہ اختیار کیا ہے یہ سُنکر میں اس کے قریب گیا دیکھا کہ ایک مرد پیر ہے مگر بڑا قد آور ایک صُوف کا جبّہ اور کلاہ پشمی پہنے ہوئے بیٹھا ہے فسئلنا عن سبب الاسلام میں نے اس سے سوال کیا کہ تیرے مسلمان ہونے کا کیا سبب ہے اُس نے بیان کیا کہ دریا کے کنارے پر میرا صومعہ تھا میں ایک روز وہاں بیٹھا تھا دیکھا میں نے کہ ایک عجا نور دریا سے نکلا اور چوتھائی آدمی کو اُگل دیا اسیطرح چار مرتبہ چار ٹکڑے جب اُگل چکا اس وقت وہ ٹکڑے سب آپس میں مل گئے۔ اور ایک آدمی بن گیا وہ آدمی مانند کشتی کے ہانپتا تھا کہ ناگاہ وہ جانور پھر نازل ہوا اور اپنی منقار سے نوچ کر ایک چوتھائی اس کا نگل گیا اسی طرح چار مرتبہ میں تمام کر دیا اسوقت میں نے دل میں افسوس کیا کہ کاش میں نے اس سے پوچھا ہوتا کہ تو کون ہے جب دوسرا سال آیا تو پھر ایسا ہی اتفاق ہوا اسوقت میں اُس شخص کے

قریب گیا اور اس سے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اور تجھ سے کونسی معصیت سرزد ہوئی
جس کے سبب سے تو اس عذاب میں مبتلا ہے تو اُس ملعون نے جواب دیا کہ وہ ملعون عبد
الرحمٰن ابن ملجم ہے اور گناہ اس کا یہ ہے کہ اس نے در حالت سجود علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو
قتل کیا ہے راہب کہتا ہے کہ میں نے اس سے پوچھا کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کون شخص تھے
اُس نے کہا کہ وصی پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بمجرد اس کلام کے میں نے
اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ دین حق نہوتا تو خداوندکریم ان کے قاتل کو کیوں ایسے عذاب میں
مبتلا کرتا یہی سمجھ کے میں نے اسلام اور ایمان قبول کیا اور بعد جناب رسالت مآب صلے اللہ
علیہ و آلہ کے حضرت کو ان کا جانشین اور اپنا پیشوا جانتا ہوں اور بعد آنحضرت کے گیارہ معصوم
ان کی اولاد کرام سے میرے امام و رہنما ہیں انّی ولیٌّ لمن والاھم وعدوٌّ لمن عادا ھم اور
میں دل و جان سے دوست ہوں اُس شخص کا جو اُن حضرات کو دوست رکھتا ہے اور دشمن
ہوں ان لوگوں کا جو ان سے بغض و عداوت رکھتے ہیں ۔

(۱۳) عن الضحاک ابن مزاحم قال ذکر علی عند ابن عباس بعد وفاته فقال
وا اسفاہ علی ابی الحسن مضی واللہ ما غیّر ولا بدّل ولا قصر ولا جمع ولا ضیّع ولا منع
ولا اثر الا اللہ ضحاک ابن مزاحم روایت کرتا ہے کہ ایک روز بعد شہادت جناب امیر المومنین
علیہ السلام کی مجلس ابن عباس میں کچھ ذکر حضرت کا آیا اُسوقت اُنہوں نے فرمایا کہ حسرت و
افسوس ہے کہ حضرت دُنیا سے تشریف لے گئے قسم بخدا کہ اس جناب نے شریعت نبویؐ میں
کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں کیا اور اجرائے دین میں کچھ تقصیر نہیں کی نہ حضرت نے مال جمع کیا
نہ اسکو ضائع کیا نہ ارباب استحقاق سے دریغ رکھا ان سب امروں میں سوا خوشنودی خدا کے
کوئی امر اور منظور نہ تھا ۔ واللہ لقد کانت الدنیا علیه اھون من شعشع نعله لیث
فی الوغا الجھر فی المجالس حکیم فی الحکماء ھیھات قد مضی الی الدرجات العلی
قسم بخدا کہ دُنیا تسمۂ پاپوش سے ذلیل تر تھی ان حضرت کے نزدیک جہاد میں شیر کی طرح حملہ
فرماتے تھے مجلس میں علم کے دریا بہاتے تھے جب چرچا حکمت کا ہوتا تو حضرت کے سامنے
سب حکما بے حقیقت محض تھے افسوس کہ حضرت نے دُنیا سے مفارقت فرمائی اور مدارج

اعلیٰ پر فائز ہوئے۔

(۳۱) حدثنی الحسن بن یحییٰ الدھان قال کنت ببغداد عند قاضی بغداد واسمہ سماعۃ اذ دخل علیہ رجل من کبار اھل بغداد فقال لہ اصلح اللہ القاضی انی حججت فی السنین الماضیۃ فمررت بالکوفۃ فدخلت مرجعی الی مسجدھا

حسن بن یحییٰ روغن فروش روایت کرتا ہے کہ ایک روز میں ملاقات کو قاضی بغداد کے کہ نام اُسکا سماعہ تھا گیا کہ ایک شخص نے قاضی کے پاس آن کر دعائیں دیں اور کہنے لگا کہ ایک سال میں کوفہ سے ہوتا ہوا حج کو گیا تو واپسی میں داخل مسجد کوفہ ہوا۔ فبینا انا واقف فی المسجد ارید الصلوٰۃ اذا امامی امراۃ اعرابیۃ مبدونیۃ مرخیۃ الذوائب علیھا شملۃ مسجد میں جاکر بہ تہیئہ نماز کھڑا تھا میں کہ دفعتہً ایک عورت اعرابیہ بدویہ زلفیں چھوڑے ہوئے چادر اوڑھے ہوئے میرے سامنے نمایاں ہوئی وھی تنادی وتقول یامشھورا فی السموات یامشھورا فی الارضین یامشھورا فی الآخرۃ یامشھورا فی الدنیا جھدت الجبابرۃ والملوک علی اطفاء نورک واخماد ذکرک فابی اللہ ذکرک الا علوا ولنورک الا ضیاءً وتماماً ولو کرہ المشرکون اور ندا کرتی تھی کہ اے وہ شخص کہ مشہور ہے آسمانوں اور زمینوں میں اے وہ شخص مشہور ہے دنیا اور آخرت میں ہرچند جابروں نے اور بادشاہوں نے تیرے نور کو بجھانے میں اور تیرے ذکر کے خاموش کرنے میں بہت سی جد و جہد کی لیکن حق سبحانہ تعالیٰ نے علی الرغم اُن ملعونوں کے تیرے ذکر کو بلند کیا اور تیرے نور میں زیادہ تجلی بخشی یہاں تک کہ حد کمال کو پہنچایا اگرچہ تیرے ذکر کی بلندی اور نور کا زیادہ ہونا کافروں کو ناگوار ہوا قال فقلت یا امۃ اللہ من ھذا الذی تصفینہ بھذہ الصفۃ قالت ذاک امیر المومنین ناقل خبر بیان کرتا ہے کہ میں نے پوچھا اس سے کہ اے عورت یہ کون شخص ہے جس کی توصیف کرتی ہے تو اس نے جواب دیا کہ ممدوح میرا امیر المومنینؑ ہے۔

قال فقلت لھا ای امیر المومنین ھو قالت علی ابن ابیطالب الذی لا یجوز التوحید الا بہ وبولایتہ پھر میں نے پوچھا کون امیر المومنینؑ اس نے کہا کہ وہ شخص ہیں کہ جب تک آدمی ان کی محبت سے خالی ہو اس وقت تک اسکو اقرار وحدانیت خدا کچھ فائدہ نہیں بخشتا

یعنی علیؑ ابن ابی طالبؑ قال فالتفتّ الیھا فلم ارا احدًا وہ شخص کہتا ہے کہ یہ کہکر دفعتہً میری نظروں سے وہ غائب ہو گئی نہ سمجھا میں کہ وہ کس جنس سے تھی حوریہ تھی یا کہ جنیہ تھی صلے اللہ علے محمدؐ و آلہٖ ؎

(۱۴) عن عائشۃ زوجۃ النبیؐ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم عائشہ سے باوجود حضرت امیر علیہ السلام کی عداوت کے یہ شعر ان کی تعریف میں بطور حق بر زبان جاری کے منقول ہیں، شعر

اذا ما التبر حك علے المحكّ — تبیّن غشّہ من غیر شكّ

نفینا الغشّ والذّھب المصفّٰی — علےٌّ بیننا شبہ المحكّ

جس وقت کہ سونا گھسا جائے کسوٹی پر ظاہر ہوئے گا غش اس کا بے شبہ پس ہم میں غش ہے اور صاف سونا حضرت علی جو کسوٹی کی مانند ہم سب میں ہیں؎

(۱۵) حضرت امیر علیہ السلام سے یہ اشعار منقول ہیں، ؎

أحسین انّی واعظ ومادّب — فافھم فانّ العاقل متادّب

اے حسینؑ میں واعظ ہوں اور ادب دینے والا ہوں تم میرے وعظ کو سمجھو اور ضرور عقلمند ادب پذیر ہوتا ہے ؎

واحفظ وصیّۃ والد متحنّن — یغذوك بالآداب کی لا تعتب

اور یاد رکھو وصیت پدر مہربان کی جو غذا کی طرح ادب دیتا ہے تاکہ معتوب نہ ہو ؎

أبنیّ انّ الرّزق مکفول بہ — فعلیك بالاجمال فیما تطلب

اے پیارے فرزند بے شبہ رزق کا کفیل اللہ ہے لازم ہے تجھکو کہ وجہ حلال سے طلب کر ؎

(۱۶) فی بعض الاخبار انّ رجلاً قال دخلت الی جامع بنی اُمیۃ لاصلّے صلوٰۃ الصّبح اخبار میں وارد ہے ایک شخص کہتا ہے کہ میں ایک روز نماز صبح پڑھنے کے لئے بنی اُمیہ کی مسجد جامع میں گیا واذا برجلٍ من بنی امیّۃ قد جاء ووقف قریبًا منّے وقام مصلّے کہ ناگاہ ایک شخص بنی اُمیہ میں سے داخل مسجد ہوا اور میرے نزدیک کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا فلمّا طاطا راسہ السّجود سقطت عمامتہ عن راسہ ووجھہ کوجہ الخنزیر وشعرہ کشعر الخنزیر جب اُس نے اپنے سر کو سجدے کے لئے جھکایا تو عمامہ اس کے سر سے

گر پڑا اس وقت دیکھا میں نے کہ سر اور پیشانی اس کی اور بال اسکے سور کی سر سے اور بالوں سے مشابہ ہیں
فلما نظرته طار عقلی وطاش لبی ولما علم بما صلیت وما قلت فی صلواتی جب میں نے
اسکو اس حال سے دیکھا تو میری عقل پرواز کر گئی اور ہوش میرے زائل ہو گئے کہ نہیں جانتا میں نے
کیونکر نماز ادا کی اور میں نماز میں کیا کیا پڑھ گیا فلما قام من الصلوٰۃ تنفس الصعداء وقال لا
حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ثم قال لی یا اخی اخبرک بقصتی واظہرک علی حالی جب
وہ مرد نماز سے اٹھا تو حزین وغمگین کی طرح ایک ٹھنڈی سانس لیکر لاحول پڑھی اور مجھ سے کہنے لگا
کہ اے برادر تجھے میں اپنے قصے سے مطلع کروں اور اپنا حال ظاہر کروں۔
ثم انہ کشف راسہ ونزع قمیصہ فاذا راسہ ووجہہ کالخنزیر وبدنہ وشعرہ
مثل جلد الخنزیر بعد اسکے اس نے اپنے سر کو کھولدیا اور کرتا بدن سے اتار ڈالا تو دیکھا میں نے کہ
ہمہ تن مشابہ ہے سور سے یہاں تک کہ جلد بدن بھی سور کی سی تھی۔ فتعجبت وقلت لہ ما الذی
اراہ بک من البلاء پس میں نہایت متعجب ہوا اور پوچھا کہ یہ کیا حال ہے کہ میں تجھکو نہایت مبتلائے
عذاب دیکھتا ہوں۔ فقال اعلم انی کنت مؤذنا لبنی امیہ وکنت کل یوم العن علی ابن ابیطالب
علیہ السلام الف مرۃ بین الاذان والاقامۃ فاذا کان یوم الجمعۃ لعنتہ اربعین الف مرۃ اسنے کہا
کہ سنو میں بنی امیہ کا موذن تھا ہر روز اذان واقامت کے درمیان ہزار بار جناب امیر علیہ السلام پر لعنت کرتا
تھا نعوذ باللہ اور جمعہ کے روز چالیس ہزار بار فبینما انا نائم لیلۃ الجمعۃ اذ رایت فی منامی کان القیامۃ
قد قامت ورایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ والحسن والحسین علیہما السلام واذا انا بالکوثر
مترجم ایک دفعہ شب جمعہ کو سو رہا تھا ناگاہ خواب دیکھا میں نے کہ گویا قیامت قائم ہوئی ہے اور
جناب رسول مختار اور حسنین علیہم الصلواۃ والسلام تشریف رکھتے ہیں اور حوض کوثر چھلک رہا ہے و
بید الحسنین علیہما السلام کاس من نور وھما یسقیان الناس کافۃ اور حسنین علیہم السلام نور
کے کاسے لئے ہوئے سب لوگوں کو حوض کوثر سے سیراب کر رہے ہیں۔ وانا فی عطش عظیم فدنوت
من الحسن علیہ السلام وقلت لہ اسقنی یا ابن رسول اللہ میں شدت سے پیاسا تھا میں نے قریب
جا کر جناب امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے فرزند رسول مختار مجھکو سیراب فرمایئے
فقال ستشرب من حمیم جہنم حضرت نے جوابدیا کہ قریب ہے کہ پیئے گا تو آب گرم جہنم کا۔

فقال له النبیؐ صلی اللہ علیہ والہ لم لا تسقیہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے امام حسن علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ کیوں اسے پانی نہیں پلاتے فقال یا جداہ کیف اسقیہ وھو ملعون ابی فی کل یوم الف مرۃ فاذا کان یوم الجمعۃ لعنہ اربعین الف مرۃ جناب امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے جدّ بزرگوار میں کیونکر اسے پانی پلاؤں وہ تو میرے باپ پر ہر روز ہزار بار لعنت کرتا ہے اور روز جمعہ کو چالیس ہزار بار فالتفت النبیؐ الیّ وقال مالک یا لعین یا شقی تلعن اخی وخلیفتی وابن عمی علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام جناب رسولخدا یہ حال سنکر غضبناک ہوئے اور میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے لعین اے شقی کیا باعث ہے کہ تو میرے بھائی اور خلیفہ اور ابن عم علیؑ ابن ابی طالبؑ کو برا کہتا ہے۔ فبصق فی وجھی وقال غیّر اللہ ما بک من نعمتہ اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے میرے منہ پر تھوک دیا اور فرمایا کہ متغیر کر دیوے خدا اپنی نعمت کو تجھ سے۔

فانتبھت من منامی فاذا قد نسخت کما تریٰ وصرت عبرۃ لمن اعتبر ومن یسمع ویرےٰ یہ خواب دیکھکر میں نیند سے چونکا تو اس وقت میری صورت ایسی تھی جیسا کہ تو اس وقت دیکھتا ہے اور باعث عبرت ہوگیا اس شخص کے لئے جو عبرت پکڑے اور جو شخص کہ سنے اور دیکھے میرے حال تباہ کو۔ وانا الحمد للہ تبت الی اللہ تعالیٰ مما کان منی ووالیت علیؑ ابن ابیطالبؑ علیہ السلام وبرئت من اعدائہ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین الحمد للہ کہ اب میں نے اپنے عقائد فاسدہ سے درگاہ باریمیں توبہ کی اور علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کا دوست ہوا اور انکے دشمنوں سے بیزاری اختیار کی

(۱۷) قولہ تعالیٰ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ جناب احدیت کلام مجید میں فرماتا ہے جو لوگ کہ ایمان لائے اور اعمال نیک کئے وہ بلاشبہ بہترین خلق ہیں۔

فی الامالی عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبیؐ فاقبل علیؑ بن ابیطالبؑ فقال النبیؐ قد اتاکم اخی ثم التفت الی الکعبۃ فضربھا بیدہ ثم قال والذی نفسی بیدہ ان ھذا وشیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ کتاب امالی میں جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہم ایک دن کئی شخص خدمت بابرکت جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ میں حاضر تھے کہ جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام تشریف لائے حضرت کو دیکھکر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ تم لوگوں کے پاس بھائی میرا آیا ہے بعد اسکے حضرت نے ہاتھ کعبے پر مار کے فرمایا کہ قسم ہے

اس خدا کی جسکے ید قدرت میں جان ہے میری کہ بلاشبہ یہ اور شیعہ اس کے سب فائز و رستگار ہیں روز قیامت کو ثمّ قال انّہ اوّلکم ایمانا معی واوفکم بعھد اللہ واقومکم بامر اللہ واعدلکم فی الرعیۃ واعظمکم بالسّویّۃ واعظمکم عند اللہ مرتبۃ بعد اسکے فرمایا کہ ایمان لانا علیؑ کا مجھپر پہلے ہے تم لوگوں کے ایمان لانے سے اور علیؑ بڑھکر ہے تم سے خدا کا عہد پورا کرنے میں اور قائم تر ہے تم لوگوں سے حکم خدا کے بجالانے میں اور عادل تر ہے تم لوگوں سے اب رعیت میں اور اعظم ہے تم لوگوں سے راستی میں اور زیادہ ہے تم لوگوں سے مرتبہ میں۔

قال منزلت انّ الذین اٰمنوا وعملوا الصّالحات اولئک ھم خیر البریّۃ بیان کیا حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری نے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے یہ حدیث فرمائی اسی کے بعد یہ آیہ نازل ہوا قال وکان اصحاب محمدٍ اذا اقبل علیؑ قالوا جاء خیر البریّۃ فرمایا حضرت جابرؓ نے کہ اصحاب جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کے جس وقت جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو آتے ہوئے دیکھ لیتے تھے کہتے تھے آیا بہترین خلق وعن النّبیؐ فی ھذہ الاٰیۃ انّہ التفت الی علیؑ وقال ھم واللہ انت وشیعتک یا علیؑ میعادک ومیعادھم الحوض غدًا غرّ محجّلین متوجّھین اور جناب رسولخدا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ سے اس آیت کے باب میں حدیث ہے فرمایا اس جناب نے کہ یا علیؑ خیر البریّۃ تم ہو اور شیعہ تمہارے یا علیؑ وعدہ گاہ تمہارا اور تمہارے شیعوں کا کل کے دن حوض کوثر ہے نورانی چہروں سے اور روشن قدموں سے تم سب متوجہ ہوگے حوض کی طرف وفی المحاسن عن الباقر علیہ السلام قال ھم شیعتنا اھل البیت جزاؤھم عند ربّھم جنّات عدن تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدًا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ لانّہ بلغھم اقصیٰ امانیھم اور کتاب محاسن برقی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے حدیث ہے فرمایا اس جناب نے کہ خیر البریہ وہ لوگ ہیں جو ہم اہلبیت کے شیعہ ہیں جزا ان لوگوں کی خداوند کریم کے پاس باغہائے بہشت ہیں جاری ہیں تحت میں انہیں باغوں کے نہریں ہمیشہ انہیں باغوں میں ساکن رہیں گے راضی اور خوشنود ہے خدائے برتر ان سے اور وہ لوگ بھی خدائے تعالےٰ سے راضی ہیں اس سبب سے کہ پہنچایا ان کو خدائے تعالےٰ نے ان کی نہایت اُمید کو۔

ذالک لمن خشی ربّہ فانّ الخشیۃ ملاک الامر والباعث علی کل خیر یہ مرتبہ ہمارے ان شیعوں کو

ملے گا جو خائف ہیں خدا سے لا ریب خوف خدا بہت بڑا امر ہے اور باعث ہے سب نیکیوں کا۔
فی الکافی عن الصادق علیہ السلام انّہ قال لرجل من الشیعۃ انتم اھل الرّضا عن اللہ
جلّ ذکرہ برضاہ عنکم والملائکۃ اخوانکم فی الخیر فاذا اجتھدتم ادعوا واذا غفلتم
اجتھدوا وانتم خیر البرّیۃ دیارکم لکم جنّۃ قبورکم لکم جنّۃ للجنّۃ خلقتم وفی الجنّۃ
نعیمکم والی الجنّۃ تصیرون: اور کتاب کافی میں ہے کہ جناب صادق علیہ السلام نے ایک مرد شیعہ
سے خطاب کرکے فرمایا تم ہو اہل رضا خداوند جلیل تم سے راضی ہے اور ملائکہ تمہارے بھائی ہیں معین
و مددگار تمہارے ہیں امور خیر میں پس جس وقت مصروف خیر ہو مشغول دعا ہو اور جس وقت غافل
ہو اس وقت کوشش کرو کہ اپنے تئیں غفلت سے نکالو اور تمہیں خیر البرّیہ ہو یعنی بہترین خلق ہو
تمہارے مکانات تمہارے واسطے بمنزلہ جنت ہیں قبریں تمہاری جنت ہیں جنت ہی کے لئے تم خلق
کئے گئے ہو جنت میں تمہارے لئے نعمتیں ہیں اور تم جنت ہی کو روانہ ہو گے۔
عن عمر بن یزید قال قلت لابی عبد اللہ انّی سمعتک وانت تقول کلّ شیعتنا فی الجنّۃ
علیٰ ما کان فیھم عمر بن یزید نے بیان کیا کہ عرض کی میں نے خدمت اقدس جناب صادق علیہ السلام
میں کہ یا حضرت میں نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں سب شیعہ ہمارے داخل جنّت ہوں گے جس حال میں
وہ ہوں قال صدقتک کلھم واللہ فی الجنّۃ قال قلت جعلت فداک انّ الذّنوب کثیرۃ
کبائر فرمایا حضرت نے کہ تصدیق کرتا ہوں میں تجھ سے اس حدیث کی قسم بخدا کہ سب شیعہ ہمارے
جنّتی ہیں کہا راوی نے کہ عرض کی میں نے کہ یا حضرت گناہ بہت ہیں اور اکثر گناہ کبیرہ ہیں ؟
قال امّا فی القیامۃ فکلّکم فی الجنّۃ بشفاعۃ النبیّ ولکن واللہ اتخوّف علیکم
فی البرزخ فرمایا حضرت نے لیکن قیامت میں تم سب جنّت میں جاؤ گے شفاعت سے اپنے نبی
مخدوم کی یا ان کے وصی کی لیکن خوف کرتا ہوں واللہ تمہارے لئے عذاب برزخ کا۔
قلت وما البرزخ قال القبر منذ حین موتہ الیٰ یوم القیامۃ میں نے عرض کی کہ یا حضرت
برزخ کسے کہتے ہیں فرمایا معصوم نے کہ جس وقت سے مرتا ہے تا قیامت برزخ ہے یعنی اگر مومن
دنیا پر مائل ہو کر مرتکب معصیت ہوا ہے تو کفارہ اس کا عارض ہو جانے سے کسی بلا کے دنیا ہی
میں ہو جاوے گا اور اگر دنیا میں مبتلا نہوا تو عالم برزخ میں معذب ہوگا بہر حال مومن کا مآل

انجام سوئے جنت ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ اذا رضی اللہ عن عبد قال یا ملک الموت
اذھب الی فلان فاءتنی بروحہ حسبی من عملہ قد بلوتہ فوجدتہ حیث اُحب ؛
فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے جب راضی ہوتا ہے خدائے تعالےٰ اپنے کسی بندے سے
فرماتا ہے ملک الموت سے اے ملک الموت جا فلاں بندے کے پاس اور اسکی روح کو میرے پاس
حاضر کر کافی ہیں مجھکو جو عمل کہ بجا لایا وہ میں نے اس کا امتحان کیا اور جیسا چاہتا تھا ویسا پایا ؛
فینزل ملک الموت ومعہ خمس مائۃ من الملائکۃ معہم قضبان الریاحین واصول الزعفران
کل واحد منہم یبشرہ ببشارۃ سوی بشارۃ صاحبہ ویقوم الملائکۃ صفین لخروج روحہ
معہم الریحان پس نازل ہوتا ہے ملک الموت پانچ سو فرشتوں کو لئے ہوئے ان کے ساتھ چھڑیاں
ہوتی ہیں پھولوں کی اور شاخیں زعفران کی ہر ایک فرشتہ ایک نئی خوشخبری سناتا ہے اور سب
ملائکہ دو صفیں باندھکر کھڑے ہوتے ہیں اس کی روح کی لئے ان کے ساتھ ریحان ہوتا ہے ؛
علامہ زمخشری نے کشاف میں ریحان کے معنی رزق طیب لکھے ہیں ؛
وقال الطبرسی رح الریحان المشموم یوتی بہ عند الموت من الجنۃ فیشمہ فیقول انا عملک
الصالح اور علامہ طبرسی رح نے تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے کہ ریحان مومن کے مرتے وقت جنت سے
لایا جاتا ہے جب یہ اسے سونگھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تیرا عمل نیک ہوں ؛ وروی فی الکافی عن
جعفر بن محمد فیقول انا رائک الحسن کنت علیہ وعملک الصالح الذی کنت تعملہ اور
کتاب کافی میں جناب صادق علیہ السلام سے حدیث ہے کہ خوشبوئے ریحان کہتی ہے کہ میں تیرا
اعتقاد صحیح ہوں جس پر تو تھا اور وہ عمل نیک ہوں جسے تو بجا لایا قولہ تعالیٰ فاما ان کان من
المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم واما ان کان من المکذبین الضالین فنزل من
حمیم وتصلیۃ جحیم جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیہ ہمارے دوستوں کے اور ہمارے
دشمنوں کے باب میں ہے اگر ہمارا دوست ہے تو اس کے لئے روح وریحان ہے قبر میں اور آخرت
میں جنت نعیم ہے اور اگر ہمارا دشمن ہے تو مہمانی اسکی آب گرم جہنم سے اس کی قبر میں اور جلنا ہے
جہنم کا آخرت میں ؛ فاذا نظر الیہم ابلیس وضع یدہ علی راسہ ثم صرخ فیقول لہ
جنودہ مالک یا سیدنا جب شیطان ان ملائکہ کو دیکھے گا کہ مومن کی روح کے استقبال کو

آئے ہیں اپنے سر پر ہاتھ مار کر ایک چیخ مارے گا اس کی آواز سے لشکر شیطان جمع ہو کر اس سے پوچھے گا کہ اے سردار ہمارے تجھ پر کیا مصیبت پڑی ؛

فیقول اما ترون ما اعطی ھذا العبد من الکرامۃ این کنتم عن ھذا قالوا جھدنا بہ فلم یطعنا اس وقت شیطان رجیم اپنے لشکر سے کہے گا آیا نہیں دیکھتے تم اس کرامت و منزلت کو جو اس بندے کو خدا کی جانب سے ملی ہے تم لوگ کہاں تھے تم سے کچھ نہ ہو سکا کہ اسے گمراہ کرتے اس وقت وہ جواب دیں گے کہ ہم نے بہت کوشش کی لیکن اس نے ہماری اطاعت نہیں کی شیطان کو کہاں قدرت ہے کہ ان کو گمراہ کر سکے یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو جناب احدیت نے کلام مجید میں بہترین خلق فرمایا ہے انہیں کو جناب امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام حوض کوثر سے سیراب فرمائیں گے یہ لوگ محبان حیدر کرار و موالیان اہلبیت اطہار خصوصاً اصحاب و انصار باوفائے جناب خامس آل عبا سید الشہدا علیہ السلام ہیں مثل حر بن یزید ریاحیؒ و حبیب ابن مظاہر اسدیؒ و مسلم ابن عوسجہؒ و بریر بن حضیر ہمدانیؒ کے ۔ رضوان اللہ علیہم و روحی فداھم کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے عاشق صادق تھے اور اپنی جانوں کو پروانوں کی طرح اس شمع شبستان امامت پر نثار کر کے سرخرو ہوئے ؛؛؛

(۱۵) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ مررت لیلۃ اسری بی الی السماء فاذا انا بملک جالس علی منبر من نور والملائکۃ تحدق بہ کتاب کفایۃ الطالب میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہا اس نے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ شب معراج کو گذرا میں ایک فرشتے کی طرف کہ منبر نور پر بیٹھا تھا اور ملائک اسکے گرد جمع تھے فقلت یا جبرئیل من ھذا الملک قال ادن منہ وسلم علیہ فدنوت منہ وسلمت فاذا انا باخی وابن عمی علی ابن ابیطالبؑ پوچھا میں نے کہ اے جبرئیلؑ یہ فرشتہ کون ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ قریب جائیے اور اسے سلام کیجئے پس نزدیک جا کر میں نے سلام کیا تو دیکھا کہ بھائی اور ابن عم میرے علیؑ ابن ابیطالبؑ ہیں ؛

فقلت یا جبرئیل سبقنی علی الی السماء الرابعۃ فقال لا ولکن الملائکۃ شکت حبہا لعلی فخلق اللہ ھذا الملک من نور علی پوچھا میں نے کہ اے جبرئیلؑ کیا علیؑ مجھ سے پیشتر

آسمان چہارم پر آئے ہیں جبرئیل نے عرض کی نہیں مگر چونکہ ملائکہ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو بہت دوست رکھتے ہیں اس جہت سے ہمیشہ ان کی زیارت کے مشتاق رہتے تھے سبھوں نے بنا بر اشتیاق درگاہ احدیت میں گزارش کیا حقسبحانہ تعالےٰ نے بپاس خاطر ملائکہ علیؑ کے نور سے اُس فرشتہ کو خلق کیا فالملائکۃ یزورونہ فی کلّ لیلۃ جمعۃ سبعین الف مرۃ و یسبّحون اللّٰہ ویقدّسونہ ویھدون ثوابہ لمحبی علیؑ ۔ پس ملائکہ ہر شب جمعہ کو ستّر ہزار بار اس فرشتے کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں اور خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور ثواب اس تسبیح کا دوستان علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو ہدیہ دیتے ہیں۔

محبان علیؑ مقام غور ہے کہ ملائکہ تو حضرت کو دوست رکھیں اور بالائے آسمان حضرت کی زیارت کے مشتاق ہوں اور اشقیائے بے دین باوصف حقوق نعمت حضرت کی عداوت رکھیں کیا حال ہوگا ان ملعونوں کا روز قیامت کو جنہوں نے اذیتیں پہنچائی ہیں کہ بعد وفات رسولؐ کائنات تا وقت شہادت اس جناب کو کہیں چین لینے نہ دیا بلکہ بعد شہادت بھی حضرت کی عداوت سے باز نہ آئے چنانچہ سال ہائے دراز تک منبروں پر حضرت کو ناسزا کہتے رہے۔

(۱۹) عن ابن سیار عن ابی عبد اللّٰہ علیہ السلام قال اقبل رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ و آلہ یوماً واضعاً یدہ علےٰ کتف العباس فاستقبلہ امیر المومنین صلوات اللّٰہ علیہ فعانقہ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم وقبّل بین عینیہ ابن سیار نے روایت کی ہے جناب صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا ان حضرت نے کہ ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ حضرت عباسؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لئے آتے تھے کہ سامنے سے جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام تشریف لائے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے اس جناب کو گلے سے لگا کر پیشانی نورانی کے بوسے لئے۔

ثم سلم العباس علی علیؑ صلواۃ اللّٰہ علیہ فردّ علیہ ردّاً خفیاً فغضب العبّاس فقال یا رسول اللّٰہ لا یدع علیؑ زھوہ بعد اسکے حضرت عباسؓ نے جناب امیر المومنینؑ کو سلام کیا حضرت نے سلام کا جواب آہستہ سے دیا اسپر حضرت عباس کو غصہ آگیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ علیؑ اپنا تکبر نہیں چھوڑتے۔

فقال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم یا عباس لا تقول ذالک فی علیؑ فانی لقیت جبرئیلؑ انفاً فقال لی لقیت الملکین الموکلین بعلیؑ الساعۃ فقالا ما کتبنا علیہ ذنباً منذ یوم ولد الی ھذا الیوم یہ سنکر جناب رسولخدا صلے اللّٰہ علیہ وآلہ نے فرمایا اے عباسؓ ان علیؑ کی شان میں ایسا کلمہ نہ کہو ابھی مجھ سے اور جبرئیلؑ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ فرشتے جو علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام پر موکل ہیں ان سے اور مجھ سے ملاقات ہوئی ان فرشتوں نے بیان کیا کہ جس دن سے کہ حضرت علی علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں اس دن سے آج تک کوئی گناہ ان سے صادر نہیں ہوا جسے ہم قلمبند کریں۔

اخطب خوارزم نے روایت کی ہے سلیمان راعی سے وہ کہتا ہے سنا میں نے رسولخدا صلے اللّٰہ علیہ وآلہ سے کہ فرماتے تھے لیلۃ اسریٰ بی الی السماء قال لی الجلیل امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ جس شب کو مجھے آسمان پر لے گئے یعنی شب معراج میں فرمایا خدائے عزوجل نے کہ ایمان لایا ہے رسولؐ ان باتوں پر جو خدا کی طرف سے اسپر نازل ہوئیں نقلت المومنون اسپر کہا میں نے کہ مومنین بھی ایمان لائے ہیں قال صدقت یا محمدؐ من خلفت فی امتک قلت خیرھا قال علیؑ بن ابی طالب قلت نعم کہا اے محمدؐ تو نے سچ کہا کس کو خلیفہ تو نے کیا اپنی امت پر کہا میں نے کہ بہترین امت کو کہا آیا علیؑ ابن ابی طالبؑ کو عرض کیا میں نے کہ ہاں۔

قال یا محمدؐ انی اطلعت الی الارض اطلاعۃ فاخترتک منھا فشققت لک اسماً من اسمائی فلا اذکر فی موضع الا ذکرت معی فانا المحمود وانت محمدؐ ثم اطلعت ثانیۃ فاخترت منھا علیاً فشققت لہ اسماً من اسمائی فانا الاعلیٰ وھو علیؑ۔

فرمایا خداوند جلیل نے کہ اے محمدؐ میں نے نظر کی زمین کی طرف تو چن لیا اہل زمین میں سے تجھے اور اپنے ناموں سے ایک نام تیرے لئے نکالا کہ جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر بھی ہوگا میں محمود ہوں اور تو محمدؐ ہے۔ اور بعد اسکے دوبارہ میں نے زمین کی طرف نظر کی تو چن لیا علیؑ کو اور اپنے ناموں میں سے ایک نام علیؑ کے لئے نکالا کہ میں اعلےٰ ہوں اور وہ علیؑ ہے۔

یا محمدؐ انی خلقتک وخلقت علیاً وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ والائمۃ من ولدہ من نورہ وعرضت ولایتکم علی اھل السموات والارض فمن قبلھا کان عندہ

من المومنین و من جحد ها کان عندی من الکافرین اے محمدؐ میں نے تمہیں اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو اور ان آئمہ کو جو اس کی اولاد میں ہیں اپنے نور سے پیدا کیا اور میں نے ولایت تمہاری اہل آسمان و زمین کے روبرو پیش کی جس نے قبول کیا وہ میرے نزدیک مومنین میں سے ہے اور جس نے انکار کیا وہ میرے نزدیک کافروں میں سے ہے۔

یا محمدؐ لو ان عبدا من عبیدی عبدنی حتی ینقطع او یصیر کالشن البالی ثم اتانی جاحدا بولایتکم ما غفرت له حتی یقر بولایتکم

اے محمدؐ اگر کوئی بندہ میرے بندوں میں سے پرستش کرے مجھکو یہاں تک کہ عبادت کرتے کرتے روح اس کی بدن سے مفارقت کر جائے یا مثل مشک بوسیدہ ہو جائے اور وہ میرے پاس اس حالت میں آئے کہ منکر ہو تمہاری ولایت کا تو نہ بخشوں گا اسکو تاوقتیکہ اقرار کرے تم سب کی ولایت کا یا محمدؐ تحب ان تراھم قلت نعم یا ربّ فقال التفت عن یمین العرش فالتفت فاذا بعلیؑ و فاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ و علی بن الحسینؑ و محمدؑ بن علیؑ و جعفرؑ بن محمدؑ و موسیؑ بن جعفرؑ و علیؑ بن موسیؑ و محمدؑ بن علیؑ و علی بن محمدؑ والحسنؑ بن محمدؑ والمھدیؑ فی ضحضاح من نور قیام یصلون و ھو فی وسطھم کانہ کوکب دری

یعنی اے محمدؐ تم چاہتے ہو کہ انہیں دیکھو کہا میں نے کہ ہاں اے پروردگار میرے پس فرمایا کہ عرش کے داہنی طرف متوجہ ہو پس متوجہ ہوا میں تو دیکھا میں نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ و علیؑ بن الحسینؑ و محمدؑ بن علیؑ و جعفرؑ ابن محمدؑ و موسیؑ بن جعفرؑ و علیؑ بن موسیؑ و محمدؑ بن علیؑ و علیؑ بن محمدؑ و حسنؑ بن علیؑ و مہدیؑ کو کہ یہ سب نماز میں ایستادہ ہیں اور مہدیؑ درمیان میں ان کے ستارۂ روشن کی طرح درخشندہ ہے۔

فقال یا محمدؐ ھولاء الحجج و ھو الثائر من عترتک و عزتی و جلالی انہ الحجۃ الواجبۃ لاولیائی والمنتقم من اعدائی پھر فرمایا کہ اے محمدؐ یہ سب حجت خدا ہیں اور مہدیؑ بدلا لینے والا ہے اس جور و جفا کا جو تیرے اہلبیتؑ پر ہوگی قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ وہی حجت لازم ہے میرے دوستوں کے لئے اور انتقام لینے والا ہے میرے دشمنوں سے۔

من کتاب المناقب عن ابی المؤید الخوارزمی عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم قال یا علی لو ان عبداً عبد الله عزّ وجل مثل ما قام نوحٌ فی قومہ وکان لہٗ مثل اُحد ذھباً وانفقہ فی سبیل اللہ ومدّ فی عمرہ حتیٰ حجّ الف عام علیٰ قدمیہ ثمّ قتل بین الصفا والمروۃ مظلوماً ثمّ لم یوالک یا علیّ لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلہا

کتاب مناقب میں ابو المؤید خوارزمی نے جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے اے علیؑ اگر کوئی بندہ عبادت کرے خدائے برتر کی اتنی مدت تک جس قدر کہ قیام کیا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں اور ہو اس شخص کے پاس سونا کوہ اُحد کے برابر اور اسکو صرف کرے راہ خدا میں اور بڑہائی جائے عمر اس کی یہاں تک کہ حج کرے ہزار برس پیادہ پا بعد اس کے صفا و مروہ کے درمیان ظلم سے قتل کیا جاوے اور اے علیؑ تم سے محبت نہ رکھتا ہو تو نہ سونگھے گا بہشت کی بو اور نہ داخل ہوگا اس میں۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ خلق اللہ من نور وجہ علیّ ابن ابی طالبؑ سبعین الف ملکٍ یستغفرون لہ ولمحبیہ الیٰ یوم القیامۃ انس نے روایت کی جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے فرمایا اس جناب نے پیدا کئے خدائے تعالےٰ نے چہرۂ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے نور سے ستر ہزار فرشتے کہ وہ طلب مغفرت کرتے ہیں ان کے لئے اور ان کے شیعوں کے لئے روز قیامت تک۔

عن الحسن البصری عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ اذا کان یوم القیامۃ یقعد علی ابن ابی طالبؑ علی الفردوس وھو جبل قد علی علی الجنۃ وفوقہ عرش رب العالمین ومن تحتہ تنفجر انہار الجنۃ وتتفرق فی الجنۃ حسن بصری نے عبد اللہ سے اور انہوں نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے فرمایا اس جناب نے جب قیامت کا دن ہوگا تو بیٹھیں گے علیؑ ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ فردوس کے اوپر اور فردوس ایک پہاڑ ہے جنت سے اونچا اور اسکے اوپر عرش پروردگار عالم ہے اور دامن سے اسی پہاڑ کی جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں اور جنت میں پھیل گئی ہیں۔

وھو جالسٌ علی کرسیٍّ من نورٍ یجری بین یدیہ التسنیم لا یجوز احدٌ الصراط الا ومعہ براءۃ لولایتہ وولایۃ اھلبیتہ یشرف علی الجنۃ فیدخل محبیہ الجنۃ

ومبغضیه النار اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام ایک نور کی کرسی پر بیٹھے ہوں گے سامنے ان کے تسلیم ہوگا کوئی شخص صراط پر سے نہ گذر سکے گا مگر جس کے پاس پروانہ ہوگا جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کا اور ان کی اہلبیت کی محبت کا یہ اوپر سے جنت کو دیکھ رہے ہونگے پس اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں گے اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں:

عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ اوّل من اتخذ علے بن ابیطالبؑ اخاً من اھل السماء حملۃ العرش ثم رضوان خازن الجنان ثم ملک الموت و ان ملک الموت یترحّم علے محبّی علے بن ابیطالبؑ کما یترحم علے الانبیاء علیہم السلام

عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہا اُس سے فرمایا رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ آسمان کے لوگوں میں سے پہلے جس نے علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو بھائی بنایا ہے وہ حاملان عرش الہی ہیں بعد ان کے رضوان نے جو کہ خازن جنت ہے بعد اُسکے ملک الموت نے اور بلا شبہ ملک الموت کو دوستان علی ابن ابی طالب علیہ السلام پر رحم آتا ہے جس طرح کہ پیمبروں پر رحم آتا ہے:

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ من احبّ علیّاً قبل اللہ عنہ صلوٰتہ وصیامہ وقیامہ واستجاب دعاءہ ابن عمر سے روایت ہے کہا اس نے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے جو شخص دوست رکھے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو قبول کرتا ہے خدائے تعالےٰ نماز اس کی اور روزہ اس کی اور قیام اُس کا اور قبول کرتا ہے دعا اُسکی:

الا ومن احبّ علیّاً اعطاہ اللہ بکلّ عرقٍ فی بدنہ مدینۃً فی الجنّۃ:

آگاہ ہو جو شخص کہ دوست رکھے علیؑ کو عطا فرماتا ہے خدائے تعالےٰ اسکو جنت میں اتنے شہر جتنے اس کے بدن میں رگیں ہیں: الا ومن احبّ آل محمدٍ امن من الحساب والمیزان والصّراط آگاہ ہو جو شخص کہ دوست رکھے آل محمدؐ کو بے خوف ہوگا حساب سے اور میزان سے اور صراط سے الا ومن مات علی حبّ آل محمدٍ فانا کفیلہ بالجنّۃ مع الانبیاء آگاہ ہو جو شخص کہ مرجائے محبت پر آل محمدؐ کی تو میں اور سب انبیا کفیل ہیں اس کے لئے بہشت کے:

الا ومن ابغض آل محمدٍ جاء یوم القیامۃ مکتوباً بین عینیہ آئس من رحمۃ اللہ آگاہ ہو جو شخص کہ بغض رکھے آل محمدؐ سے وہ قیامت کے دن اس حال سے آئے گا کہ پیشانی پہ اسکی

لکھا ہوگا ناامید ہے یہ رحمت خدا سے۔ فی کتاب الفردوس عن ابن عباس رضؓ قال قال رسول
الله صلے الله علیہ وآلہ لیلۃ عرج بی الی السماء رأیت علیٰ باب الجنۃ کتاب فردوس
میں ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے
کہ جس رات مجھکو معراج ہوئی اس رات میں نے دروازے پر بہشت کے لکھا دیکھا۔
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیٌ حبیب اللہ والحسنؑ والحسینؑ صفوۃ اللہ فاطمہؑ
امۃ اللہ علیٰ ما ابغضھم لعنۃ اللہ یعنی کوئی پروردگار سوائے اللہ کے نہیں ہے اور حضرت محمد
مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ برحق فرستادہ خدا ہیں اور علیؑ خدا کے دوست ہیں اور امام حسنؑ اور امام
حسین علیہم السلام برگزیدہ خدا ہیں اور فاطمہ زہراؑ خدا کی کنیز خاص ہیں ان سے بغض کرنے والے
پر خدا کی لعنت ہے۔ فی مناقب ابن المغازلی عن عدی بن ثابت قال خرج رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ الی المسجد فقال کتاب مناقب تصنیف ابن مغازلی میں عدی ابن ثابت سے
روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ حضرت رسولِ خدا مسجد میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ ان اللہ اوحیٰ
الی نبیہ موسیٰ علیہ السلام ابن لی مسجدًا طاھرًا لا یسکنہ الا موسیٰ وھارون وابنا
ھارون وان اللہ اوحیٰ الی ان ابنی مسجدًا طاھرًا لا یسکنہ الا انا وعلیٌ وابنا
علیٍ یعنی خدا نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی تھی اور حکم ان کو یوں فرمایا تھا کہ اے
موسیٰ میری عبادت کے لئے ایک پاک و پاکیزہ مسجد بنا کہ جس میں سوا موسیٰؑ و ہارونؑ اور دو
ہارونؑ کے بیٹوں کے کوئی اور نہ رہے اور میرے پاس خدا نے وحی بھیجی کہ میں ایسی پاک و پاکیزہ
مسجد بناؤں کہ اس میں سوا میرے اور علیؑ اور علیؑ کے دو بیٹوں کے کوئی دوسرا نہ رہے۔
(۲۰) ابو طاھر المقلد بن غالب عن رجالہ باسنادہ المتصل الی علیٍ بن ابیطالب
علیہ السلام ابو طاہر نے اپنی راویوں سے روایت کی ہے اور سند خود حضرت امیر علیہ السلام
تک پہنچائی ہے وھو ساجد یبکی حتیٰ علا نحیبہ وارتفع صوتہ بالبکاء فقلنا یا امیر
المومنین لقد امرضنا بکاءک وامضنا و شجانا وما رأیناک قد فعلت مثل ھذا الفعل
قط کہ ایک دفعہ حضرت سجدے میں روتے تھے اور ایسی شدت آپ پر رقت کی ہوئی کہ آوازِ گریہ
بلند ہوئی ہم لوگوں نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ آپ کے گریہ سے ہم بیچین ہوگئے اور دل ہمارا

جلنے لگا اور ہم پر اندوہ و غم طاری ہوا ایسا روتے ہم نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ فقال کنت ساجدًا ادعوا ربی بدعاء الخیرات نے سجدتی نغلبنی علینی فرایت رویا ھالتنی واقلقتنی پس فرمایا حضرت نے کہ میں سجدے میں تھا اور اپنے پروردگار سے بہتری کی دعا سجدے میں مانگتا تھا کہ اتنے میں آنکھ میری لگ گئی اور ایسا خواب دیکھا جس سے مجھکو ہول ہوا اور قلق مجھپر طاری ہوا۔

رایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہٖ قائمًا وھو یقول یا ابا الحسن طالت غیبتك فقد اشتقت الیٰ رویاك وقد انجزلی ربی ما وعدنی فیك میں نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ کو خواب میں دیکھا کہ کھڑے ہیں اور مجھ سے خطاب کرکے فرماتے ہیں کہ اے ابو الحسنؑ تمہاری جدائی کو بہت عرصہ ہوا میں تمہارے دیدار کا مشتاق ہوں میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ تمہارے بارے میں مجھ سے کیا تھا وہ سب پورا کر دیا فقلت یا رسول اللہ ما الذی انجز لك فی میں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کیا وعدہ ہے جو پروردگار نے آپ سے میرے بارے میں پورا کر دیا۔ قال انجزلی فیك وفی زوجتك وابنیك وذریتك فی الدرجات العلیٰ فی علیین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ پروردگار نے مجھ سے تمہارے بارے میں اور تمہاری زوجہ اور دونو بیٹوں کے بارے میں اور تمہاری ذریت کے بارے میں وعدے پورے کر دیئے کہ یہ سب درجات عالی پر علیین میں فائز ہوں گے۔

قلت بابی انت و امی یا رسول اللہ فشیعتنا میں نے عرض کی کہ میرے باپ ماں آپ پر سے فدا ہوں ہمارے شیعوں کا کیا ہوا قال شیعتنا معنا وقصورھم بحذاء قصورنا ومنازلھم مقابل منازلنا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ شیعہ ہمارے تمہارے یا علیؑ ہمارے ساتھ ہوں گے اور محل ان کے بہشت میں ہمارے محلوں کے سامنے ہوں گے اور گھر ان کے ہمارے گھروں کے مقابل ہونگے قلت یا رسول اللہ فما لشیعتنا فی الدنیا میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ تو درجے ہمارے شیعوں کے آخرت میں ہیں مگر ان کو دنیا میں کیا ملے گا۔ قال الامن والعافیۃ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ دنیا میں ان کے لئے امن و عافیت ہے قلت فما لھم عند الموت میں نے عرض کی کہ ان پر وقت مرگ کیا عنایت ہوگی۔ قال یحکم الرجل فی نفسہ ویؤمر ملك الموت بطاعتہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ شیعہ کو اپنی موت کا اختیار دیا جائے گا اور ملک الموت کو حکم ہوگا کہ اس شخص کے کہنے کے موافق عمل کرے قلت فما لذلك حد یعرف میں نے عرض کی تو

پھر ان کی موت کا کوئی ایسا بیان واضح نہیں ہو سکتا جس سے حال اس کا معلوم ہو قال بلیٰ ان اشد شیعتنا لنا حبّا یکون خروج نفسه کشرب احدکم فی یوم الصیف الماء البارد الذی ینتقع به القلوب ان سائرهم لیموت کما یغط احدکم علی فراشه کافرما کانت علیه بموته جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہاں بیان ہو سکتا ہے جس شخص کو ہمارے شیعوں میں سے ہماری نہایت محبت ہوگی اس کی جان اس طرح نکلے گی جیسے کوئی گرمی کے دنوں میں ٹھنڈا پانی پیئے کہ دل اسکا تازہ ہو جاوے اور باقی ہر شخص کے شیعوں میں سے موت ایسی ہوگی کہ جیسے کوئی سو جاتا ہے اور جو کچھ گناہ اسیر ہوں گے بستر مرگ پر اذیت موت سے معاف ہو جاویں گے۔ ابوالقاسم العلوی معنعنا عن ابی بصیر قال ابوالقاسم علوی نے بوسائط ابوبصیر سے نقل کیا ہے کہ کہا اس نے قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام جعلت فداك یستکره المومن علی خروج نفسه یعنی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں میں نے عرض کیا میں فدا ہوں آپ پر مومن کو اپنی جان نکلنا برا معلوم ہوگا۔ فقال لا واللہ راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا واللہ ہرگز نہیں قال قلت وکیف ذالك راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ کیونکر یہ ہے قال ان المومن اذا حضرته الوفاة حضر رسول اللہ صلی اللہ علیه واله و اهلبیته امیر المومنین علی ابن ابیطالب وفاطمة والحسن والحسین وجمیع الائمة علیهم الصلوٰة والسلام ولکن اکنوا عن اسم فاطمة وتحضره جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل علیهم السلام حضرت نے فرمایا کہ جب مومن کا وقت مرگ ہوتا ہے تو اسکے پاس جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ اور ان کی اہلبیت یعنے امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ اور جناب فاطمہؑ اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور تمام آئمہ علیہم الصلواۃ والسلام تشریف لاتے ہیں حضرت فاطمہؑ کا اسم مبارک نہ لیا بلکہ ان معصومہ کا ذکر کنایہ کیا اور حضرت جبرئیلؑ ومیکائیلؑ واسرافیلؑ وعزرائیل علیہم السلام بھی آتے ہیں قال فیقول امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیه السلام یا رسول اللہ انه کان ممن یحبنا ویتولانا فاحبه اور فرمایا کہ تب جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ یہ شخص میرے دوستوں سے ہے تو اس سے میں بھی محبت رکھتا ہوں قال فیقول رسول اللہ صلے اللہ علیه واله یا جبرئیل انه ممن کان یحب علیا وذریته فاحبه اور حضرت نے فرمایا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ جبرئیل سے فرماتے ہیں

کہ اے جبرئیل یہ شخص چونکہ علیؑ اور ان کی ذریت کا محب ہے میں بھی اسکو دوست رکھتا ہوں وقال
جبرئیل المیکائیل و اسرافیل علیہم السلام مثل ذالک ثم یقولون جمیعًا لملک الموت انہ کان
ممن یحب محمدًا واٰلہ ویتولّٰی علیًا وذریتہ فارفق بہ اور جب اسیطرح جبرئیل بھی میکائیلؑ سے
کہہ چکتے ہیں تو سب مل کے ملک الموت سے کہتے ہیں کہ یہ شخص محبان محمدؐ و آل محمدؐ سے ہے اور موالیان
علیؑ و ذریت علیؑ سے ہے اس لئے تم اسکے ساتھ نرمی کرنا۔ قال فیقول ملک الموت والذی اختارکم
وکرمکم واصطفیٰ محمدًا صلے اللہ علیہ واٰلہ بالنبوۃ وخصہ بالرسالۃ لانا ارفق بہ
من والد رفیق واشفق علیہ من اخ شفیق حضرت نے فرمایا کہ تب ملک الموت کہتے ہیں کہ قسم اس
خدا کی جس نے تم لوگوں کو منتخب کیا اور بزرگی دی اور محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ کو نبوت سے برگزیدہ
کیا اور رسالت سے مخصوص کیا میں اس شخص پر پدر مہربان سے زیادہ نرمی کرتا ہوں۔ اور برادر شفیق سے
زیادہ شفقت کرتا ہوں ثم قام الیہ ملک الموت فیقول یا عبداللہ اخذت فکاک رقبتک
اخذت رھان امانک پھر اس شخص کے پاس جا کے ملک الموت کہتے ہیں کہ اے بندۂ خدا تجھے گلو خلاصی
حاصل ہوئی اور سلامتی کی تجھکو ضمانت ملی فیقول نعم وہ شخص کہتا ہے کہ ہاں فیقول الملک فیما ذا
تب ملک الموت پوچھتے ہیں کہ یہ باتیں تجھکو کس ذریعہ سے حاصل ہوئیں فیقول بحبی محمدًا واٰلہ وبولایتی
علی بن ابیطالب و ذریتہ پس یہ شخص کہتا ہے کہ میں نے جو محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ سے اور انکی
آل سے محبت کی اور علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام سے اور ان کی ذریت سے تولا کیا۔ اس سبب سے مجھکو
یہ چیزیں حاصل ہوئیں۔ فیقول اما ماکنت تحذر فقد امنک اللہ منہ واما ماکنت ترجوا
فقد اتاک اللہ بہ افتح عینیک فانظر الی ما عندک پس ملک الموت کہتے ہیں کہ اے بندۂ خدا
جس چیز سے تو ڈرتا تھا اس سے تجھکو خدا نے نجات دی اور جس چیز کی تو آرزو رکھتا تھا وہ خداوند عالم
نے تجھکو عنایت فرمائی اب تو آنکھیں کھول اور دیکھ کہ تیرے پاس کیا ہے۔

قال فیفتح عینیہ فینظر الیھم واحدًا واحدًا ویفتح لہ باب الی الجنۃ فینظر الیھا۔
فرمایا حضرت نے کہ پس وہ بندہ اپنی آنکھیں کھولتا ہے اور جو صاحب اسکے پاس تشریف رکھتے ہیں
اُن میں سے ایک ایک کی طرف دیکھتا ہے اور اسکے سامنے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے اور وہ جنت کو
دیکھتا ہے فیقول لہ ھذا ما اعد اللہ لک وھولاء رفقاؤک افتحب اللحاق بھم

او الرجوع الی الدنیا پس ملک الموت اس سے کہتے ہیں کہ یہ وہ چیز ہے کہ خزانے تیرے لئے مہیا کی ہے اور یہ
لوگ تیرے رفیق ہیں اب آیا تو ان سے ملنا چاہتا ہے یا کہ دنیا کی طرف پھر جانا قال فقال ابو عبد اللہ علیہ
السلام اما رایت شخوصہ ورفع حاجبیہ الی فوق من قولہ لا حاجۃ لی الی الدنیا ولا الرجوع
الیہا راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے میری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ آیا تو مومن کی حالت
نزع میں آنکھیں گڑو کی دیکھنے سے اور اوپر کی طرف بھوئیں اٹھانے سے نہیں سمجھتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ
مجھکو کچھ ضرورت دنیا کی اور وہاں پھر جانے کی نہیں ہے۔

وینادیہ مناد من بطنان العرش یسمعہ ویسمع من بحضرتہ اور منادی جانب پروردگار سے اندر
سے عرش کے اس بندہ کو ندا دیتا ہے جسکو وہ خود سنتا ہے اور جو صاحب کہ اسکے پاس تشریف رکھتے
ہیں وہ بھی سنتے ہیں اور وہ ندا یہ ہوتی ہے یا ایّتہا النفس المطمئنّۃ الی محمّد ووصیّہ والائمّۃ
من بعدہ ارجعی الی ربّک راضیۃ بالولایۃ مرضیّۃ بالثواب فادخلی فی عبادی مع
محمّد واھل بیتہ وادخلی جنّتی غیر مشوبۃ یعنے اے وہ روح جو اطمینان کامل و اعتقاد راسخ
محمد مصطفیٰ اور ان کے وصی اور بعد ان کے باقی اماموں کا رکھے ہے پھر آ اپنے پروردگار پاس درحالیکہ
تو خوش ہے تولے سے اور راضی ہے ثواب سے پس داخل ہو تو میرے بندوں میں ساتھ محمدؐ اور انکی
اہلبیتؑ کے اور داخل ہو تو میری جنت میں جہاں شائبہ تکلیف نہیں ہے۔

عن عبد الرحیم قال قال ابو جعفر علیہ السلام انّما احدکم حین یبلغ نفسہ ھٰھنا ینزل علیہ
ملک الموت عبد الرحیم سے منقول ہے کہ کہا اس نے کہ فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ ہر ایک کہ
تم شیعوں میں سے جب روح اس کی یہاں پر پہنچتی ہے تو ملک الموت نازل ہوتے ہیں فیقول اما ما
کنت ترجوا فقد اعطیتہ واما ما کنت تخافہ فقد امنت منہ اور کہتے ہیں کہ تو جس چیز کی
آرزو رکھتا تھا تجھکو عنایت ہو گئی اور جس چیز سے تجھکو خوف تھا اس سے تو محفوظ رہا۔

ویفتح لہ باب الی منزلہ من الجنّۃ ویقال لہ انظر الی مسکنک من الجنّۃ وانظر ھٰذا رسول
اللہ وعلیؑ والحسنؑ والحسینؑ علیہم السلام رفقاؤک اور ایک دروازہ اسکے سامنے کھل جاتا
ہے جس میں سے اس کا گھر جو جنت میں ہے دکھائی دیتا ہے اور وہ خطاب کیا جاتا ہے کہ بہشت میں
اپنے گھر کو دیکھ اور یہ جو جناب رسولخدا ؐ اور علی مرتضےٰ اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ تشریف رکھتے

ہیں یہ حضرات تنقیق تیرے ہیں۔ وھو قول اللہ الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الآخرۃ اور یہی معنی اس آیت کے ہیں جو خدا فرماتا ہے یعنی جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے تھے ان کو خوشخبری جیتے جی دنیا میں اور آخرت میں بھی ملتی ہے۔

(۱۲) عن فلیس مولے علی بن ابیطالب علیہ السلام قال فلیس جو غلام ہمارے آقا جناب امیر علیہ السلام کے تھے ان سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں ان علیًا امیرالمومنین علیہ السلام کان قریبًا من الجبل بصفین فحضرت صلوٰۃ المغرب فامعن بعیدًا ثم اذن یعنی جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو قریب پہاڑ کے جو وادی صفین میں تھا نماز مغرب کا وقت آیا تو حضرت دور کی کوئی چیز غور سے ملاحظہ کرنے لگے اور بعد ملاحظہ کے اذان نماز کے لئے فرمائی فلما فرغ عن اذانہ اذا رجل مقبل نحو الجبل ابیض الراس واللحیۃ والوجہ حضرت اذان سے فارغ ہوئے تھے کہ رستے میں دیکھا کہ ایک شخص پہاڑ کی طرف سے چلے آتے ہیں کہ ان کا سر اور داڑھی اور منہ سب سفید رنگ ہے فقال السلام علیک یا امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مرحبا بوصی خاتم النبیین وقائد الغر المحجلین والاعز المامون الفاضل الفائز بثواب الصدیقین و سید الوصیین پس انہوں نے کہا کہ سلام ہو میرا آپ پر اے سردار مومنوں کے اور رحمت خدا کی اور برکت آپ کے شامل حال ہوئے خوشا حال آپ کا کہ خاتم المرسلین کے آپ وصی ہیں اور نورانی چہرے والوں کے اور نورانی ہاتھ پاؤں والوں کے قیامت کے دن آپ رہنما ہیں اور آپ نہایت غالب اور محفوظ اور بڑھے ہوئے ہیں اور ثواب صدیقین وابرار کا آپ کے لئے مہیا ہے اور آپ سردار اوصیائے سلف ہیں فقال لہ امیرالمومنین وعلیک السلام کیف حالک پس جناب امیر علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم پر بھی سلام ہو کیا حال تمہارا ہے فقال بخیر انا منتظر روح القدس پس کہا انہوں نے کہ خیریت ہے میں منتظر روح القدس کا ہوں ولا اعلم احدًا اعظم فی اللہ عزوجل اسمہ بلاءً ولا احسن ثوابًا منک ولا ارفع عند اللہ مکانًا اور راہ خدائے تعالیٰ میں زیادہ مصیبت اٹھانے والا یا آپ سے زیادہ ثواب پانے والا یا درگاہ خدا میں زیادہ بلند مرتبہ کسی کو نہیں جانتا ہوں میں اصبر یا اخی علیٰ ما انت فیہ حتیٰ تلقی الحبیب فقد رایت اصحابنا ما لقوا بالامس من بنی اسرائیل نشروھم بالمناشیر وحملوھم

علی الخشب اے بھائی جس حالت میں آپ ہیں آسیر صبر کیجئے یہاں تک کہ آپ حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ سے ملاقات کیجئے آپ نے ہمارے اصحاب کو دیکھا کہ زمانہ سابق میں کیا مصیبتیں بنی اسرائیل کے ہاتھ سے اُٹھائیں آرے سے انکو چیرا اور سولی پر چڑھائے لئے پھرے۔

ولو تعلم ھٰذہ الوجوہ التربۃ الشائکۃ واومی بیدہ الی اھل الشام ما اُعدّ لھم فی قتالک، من عذاب وسوء نکال لا قصروا اور ہاتھ سے اہل شام کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ کہ جو یہ روسیاہ جانتے کہ بوجہ آپ سے لڑنے کے خدا نے ان کے لئے کیا کیا عذاب اور سزائیں مہیا کی ہیں تو ضرور لڑنے سے باز آتے ولو تعلم ھٰذہ الوجوہ المبیضۃ واومی بیدہ الی اھل العراق ماذا لھم من الثواب فی طاعتک لودت انھا قرضت بالمقاریض اور ہاتھ سے اہل عراق کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ان نورانی چہروں کو جو معلوم ہو جاوے کہ آپ کی اطاعت میں کیا کیا ثواب ہیں اور آپ کی فرمانبرداری میں کیسے کیسے حسنات ہیں تو وہ پسند کریں کہ آپ کی اطاعت میں جسم تک ان کے قینچیوں سے کترے جاویں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم غاب من موضعہ سلام ہو آپ پر اور رحمت خدا کی اور برکتیں اس کی شامل آپ کے رہیں یہ کہہ کے وہ شخص اپنی جگہ سے غائب ہو گئے فقام عمار بن یاسرؓ وابوالھیثمؓ بن التیھان وابوایوب الانصاری وعبادۃ بن الصامت وخزیمۃ بن ثابت وھاشم المرقال فی جماعۃ من شیعۃ امیر المومنین علیہ السلام وقد کانوا سمعوا کلام الرجل فقالوا یا امیر المومنینؑ من ھٰذا الرجل۔

پس عمار بن یاسرؓ اور ابوالہیثمؓ اور ابوایوب انصاریؓ اور عبادہؓ وخزیمہؓ اور ہاشمؓ یہ سب لوگ ایک جماعت شیعیان امیر المومنین علیہ السلام کی اُٹھی کہ انہوں نے کلام ان شخص اجنبی کا سنا تھا اور خدمت جناب امیر المومنین علیہ السلام میں عرض کی کہ یا امیر المومنین یہ شخص کون تھے۔

فقال لھم امیر المومنین علیہ السلام ھٰذا شمعون وصی عیسٰی علیہ السلام بعثہ اللہ ینصرنی علی قتال اعدائہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شمعون وصی عیسٰی علیہما السلام ہیں جن کو خداوند عالم نے میری مدد کے لئے اس لڑائی میں کہ دشمنان خدا سے لڑتا ہوں بھیجا تھا فقالوا لہ فداک اباؤنا وامھاتنا واللہ لننصرنک نصرنا لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ ولا یتخلف عنک من المھاجرین ولا انصار الا شقی

پس ان سب جان نثاروں نے عرض کی کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں قسم بخدا کہ ہم آپ کی ایسی نصرت و مدد کریں گے جیسی جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ کی مدد کی اور ہم سب مہاجرین و انصار میں سے جو آپ کا ساتھ نہ دے وہ شقی ہے۔ فقال لھم امیر المومنین علیہ السلام معروفاً پس جناب امیر علیہ السلام نے ان کو بدعائے خیر یاد کیا۔

(۲۲) عن احمد بن علی بن عیسیٰ الزہری رفعہ الی اصبغ بن نباتہ قال احمد بن علی سے روایت ہے اور اس نے سند اس کی اصبغ بن نباتہ رضؓ تک پہنچائی ہے کہ کہا انہوں نے توجہت الیٰ امیر المومنین علیہ السلام لا سلّم علیہ یعنی میں دولتخانہ پر جناب امیر علیہ السلام کے حاضر ہوا فلم البث ان خرج فقمت قائماً علیٰ رجلی فاستقبلت ابھی مجھکو حاضر ہوئے بہت دیر نہیں گزری تھی کہ حضرت برآمد ہوئے میں نے سروقد تعظیم کے لئے اٹھ کے استقبال حضرت کا کیا۔ فضرب بکفہ الیٰ کفی فشبّک اصابعہ فی اصابعی حضرت نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مار کے اپنی انگلیاں میری انگلیوں میں ڈال دیں ثمّ قال یا اصبغ بن نباتہ رضؓ قلت لبیّک و سعدیک یا امیر المومنینؑ اور فرمایا مجھ سے کہ اے اصبغ بن نباتہ رضؓ میں نے عرض کی کہ لبیک یا امیر المومنین ؑ میں بدل و جان حاضر ہوں اور آپ کا ارشاد میری بڑی سعادت ہے۔ فقال انّ ولیّنا ولیّ اللہ فرمایا کہ ہمارا دوست خدا کا دوست ہے فاذا مات کان فی الرفیق الاعلیٰ جب دار دنیا سے رحلت کرے گا تو رفیق اعلےٰ یعنی نعمات الٰہی میں ہوگا۔ وسقاہ اللہ من زہرا برد من الثلج واحلیٰ من الشھد اور جناب باری اسکو شربت گل پلاوے گا جو سرد تر برف سے ہے اور شیریں تر شہد سے ہے۔

فقلت جعلت فداک وان کان مذنباً میں نے عرض کی فدا ہوں میں آپ پر اور جو وہ گنہگار ہو قال نعم الم تقرا کتاب اللہ اولئک یبدّل اللہ سیّئاتھم حسنات وکان اللہ غفوراً رحیماً حضرت نے فرمایا کہ تب بھی کیا تو نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی ہے کہ بدل دے گا اللہ برائیاں ان کی نیکیوں سے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم والا ہے۔

(۲۳) فیما کتب امیر المومنین ع لمحمدؓ بن ابی بکر جناب امیر علیہ السلام نے جو تحریر محمدؓ بن ابوبکر کو لکھی تھی اس میں ارشاد فرماتے ہیں۔ یا عباد اللہ ما بعد الموت لمن لا یغفر لہ اشدّ من الموت القبر فاحذروا ضیقہ وضنکہ وظلمتہ وغربتہ یعنے اے بندگان

خدا جس شخص کے لئے بخشش نہو مئی اسکے اوپر بعد مرنے کے قبر موت سے زیادہ سخت ہے پس تم اسکی تنگی
سے اور اسکی تاریکی سے اور اس کی تنہائی سے ڈرو انّ القبر یقول کلّ یوم انا بیت الغربۃ
انا بیت التّراب انا بیت الوحشۃ انا بیت الدّود والھوام قبر ہر روز کہتی ہے کہ میں خانۂ غربت
ہوں کہ جہاں سب اجنبی اور پردیسی ہیں میں خانۂ خاک ہوں کہ جہاں جسم گل کے خاک ہوجاتا ہے میں
خانۂ وحشت ہوں جہاں کوئی مونس و یار نہیں خانۂ کرم وگزندگان ہوں کہ جہاں سانپ بچھو رہتے ہیں
اور بدن میں کیڑے پڑتے ہیں القبر روضۃ من ریاض الجنّۃ او حفرۃ من حفر النّار قبر کیا
ہے یا تو ایک باغ باغہائے بہشت میں سے ہے اور یا ایک گڑھا دوزخ کے گڑھوں میں سے ہے
ان العبد المومن اذا دفن قالت لہ الارض مرحبًا واھلاً قد کنت ممّن احبّ ان یمشی
علی ظھری فاذا ولیتک نستعلم کیف صنیعی بک فیتّسع لہ مدّ البصر جب بندۂ مومن
قبر میں دفن ہوتا ہے تو اسکو زمین مبارکبا د دیتی ہے اور مرحبا کہتی ہے اور کہتی ہے کہ تو ان لوگوں
میں سے تھا جن کا چلنا اپنی پیٹھ پر مجھے محبوب معلوم ہوتا تھا اب جو تو قابو میں میرے آیا تو جانے گا
تو کہ کیسا حسن سلوک تیرے ساتھ میں کرتی ہوں یہ کہہ کے زمین اس کے لئے جہاں تک نظر کام کرتی ہے
کشادہ ہوجاتی ہے وانّ الکافر اذا دفن قالت لہ الارض لا مرحبًا بک ولا اھلاً لقد کنت
من ابغض من یمشی علی ظھری فاذا ولیتک نستعلم کیف صنیعی بک فتضمّہ حتّی تلتقی
اضلاعہ اور جب شخص کافر دفن ہوتا ہے تو زمین اسکو بہت برا کہتی ہے اور کہتی ہے جو لوگ میری
پشت پر چلتے ہیں اُن میں سب سے زیادہ میں تجھ سے بغض و عداوت رکھتی تھی اب جو تو میرے
قبضہ میں آیا تو دیکھے گا تو کہ کیا میں تیرے ساتھ کرتی ہوں یہ کہہ کے زمین اسکو ایسا بھینچتی ہے کہ
پسلیاں تک اسکی مل جاتی ہیں، وانّ المعیشۃ الضّنک الّتی حذّر اللہ منھا عدوّہ عذاب
القبر اور وہ تنگ زندگانی جس سے خدا نے اپنے دشمنوں کو ڈرایا ہے وہ کیا ہے کہ عذاب قبر ہے
انّہ یسلّط علی الکافر فی قبرہ تسعۃ و تسعین تنّینًا فینھشن لحمہ و یکسرن عظمہ تردّدن
علیہ کذالک الی یوم یبعث لو انّ تنّینًا منھا نفخ فی الارض لم تنبت زرعًا خداوند عالم
کافر پر قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کرتا ہے کہ گوشت اس کا نوچ ڈالتے ہیں اور ہڈیاں توڑ
ڈالتے ہیں اور اس طرح سے اس کے پاس روز قیامت تک آیا کریں گے اگر ان اژدہوں میں

سے کوئی اژدہا زمین پر پھینکا مارے تو کبھی کھیت نہ اُگے؛ یا عباد اللّٰہ انّ انفسکم الضعیفۃ واجسادکم الناعمۃ الرّقیقۃ التی یکفیھا الیسیر یضعف عن ھذا اے بندگان خدا تمہارے کمزور نفس اور تمہارے نرم ونازک بدن جنہیں نقصان پہنچانے کو ذراسی چیز کافی ہوتی ہے ایسے نہیں ہیں کہ یہ صدمات اُٹھا سکیں؛

فان استطعتم ان تجزعوا لاجسادکم وانفسکم مما لا طاقۃ لکم بہ ولا صبر لکم علیہ فاعملوا بما احبّ اللّٰہ واترکوا ما کرہ اللّٰہ پس اگر تم اس تکلیف سے جس کی تم کو طاقت نہیں ہے اور نہ اسپر تم صبر کر سکتے ہو اپنے بدنوں کو اور اپنے نفسوں کو بچا سکو تو جو خدا کو پسند ہے وہ فعل کرو اور جو خدا کو ناپسند ہے اسکو چھوڑ دو؛

حسنؑ مجتبیٰ

(۱) روی فی الارشاد انّ الحسنؑ بن علیؑ ولد بالمدینۃ لیلۃ النصف من شھر رمضان سنۃ ثلث من الھجرۃ ومضٰی مسموماً فی سابع صفر سنۃ خمسین وقیل فی ثمان و عشرین منہ وقیل فی آخرہ وقیل فی خمس خلون من شھر ربیع الاوّل وھو یومئذ ابن ثمانیۃ واربعین سنۃ" ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ میں منقول ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام پندرھویں شب کو ماہ مبارک رمضان کے کہ تیسرا سال ہجری تھا مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ساتویں کو صفر کے سن پچاس ہجری میں بزہر ستم شہید ہوئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اٹھائیسویں کو اور بعضوں نے لکھا ہے کہ اُنتیسویں کو صفر کی؛ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ پانچویں کو ربیع الاوّل کی شہید ہوئے اور سن شریف اس جناب کا اڑتالیس برس کا تھا؛

وکانت خلافتہ عشر سنین ودفن بالبقیع عند جدّتہ فاطمۃ بنت اسد اور مدت خلافت اس جناب کی دس برس تھی اور قبر مطہر اس جناب کی قبرستان بقیع میں ہے متصل قبر جناب فاطمہ بنت اسدؑ کی جو کہ جدّۂ ماجدہ ان حضرت کی تھیں فعاش مع جدّہ

رسول اللہ سبع سنین و اشہر وقیل ثمانی سنین و مع ابیہ ثلاثین و بعدہ تسع سنین وقیل عشر
سنین و در آنحضرت نے ہمراہ جناب رسالتمآب کے سات برس اور کئی مہینے زندگی اور بعضوں نے لکھا ہے کہ آٹھ برس اور بعد آنحضرت کے ہمراہ اپنے پدر
بزرگوار کے تیس برس زندہ رہے اور بعد اُس جناب کے نو برس اور بعضوں نے لکھا ہے کہ دس برس زندگانی کی و بقی فی خلافتہ
اربعۃ اشہر وثلثۃ ایام ووقع الصلح بینہ وبین معاویۃ فی سنۃ احدی واربعین اور وہ جناب ہمگی چار مہینے اور تین دن
خلیفہ کہلائے اور سن اکتالیس میں درمیان اُس جناب کے اور معاویہ کے صلح ہو گئی پھر اس روز سے حضرت
کو کسی نے خلیفہ نہ کہا روی فی المناقب ان الحسن ولد بالمدینۃ لیلۃ النصف من شہر رمضان
سنۃ ثلث من الہجرۃ وقیل سنۃ اثنین وجاءت بہ فاطمۃ علیہا السلام الی النبی فی یوم
السابع من مولدہ فی خرقۃ من حریر الجنۃ وکان جبرئیل نزل بہا الی رسول اللہ
فسماہ اللہ حسنا وعق عنہ کبشا وسماہ فی التوراۃ شبرا وکنیتہ ابو محمد وابو القاسم
والقابہ السید والسبط والامین والحجۃ والبر والتقی والزکی والمجتبیٰ والسبط الاول
والزاہد اور کتاب مناقب میں منقول ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام پندرھویں شب ماہ مبارک رمضان
کی کہ سن تیسرا یا دوسرا ہجری تھا پیدا ہوئے اور ساتویں روز جناب سیدہ علیہا السلام اس شہزادہ کو ایک ٹکڑے
ایک پارچہ حریر میں کہ جبرئیل اُسے بہشت سے لائے تھے لپیٹ کر خدمت رسول خدا میں لائیں پس خدا
عزوجل نے نام اس جناب کا حسن رکھا اور ساتویں روز ایک گوسفند کو عقیقہ کیا اور نام اس شہزادہ کا
توریت میں شبر ہے اور کنیت مبارک اس جناب کی ابو القاسم اور ابو محمد ہے اور لقب اس جناب کا سید
اور سبط اور امین اور حجت اور بر اور تقی اور زکی اور مجتبیٰ اور سبط اول اور زاہد ہے۔

(۲) روی عن الصادق قیل للحسن بن علی فی احتمالہ الشدائد عن معاویۃ امام جعفر
صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے پوچھا امام حسن علیہ السلام سے کہ یا ابن رسول اللہ کیا سبب
ہے کہ آپ ظلم پر معاویہ کے تحمل فرماتے ہیں فقال الحسن کلاما معناہ لو دعوت اللہ تعالیٰ لجعل اللہ
العراق شاما والشام عراقا وجعل المرأۃ رجلا والرجل امرأۃ حضرت نے جواب ارشاد کیا کہ
حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر میں جناب باری میں دعا کروں تو حق تعالیٰ ملک عراق کو ملک شام کر دے اور
ملک شام کو عراق کر دے اور عورت کو مرد اور مرد کو عورت کر دے۔

فقال رجل من اہل الشام ومن یقدر علی ذالک فقال الحسن انقض الا تستحیین ان

تقعد بين الرجال فوجد الرجل نفسه امراةً پس ایک شخص شامی نے ازراہ عناد کے کہا کون
ایسا ہے کہ اس امر محال پر قدرت رکھتا ہو یہ سنکر حضرت نے اس سے فرمایا کہ اٹھ کھڑی ہو اے
عورت کیا تجھے شرم نہیں آتی ہے کہ مردوں میں بیٹھی ہے پس اس شخص نے اسیوقت اپنے تئیں عورت
پایا فقال الحسنؑ وصار عيالك رجلاً وتقاربك وتحمل عنها وتلد ولداً خنثیٰ فكان كما
قال الحسنؑ پس امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ زوجہ تیری مرد ہو گئی اور تجھے اس سے حمل رہیگا
اور تجھے اس سے فرزند خنثی پیدا ہوگا پس جو کچھ کہ امام حسن علیہ السلام نے ارشاد کیا تھا وہ سب
واقع ہوا ثم انه تاب وعياله واستغفرا منه فدعا الله تعالیٰ فعادا الی الحالة الاولیٰ بعد
اسکے اس شخص نے اور اس کی عیال نے اپنے اعتقاد فاسد سے توبہ کی اور حضرت سے طالب عفو
ہوا پس حضرت نے خدا سے دعا کی اسیوقت وہ مرد اور عورت دونو اپنی حالت اصلی پر آگئے۔

(۳) روی فی الخرائج عن ابی عبدالله قال ان الحسنؑ كان عنده رجلان فقال احدهما
له یا ابن رسول الله انك حدثت البارحة فلاناً بحديث كذا وكذا فقال الرجل انه
ليعلم ما كان العجب من ذالك کتاب خرائج میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ
خدمت میں امام حسن علیہ السلام کی دو شخص حاضر تھے ایک نے ان میں سے کہا کہ اے فرزند رسول خدا
آپ نے شب کو عجب طرح کی باتیں ارشاد کیں کہ مجھے تعجب ہوا تو دوسرے شخص نے کہا کہ حضرت جانتے
ہیں ان امور کو کہ وہ زیادہ اس سے عجیب ہیں۔ فقال الحسنؑ انا لنعلم ما يجري في الليل و
النهار ثم قال ان الله تبارك وتعالی علّم رسوله الحلال والحرام والتاويل والتنزيل فعلّم
رسول الله علمه كله ايّانا پس امام حسن علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ ہمیں علم ہے ان امور کا کہ جو شب و روز
میں واقع ہوتے ہیں یہ فرما کر ارشاد کیا کہ حق سبحانہ تعالے نے اپنے رسولؐ کو علم حلال و حرام و تاویل
و تنزیل قرآن کا عطا کیا ہے پس جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ نے سب علم اپنا ہمیں دیا
اور سب چیزوں سے ہمیں آگاہ کیا ہے۔

(۴) فی خرائج الجرائح ان عمرو بن العاص قال لمعوية ان الحسن بن علی رجل حيي
وانه اذا صعد المنبر ورمقوه بابصارهم خجل وانقطع لو اذنت له خرائج الجرائح
میں منقول ہے کہ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ حسن بن علیؑ شرمگیں ہیں جب یہ منبر پر جائیں گے

اور ہر شخص اہل مجلس سے ان پر چشمک زن ہوگا تو وہ شرمسار ہوں گے اور بات نکر سکیں گے اگر تو اذن دے
تو وہ بالائے منبر جائیں فقال معاویۃ یا ابا محمد لو صعدت المنبر و وعظتنا فقام فحمد اللہ واثنی
علیہ ثم قال من عرفنی فعرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن علیؑ وابن سیدۃ النسآء فاطمۃ
بنت رسولؐ اللہ انا ابن رسول اللہ انا ابن نبیؐ اللہ معاویہ نے یہ سنکر امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں
عرض کی کہ یا ابا محمدؑ اگر آپ منبر پر تشریف لے جائیں اور ہم لوگوں کو وعظ و نصائح کریں تو اچھا ہے پس
حضرت بالائے منبر تشریف لے گئے اور حمد خدا بکمال بلاغت بجالائے اور بعد اسکے فرمایا کہ جو شخص مجھے جانتا
ہے وہ جانتا ہے اور جو نہ جانتا ہو وہ جانلے کہ میں ہوں حسنؑ فرزند علیؑ اور فرزند سیدۃ النسا فاطمہ زہرا
بنت محمد مصطفیٰ میں ہوں فرزند رسولخداؐ انا ابن السراج المنیر انا ابن البشیر النذیر انا ابن من
بعث رحمۃ للعالمین انا ابن من بعث الی الجن والانس انا ابن خیر خلق اللہ بعد رسول اللہ انا
ابن صاحب الفضائل انا ابن صاحب المعجزات والدلائل ایہا الناس میں اس کا فرزند ہوں جو چراغ
روشن ہے میں اس کا فرزند ہوں جو بشارت دہندہ ہے نعمائے بہشت سے اور خوف دلانے والا ہے عذاب
آخرت سے میں فرزند اس کا ہوں جو مبعوث ہوا رحمت واسطے عالم کے میں ہوں فرزند اس کا کہ جو مبعوث
ہوا جن وانس پر میں ہوں فرزند اس کا کہ جو بہترین خلق ہے بعد رسولخداؐ کے میں ہوں فرزند اس کا کہ جو
صاحب فضائل ومناقب ہے میں ہوں فرزند اس کا کہ جو صاحب معجزات و دلائل ہے۔

انا ابن امیر المومنینؑ انا ابن المدفوع عن حقہ انا واحد سیدی شباب اہل الجنۃ
انا ابن الرکن والمقام انا ابن مکۃ ومنیٰ انا ابن المشعر والعرفات میں ہوں فرزند امیر المومنینؑ
میں ہوں فرزند اس کا کہ جو اپنے حق سے محروم رہا میں ہوں ایک دو سردار جوانان اہل بہشت سے
میں ہوں صاحب رکن ومقام میں ہوں صاحب مکہ ومنیٰ میں ہوں صاحب مشعر وعرفات۔

فاغتاظ معٰویۃ وقال خذ فی نعت الرطب ودع ذا فقال الریح ینفخہ والحر ینضجہ و
برد اللیل یطیبہ ثم عاد فقال انا ابن الشفیع المطاع انا ابن من قاتل معہ الملائکۃ انا
ابن من خضعت لہ قریش انا ابن امام الخلق وابن محمد رسول اللہ فخشی معٰویۃ ان یفتن
بہ الناس فقال یا ابا محمد انزل فقد کفی ماجری منزلاً پس یہ سنکر معاویہ کو غیظ وغضب آیا
اور کہا کہ تم کچھ مدح وثنار رطب کی بیان کرو اور اس بیان کو موقوف کرو حضرت نے فرمایا کہ ہوا اُسے

بڑھاتی ہے اور حرارت آفتاب اسے پکاتی ہے اور برودت شب اُسے خوش مزہ کرتی ہے۔ بعد اس کے پھر حضرت خطبہ پڑھنے لگے اور فرمایا کہ میں ہوں فرزند اُس کا کہ جو شفاعت کرنے والا ہے خلق کا اور عالم اس کا مطیع ہے میں ہوں فرزند اس کا کہ جس کے ہمراہ ہو کر ملائکہ نے جہاد کیا میں ہوں فرزند اسکا جس کے آگے فروتنی کی قریش نے میں ہوں فرزند اس کا جو امام خلق ہے میں ہوں فرزند محمدؐ کہ جو نبی خدا ہیں پس معاویہ کو خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ لوگ حضرت کی طرف مائل ہو جائیں۔ اور فتنہ برپا ہو عرض کیا یا ابا محمدؑ تم منبر سے اُتر آؤ جو کچھ کہ تم نے بیان کیا وہ کافی ہے پس چار و ناچار حضرت منبر سے اُتر آئے۔

فقال له معاوية ظننت ان ستكون خليفةً وما انت وذاك فقال انما الخليفة من سار بالجور وعطل السنة واتخذ الدنيا اباً واماً وملك ملكاً متع به قليلاً ثم ينقطع لذته وتبقى تبعته

معاویہ نے امام حسن علیہ السلام سے کہا تمہیں گمان یہ تھا کہ میں عنقریب خلیفہ ہونگا حالانکہ تم سے اور خلافت سے کیا علاقہ حضرت نے فرمایا کہ سزاوار خلافت وہ شخص ہے کہ جو کتاب خدا اور بسنت نبویؐ رفتار کرے نہ لائق خلافت وہ شخص ہے کہ جو بجور و ظلم رفتار کرے اور سنت جناب نبویؐ کو معطل کر دے اور دنیا کو اپنا باپ اور ماں جانے اور مالک ہوا یک ملک کا کہ اس سے تھوڑے دنوں بہرہ ور ہو۔ اور بعد چند روز کے لذت اسکی منقطع ہو جائے اور معصیت اسکی باقی رہے۔ وحضر المحفل رجل من بني امية وكان شاباً فاغلظ للحسنؑ كلامه تجاوز الحد في السب والشتم له ولابيه فقال الحسنؑ اللهم غير ما به من النعمة واجعله انثى ليعتبر به فنظر الامرئ في نفسه وقد صار امراءة قد بدل الله له فرجه بفرج النساء وسقطت لحيته۔

اُسی اثنا میں ایک شخص بنی اُمیّہ میں سے اس مجلس میں آیا اور اس ملعون نے خدمت میں اس امام عالیمقام کے بہت زبان درازی کی اور ان حضرت کو اور جناب امیر علیہ السلام کو بہت سخت اور درشت کہا حضرت نے اسکے لئے بد دعا کی اور کہا خداوندا جو نعمت تو نے اس کو عطا کی ہے اسے متغیر کر اور اسکو عورت کر دے تاکہ اور لوگوں کو یہ عذاب دیکھکر عبرت حاصل ہو پس اسیوقت اس ملعون نے اپنے تئیں عورت پایا اور حق سبحانہٗ تعالےٰ نے جو علامت کہ اس میں مرد کی تھی اسے بعلامت زن مبدل کر دیا اور تمام بال ڈاڑھی کے اسیوقت گر گئے فقال الحسنؑ اعزلي مالك ومحفل الرجال فانك امراءة ثم ان الحسنؑ سكت ساعة ثم نفض ثوبه ونهض يخرج فقال ابن العاص اجلس فاسئلني

اسئلك مسائل قال سل عمّا بدا لك پس حضرت نے فرمایا اے ملعون دُور ہو یہاں سے تو عورت ہے
تجھے مردوں کی محفل سے کیا کام بعد اسکے حضرت ایک ساعت خاموش رہے پھر دامن عبا کو جھاڑ کر اٹھ
کھڑے ہوئے اور چاہا کہ تشریف لے جائیں عمر بن عاص نے عرض کی کہ آپ ابھی بیٹھیں تاکہ میں کچھ مسائل
آپ سے پوچھوں حضرت نے فرمایا پوچھ جو چاہے قال عمرو اخبرنی عن الکرم والنجدۃ والمروّۃ
فقال اما الکرم فالتبرع بالمعروف والاعطاء قبل السؤال واما النجدۃ فالذب عن المحارم
والصبر فی المواطن عند المکارہ واما المروّۃ فحفظ الرجل دینه واحرازه نفسه من
الدنس وقیامه بالحقوق وافشاء السلام وخرج عمرو بن عاص نے عرض کی کہ یا حضرت معنی کرم و
نجدۃ و مروت کے کیا ہیں حضرت نے فرمایا کہ معنی کرم کے احسان و نیکی ہیں اور عطا کرنا ہے قبل سوال کی
اور معنی نجد کے دُور کرنا ہے مکروہات کا اپنی محرموں سے اور صبر کرنا ہے شداید و مکارہ پر محل تنبیہات
میں اور معنی مروت کے حفاظت کرنا ہے آدمی کا اپنے دین کو اور بچانا ہے اپنے نفس کا کثافت و خباثت
سے اور مستعد ہونا ہے ادائے حقوق کے لئے اور اظہار کرنا سلام کا لوگوں پر یہ فرماکر حضرت وہاں سے
تشریف لے گئے، فعذل معاویۃ عمروًا فقال افسدت اهل الشام فقال عمرو الیك
عنّی انّ اهل الشام ایحبّونك محبّۃ ایمان ودین انّما احبّوك للدّنیا لانّ السّیف والمال
بیدك بعد اسکے معاویہ نے عمرو عاص کو بہت ملامت کی اور کہا تو نے فساد برپا کیا اہل شام میں،
عمرو عاص نے جواب دیا اے معاویہ میری ملامت سے باز رہ کیا اہل شام تجھ سے محبت کرتے ہیں از راہ
محبت دین وایمان کے بلکہ محبت کرتے ہیں تجھہ سے اسلئے کہ دنیا تجھے حاصل ہے اور تلوار اور مال
تیرے ہاتھ میں ہے، ثمّ شاع امر الشاب الاموی واتت زوجته الی الحسنؑ تبکی فجعلت
تتضرع فرقّ له ودعا فجعله الله کما کان بعد اسکے حال اس جوان کا مشہور ہوا اور زوجہ اسکی
روتی ہوئی حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تضرع و زاری پیش آئی حضرت
کو اسکے حال پر رحم آیا اور دعا کی خداوند عالم نے ببرکت دُعا صورت اصلی عطا فرمائی، الا لعنۃ
الله علی القوم الظالمین وسیعلم الّذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ❊ ❊ ❊
(ھ) فی روضۃ الواعظین انّ الحسن علیه السلام کان اذا توضّاء ارتعدت فرائصه
ومفاصله واصفرّ لونه فقیل له فیه قال حقّ علی کلّ من وقف بین یدی ربّ

العزۃ ان یصفرّ لونہ و ارتعد مفاصلہ کتاب روضۃ الواعظین میں منقول ہے کہ جب امام حسنؑ نماز کے لئے وضو فرماتے تھے تو اعضائے مبارک کانپنے لگتے تھے اور رنگ چہرۂ اقدس کا زرد ہو جاتا تھا کسی نے پوچھا کہ یا بن رسول اللہ سبب اس قدر خوف کا کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ جو بندہ چاہے کہ سامنے پروردگار عالم کے حاضر ہو لازم ہے کہ عظمت و ہیبت پروردگار جلیل سے بدن اس کا مرتعش ہو اور رنگ اس کا زرد ہو۔ وکان الحسنؑ اذا بلغ المسجد رفع راسہ یقول الٰھی ضیفك ببابك یا محسن قد اتاك المسیء فتجاوز عن قبیح ما عندی بجمیل ما عندك اور جب وہ جناب مسجد میں پہنچتے تھے تو عرض کرتے تھے کہ خداوندا مہمان تیرا تیرے دَر پر حاضر ہے اے محسن گنہگار کے درگذر میرے گناہوں سے ساتھ اپنے احسانات کے وکان الحسنؑ حج خمسًا و عشرین حجۃ ماشیًا وقاسم مالہ لوجہ اللہ مرتین اور حدیث میں وارد ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے پچیس حج پیادہ پا کئے اور دو مرتبہ تمام مال اپنا راہ خدا میں تقسیم کیا روی ان شامیًا رای الحسنؑ راکبًا فجعل یسبّہ و ھو لا یرد ہ اور حلم و تحمل امام حسن علیہ السلام میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت سوار تشریف لئے جاتے تھے ناگاہ ایک شامی نے حضرت کو دیکھا اور کلمات سخت و درشت کہنے شروع کئے اور اس جناب نے جواب میں اس کے کچھ نہ فرمایا فلمّا فرغ اقبل وقال ایّھا الشیخ اظنك غریبًا لعلّك شبھت فلو سألتنا اعطیناك و لو استرشدتنا ارشدناك وان کنت محتاجًا اغنیناك لان لنا موضعًا رحبًا و جاھًا عریضًا و مالًا کثیرًا یس جبکہ وہ شخص چپ ہوا حضرت نے بعد سلام کے ارشاد فرمایا کہ اے شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو مرد مسافر ہے شاید تجھے اشتباہ ہوا ہو جو تو نے مجھے اس طرح سے کہا اگر تو مجھ سے کسی چیز کا طالب ہے تو میں تجھے دوں اور اگر تو طالب ہدایت ہے تو میں تجھے ہدایت کروں اور اگر تو بھوکا ہے تو سیر کروں اور اگر تجھے حاجت لباس ہے تو لباس دوں اور اگر تو فقیر ہے تو میں غنی کر دوں اسلئے کہ ہم صاحب جاہ و حشمت اور صاحب مال ہیں فلمّا سمع الرجل کلامہ بکی وقال اشھد انك خلیفۃ اللہ فی ارضہ واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ جب اس شامی نے یہ اخلاق آن حضرت سے مشاہدہ کئے رونے لگا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اسکی کہ آپ حجت خدا ہیں زمین پر جانب خدا سے اور خدا ہی خوب جانتا ہے جس جگہ اپنی رسالت قرار دیتا ہے کنت انت و ابوك ابغض خلق الیّ والان انت احبّ

الخلق الیٰ فحوّل رحلہ الیہ وکان ضیفہ الیٰ ان ارتحل محبًا لھم اور اے فرزند رسول خدا قبل اسکے میں آپ کو اور آپ کے پدر بزرگوار کو نہایت دشمن رکھتا تھا اور اب ان سے زیادہ مجھے کوئی اچھا نہیں ہے بعد اس کے وہ شامی حاضر خدمت با سعادت ہوا اور مہمان حضرت کا رہا یہاں تک کہ با اعتقاد رحلت کی۔

(۶) فی البحار عن الصادق ع ان الحسن علیہ السلام یخبر بموتہ بالسم ومن یقتلہ فما ذھبت الایام حتی بعث معٰویۃ الیٰ جعدۃ بنت الاشعث امرأتہ مالاً جسیمًا وجعل یمنیھا بان یعطیھا مائۃ الف درھم ایضًا ویزوجھا من یزید وحمل الیھا السم لتسقیھا الحسن علیہ السلام امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام حسن علیہ السلام اکثر اوقات فرماتے تھے کہ مجھے جعدہ بنت اشعث شہید کرے گی زہر سے چنانچہ بعد چند روز کے معاویہ نے جعدہ کے پاس کہ وہ ملعونہ عقد میں حضرت کے تھی بہت سا مال اور اسباب مع زہر قاتل بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر تو یہ زہر حضرت کو کھلا دیگی تو عوض میں اس کے تجھے لاکھ درہم دونگا اور عقد تیرا اپنے فرزند یزید سے کرونگا فکانت قاصدۃ الیٰ قتلہ فانصرف الحسنؑ الیٰ منزلہ وھو صائم فاخرجت وقت الافطار وکان یومًا حارًا شربۃ لبن وقد القت فیھا ذالک السم فشربھا وقال یا عدوۃ اللہ قتلتنی قتلک اللہ فیخرج من کبدہ قطعۃ قطعۃ پس اس روز سے وہ ملعونہ درپے قتل تھی یہاں تک کہ ایک روز وہ حضرت روزہ سے تھے اور وقت افطار کے دولتسرا میں تشریف لائے اور اس دن نہایت گرمی تھی پس اس ملعونہ نے وہ وقت غنیمت جان کے ایک کاسہ شیر میں زہر قاتل ڈالا اور سامنے حضرت کے لائی اس امام مظلوم نے شدت عطش میں اس شیر کو نوش فرمایا اور اس وقت اثر زہر کا از گلوئے مبارک تا ناف معلوم ہوا اُس ملعونہ سے فرمایا کہ اے دشمن خدا لعنت خدا تجھپر تو نے مجھے نا حق قتل کیا خدا تجھے قتل کرے پس ان حضرت کو متصل قے خون کی آنے لگی اور جگر اقدس ٹکڑے ٹکڑے ہو کر قے میں نکلنے لگا

(۷) عن الرضا ع عن ابائہ علیھم السلام انہ لما حضرت الحسنؑ الوفاۃ بکیٰ فقیل لہ یا ابن رسول اللہ اتبکی ومکانک من رسول اللہ مکانک الذی انت بہ وقد قال ما قال فیک رسول اللہ وقد حججت عشرین حجۃ ماشیًا وقد قاسمت ربک مالک

ثلث مرات حتی النعل اس حدیث کو نقل کیا ہے جناب امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین
سے کہ جب وقت وفات امام حسن علیہ السلام قریب پہنچا تو حضرت رونے لگے کسی نے عرض کی کہ اے
فرزند رسول خدا تعجب ہے کہ آپ اس وقت روتے ہیں حالانکہ آپ کا رتبہ رسولخدا کے نزدیک وہ ہے
کہ سوا آپ کے یہ قرب کسی کو نہیں حاصل ہے اور جو کچھ کہ رسولخدا نے آپ کے فضائل اور مناقب میں
ارشاد فرمایا ہے وہ سب کو معلوم ہے اور آپ نے بیس حج پیادہ پا کئے ہیں اور تمام مال اپنا راہ خدا
میں تین مرتبہ تصدق کیا ہے یہاں تک کہ نعلین بھی پائے مبارک سے اتار کر راہ خدا میں دے دی۔
فقال انما ابکی لخصلتین لهول المطلع وفراق الاحبة یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ میرے رونے کے
اس وقت میں دو سبب ہیں ایک اُن میں سے خوف ہے معائنہ اُمور اُخروی کا کہ پہلے اس سے کبھی
معائنہ ان اُمور کا نہیں ہوا ہے اور دوسری مفارقت احباب کی۔

(۸) فی سورة التغابن قوله تعالیٰ انما اموالکم واولادکم فتنة جناب باری تعالیٰ کلام مجید
میں فرماتا ہے کہ نہیں ہیں مال تمہارے اور اولاد تمہاری مگر فتنہ یعنی محبت و ابتلا اور مشغولی اُمور آخرت
کی طرف سے اسلئے کہ آدمی بسبب مال و اولاد کے مبتلائے جرائم ہوتا ہے۔

روی عبد الله بن بريدة عن ابيه قال كان رسول الله يخطب فجاء الحسن والحسين
عليهما السلام وعليهما قميصان احمران عيشيان ويعثران فنزل رسول الله اليهما فاخذهما
فوضعهما فی حجرة علی المنبر وقال صدق الله عز وجل انما اموالکم واولادکم فتنة
روایت کی ہے عبداللہ بن بریدہ نے اپنے باپ سے انہا اس نے جناب رسولخدا ایک دن منبر پر خطبہ پڑھ
رہے تھے کہ جناب حسنین سرخ کرتے پہنے ہوئے تشریف لائے وہ دونوں معصوم بسبب صغر سن
کے چلنے میں گرگر پڑتے تھے جناب رسولخدا اپنے دونوں جگر گوشوں کو گرتے ہوئے دیکھکر ضبط نہ
کرسکے فوراً منبر سے نیچے اُترے اور ان دونوں معصوموں کو اپنی گود میں اُٹھا کر پھر منبر پر تشریف
لے گئے اور فرمایا کہ درست فرمایا جناب احدیت نے کہ مال تمہارے اور اولاد تمہاری فتنہ ہیں یعنی
باعث مشغولی ہیں۔ نظرت الی هذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت
حدیثی ورفعتهما ثم اخذ فی خطبة اور فرمایا کہ میں نے دیکھا ان دونوں بچوں کو کہ چلنے
میں گر گر پڑتے ہیں تو صبر نہ کرسکا میں یہاں تک کہ قطع کیا میں نے اپنی حدیث کو اور اُٹھا لیا ان دونوں کو

بعد اسکے پھر حضرت خطبے کے پڑھنے میں مصروف ہوئے؛

(۹) عن اسمٰعیل بن مہران عن الکناسی عن ابی عبد اللہ قال خرج الحسنؑ بن علیؑ فی بعض عمرہ ومعہ رجل من ولد الزبیر کان یقول با مامتہ ملّا محمد یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کافی میں اسمٰعیل ابن مہران سے اور اسمٰعیل نے کناسی سے اور کناسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے کہ ایک دفعہ سفر حج میں ایک شخص اولاد زبیر میں سے کہ زبیر کی امامت کا بھی مقر تھا حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوا فنزلوا فی منھل من تلک المناھل تحت نخل یابس قد یبس من العطش ففرش الحسنؑ تحت نخلۃ وفرش الزبیری بحذائہ تحت نخلۃ اخریٰ پس حضرت کا گذر ایک چشمہ پر ہوا وہاں ایک درخت خرما تھا کہ بہ سبب پانی نہ پہنچنے کے خشک ہوگیا تھا حضرت نے اس مقام پر ایک درخت کے نیچے فرش کرکے جلوس فرمایا اور زبیری دوسرے درخت کے نیچے حضرت کے مقابل میں فرش بچھا کر بیٹھا؛ قال فقام الزبیری ورفع راسہ فقال لو کان فی ھذا النخل رطب لا کلنا منہ فقال لہ الحسنؑ وانک لتشتھی الرطب فقال الزبیری نعم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ناگاہ زبیری سر اٹھا کر اس درخت خشک کی طرف نگاہ کرکے کہنے لگا کہ اگر اس درخت میں خرمے لگے ہوتے تو میں اسکو کھاتا؛ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اس کے کلام کو سُنکر ارشاد کیا کہ کیا تو خرمے کی خواہش رکھتا ہے اُس نے عرض کی بلے؛ فرفع یدہ الی السماء فدعا بکلام لم افھمہ فاخضرت النخلۃ ثم صارت الی حالھا فاورقت وحملت رطباً حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے دستہائے مبارک کو طرف آسمان کے اُٹھا کے ایسے الفاظ میں دعا کی کہ راوی کہتا ہے میری سمجھ میں نہ آیا دعا کرتے ہی وہ درخت سرسبز ہوگیا اور پتے نکل آئے اور رطب اس میں لگے فقال الجمال الذی اکتروا منہ سحر واللہ فقال الحسنؑ ویلک سحر ولکن دعوۃ ابن نبی مستجابۃ حضرت کا معجزہ دیکھکر شتربان جس سے شتر کرایہ کیا تھا کہنے لگا کہ قسم بخدا یہ سحر ہے حضرت نے اسکے قول کو سُنکر ارشاد فرمایا کہ اے احمق یہ سحر نہیں ہے بلکہ دُعا فرزند پیغمبرؐ کی مستجاب ہے؛

قال فصعدوا الی النخل فصرموا ما کان فیھا فکفاھم حضرت فرماتے ہیں کہ بعد اسکے درخت پہ چڑھکر خرموں کو توڑ کے جمع کیا تو ان کے بقدر کفایت تھے؛

(۱۵) عن المفضل بن عمر قال قال الصادق حدثنی ابی عن ابیہ علیہما السلام ان الحسن بن علی علیہما السلام کان اعبد الناس فی زمانہ و افضلھم مفضل بن عمر روایت کرتا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا حضرت نے کہ بیان فرمایا مجھ سے میرے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اور آن سے فرمایا جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ جناب امام حسن علیہ السلام اپنے زمانے میں عابدترین و افضل ترین عباد تھے وکان اذا حج حج ماشیًا و ربما مشی حافیًا اور وہ جناب جس وقت حج کرنے کو تشریف لے جاتے تھے تو پیادہ پا جاتے تھے بلکہ اکثر پا برہنہ تشریف لے گئے ہیں۔ وکان اذا ذکر الموت بکی و اذا ذکر القبر بکی و اذا ذکر البعث والنشور بکی و اذا ذکر الممر علی الصراط بکی اور جس وقت وہ جناب موت کو یاد فرماتے تو بہت روتے اور جب قبر کا ذکر کرتے تو آنسو حضرت کی آنکھوں سے جاری ہوتے اور جب یاد کرتے کیفیت بعث و نشور کو یعنی احوال قیامت کو تو گریہ فرماتے اور جس وقت صراط سے گذرنے کا خیال خاطر اقدس میں آتا تو رقت حضرت پر غالب ہوتی و اذا ذکر العرض علی اللہ تعالیٰ شھق شھقۃ یغشی علیہ منھا اور جب درگاہ باری تعالیٰ میں اعمال کے پیش ہونے کا خیال فرماتے تو شدت خوف سے ایک نعرہ کرتے تھے کہ اسکے سبب سے حضرت پر غش طاری ہو جاتا تھا وکان اذا قام فی صلوٰتہ ترتعد فرائصہ بین یدی ربہ عزوجل اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو حضرت کے بدن میں رعشہ پڑ جاتا تھا وکان اذا ذکر الجنۃ والنار اضطرب اضطراب السلیم و سئل اللہ الجنۃ و تعوذ بہ من النار اور جس وقت نعمائے بہشت اور شداید دوزخ کا خیال خاطر اقدس میں آتا تو اس وقت اسطرح سے بیقرار ہوتے کہ جیسے کسی شخص کو عقرب نے نیش مارا ہو اور خداوند تعالیٰ سے بہشت کا سوال کرتے تھے اور دوزخ سے پناہ مانگتے تھے۔ وکان علیہ السلام لا یقرء من کتاب اللہ عزوجل یا ایھا الذین امنوا الا قال لبیک اللھم لبیک یعنی جس وقت تلاوت قرآن مجید میں مصروف ہوتے تھے تو جہاں کہیں کہ لفظ یا ایھا الذین امنوا آجاتے تو فوراً زبان مبارک سے ادا فرماتے کہ حاضر ہوں میں اے خالق میرے حاضر ہوں میں و لم یرفی شئی من احوالہ الا ذاکراً اللہ سبحانہ اور کسی شخص نے کبھی اس جناب کو ذکر خدا کے برتر سے غافل نہیں دیکھا وکان اصدق الناس لھجۃ و افصحھم منطقًا اور حضرت صادق ترین مردم تھے

گویائی میں اور فصیح ترین ناس تھے گفتگو میں اور سخاوت حضرت کی اس مرتبہ تھی کہ اہل عرب میں ضرب المثل ہے اور اس میں موالف اور مخالف نے اتفاق کیا ہے چنانچہ حافظ ابونعیم اعظم علمائے اہلسنت سے کتاب حلیۃ الاولیا میں روایت ہے کہ حسن ابن علی علیہما السلام نے دو مرتبہ تمام مال اپنا راہ خدا میں اس طرح سے بخش دیا کہ اسباب وظروف اور غلام وکنیز ودواب وغیرہ کچھ بھی باقی نہ رکھا اور تین مرتبہ اپنے جمیع مال کو دو حصہ کیا ایک اس میں سے فقرا ومساکین کو عطا کیا اور دوسرا حصہ اپنے لئے رکھا۔

ان السخا علی العباد فریضۃ ۔۔۔ للہ یقرء فی کتاب محکم

وعد العباد الاسخیاء جنانہ ۔۔۔ واعد للبخلاء نار جہنم

من کان لا تندی یداہ بنائل ۔۔۔ للراغبین فلیس ذاک بمسلم

یعنی سخاوت کرنا بندوں پر فریضہ ہے جانب خدائے برتر سے کہ تلاوت کیا جاتا ہے یہ مضمون آیات محکمات قرآنی میں جو لوگ کہ بصفت سخاوت موصوف ہیں خداوند عالم نے ان کے لئے بشارت جنت دی ہے اور بخیلوں کے واسطے آتش جہنم کا وعدہ کیا ہے پس جو شخص ایسا ہے کہ ہاتھ اسکے عطا و بخشش میں ڈوبے ہوئے نہیں ہوتے بے شک وہ مسلمان نہیں ہے۔

منجملہ ان اشعار جو ذکر ہوئے حضرت کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں کہ خود اس جناب نے ارشاد فرمائے ہیں وقال علیہ السلام حبب الی من دنیاکم ثلث اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام اور حضرت نے ارشاد کیا ہے کہ اہل دنیا تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں میرے نزدیک محبوب ہیں لوگوں کو کھانا کھلانا باعلان سلام کرنا اور راتوں کو نماز پڑھنا ایسے وقت میں کہ لوگ سوتے ہوں۔

(۱۱) عن الصادق جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ علیہم السلام ان الحسین بن علی بن ابیطالب علیہما السلام دخل یوما الی الحسن فلما نظر الیہ بکی فقال ما یبکیک یا ابا عبد اللہ قال ابکی مما یصنع بک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبائے کرام سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب سید الشہدا اپنے برادر بزرگوار حسن مجتبی کی خدمت میں تشریف لے گئے دیکھتے کے ساتھ ہی حضرت پر رقت طاری ہوئی حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے بھائی کو روتے دیکھکر استفسار فرمایا کہ اے ابوعبداللہ اس وقت تمہارے رونے کا کیا

باعث ہے حضرت نے عرض کی کہ اے برادر نامدار جو ظلم اور ستم کہ ظالمان دین سے بہ نسبت آپ کے واقع ہوگا اس وقت میں نے اسکو خیال کیا ہے اس جہت سے مجھکو طاقت ضبط باقی نہیں رہی فقال لہ الحسن ان الذی یوتی الی سم یدس الی فاقتل ولکن لا یوم کیومک یا ابا عبد اللہ یزدلف الیک ثلثون الف رجل یدعون انہم من امۃ جدنا محمد وینتحلون دین الاسلام حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ اے برادر مظلوم میری مصیبت تو بہت سہل و آسان ہے میرے لئے تو فقط اس قدر ہوگا کہ بمکر و فریب زہر دیکر شہید کریں گے بخلاف تمہاری مصیبت کے کہ تیس ہزار نامرد کہ ان کو دعوے ہے کہ ہمارے جد کی امت میں ہیں اور اپنے تئیں شامل اسلام کرتے ہیں تم کو گھیر سکیں اور مجبور کر دیں گے۔

یجتمعون علی قتلک وسفک دمک وانتہاک حرمتک وسبی ذراریک ونسائک وانتہاب ثقلک وہ سب ملاعین اس جمعیت کثیر سے تمہارے قتل پر آمادہ ہوں گے اور بھوکا اور پیاسا تم کو شہید کریں گے کہ خون تمہارا آلودہ بخاک ہوگا اور حرمت تمہاری ضائع ہوگی اور عورتیں اور اطفال تمہارے اسیر ہوں گے اور مال اور اسباب تمہارا تاراج ہوگا فعندھا تحل ببنی امیۃ اللعن ویمطر السماء رماداً ودماً ویبکی علیک کل شیء حتی الوحوش فی الفلوات والحیتان فی البحار جس وقت بنی امیہ سے یہ فعل صادر ہوگا وہ ملاعین طوق لعنت میں گرفتار ہوں گے اور آسمان سے خاک اور خون برسے گا اور جتنی چیزیں کہ مخلوق ہوئی ہیں سب تمہاری مصیبت میں گریہ وزاری کریں گی یہاں تک کہ وحشی صحراؤں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں غم و ماتم برپا کریں گی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظلمین ۔۔۔

(۱۳) عن الاعمش عن سالم بن ابی الجعد قال حدثنی رجل منا قال اتیت الحسن بن علی علیہما السلام فقلت لہ یا ابن رسول اللہ اذللت رقابنا وجعلتنا معشر الشیعۃ عبید ما بقی معک رجل علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے کتاب احتجاج میں روایت کی ہے اعمش سے اس نے سالم ابن ابی الجعد سے کہا اس نے کہ روایت کی مجھ سے ایک شخص نے کہ میں نے جا کر خدمت شریف جناب امام حسن علیہ السلام میں عرض کی کہ یا حضرت آپ نے ہمارے سروں کو نیچا کر دیا اور جس قدر کہ ہم شیعہ آپ کے معزز و مکرم تھے ویسے ہی آپ نے ذلیل و ناچیز کر دیا اور ہم لوگ مثل

غلاموں کے ہوگئے اب آپ کی ہمراہ کوئی باقی نہ رہا۔ حضرت نے فرمایا کہ کس وجہ سے ہم نے شیعوں کو ذلیل
کر دیا؟ میں نے عرض کی اس سبب سے کہ آپ نے حکومت معاویہ کے حوالے کر دی۔ قال واللہ ما
سلمت الامر الیہ الا انی لم اجد انصاراً ولو وجدت انصاراً لقاتلت لیلی ونہاری
حتی یحکم اللہ بینی وبینہ حضرت نے فرمایا کہ قسم بخدا کہ میں نے یہ خواہش و رغبت اس امر کو گوارا
نہیں کیا، بلکہ جب دیکھا میں نے کہ کوئی میری نصرت و مددگاری نہیں کرتا تو ناچار ہو کر میں نے اس
امر کو اختیار کیا اور اگر لوگ میرے حامی و مددگار ہوتے تو رات دن میں جہاد کرتا یہاں تک کہ خداوند
برتر حکم فرماتا میرے اور معاویہ کے درمیان میں ولکنی عرفت اھل الکوفۃ وبلوتھم ولا
یصلح لی منھم من کان فاسداً انھم لا وفاء لھم ولا ذمۃ فی قول او فعل انھم
لمختلفون یقولون یتولون لنا وقلوبھم معنا وان سیوفھم مشھورۃ علینا لیکن میں نے
اہل کوفہ کو پہچان لیا اور خوب سا ان کا تجربہ کیا وہ لوگ ایسے مفسد ہیں کہ ان کی اصلاح دشوار ہے
نہ ان میں وفا ہے نہ ان کے قول و فعل کا ٹھکانا ہے ان کا ظاہر و باطن یکساں نہیں ہے ظاہر میں
آنکہ ہم سے کہتے ہیں کہ ہم دل و جان سے آپ پر فدا ہیں اور حقیقت میں اپنی تلواریں ہمارے قتل
کے لئے برہنہ کئے ہیں پس اس صورت میں میں صلح نہ کرتا تو کیا کرتا قال قال وھو یکلمنی اذ تنخع
الدم اذا دعا بطست فحمل بین یدیہ مملوء مما خرج من جوفہ الدم راوی کہتا
ہے اس شخص نے کہا کہ حضرت مجھ سے یہی باتیں کر رہے تھے دفعتہً دہن شریف میں خون بھر آیا اس
وقت حضرت نے ایک طشت طلب کر کے اپنے آگے رکھا فوراً وہ طشت خون سے بھر گیا۔
قلت لہ ما ھذا یابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی لاراک وجعا میں نے
خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا ماجرا ہے دیکھتا ہوں کہ آپ مبتلائے مرض ہیں حضرت
نے فرمایا کہ ہاں معاویہ نے مجھکو مخفی زہر پلوایا ہے اس زہر نے میرے کلیجہ میں اثر کیا پس یہ جو تو دیکھتا
ہے طشت میں میرے کلیجہ کے ٹکڑے ہیں فقلت افلا تتداوی منہ قال قد سقانی مرتین
وھذہ الثالثۃ لا اجد لھا دواء میں نے عرض کی یا حضرت آپ اس کا علاج کیوں نہیں کرتے
حضرت نے جواب دیا کہ دو مرتبہ اور بھی مجھکو زہر دلوایا تھا مگر چونکہ قضا نہ تھی مجھکو صحت حاصل ہوئی
یہ تیسرا مرتبہ ہے اس کا کچھ علاج نہیں ہے ولقد رقی الی انہ کتب الی ملک الروم یسالہ

ان یوجّه الیه من السّمرا لقتال شربة مجھکو خبر کی گئی اس بات کی کہ معاویہ نے بادشاہ روم کو نوشتہ بھیجا اور اس میں لکھا کہ تھوڑا سا زہر قاتل اسکے پاس بھیجدے فکتب الیه ملك الرّوم انّه لا یصلح لنا فی دیننا ان نعین علیٰ قتل من لا یقاتلنا شاہ روم نے جواب میں لکھ بھیجا کہ ہمارے دین میں یہ بات جائز نہیں ہے کہ جو شخص کہ ہمارا دشمن نہو اور ہم سے جنگ و جدل نکرے ہم اس کے قتل میں اعانت کریں فکتب الیه انّ ھذا ابن الرّجل الّذی خرج بارض تھامة قد خرج یطلب ملك ابیه پھر دوسری دفعہ اسنے لکھا کہ اگر یہی عذر ہے تو یہ بھی تیرا دشمن ہے یہ اس شخص کا بیٹا ہے جس نے زمین تہامہ میں خروج کیا تھا یہ بھی چاہتا ہے کہ اپنے باپ کے ملک کو اپنے تصرف میں لاوے یعنی اگر اسکو قوت ہوگی تو تیرا ملک بھی چھین لیگا وانا ارید ادس علیه من یسقیه ذالك فاریح البلاد والعباد منه وتوجّه الیه بھدایا ولطائف میں چاہتا ہوں کہ مخفی ایک شخص کو معین کروں کہ اس کو زہر پلادے تا بلاد و عباد کو آسائش و آرام حاصل ہو اس نوشتے کے ساتھ بہت سے تحفے اور ہدیہ بھی اسکے واسطے روانہ کئے فوجّه الیه ملك الرّوم بھذه الشّربة الّتی دسّ بھا الیٰ فسقیتھا واشترط علیه فی ذالك شروطاً جب دوسرا نوشتہ ہدیہ اور تحفوں سمیت بادشاہ روم کے پاس بھیجا تو اس ملعون نے بھی باغوائے شیطان دم میں آنکر زہر روانہ کردیا وہ یہی زہر ہے کہ پوشیدہ مجھے پلایا گیا اور معاویہ نے میرے زہر پلانے والے سے کئی وعدے کئے ہیں؀ وروی انّ معاویه دفع السّمّ الیٰ امراءة الحسنؑ بن علیٍّ علیھما السّلام جعدة بنت الاشعث وقال لھا اسقیه فاذا مات زوّجتك بابنی یزید اور ایک روایت میں ہے کہ معاویہ نے امام حسن علیہ السلام کی زوجہ کے پاس زہر بھجوادیا اور اسکو کہلا بھیجا کہ اگر جناب امام حسن علیہ السلام انتقال فرمائیں گے تو میں تیرا نکاح اپنے فرزند ارجمند یزید لعین سے کردونگا نام اس زن ملعونہ کا جعدہ بنت اشعث ہے فلمّا سقته السّمّ ومات صلی اللہ علیه وسلم جاءت الملعونة الیٰ معاویة فقالت زوّجنی یزید جب اس ملعونہ نے زہر پلا کے حضرت کو شہید کیا تو معاویہ کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ اب اپنے وعدے کے موافق یزید سے میری تزویج کردے فقال لھا اذھبی فانّ امراءة لا تصلح للحسنؑ بن علیٍّ علیھما السّلام لا تصلح لابنی یزید معاویہ نے اسکے جواب میں کہا کہ دور ہو جس عورت نے امام حسن علیہ السلام سے بدسلوکی

کی وہ میرے فرزند یزید سے کیا سلوک کرے گی غرض وہ ملعونہ خسران دنیا و آخرت میں مبتلا ہوئی
خدا اسپر لعنت کرے ؀ روی ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد الحسنؑ بن علی علیہما
السلام فی شہر رمضان فی سنۃ بدر سنۃ اثنتین وروے انہ ولد فی سنۃ
ثلث ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب اصول کافی میں روایت کی ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام
ماہ مبارک رمضان میں جس سال کہ جنگ بدر واقع ہوئی یعنی دوسرے سال ہجرت میں متولد ہوئے؛
اور دوسری روایت میں ہے کہ ہجرت کے تیسرے برس حضرت پیدا ہوئے؛ ومضی علیہ السلام فی
شہر صفر فی آخرہ من سنۃ تسع واربعین ومضے وھو ابن سبع واربعین سنۃ وامہ
فاطمۃ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آخر ماہ صفر ۴۹ھ ہجری میں اس جناب
نے انتقال فرمایا اس وقت سن شریف اس امام عالی مقام کا سینتالیس برس کا تھا اور مادر اطہر
حضرت کی جناب فاطمہ بنت رسولخدا ہیں ؞ ؞ ؞

سید الشہداءؑ

(۱) فی الکافی فی بیان مولد الحسین بن علی علیہما السلام کتاب کافی میں بیان ولادت
جناب امام حسین علیہ السلام میں لکھا ہے ولد فی سنۃ ثلث وقبض فی شہر محرم الحرام من سنۃ
احدی وستین من الہجرۃ ولہ سبع وخمسون سنۃ واشہر وہ جناب ہجرت کے تیسرے
برس پیدا ہوئے اور ۶۱ھ ہجری ماہ محرم میں درجۂ علیائے شہادت پر فائز ہوئے جس زمانہ میں کہ سن
حضرت کا ستاون برس اور کئی مہینے کا تھا وقتلہ عبید اللہ بن زیاد لعنہ فی خلافۃ یزید بن
معاویۃ لعنہ وھو علی الکوفۃ حضرت کو عبید اللہ بن زیاد نے قتل کیا جن دنوں یزید نے اُسے حاکم کوفہ
کیا تھا وکان علی الخیل التی حاربتہ وقتلہ عمر بن سعد لعنہ اور جس لشکر نے کہ حضرت سے محاربہ
کرکے قتل کیا عمر اس کا سردار تھا اور یہ تینوں ملعون یعنی خلیفہ اور امیر کوفہ اور سردار فوج ان کے
باپ معاویہ اور زیاد اور سعد اصحاب رسولخدا کہلاتے ہیں انہیں صحابیوں کے فرزند نے فرزند
رسول کو قتل کیا ہے بکربلا یوم الاثنین لعشر خلون من المحرم محرم کی دسویں کو پیر کے دن

کربلا میں یہ قیامت کبریٰ واقع ہوئی۔ واُمّہ فاطمۃؑ بنت رسول اللہ اور مادر گرامی آنحضرت کی جناب فاطمہؑ بنت رسولخداؐ ہیں کتاب کافی میں منقول ہے کہ محمد بن یحییٰ نے علی بن اسمٰعیل سے اور انہوں نے محمد بن عمر زیات سے اور انہوں نے ایک مرد شیعہ سے اور انہوں نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے انّ جبرئیلؑ نزل علےٰ محمّدؐ فقال لہ یا محمّدؐ انّ اللہ یبشّرک بمولود یولد من فاطمۃؑ تقتلہ اُمّتک من بعدک یعنی حضرت جبرئیلؑ جناب رسولخداؐ پر نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمدؐ خدا نے تعالےٰ تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتا ہے جو کہ فاطمہؑ کے یہاں پیدا ہوگا اور تمہارے بعد اُمت تمہاری اُسے قتل کرے گی فقال یا جبرئیلؑ وعلیٰ ربّی السلام لا حاجۃ لی فی مولودٍ یولد من فاطمۃؑ تقتلہ اُمّتی من بعدی جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ میرے پروردگار کو سلام کہنا اور عرض کرنا کہ ایسا فرزند میں نہیں چاہتا جو فاطمہؑ کے یہاں پیدا ہو اور بعد میرے اُمت اُسے قتل کرے فعرج ثمّ ھبط فقال لہ مثل ذالک یہ سنکر حضرت جبرئیلؑ نے صعود کیا اور پھر نازل ہوئے اور وہی پیام پھر دیا فقال یا جبرئیلؑ وعلیٰ ربّی السلام لا حاجۃ لی فی مولود تقتلہ اُمّتی من بعدی جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ میرے خدا کو میرا سلام پہنچے ایسا فرزند نہیں چاہتا جسے بعد میرے اُمت قتل کرے فعرج جبرئیلؑ الی السّماء ثمّ ھبط فقال یا محمّدؐ انّ ربک یقرئک السلام ویبشّرک بانّہ جاعلٌ فی ذرّیّتہ الامامۃ والولایۃ والوصیّۃ یہ سنکر حضرت جبرئیلؑ نے آسمان کی طرف صعود کیا اور پھر نازل ہوئے اور فرمایا کہ اے محمدؐ پروردگار تمہارا تمہیں سلام کہتا ہے اور خوشخبری دیتا ہے کہ اس فرزند کی ذرّیت میں شرف امامت و مرتبۂ ولایت و وصیت عطا کروں گا فقال انّی قد رضیت اب کی دفعہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں راضی ہوں ثمّ ارسل الےٰ فاطمۃؑ انّ اللہ یبشّرنی بمولود یولد لک تقتلہ اُمّتی من بعدی اس کے بعد حضرت نے جناب فاطمہؑ سے کہلا بھیجا کہ خدائے تعالےٰ مجھے ایک فرزند کی خوشخبری دیتا ہے جو کہ تمہارے یہاں پیدا ہوگا اور اُمت میری بعد میرے اُسے قتل کریگی۔ فارسلت الیہ ان لا حاجۃ لی فی مولودٍ تقتلہ اُمّتک من بعدک جناب سیدہؑ نے اسکے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں ایسا فرزند نہیں چاہتی جسے آپ کے بعد اُمت آپ کی قتل کرے۔ فارسل الیھا انّ اللہ قد جعل فی ذرّیّتہ الامامۃ والولایۃ والوصیّۃ جناب رسالتمآبؐ نے حضرت فاطمہؑ سے کہلا

بھیجی کہ خدائے عزوجل نے اس فرزند کی ذریت کو امامت و ولایت و وصیت کے مرتبہ سے سرفراز کیا ہے۔
فارسلت الیہ انی قد رضیت جناب سیدہ نے یہ سنکر حضرت سے کہلا بھیجا کہ میں راضی ہوں فحملتہ
کرھًا و وضعتہ کرھًا جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؑ نے امام حسین علیہ السلام کا پیٹ
میں رہنا بکراہت گوارا کیا اور بکراہت وضع حمل کیا وحملہ وفصالہ ثلثون شہرًا حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ
اربعین سنۃ قال اور امام حسین علیہ السلام کی مدت حمل اور زمانہ شیرخوارگی سب ملاکر تیس مہینے ہوتے ہیں
یہاں تک کہ جب حضرت سن شباب کو پہنچے اور چالیس برس کا سن ہوا تو جناب احدیت میں اس طرح سے
دعا کی رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحًا ترضٰہ
واصلح لی فی ذریتی یعنی اے پروردگار مجھے توفیق دے کہ جو نعمت کہ تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو
عطا کی ہے اس کا میں شکر ادا کروں اور وہ عمل نیک مجھ سے صادر ہوں کہ جن سے تو راضی ہو اور میری
ذریت میں مجھکو نیک کرے فلولا انہ قال اصلح لی فی ذریتی لکانت ذریتہ کلھم ائمۃ حضرت
صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر جناب امام حسینؑ نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ میری ذریت میں مجھکو نیک کر تو حضرت
کی ذریت میں سب امامؑ ہی ہوا کرتے ولم یرضع الحسینؑ من فاطمۃ ولا من انثٰی اور جناب امام حسینؑ
نے حضرت فاطمہؑ کا دودھ نہیں پیا اور نہ کسی اور عورت کا کان یوتی بہ النبیؐ فیضع ابھامہ
فی فیہ فیمص منہا ما یکفیہ الیومین والثلث جب حضرت جناب رسالتمآبؐ کے پاس جاتے تھے تو وہ
اپنا انگوٹھا ان کے منھ میں دیدیتے تھے اور امام حسینؑ اسطرح سے چوستے تھے کہ دو تین دن تک وہ کافی ہوتا
تھا فنبت لحم الحسینؑ من لحم رسول اللہ ودمہ تو وہ لعاب امام حسینؑ کے بدن میں گوشت ہوکر
اُگا رسولخداؐ کے گوشت اور خون میں سے ولم یولد لستۃ اشھر الا عیسی بن مریم والحسینؑ بن
علیؑ اور سوا جناب عیسیٰ اور امام حسین علیہما السلام کے کسی کی مدت حمل چھ مہینے کی نہیں ہوئی۔
وفی روایۃ اخری عن ابی الحسن الرضا ان النبیؐ کان یوتی بہ الحسینؑ فیلقمہ لسانہ
فیمصہ فیجتزی بہ ولم یرضع من انثٰی اور دوسری روایت میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے
کہ جب امام حسینؑ رسالتمآبؐ کی خدمت میں جاتے تھے تو حضرت اپنی زبان مبارک ان کے منھ میں دیدیتے
تھے اسے امام حسین علیہ السلام چوسنے لگتے تھے وہی ان کو کافی ہو جاتا تھا اور کسی عورت کا دودھ
حضرت نے نہیں پیا ۞ ۞ ۞

(۲) عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ فی تفسیر قولہ تعالیٰ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ابن ابی بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تفسیر میں اس آیہ کی کہ ترجمہ ظاہری اس کا یہ ہے کہ اے نفس مطمئنہ رجوع کر اپنے رب کی طرف درآنحالیکہ راضی اور خوشنود ہے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے انما یعنی الحسین ابن علی نعوذ و نفس المطمئنۃ الراضیۃ واصحابہ من آل محمد الرضوان عن اللہ یوم القیامۃ وھو راض عنہم مراد نہیں ہے اس سے مگر نفس جناب امام حسین کہ وہ جناب بلاریب صاحب نفس مطمئنہ ہیں اور اصحاب اس جناب کے جو کہ آل پیغمبر میں شامل ہیں خدا سے قیامت کے دن وہ راضی ہوں گے اور خدا ان پر مہربان ہوگا ھذہ سورۃ نزلت فی الحسین بن علی وشیعتہ آل محمد خاصۃ "یہ سورہ نازل ہوا خاص جناب امام حسین و شیعیان آل محمد کے باب میں من ادمن قراۃ الفجر کان مع الحسین بن علی فی درجتہ فی الجنۃ پس جو مومن کہ مداومت کرے اس سورہ کی تلاوت میں داخل ہوگا وہ ساتھ جناب امام حسین علیہ السلام کے درجہ بہشت عنبر سرشت میں ٭ ٭ ٭

(۳) فی کشف الغمۃ قال انس کنت عند الحسین فدخلت علیہ جاریۃ فحیتہ بطاقۃ ریحان فقال لھا انت حرۃ لوجہ اللہ فقلت تحییک بطاقۃ ریحان لا خطر لھا فتعتقہا کتاب کشف الغمہ میں انس بن مالک سے روایت کی ہے اسنے کہا ایک روز میں خدمت میں جناب امام حسین کی حاضر تھا ناگاہ ایک کنیز حضرت کی اس جناب کے پاس آئی اور ایک گلدستہ تلسی کے پتوں کا حضرت کی نذر کیا حضرت نے بخوشی لے لیا اور عوض میں اسکے فرمایا کہ اے جاریہ میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا!

انس کہتا ہے میں نے خدمت میں حضرت کی عرض کیا یا ابن رسول اللہ یہ کنیز ایک گلدستہ حضرت کے لئے لائی کہ کچھ قیمت نہ رکھتا تھا اور حضرت نے اسے آزاد کیا قال کذا ادبنا اللہ حضرت نے فرمایا اے انس خدا نے ہمیں یوں ہی تعلیم کیا ہے اور رتبہ ایسا ہی بلند کیا ہے کہ جو چیز عطا کریں عوض سے زیادہ ہو آیا تو نے قرآن مجید میں اسکو نہیں تلاوت کیا ہے کہ خدا نے عز وجل فرماتا ہے واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا ظاہر ترجمہ اس آیت شریف کا یہ ہے کہ ہرگاہ کوئی شخص ہدیہ دے تمہیں لازم ہے کہ تم اسکے عوض میں اسے بہتر اس سے دو یا پھیر دو وکان احسن منہا عتقہا اور عوض اس گلدستہ کا میں نے اپنے نزدیک بہتر اس سے نہ پایا کہ میں اسے آزاد کروں ٭

اکثر علما نے جواب سلام میں اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ جو شخص کسی پر سلام کرے جواب دینے والے کو چاہیئے اسکے جواب میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہے تا دل کو اس کے سرور حاصل ہوئے اور عوض احسن ہوئے

(۳۴) فی تفسیر العیاشی عن مسعدۃ قال مرّ الحسینؑ بن علیؑ بمساکین قد بسطوا لھم کسائۃ والقوا کسرا تفسیر عیاشی میں بسند معتبرہ مسعدہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا ایک روز حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایک جماعت مساکین پر گذر ہوا کہ وہ اپنی عبا بچھائے خشک روٹیوں کے ٹکڑے اسپر رکھے کھا رہی تھی فقالوا ھلمّ یا ابن رسول اللہ فنزل عن فرسہ وثنی ورکہ فاکل معھم ثم تلا انّ اللہ لا یحب المستکبرین جب حضرت امام حسین علیہ السلام ان فقرا کے نزدیک پہنچے حضرت نے ان سبھوں کو سلام کیا ان لوگوں نے بعد جواب سلام کے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ ہمیں سرافراز کرو اور یہ نان خشک ہمارے ساتھ نوش فرماؤ یہ سنتے ہی حضرت گھوڑے سے نیچے اترے اور دو زانو بیٹھکر ان کے ساتھ ان سوکھے ٹکڑوں کے کھانے میں شریک ہوئے جب حضرت کھانا کھانے سے فارغ ہوئے اس آیت کو تلاوت فرمایا یعنی خدائے تعالےٰ متکبروں کو دوست نہیں رکھتا۔ ثم قال اجبتکم فاجیبونی قالوا نعم یا ابن رسول اللہ فقاموا معہ حتی اتوا منزلہ بعد ازاں حضرت نے ان مسکینوں سے فرمایا کہ میں نے تمہاری دعوت قبول کی تم بھی میری دعوت قبول کرو اور آج میرے مہمان ہو انہوں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ ہم بسر و چشم حاضر ہیں یہ کہا اور حضرت کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت دولتسرا میں پہنچے اس وقت ان سے فرمایا تم ایک لحظہ یہاں توقف کرو اور آپ گھر میں داخل ہوئے فقال للجاریۃ اخرجی ما کنت تدخرین اور کنیز سے فرمایا جو کچھ کھانا موجود ہو حاضر کر جب لونڈی کھانا لائی حضرت نے ان کی ضیافت کی اور انعام و اکرام دیکر ان کو رخصت فرمایا۔

وفی روایۃ اخری انہ جلس معھم وقال لولا انہ صدقۃ لاکلت معکم اور دوسری روایت میں یوں وارد ہوا ہے کہ جس وقت ان مساکین نے حضرت کو کھانا کھانے کے لئے بلایا حضرت گھوڑے سے اترے اور دو زانو ہو کر ان کے پاس بیٹھے اور پہلے بہت عذر خواہی کر کے فرمایا کہ یہ روٹی تمہاری مال تصدق سے ہے اور صدقہ اہلبیت رسول ص پر حرام ہے پس تم میرے نہ کھانے سے رنجیدہ خاطر نہ ہونا اگر صدقہ نہ ہوتا ضرور میں تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوتا۔ بعد ازاں ان

سے فرمایا کہ میں نے تمہاری دعوت قبول کی چاہیئے کہ تم بھی میرے گھر میں میرے مہمان ہو بس حضرت ان فقرا کو اپنے مکان میں لائے اور ان کی دعوت بخوبی کی اور وقت رخصت بہت سے درہم ان کو دے کر رخصت کیا ؛

(۵) فی کشف الغمۃ انّہ کان للحسینؑ عبد نجنی جنایۃ فامر بہ ان یضرب فقال یا مولا والکاظمین الغیظ قال خلوا عنہ کتاب کشف الغمۃ میں روایت کی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا ایک غلام تھا ایکبار اس نے کچھ قصور کیا حضرت نے فرمایا کہ اسکو ماریں جب تازیانہ اس کے مارنے کو آیا اس نے اس آیت کو پڑھا یعنی خدائے تعالےٰ فرماتا ہے وہ لوگ کہ کھانے والے غصے کے ہیں حضرت نے جب یہ کلمہ سنا فرمایا اسے چھوڑ دو فقال یا مولای والعافین عن النّاس قال قد عفوت عنک بار دیگر غلام نے کہا خدائے تعالےٰ فرماتا ہے وہ لوگ کہ معاف کرنے والے آدمیوں کے ہیں حضرت نے فرمایا میں نے بھی تیری خطا معاف کی قال یا مولائی واللہ یحب المحسنین قال انت حرّ لوجہ اللہ و لک ضعف ما کنت اعطیتک بعد اسکے اس غلام نے عرض کی اے آقا میرے خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم دوست رکھتے ہیں نیکوں کو حضرت نے فرمایا اے غلام جا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا اور جو روزینہ تیرا آگے مقرر تھا اس سے دونا اب تجھے ملا کرے گا ؛

(۶) عن ھرثمۃ بن ابی مسلم قال غزونا مع علی ابن ابیطالب صفّین فلمّا انصرفنا نزل کربلا فصلّی بہا الغداۃ ثم رفع الیہ من تربتہا فشمّہا کتاب امالی میں بسند معتبر ہرثمہ بن ابی مسلم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ ہم سب جنگ صفین میں علیؑ ابن ابیطالبؑ کے ساتھ خوارج سے لڑنے کو گئے جب امیرالمومنینؑ نے اس جنگ سے مراجعت فرمائی اور وارد زمین کربلا ہوئے صبح کی نماز حضرت نے وہیں پڑھی بعد ازاں ایک مشت خاک اس زمین پاک سے اپنے دست مبارک میں اٹھا کر سونگھی ؛ ثمّ قال واھًا لک ایّتہا التربۃ لیحشرنّ منک اقوامٌ یدخلون الجنّۃ بغیر حساب بعد ازاں فرمایا خوشا حال تیرا اے خاک کہ فردائے قیامت تجھسے ایسے گروہ محشور ہوں گے جو بلا حساب داخل بہشت ہوں گے فرجع ھرثمۃ الی زوجتہ وکانت شیعتہ لعلی فقال الا احدّثک عن ولیّک ابی الحسن علیہ السلام ہرثمہ جب اپنے گھر میں آیا اپنی زوجہ سے کہ وہ شیعہ علیؑ ابن ابی طالبؑ میں سے تھی کہنے لگا کہ میں نے اس سفر میں تیرے مولا علی ابن ابی طالبؑ سے ایک بات سنی ہے اس نے کہا

وہ کیا بات ہے ہرثمہ نے کہا کہ جب امیر المومنین علیہ السلام وارد کربلا ہوئے ایک مشت خاک کو اٹھا کر
سونگھا اور فرمایا خوشا حال تیرا اے خاک کہ تجھ سے ایسے گروہ محشور ہوں گے کہ فردائے قیامت بغیر
حساب داخل بہشت ہوں گے قالت ایّها الرجل فانّ امیر المومنین لم یقل الّا حقّا اس کی زوجہ
نے یہ سنکر کہا اے مرد تو اس بات پر تعجب نہ کر اس جناب نے کبھی کلام لغو نہیں فرمایا جو فرماتے ہیں وہی
ہوتا ہے قال هرثمة فلمّا قدم الحسین علیه السلام بکربلاء کنت فی البعث الّذین بعثهم عبید
اللّٰه بن زیاد ہرثمہ کہتا ہے جب کوفیان بے وفا نے ہزاروں خط پُر دغا لکھکر جناب امام حسین علیہ السلام
کو کربلا میں بلایا اور وہ جناب اس زمین پر وارد ہوئے اس لشکر میں جسے ابن زیاد لعین نے بھیجا تھا میں
بھی تھا فلمّا رایت المنزل والشّجر ذکرت الحدیث فجلست علٰی بعیری ثمّ صرت الی الحسین
فسلّمت علیه واخبرته بما سمعت من ابیه فی ذالك المنزل ہرثمہ کہتا ہے جب میں نے اس منزل کو
پہچانا اور ان درختوں کو دیکھا جہاں حضرت نے یہ حدیث فرمائی تھی تو مجھے حدیث امیر المومنین کی یاد
آئی فی الفور میں ناقہ پر سوار ہوا اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور اس جناب پر سلام کیا
اور جو کچھ ان کے والد نامدار سے سنا تھا سب بیان کیا فقال معنا انت ام علینا فقلت لا معك
ولا علیك خلّفت صبیّة اخاف علیها عبید اللّٰه ابن زیاد حضرت امام حسین علیہ السلام نے
فرمایا اے ہرثمہ تو ہماری نصرت و یاری کرے گا یا ہم سے لڑنے کو آیا ہے میں نے عرض کیا یا مولا نہ آپ
مجھ سے توقع نصرت و یاری کی رکھئے اور نہ میں آپ سے لڑنے کو آیا ہوں اور آپ کی رفاقت اس لئے
اختیار نہیں کرتا کہ میں ایک بیٹی رکھتا ہوں شہر کوفہ میں اور ابن زیاد سے ڈرتا ہوں کہ یہ خبر سنکر گھر بار
میرا غارت کرے قال فامض حیث لا تری لنا مقتلاً ولا تسمع لنا صوتاً حضرت نے فرمایا اے
ہرثمہ تو اس زمین پر سے اور کسی طرف کوچ کرجا تاکہ ہمارا قتل ہونا تجھے نظر نہ آوے اور نہ آواز تیری
کان تک پہنچے فوالّذی نفس حسینٍ بیده لا یسمع الیوم داعیتنا احدٌ فلا یعیننا الّا کبّه
اللّٰه بوجهه فی جهنّم پس مجھے قسم ہے اس خالق کی کہ جان حسینؑ اسکے قبضۂ قدرت میں ہے کہ آج
کے روز آواز میری فریاد و استغاثہ کی جس کے کان تک پہنچے اور وہ میری یاری نہ کرے حق تعالیٰ
اسکو سرنگوں اجہنم میں ڈالے گا۔

(۴۷) قال شیخنا البهائی رضی اللّٰه عنه کنت ذات یوم عند رجالٍ بعید بیٍّ وکنت منکراً

لهذا العلم فاخذت فی یدی سبحۃ من تربۃ الحسین ؑ وقلت انظر فی یدی امتحاناً له شیخ بہاء الدین آملی رضی اللہ عنہ نے کتاب کشکول میں لکھا ہے کہ میں ایک رمال یہودی کے پاس تھا اور علم رمل کا ہمیشہ سے منکر تھا آزمائش کے لئے ایک تسبیح خاک مبارک جناب امام حسین علیہ السلام کی اپنے ہاتھ میں چھپا کر میں نے اس رمال سے کہا کہ بتا میرے ہاتھ میں کیا ہے فنظر فمکث مدۃ طویلۃ ثم رفع راسہ وقال اری شیئاً عجیباً لا یساعدہ العقل اس رمال نے دیر تک نظر کی بعد اسکے سر اٹھایا اور کہنے لگا عمل رمل سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں ایک عجیب چیز ہے لیکن عقل میری حیران ہے کہ تمہارے پاس وہ کیونکر آئی قال الشیخ قلت وما هو قال یظهر من الرمل ان ما فی یدك هو تراب الجنۃ وما هذا بمعقول شیخ فرماتے ہیں میں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے اس نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے علم رمل سے کہ تمہارے ہاتھ میں خاک بہشت ہے مگر میری عقل میں نہیں آتا کہ خاک بہشت تمہارے ہاتھ میں کیونکر آئی۔ وکلما ازددت فیها نظراً لا یظهر لی غیر هذا فقال وما هو خلصنی من التشویش قلت هو سبحۃ من تربۃ الحسین علیہ السلام اور ہرچند فکر و تامل کرتا ہوں سوا اسکے مجھے کچھ اور معلوم نہیں ہوتا اب تم میری تشویش کو رفع کرو اور مجھے بتاؤ کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا اے شخص جو تو کہتا ہے وہی ہے میرے ہاتھ میں ایک تسبیح ہے تربت جناب امام حسین علیہ السلام کی وقرات له هذا الحدیث الذی وقع فی من لا یحضرہ فی کتاب المزار عن ابو عبد اللہ علیہ السلام قال موضع قبر الحسین ؑ منذ دفن فیه روضۃ من ریاض الجنۃ بعد ازاں اس یہودی کے روبرو میں نے یہ حدیث جو من لا یحضر کی کتاب مزار میں حضرت صادق ؑ سے منقول ہے پڑھی یعنی حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مقام قبر امام حسین ؑ جس روز سے کہ وہ جناب مدفون ہوئے ہیں ایک باغ ہے باغ ہائے بہشت میں سے فاسلم الیهودی لما سمع ذلك منی اس حدیث کے سننے سے وہ یہودی مسلمان ہوگیا۔

(۸) روی الشیخ الثقۃ محمد بن عمر بن عبد العزیز الکشی عن زید الشحام روایت کی ہے شیخ ثقہ محمد بن عمر بن عبد العزیز کشی نے زید شحام سے قال کنا عند ابی عبد اللہ علیہ السلام جماعۃ من الکوفیین فدخل جعفر بن عفان علی ابی عبد اللہ علیہ السلام کہا زید نے کہ ہم چند شخص اہل کوفہ سے مجلس شریف امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر تھے کہ ناگاہ جعفر بن عفان

خدمت با رفعت امام میں حاضر ہوا فقرّبہ و ادناہ حضرت اسکے آنے سے بہت خوش ہوئے اور اُسے بلاکر اپنے پاس بٹھایا ثمّ قال یا جعفرؓ قال لبّیك جعلنی اللّٰہ فداك قال بلغنی انّك تقول الشّعر فی الحسین علیہ السلام د تجید قال نعم جعلنی اللّٰہ فداك بعد اسکے فرمایا حضرت نے کہ اے جعفرؓ کہا اس نے بلے اے مولا تصدّق ہو جاؤں آپ پر پوچھا حضرت نے کہ مَیں نے سنا ہے کہ مصیبت ابا عبداللہ الحسینؑ میں تو شعر کہتا ہے اور خوب کہتا ہے عرض کی اس نے بلے فدا ہو جاؤں آپ پر قال فانشدہ اس معصوم نے فرمایا کہ پڑھ اُن اشعار کو فانشدتہ فبکی ومن حولہ حتّی صارت الدّموع علی وجھہ ولحیتہ جعفرؓ کہتا ہے کہ موافق فرمان واجب الاذعان چند شعر جو میں نے نظم کئے تھے پڑھے اسکو سُن کے حضرت بشدت گریاں ہوئے اور جو اشخاص کہ گرد اس جناب کے بیٹھے تھے وہ بھی روئے یہاں تک کہ آنسو رخسارہ و ریش مبارک حضرت پر جاری ہوئے ثمّ قال یا جعفرؓ واللّٰہ لقد شھدت الملائکۃ المقرّبون ھٰھنا یسمعون قولك فی الحسین علیہ السلام ولقد بکوا کما بکینا واکثروا بعد اسکے فرمایا اس جناب نے کہ اے جعفرؓ قسم بخدا کہ حاضر ہوئے ملائکہ مقربین اس مقام پر اور سُنا انہوں نے ان اشعار کو جو کہ تو نے مصیبت حسینؑ میں نظم کئے ہیں اور روئے وہ سب جس طرح کہ ہم روئے بلکہ زیادہ ہم سے انہوں نے گریہ و زاری کی ولقد اوجب اللّٰہ تعالیٰ لك یا جعفرؓ فی السّاعۃ الجنّۃ باسرھا وغفر اللّٰہ لك اور بلا شبہہ واجب کیا خدا نے تیرے لئے اے جعفرؓ اسی ساعت بہشت عنبر سرشت کو اور مغفور کیا تجھکو فقال یا جعفرؓ الا ازیدك قال نعم یا سیّدی بعد اسکے فرمایا حضرت نے کہ اے جعفرؓ تجھکو اور زیادہ بیان کروں عرض کی اس نے کہ فرمائیے اے آقا قال ما من احد قال فی الحسینؑ شعرًا فبکی وابکی بہ الّا اوجب اللّٰہ لہ الجنّۃ وغفر لہ فرمایا حضرت نے کہ جو شخص نظم کرے مرثیہ حسینؑ میں اگرچہ ایک شعر بھی ہو اور روئے اور رولائے تو واجب کرتا ہے خداوند کریم اس کے لئے جنت اور بخش دیتا ہے اُس کو۔

(۹) عن عروۃ ابن الزبیر قال سمعت ابا ذرؓ وھو یومئذ قد اخرجہ عثمان الی الربذۃ فقال لہ النّاس یا ابا ذرؓ ابشر فھذا قلیل فی اللّٰہ فقال ما ابشر ھذا ولکن کیف انتم اذ قتل الحسینؑ ابن علی علیھما السلام قتلاً وذبح ذبحًا واللّٰہ لا یکون فی الاسلام

بعد قتل الخلیفۃ اعظم قتیلاً منہ روایت کی ہے ابن قولویہ نے عروہ ابن زبیر سے کہا اس نے
کہ سنا میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے جب ان کو شہر بدر کردیا تھا عثمان نے مقام ربذہ میں اور لوگوں
نے کہا کہ اے ابوذرؓ مبارک ہو کہ یہ مصیبت جو تمہارے لئے راہ خدا میں واقع ہوئی بہت سہل اور
آسان ہے انہوں نے جواب دیا کہ واقعی اس مصیبت کی تو کچھ اصل نہیں ہے اور بہت آسان ہے مگر کیا
حال ہوگا تمہارا جس وقت کہ حسینؑ ابن علیؑ نہایت بیکسی اور مظلومی سے شہید کیا جاوے گا اور ظالم اسے
ذبح کرے گا قسم ہے خدا کی کہ اسلام میں بعد شہادت جناب امیر علیہ السلام کے کوئی شہادت اس سے
بڑھکر نہ ہوگی وانّ اللہ یسلّ سیفہ علے ھذہ الامۃ لا یغمدہ ابداً اور قریب ہے کہ خداوند قہار
شمشیر انتقام کو اس امت جفاکار پر کھینچے گا اور پھر اسی میان میں نہ رکھے گا ویبعث ناقما من ذریّتہ
فینتقم من الناس اور منتقم حقیقی بھیجے گا ذریت حسین علیہ السلام میں سے ایک عذاب کرنے والے کو کہ
وہ ظالموں سے بدلا لے گا ظاہرا مراد اس سے حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہیں وانکم لو تعلمون
ما یدخل علے اھل البحار وسکّان الجبال والغیاض والآکام واھل السّماء من قتلہ لبکیتم
واللہ حتّیٰ تزھق انفسکم اگر جانتے تم لوگ کہ کیا حزن وارد ہوا اہل دریا اور رہنے والوں پہاڑوں
اور جنگلوں اور نیستانوں کے اور اہل آسمان پر بسبب شہادت حسین علیہ السلام کے ہے تو تم لوگ روتے
روتے ہلاک ہوجاتے وما من سماءٍ یمرّ بہ روح الحسینؑ الا فزع لہ سبعون الف ملکٍ
یقومون قیاماً ما ترعد مفاصلھم الیٰ یوم القیامۃ اور جب ملائکہ رحمت حضرت کی روح
اقدس کو لے کر آسمانوں پر عروج کریں گے تو جس آسمان پر اس روح اطہر کا گذر ہوگا ستر ہزار ملائکہ
بیتاب ہوکر کھڑے ہوجائیں گے اور تا روز قیامت ان کے بند بند میں رعشہ رہے گا۔
وما من سحابۃ تمرّ وترعد وتبرق الا لعنت قاتلہ اور جو ابر کہ رواں ہوتا ہے اور برق و
رعد اس سے نمودار ہوتا ہے بے شبہ لعنت کرتا ہے قاتلان حسین علیہ السلام پر وما من
یوم الا ویعرض روحہ علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فیلتقیان اور کوئی دن نہیں ہوتا
مگر یہ کہ روح اقدس جناب سید الشہدا علیہ السلام کو جناب رسول خدا کے سامنے نہ لے جاتے ہوں اور
ان دونو نورانی روحوں سے ملاقات نہ ہوتی ہو ٭٭
(۱۰) روی عن مولانا الصادق ع انّہ قال سمعت ابی یقول لما التقی الحسین ع و

عمر بن سعد وقامت الحرب علےٰ ساقہا انزل اللہ النصر حتیٰ رفرف علےٰ راس الحسینؑ ثم خیّر بین النصر علیٰ اعدائہ و بین لقاء ربہ فاختار لقاء ربّہ جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب لشکر جناب امام حسین علیہ السلام اور عمر سعد مقابل ہوا اور لڑائی شروع ہوئی اس وقت حق سبحانہ تعالےٰ نے ملائکہ کو فتح و فیروزی کے ساتھ حضرت پر نازل کیا کہ وہ فرشتے حضرت کے سر اقدس پر پرواز کرتے تھے اور تھے منتظر حکم کے پھر حق تعالےٰ نے اختیار دیا انہیں کہ اے حسینؑ یہ فتح اور فیروزی موجود ہے تم چاہو اس لشکر قلیل سے اس فوج کثیر پر ظفریاب ہو اور چاہو ہماری ملاقات اختیار کرو حضرت نے درگاہ باری میں عرض کی کہ خداوندا مجھے فتح اور نصرت درکار نہیں ہے میں مشتاق تیرا اور تیری رحمت کا ہوں ٭ ٭ ٭

(۱۱) بحار میں شیخ مفید علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ قتل امام مظلوم سے تین دن پیشتر ایک خط ابن زیاد کا عمر سعد کے پاس آیا اس میں وہ لکھتا ہے حل بین الحسینؑ و اصحابہ و بین الماء ولا یذوقوا منہ قطرۃ کما صنع بالتقی الزکی عثمان بن عفان یعنی امام حسینؑ کے اور نہر کے درمیان میں تم لوگ حائل ہو جاؤ وہ اور ان کے اصحاب ایک قطرہ نہ لینے پائیں جس طرح سے کہ تقی زکی عثمان بن عفان پر پانی بند کیا گیا تھا یہ حکم نامہ پا کر عمر سعد نے پانسو سواروں کا پہرہ گھاٹ پر مقرر کر دیا اور حضرت کی فوج میں پانی جانا اسی دن سے بند ہو گیا۔ جب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ ابن سعد کی مدد کے لئے فوجوں پر فوجیں جمع ہوتی چلی جاتی ہیں تو اس ملعون سے کہلا بھیجا انی ارید ان القاک یعنی میں تجھ سے ملاقات چاہتا ہوں یہ پیام سنکر رات کو اس نے حضرت سے ملاقات کی اور بڑی دیر تک باتیں ہوا کیں بعد اسکے وہاں سے آکر جو نامہ کہ اس نے ابن زیاد کو لکھا ہے مومنین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے کیسا کیسا اتمام حجت فرمایا تھا وہ لکھتا ہے کہ اب خدا نے فتنہ و فساد کو دفع کیا حسینؑ یہ اقرار کرتے ہیں کہ جہاں سے وہ آئے ہیں وہیں پھر پلٹ جائیں گے اور اگر مدینہ میں جانا ان کا مناسب نہ سمجھو تو کسی اور بستی میں سب مسلمانوں کی طرح محکوم و فرمانبردار ہو کر وہ بھی رہیں اور اگر یہ بھی نامنظور ہے تو وہ خود امیر المومنین یزید کے پاس چلے جائیں جیسے اس کی رائے ہو گی اس طرح حضرت سے پیش آئے گا جب یہ خط ابن زیاد نے پڑھا تو کہنے لگا کہ اس میں شفقت و نصیحت کا مضمون پایا جاتا ہے اور شمر ملعون اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ حسینؑ کا قابو میں آکر نکل جانے دینا بڑی خطا

ہے چاہیئے کہ پہلے وہ اوران کے اصحاب تیری فرمانبرداری قبول کریں بعد اسکے اگر تو سزا دے تو مناسب
ہوگا اور اگر معاف کردے تو تجھے اختیار ہے عبید اللہ ملعون نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور کہا کہ تو اسکا
جواب لے کر جا اگر وہ قتل حسینؑ پر آمادہ ہو جائے تو تو خیر نہیں تو تو سردار فوج ہے اور ابن سعد کو لکھا
کہ میں نے اسلئے تجھے نہیں بھیجا تھا کہ حسینؑ کے بچاوے کی فکر کر اور ان پر شفقت ظاہر کر اور ان کی طرف سے
معذرت پیش کر اگر وہ اوران کے اصحاب میری فرمانبرداری قبول کرلیں تو سب کو میرے پاس روانہ کر
نہیں تو وہ اسی قابل ہیں کہ ان کو قتل کر اور بعد قتل سینۂ حسینؑ پر گھوڑے دوڑانا کہ وہ نافرمان و
سرکش ہیں اور یہ میں جانتا ہوں کہ بعد قتل کے اس سے کوئی اذیت ان کو نہ ہوگی مگر میرے منہ سے یہ
بات نکل گئی ہے اگر تو ان باتوں میں ہماری اطاعت کرے گا تو فرمانبرداری کا صلہ پائے گا نہیں تو تو معزول
ہے اور شمر سردار فوج ہے والسلام

جب یہ خط اس ملعون کو پہنچا تو اسیوقت اس نے قتل امام مظلوم کے لئے حکم دے دیا اور اطاعت
عبید اللہ کا پیام حضرت سے کہلا بھیجا لیکن جناب سید الشہداؑ نے ان ملاعنہ سے ایک شب کی مہلت لی اور
شام کے وقت سب انصار و اقربا کو جمع کر کے یہ مضمون ارشاد کیا کہ میں خوشی کہتا ہوں کہ یہ رات کا وقت
ہے تم سب کے سب چلے جاؤ یہ لوگ فقط میرے ہی قتل کے خواہاں ہیں ہرگز در پے تمہارے نہ ہوں گے یہ
سن کے جناب عباسؑ اور برادران حضرت اور اہلبیت و اصحاب متفق ہو کے بولے لا ارانا اللہ ذالک
ابدًا خدا نہیں وہ وقت نہ دکھائے کہ آقا آپ شہید ہوں اور ہم زندہ رہیں ہم آپ پر سے تصدق
ہوں گے اور جانیں نثار کریں گے پھر مسلم بن عوسجہؓ نے عرض کی یا ابن رسول اللہ آیا ہم آپ کو چھوڑ دیں گے
اور آپ سے جدا ہوں تو خدا کو کیا جواب دیں گے واللہ یہ نہ ہوگا بلکہ نیزے اور تلواریں ماریں گے
دشمنان حسینؑ کو جب تک کہ قبضہ رہے گا ہاتھ میں ہمارے ؛ ولو لم یکن معی سلاحؑ اقاتلھم بہ
لقذفتہم بالحجارۃ اگر ہتھیار بھی ان سے لڑنے کو باقی نہ رہیں گے تو پتھر ان کو ماروں گا مگر آپ سے جدا نہ
ہوں گا تا کہ خدا جانے کہ ہم نے حفاظت کی ذریت رسول کی بلکہ اگر جانتا میں کہ قتل کیا جاؤں گا اور زندہ
کیا جاؤں گا اور جلا دیا جاؤں گا ستر بار تو بھی میں آپ سے جدا نہ ہوتا قربان ان کی وفاداری کے
پس اسیطرح سب نے جواب دیا قال الراوی فباتوا تلک اللیلۃ ولھم رضوان اللہ علیہم دوی
کدوی النحل من التلاوۃ والدعاء والخشوع والبکاء والتضرع الی اللہ راوی کہتا ہے کہ اس

شب کو تمام رات اصحاب کرام تلاوت کلام مجید اور دُعا و خشوع و بُکا میں مصروف رہے اور حالت تضرع
وزاری میں آوازیں ان کی زنبور عسل کی طرح گونجتی تھیں ابو مخنف روایت کرتا ہے کہ جب صبح روز عاشورا
نمایاں ہوئی اس وقت ابن سعد لعین اپنی فوج ستوم کی آراستگی میں متوجہ ہوا میمنہ لشکر میں شمر ذی الجوشن
ملعون کو کھڑا کیا اور میسرہ پر سنان ابن انس نخعی کو آمادہ کیا اور خود وہ شقی قلب میں استادہ ہوا۔
فلمّا رای الحسینؑ الصفوف قد اصطفت نادی باصحابہ وقال یا معاشر الاخوان قوموا
الی الموت الّذی لا مفرّ منہ ولا مھرب جب حضرت نے صفیں آراستہ دیکھیں اس وقت اپنے
اصحاب باوفا سے خطاب کرکے ارشاد کیا کہ اے گروہ برادران آمادہ ہو موت کے لئے جس سے مفر
اور جائے گریز نہیں ہے فجعل علیہ السّلام فی میمنتہ زھیر بن القین رضؓ و میسرتہ ھلال بن نافع
البجلی رضؓ و حبیب ابن مظاھر رضؓ فی جناح العسکر حضرت نے میمنۂ لشکر زہیر ابن قین رضؓ کو عنایت
کیا اور میسرہ پر ہلال ابن نافع بجلی رضؓ کو سرفراز فرمایا اور حبیب ابن مظاہر رضؓ کو جناح لشکر میں مامور فرمایا۔
واعطی رایتہ العبّاسؑ بن علیؑ و وقف ھو علیہ السلام فی القلب اور علم سعادت توام حضرت
عباسؑ کو عنایت فرمایا اور خود وہ جناب قلب لشکر میں رونق افروز ہوئے۔ اور خیمۂ عصمت وطہارت
کے گرد خندق کھود کر لکڑیوں سے اور نے سے اسے بھر کر آگ روشن کر دی اور حضرت کو خندق کو مشتعل
کرنے میں اس قدر اہتمام تھا کہ جو شخص جہاد کے لئے تلوار کو غلاف سے کھینچتا تھا تو تلوار کی میان کو اسی
خندق میں پھینک دیتا تھا ثمّ انّ ابن سعدؑ لعنہ خرج من خیمتہ ونادی بدرید وکان صاحب رایتہ ذا
فاوتر قوسہ وفوّق سہمہ نحو الحسینؑ وقال اشھدوا لی عند الامیر انّی اول رام بعد ارآستگی
صفوف عمر سعد لعین نے اپنے خیمے سے باہر نکلکر اپنے غلام کو کہ نام اس لعین کا دُرید تھا اور وہی اُس
ملعون کا علم دار تھا حکم کیا تو اس ملعون نے تیر حلّہ کمان میں جوڑ کر جناب امام حسین علیہ السلام کے لشکر
کی طرف پھینکا اور پکارا کہ تم لوگ امیر کے پاس گواہی دینا کہ پہلے تیر میں نے ہی مارا ہے بعد اسکے
وہ اشقیا ہر چار سمت سے حملہ کرکے حضرت کی فوج کثیر پر تیر برسانے لگے فصار اصحاب الحسینؑ
بین طریح وجریح وطعین وذبیح اسی حملے میں اکثر اصحاب اس جناب کے شہید راہ خدا ہوئے
اور بعضے زخمی ہوگئے۔ فلمّا اشتدّ القتال وانتصف النّھار ورای ذالک ابو ثمامۃ الصائدی
قال یا اباعبد اللہ نفسی لنفسک الفداء ھولاء اقتربوا منک پس جب خروش لشکر مخالف کا

زیادہ ہوا اور دوپہر دن آگیا تو ابو ثمامہ رض نے عرض کی یا ابا عبد اللہ میری جان آپ پر فدا ہو یہ لعین بہت قریب آگئے ہیں واحبّ ان القی اللہ وقد صلیت ھذہ الصلوٰۃ معک اور میں مشتاق ہوں کہ نماز ظہر بجماعت آپ کے ساتھ پڑھ کے خدا سے ملاقات کروں کہ یہ نماز آخری ہے حضرت نے سر سوئے آسمان اٹھاکر فرمایا ذکرت الصلوٰۃ جعلک اللہ من المصلین اے ابو ثمامہ اس وقت تونے نماز یاد دلائی خدا تجھے روز قیامت میں نماز گذاروں کے ساتھ محشور کرے ہاں یہ اول وقت ظہر ہے سلوھم ان یکفوا عنا حتیٰ نصلی کہو ان منافقوں سے کہ اتنی مہلت ہمیں دو کہ نماز ظہر اپنے امام کے ساتھ ادا کرلیں بموجب ارشاد ظالموں سے کہا کہ فرزند رسول خدا نماز پڑھنے کی مہلت مانگتا ہے فقال الحصین بن نمیر انھا لا تقبل حصین بن نمیر لعین نے جواب دیا کہ وہ نماز قبول نہیں ہے کہ تم حق سے منحرف ہوکر امام وقت کی بیعت سے منکر ہو پس حبیب ابن مظاہر رض بولے کہ اے لعین نماز فرزند رسول صلے اللہ علیہ وآلہ تو قبول نہو وتقبل منک یا خمار اور قبول ہو نماز تجھ بے پیر شراب خوار کی پس حصین لعین نے حبیب رض پر حملہ کیا فغضب حبیب رض وسلم علی الحسین ع وقال لہ الی لارجو ان اصلی مع جدک رسول اللہ واقرأہ منک السلام اسوقت حبیب ابن مظاہر رض غضبناک ہوئے اور جناب سید الشہدا علیہ السلام کو سلام رخصت کرکے عرض کیا کہ یا حضرت میں اشقیا کے کلام بیہودہ سننے کی تاب نہیں لا سکتا امیدوار ہوں کہ مجھے رخصت فرمائیے اب میں بہشت میں جاکر نماز جماعت آپکے جد نامدار جناب رسول خدا کے ساتھ پڑھ لونگا میں پہلے جاکر آپ کا سلام حضرت رسول خدا کی خدمت اقدس میں پہنچاتا ہوں یہ کہکر روانہ میدان ہوئے اور مانند شیر غران لشکر عمر سعد میں گھس گئے اودہر سے حصین ملعون ان کے مقابل ہوا حبیب رض نے اس شقی کے گھوڑے پر ایک ایسا وار لگایا کہ گھوڑا اس کا مجروح ہوکر زمین پر گر پڑا فطعنہ برمحہ اخرج السنان من ظہرہ وعجل اللہ بروحہ الی النار گرتے ہی اسکے حضرت حبیب رض نے حصین ملعون کو ایسا نیزہ مارا کہ نوک نیزہ اس ملعون کی پیٹھ سے پار ہوگیا اس کے صدمے سے وہ شقی راہی دوزخ ہوا بعد اسکے ابن سعد لعین کے لشکر میں گھس کے ایک سو ساٹھ سواروں کو واصل جہنم کیا پھر جناب سید الشہدا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں رجوع کرکے حضرت کے دستہائے اطہر پر بوسے دیکر تجدید عہد کی اور حضرت سے رخصت ہوکر لشکر شوم کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت اسطرح سے رجز خوان تھے شعر

انا حبیبؓ وابی مظاھر و فارس الھیجا و نار تسعر

یعنی میں ہوں حبیبؓ اور باپ میرا مظاہر ہے اور میں شہسوار میدان جنگ ہوں اور جہاد کے وقت آتش شعلہ ور ہوں ؎

وانتم ذو و عدد و اکثر و نحن فی یوم الوغا قسا ور

اے قوم جفا کار ہر چند با عتبار عدد کے جمعیت تمہاری بیشتر ہے اور اگرچہ ہم قلیل ہیں مگر روز نبرد پلنگ بیشۂ شجاعت و نامور ہی ہیں ؎

یا ویلکم ھذا الحسینؑ الطاھر یطلب حقا و ابن ھند جائر

ویل و عذاب ہو کہ تم برگشتہ ہو ہمارے آقا حسینؑ ابن علی طیب و طاہر سے حالانکہ وہ جناب طالب حق ہیں اور معین ہو ابن ہند کے باوجودیکہ وہ شقی ظالم ہے فحمل علی القوم و لو یزل یقاتل حتی قتل من القوم زھاء علی اربعمائة فارس واستشھد امام الحسینؑ پھر دوبارہ قوم اشرار پر حملہ آور ہوئے اور برابر مشغول کارزار رہے یہاں تک کہ چار سو ملعونوں کو واصل جہنم کرکے اپنے آقا حسینؑ مظلوم کے سامنے شہادت سے فائز ہوئے قال ابو مخنف لما قتل الحبیبؓ بن مظاھر بان الانکسار فی وجہ الحسینؑ و قال انا للہ و انا الیہ راجعون ابو مخنف روایت کرتا ہے کہ حبیبؓ ابن مظاہر کے شہید ہونے سے جناب سیدالشہدا علیہ السلام کی صورت پر اداسی سی چھا گئی اور آثار شکست کے نمایاں ہوئے اس وقت ان جناب نے کلمۂ انا للہ و انا الیہ راجعون فرمایا اور کہنے لگے رحمک اللہ یا حبیبؓ لقد کنت تختم القرآن فی رکعة واحدة یعنی خدا رحم کرے تجھ پر اے حبیبؓ تو ختم کرتا تھا ایک رکعت میں سارے قرآن شریف کو یہ فرما کر حضرت بہت شدت سے روئے۔

راوی کہتا ہے کہ اس جناب کو روتے دیکھکر اہل حرم میں عجب طرح کا کہرام مچا۔

(۲۱) روی لما قتل حبیب ابن مظاھر قام زھیر ابن القین و قبل ید الحسینؑ و قال یا سیدی لم لا تاذنی بالبراز اخبار میں وارد ہے کہ جب حضرت حبیب ابن مظاہر اپنے آقا کے نامدار پر نثار ہوگئے اس وقت زہیر ابن القین رضؓ نے آمادۂ شہادت ہو کے جناب سیدالشہدا علیہ السلام کے دست اطہر پر بوسے دیئے اور عرض کی کہ یا حضرت مجھے میدان کی اجازت کیوں نہیں دیتے کہ جا کے دشمنان دین سے جہاد کروں حضرت نے فرمایا بسم اللہ روانہ ہو خدا تعالے تجھے برکت دے

یہ حکم سنکر زہیر راہئی میدان ہوئے اور ایک ہی حملے میں ایک سو بیس ناریوں کو داخل نار جہنم کیا وخشی ان تفوتہ الصلوٰۃ فرجع الی الحسینؑ و قال یا مولای صل بنا بعد اسکے ڈرے کہ وقت نماز فوت ہوجائے اس خیال سے اپنے آقائے مظلوم کی خدمت میں رجوع کرکے عرض کی کہ اے مولا جماعت سے ہم کو مشرف اور سعادت اندوز کیجئے اس وقت حضرت نے اپنے اصحاب کرام کے ساتھ نماز جماعت صلوٰۃ خوف کی طرح ادا فرمائی فلمّا فرغ من صلوٰۃ وکبّر رکب جوادہ وھزّ سیفه وحمل علی القوم فارغ ہوتے ہی نماز سے زہیر تکبیر کہکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور تلوار کھینچ کے دوبارہ دشمنان دین پر حملہ آور ہوئے اور بہت زخمی ہو کر پھر اپنے آقائے نامدار کی خدمت میں مراجعت کی۔

لانّه سمع الحسین علیه السلام وھو ینادی ویقول یا کرام ھذہ الجنّة فتحت ابوابها والحور قد تزیّنت لکم دوبارہ زہیرؓ کے پھرنے کی وجہ یہ تھی کہ سنا جناب امام حسین علیہ السلام سے کہ وہ جناب ندا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے سعادتمندو دروازے جنت کے تمہارے لئے کھولے گئے ہیں اور حوروں نے تمہارے واسطے اپنے تئیں آراستہ کیا ہے فحاموا عن ابن بنت نبیّکم وحرمه وھو مع ذالك یبکی پس حمایت کرو اپنے نبیؐ کے نواسے کی اور اسکے حرم محترم کی یہ کلمات کہہ کے وہ جناب روتے جاتے تھے فخرجن النسا یصرخن وھنّ یقلن یا عصب المؤمنین و یا حماۃ الدین اللہ اللہ فی حرمة نبیّکم حضرت کو روتے ہوئے دیکھکر عورتیں خیمہ سے باہر نکل پڑی تھیں اور فریاد کرتی تھیں کہ اے جماعت مومنین اور حامیان دین برائے خدا حرمت نبیؐ کی نگاہ رکھنے میں کوشش و جانفشانی کرو فقالوا باجمعھم نفوسنا نفدیکم واللہ لا یصل احد منھم الیکم حتی نشرب کوس الموت فی قدوا الی مضاربکنّ اسوقت زہیرؓ وغیرہ اصحاب کرام اہلحرم کا اضطراب دیکھ کر آبدیدہ ہوکر عرض کرنے لگے کہ جانیں ہماری تم پر فدا ہوں جب تک ہم سب زندہ ہیں اس وقت تک قوم جفاکار میں سے کوئی ملعون تمہاری طرف نہیں آسکتا تم لوگ اپنے خیموں میں جاؤ زہیر ابن القین علیہ الرحمہ بعد تسکین اہلبیت رسالت پھر راہئی میدان ہوئے اس وقت یہ اشعار ان کے ورد زبان تھے

اقدم حسینًا ھادیًا مھدیًا ۔۔۔ الیوم تلقی جدّك النبیا

پس پیش قدمی کرتا ہوں میں اسے حسین علیہ السلام رہنمائے خلق و تابع حق کہ آج ملاقات کروں گا آپ کے جد نامدار نبیؐ عربی سے ہ

ثم اباك المرتضیٰ علیا	و ذوالجنا حین الفتیٰ کمیا

بعد اسکے ملاقات کروں گا تمہارے والد بزرگوار علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام سے اور صاحب بازوہائے زمرّدین جوان مرد دلاور یعنی حضرت جعفر طیارؓ سے ۵

اللہ قد صیرنی ولیا	سبحانہ مازال بی حفیا

مجھے خدائے برتر نے ولی کردیا تسبیح کرتا ہوں میں اس کی کہ وہ مجھپر مہربان ہے ثمّ حمل علی القوم و قتل منہم ثلاث مائۃ وستّین مبارزًا واستشہد واامام الحسینؑ پھر قوم اشرار پر حملہ کیا اور تین سو ساٹھ ملعونوں کو واصل جہنم کرکے شربت شہادت سے اپنے آقا کے سامنے سیراب ہوئے ثمّ برز من بعدہ یزید بن المہاجر وانشاء یقول بعد شہادت زہیر بن القینؓ یزیدؓ ابن المہاجر رجز پڑھتے ہوئے راہی میدان قتال ہوئے ۵

انا یزیدٌ وابی مہاجرٌ	اشجع من لیث الوغاء مبادر
یارب انّی للحسینؑ ناصرٌ ولابن	سعد تارك و ھاجر

یعنی میں ہوں یزید فرزند مہاجر شجاع تر ہوں شیروں سے اور جنگ میں دلیری کرنے والا ہوں خدایا میں اپنے آقائے مظلوم حسینؑ ابن علیؑ کا ناصر و مددگار ہوں اور ابن سعد کا تارک ہوں اور اس سے جدا ہوں ثمّ حمل علی القوم و لم یزل یقاتل حتّی قتل من القوم اثنی وسبعین رجلاً و استشہد امام الحسینؑ بعد اسکے قوم جفا کار پر حملہ کیا اور برابر مصروف جہاد رہے یہاں تک کہ بہتّر لعینوں کو قتل کرکے شہید راہ خدا ہوئے و برز من بعدہ یحیٰیؓ ابن کثیر الانصاری بعد شہادت یزید ابن مہاجر یحیٰی ابن کثیر انصاری رضی اللہ عنہما نے شہادت پر کمر باندھی اور میدان قتال میں ڈیڑھ سو نامردوں کو داخل دار البوار کرکے پروانہ وار اپنے آقائے نامدار پر نثار ہوگئے و برز من بعدہ ہلال ابن نافع البجلی وکان قد ربّاہ امیر المومنینؑ بعد شہادت یحییٰؓ کے ہلال ابن نافع بجلیؓ عازم جہاد ہوئے ان کو جناب امیر المومنینؑ نے پالا تھا اور تربیت کیا تھا اور شہسواران نامور میں شمار کئے جاتے تھے خصوصًا فن نیزہ بازی اور تیراندازی میں نہایت ماہر تھے چنانچہ جب تک تیر ان کے پاس تھے اس وقت تک ان ملعونوں کے کلیجوں کو تیروں سے سوراخ کرتے رہے جب ترکش خالی ہوگیا تو تلوار کھینچ کر حملہ آور ہوئے اور قریب چار سو ناریوں کو جہنم میں بھیجکر

واخل روضۂ رضوان ہوئے ثمہ برز من بعدہ ابراھیم ابن الحسینؑ وانشاء بعدہ الابیات یقول بعد شہادت ہلال ابن نافع رضہ کے ابراہیمؑ بن الحسینؑ قاصد جہاد ہوئے وہ جناب یہ رجز پڑھتے تھے ؎

اقدم حسینؑ الیوم نلقی احمد	ثمہ اباك الطاہر المجد

یعنی اقدام کرتا ہوں میں آج کے دن اے حسین علیہ السلام اور ملاقات کروں گا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ سے بعد اُسکے آپ کے پدر عالی مقدار جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام سے ثمہ حمل علے القوم ولم یزل یقاتل حتی اقتل من القوم مائۃ وعشرین فارسا یہ رجز پڑھکر قوم جفا کار پر حملہ کیا اور برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ ایک سو بیس سواروں کو قتل کرکے شہید ہوئے وبرز من بعدہ معلّیٰ ابن خنیس وانشاء یقول بعد شہادت ابراہیم معلّیٰ ابن خنیس رضہ مشتاق شہادت ہوکر راہیٔ میدان ہوئے وہ بزرگ یہ رجز پڑھتے تھے ؎

انا المعلّیٰ ابن خنیس البجلی	دینی علی دین الحسینؑ بن علیؑ
اضربکم بصارم لم یفلل	یا شر قوم فی الورے وارذل

یعنی میں ہوں فرزند خنیس بجلی کا پیروی کرنے والا ہوں اپنے آقائے نامدار حسینؑ ابن علیؑ کا آگاہ ہو اے قوم اشرار و بدترین خلائق و رذیل ناس کہ قتل کروں گا میں تم کو اپنی تلوار سے جو نہایت تیز و بُراں ہے اور کبھی کند نہیں ہوتی ثمہ حمل علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم مائتی واربعین فارسا واستشہد امام الحسینؑ یہ رجز پڑھکر لعینوں پر حملہ کیا اور دو سو چالیس ملعونوں کو واصل جہنم کرکے امام مظلوم کے سامنے شربت شہادت نوش کیا۔ وبرز من بعدہ غلام موالی ابی ذر الغفاری رضہ وجعل یقول بعد معلّےٰ ابن خنیس رضہ کے جون رضہ غلام ابوذر غفاری رضہ قاصد میدان جہاد ہوئے اور یہ رجز پڑھتے تھے ؎

سوف تری الفجار ضرب الاسود	بالمشرفی الصارم المہند

یعنی اب دیکھیں گے سب فجار جو ہیں شمشیر بُراں ہندی کی غلام اسود رضہ کے ہاتھ سے ؎

بالسیف اضرب عن بنی محمدؐ	اذب عنہم باللسان والید

قتل کرونگا اپنی تلوار سے دشمنان فرزند پیغمبرؐ کو دفع کرونگا انکو زبان سے اور ہاتھ سے۔

ارجوا بذاك الفوز یوم الموعد   عند الاله والشفیع احمد

اُمیدرکہتاہوں کہ یہ کوشش اور جانفشانی خدا کے نزدیک روز قیامت موجب رستگاری ہو اور احمد مصطفیٰ شافع روز جزا میری شفاعت کریں قال ثمّ حمل علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم مائۃ فارس واستشہد امام الحسین علیہ السلام بعد اسکے قوم اشرار پر حملہ کیا اور سو سواروں کو روانۂ سقر کرکے بعد جبہ شہادت فائز و رستگار ہوئے ثمّ برز من بعدہ عمیر ابن مطاع وانشاء یقول۔ بعد شہادت جون عمیر ابن مطاع طالب شہادت ہوکر یہ رجز پڑھنے لگے ؎

انا عمیر ابن مطاع ⁂ وفی یمینی صارم قطاع ⁂ یعنی میں عمیر ہوں اور باپ میرے مطاع ہیں اور قبضے میں میرے شمشیر بُراں ہے ثمّ حمل علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم مائۃ واثنی عشر فارسا واستشہد امام الحسین بعد اس کے قوم اشرار پر حملہ کرکے ایک سو بارہ سواروں کو واصل جہنم کیا اور شربت شہادت سے سیراب ہوئے ثمّ برز من بعدہ عبد اللہ ابن کلبی بعد شہادت عمیر کے عبداللہ ابن کلبی دو سو ساٹھ سواروں کو واصل جہنم کرکے داخل روضۂ رضوان ہوئے ثمّ برز من بعدہ طرماح ابن عدی ابن حاتم رحمۃ اللہ علیہ بعد شہادت عبداللہ کلبی کے طرماح ابن عدی حاتم طائی کے پوتے داخل میدان قتال ہوکے یہ رجز پڑھنے لگے ؎

انی انا الطرماح ارمیکم بصاعقۃ   من حد سیفی وقلبی غیر مرعوب

یعنی اے قوم زیاں کار میں ہوں طرماح اپنی تلوار سے تم پر بجلی گراؤں گا اور قلب میرا مطمئن ہے یعنی خوف و رعب تمہارا مجھپر مطلق نہیں ؎

یا ویلکم کیف تلقون النبی فی غد   ثمّ تلقون الوصی المھذب

وائے ہو تم پر قیامت کے دن کیونکر ملاقات کرو گے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ان کے وصی مطہر یعنی جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو کیونکر منہ دکھاؤ گے ؎

نحسبکم نار جحیم تلھب   لھا شرار و وہج تعطب

بلاشبہ تم لوگ قابل آتش جہنم ہو جس میں کہ شرارہ اور شعلہ ہیں ثمّ الطرماح حمل علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم ثلثمائۃ فارس واستشہد امام الحسین بعد اسکے قوم اشرار پر حملہ کرکے برابر لڑتے رہے تا آنکہ تین سو سواروں کو قتل کرکے جناب رسول خدا کی خدمت میں سدھارے

بعد ان کے مسلم بن عوسجہ مشتاق شہادت ہو کے یہ رجز پڑھنے لگے ؎

اضربکم یا معشر الفجار ۔ ارضی بذاک خالق الغفار

قتل کروں گا میں تم کو اے گروہ فجار اور راضی کروں گا بسبب اس جہاد کے اپنے خالق غفار کو و لم یزل یقاتل حتی قتل من القوم مقتلۃ عظیمۃ برابر اس قوم غدار کو قتل کرتے رہے اس قدر ان ملعونوں کو مارا کہ کشتوں کے ڈھیر ہو گئے بعد اسکے مجروح ہو کے زمین پر گرے اس وقت ان ملعونوں نے ہجوم کر کے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور جسم اقدس کو ان کے پامال سم اسپاں کیا ؛

بعد مسلم ابن عوسجہؓ کے فرزندان مسلمؓ ابن عقیلؓ مسلح و مکمل ہو کے جناب سید الشہدا علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا سیدی ارید البراز یعنی اے آقا میرے میں عازم جہاد ہوں مجھے اجازت دیجئے فقال یا بنی عقیل حسبکم من القتل قتل ابیکم جناب سید الشہدا علیہ السلام نے آبدیدہ ہو کر فرمایا اے فرزندان مسلمؓ تمہارے باپ کا شہید ہونا کفایت کرتا ہے فقال یا عم و بای وجہ نلقی اللہ و رسولہ اذا نحن ترکنا الجہاد بین یدیک سبھوں نے بالاتفاق عرض کیا کہ اے عم نامدار اگر ہم آپکے دشمنوں سے جہاد نکریں تو خدائے تعالےٰ سے اور آپ کے جدّ نامدار جناب رسولِ خدا سے کس منہ سے ملاقات کریں گے ؛ غرض اجازت لے کر عازم میدان ہوئے اور یہ رجز پڑھکر مصروف کارزار ہوئے ؎

نحن بنو ھاشم ذوالکرم ۔ نحمی عن السید ذالامام

یعنی ہم فرزندان ہاشم صاحب شرف و منزلت ہیں حمایت کرتے ہیں اپنے سید نامدار کی کہ وہ جناب ہمارے رہنما ہیں ؎

نسل علی السید الضرغام ۔ صلی علیہ خالق الانام

یعنی وہ جناب فرزند علی ابن ابی طالب اسد اللہ الغالب ہیں درود بھیجتا ہے ان پر پیدا کرنے والا مخلوقات کا ثم حمل علی القوم و لم یزل یقاتل حتی قتل من القوم اربع مائۃ فارس و استشھد امام الحسینؑ متواتر حملوں میں چارسو اشقیا کو قتل کرکے بدرجہ شہادت فائز ہوئے فاقبل الیہ الحسینؑ و ھو علی وجھہ الارض فبکی علی بکاءً شدیدا و قال قتل اللہ قاتل آل عقیل جس وقت جناب عبداللہ ابن مسلم شہید ہو کر زمین پر گرے اس وقت جناب سید الشہداؑ

ان کی نعش اقدس پر جا کر بہت شدت سے روئے اور فرمایا کہ خدا قتل کرے قاتل کو آل عقیل کے۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر باقی اصحاب کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا یا کلرام بارک اللہ فیکم فان الجنۃ زاد شوقہا الیکم وھذہ الحور العین مشرفۃ علیکم فاسرعوا یعنی اے سعادتمندو خدائے تعالےٰ تم کو برکت عطا فرمائے بہشت تمہارا مشتاق ہے اور حوریں تمہارا انتظار کررہی ہیں چاہیئے کہ بہشت کے جانے میں اب تعجیل کرو اس وقت عبد اللہؓ ابن جعفرؒ عازم جہاد ہوئے اور قوم اشقیا کی طرف مخاطب ہوکر یوں فرمانے لگے ؎

اقسمت لا ادخل الا الجنۃ مصدقا باحمد والسنۃ

یعنی قسم کھاتا ہوں کہ میں جنت ہی میں جاؤں گا تصدیق کرتا ہوا احمد مرسلؐ کی اور پیروی کرتا ہوا ان کے طریقہ کی یہ فرماکر مصروف کارزار ہوئے اور ڈیڑھ سو نامردوں کو جہنم میں بھیج کر حوروں سے ہمکنار ہوئے ثمّ برز من بعدہ عروۃ الغفاری وکان شیخا کبیرا قد احدودب ظہرہ وسقطت حواجبہ علی عینیہ وقد شہد مع رسول اللہ اغلب الوقایع وکان مشہورا بدریا بعد شہادت عبد اللہؓ ابن جعفرؓ کے عروہ غفاریؓ مشتاق شہادت ہوئے وہ جناب نہایت مسن تھے اور بسبب پیری کے خمیدہ قامت ہوگئے تھے اور بھویں ان کی آنکھوں پر لٹک پڑی تھیں اکثر معرکوں میں جناب رسولخداؐ کے ساتھ کافروں سے جہاد کیا تھا چنانچہ جنگ بدر میں بھی حاضر تھے اس سبب سے لوگوں میں بدری مشہور تھے جس وقت انہوں نے بعزم شہادت اپنی کمر کس کر باندھی اور بھویں ان کی لٹک گئی تھیں ان کو اوپر اُٹھا کے جناب سید الشہداء کی خدمت اقدس میں اجازت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت باوجود اس ضعف و ناتوانی کے ان کی جرأت دیکھکر متعجب ہوئے اور خوش ہوکر فرمایا کہ خدا تعالےٰ تمہیں بہشت میں ہمارا ہمنشین کرے باوجود اس نقاہت کے ساتھ ملعونوں کو فی النار کرکے جام شہادت نوش فرمایا عروہ غفاری کے بعد احمدؒ ابن محمدؒ ہاشمی جنگ پر طیار ہوئے اس شجاع نامور نے دوسو اسّی نامردوں کو قتل کیا پھر اپنے آقائے نامدار پر نثار ہوئے۔ قال الراوی ثمّ ان الحسینؑ قام قائما علی قدمیہ ونظر یمینا وشمالا فلم یر احدا راوی لکھتا ہے کہ اس وقت جناب سید الشہداء علیہ السلام نے کھڑے ہوکر دہنے اور بائیں نگاہ کی تو حضرت کو اصحاب میں سے کوئی نظر نہ آیا فنادی وامحمداہ واعلیاہ وا ابا القاسماہ واحسناہ واحمزتاہ

واعباساہ واجعفراہ تو فریاد و استغاثہ بلند کی کہ اے نانا محمد مصطفےٰ اے بابا علیؑ مرتضےٰ اے بھائی حسنؑ مجتبیٰ اے حمزہ سید الشہدا اے عباسؓ اے جعفر طیارؓ ہماری فریاد رسی کرو۔ ایا قوم ما من مجیر یجیرنا اما من ناصر ینصرنا اما من ذاب عنا این الکرام البررۃ این الذی اوجب حقنا علیہ الاسلام کیا کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے کہ ہم کو پناہ دے کیا کوئی مددگار نہیں ہے کہ ہماری نصرت و یاری کرے کیا کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہم اہلبیتؑ سے شر اعدا کو دفع کرے کہاں گئے جوانمردان سعادتمند کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں اسلام نے ہمارے حق کو واجب کیا ہے۔

این الوصیۃ فینا من الرسول ثم استعبر وبکا بکاءً شدیداً حتی غشی علیہ کہاں ہیں عمل کرنے والے نصیحت رسول کو کیا ہوئی وہ وصیت جو ان جناب نے ہمارے باب میں تاکید فرمائی تھی یہ فرما کر حضرت اس شدت سے روئے کہ روتے روتے غش آگیا فصرخن نسوتہ من داخل الخیام صرخۃ واحدۃ دار تجت الارض لصراخھن وبکت الاطفال فی حجور امھاتھن وبکت السماء والارض لبکائھن اس وقت عورتوں نے حضرت کا یہ حال دیکھکر خیمہ میں آواز فریاد و زاری بلند کی کہ زمین کربلا کو ان کے نعروں سے زلزلہ تھا۔ اور اطفال صغیر اپنی ماؤں کی گود میں گھبرا کر بلبلاتے تھے اور چیخیں مارتے تھے غرض عجب وقت مصیبت تھا کہ زمین اور آسمان ان کے رونے سے روتے تھے ۔ ٭ ٭ ٭

(۱۳) بریر بن حضیر الھمدانی بعد الحر وکان من عباد اللہ الصالحین و اقرء اھل زمانہ روایت میں ہے کہ بعد شہادت حر بریر ابن حضیر ہمدانی اس امام کم سپاہ کے سامنے آئے اور اپنے اذن جہاد طلب کیا لکھا ہے کہ اس بزرگوار کی تمام عمر عبادت خدا میں بسر ہوئی تھی اور ہمیشہ زہد و تقویٰ اپنا شعار کیا تھا اور بندگان صالح میں سے تھے اور قاری قرآن ایسے تھے کہ تمام اپنے زمانے کے قاریوں سے ممتاز تھے جب اذن جہاد انہیں حاصل ہوا مردانہ وار میدان قتال میں آئے اور مقابل لشکر اعدا کے کھڑے ہوکر یہ اشعار رجز میں پڑھنے لگے ؎

انا بریرٌ وابی حضیرٌ   لیث یروع الاسد عند الزئیر

اے فوج کوفہ و شام میں بریرؓ ہوں فرزند حضیر ہمدانیؓ اور شیر ہوں بیشہ وغا کا کہ میری آواز سے شیر نر ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔ ؎

یعرف فینا الخیر اهل الخیر　　　اضربکم ولا اریٰ من ضیر

آگاہ ہیں میری شرافت حسب ونسب سے صاحبان شرافت میں حملہ کروں گا تم پر جانتا ہوں کہ اس میں کچھ ضرر میرے لئے نہیں ہے وجعل یحمل علے القوم وھو یقول اقتربوا منی یاقتلۃ اولاد رسول رب العالمین وذریتہ الباقین بعدازاں بریرؓ ان ملاعین پر چپ وراست سے حملہ کرتے تھے اور کہتے تھے اے قاتلان اولاد پیغمبر وذریت رسولؐ اب ذرا میرے پاس آؤ' فلم یزل یقاتل حتی قتل ثلثین رجلاً پس اس بزرگوار نے اس قدر مردانگی کی داد دی کہ تیس نامردوں کو نے النار کیا فبرزالیہ رجلٌ یقال لہ یزید بن معقل فقال لبریر اشھد انک من المضلین بعدازاں لشکر شوم ابن سعد نحس سے ایک شقی نکلا کہ نام اُس کا یزید ابن معقل تھا اور بریرؓ سے کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو گمراہوں میں سے ہے فقال لہ البریر ھلّم فلندع اللہ ان یلعن الکاذب منا وان یقتل المحق منا المبطل بریرؓ نے جب یہ کلام بیہودہ اس گمراہ سے سُنا فرمایا اے فدا آہم اور تو مباہلہ کریں اور دُعا کریں جناب الٰہی میں کہ خدا دروغ گو پر لعنت کرے اور جو کوئی ہم دونوں میں سے باطل پر ہو تلوار سے اہل حق کی ملا جائے فتصاولا فضرب یزید لبریر ضربۃً لم تعمل شیئًا وضربہٗ بریرٌ ضربۃً قدّت المغفرۃ ووصلت الیٰ دماغہ فسقط بعد اسکے دونوں نے حملہ کیا پہلے اس شقی نے بریرؓ پر شمشیر لگائی بریرؓ نے اس لعین کی ضربت کو رد کیا کہ مطلق کارگر نہ ہوئی بعدازاں بریرؓ نے اس نابکار کے ایسی تلوار حوالے کی کہ خود کو کاٹ کے دماغ تک پہنچی ساتھ ہی وہ لعین زمین پر گرا اور داخل جہنم ہوا بعدازاں بریرؓ نے سپاہ گمراہ پر وار کیا اور اکثر اشقیا کو داخل دارالبوار کیا آخرالامر ابن اوس شقی نے اس بزرگوار کو شہید کیا اور بعد شہید کرنے کے وہ لعین کمال پشیمان ہوا مگر پشیمانی اسکے لئے سود مند نہ ہوئی ۰

(۱۴) ثم برز من بعد البریرؓ وھبؓ بن عبداللہؓ وکانت اُمّہ معہ یومئذ فقالت قم یابنی وانصر ابن بنت رسول اللہ راوی کہتا ہے کہ جب بریر ہمدانیؓ درجہ رفیعہ شہادت پر فائز ہوئے وہبؓ بن عبداللہ بعزم جنگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ماں اس سعادتمند کی ان کے ہمراہ تھیں اُنھوں نے کہا کہ اُٹھ اے فرزند اور فرزند رسولؐ کی نصرت کر فقال افعل یا اُمّاہ ولا اقصر وہب کلبیؓ نے کہا اے مادر گرامی ہرگز میں نصرت میں فرزند رسولؐ کی کوتاہی

نہیں کروں گا اور جو کچھ تم فرماؤ گی اسے عمل میں لاؤں گا اور وہبؓ نے فی الفور خدمت میں شاہ کربلا کے آکر حضرت جہاد طلب کی جب اذن جہاد حاصل ہوا میدان کارزار میں آنکر یہ اشعار رجز میں پڑھنے لگے:

ان تنکرونی فانا بن الکلبی　　　سوف ترونی و ترون ضربی

یعنے اشقیائے کوفہ و شام اگر تم میرے حسب و نسب کا انکار کرو تو میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ میں وہبؓ ہوں فرزند عبداللہ کلبی رض منقریب تم لوگ مجھکو بھی پہچان لوگے اور میری حرب و ضرب کو بھی جان لوگے

وحملتی وصولتی فی الحرب　　　ادرک ثاری بعد ثار صحبی

اور آج تم دیکھ لوگے میری جرأت و دلاوری کو میدان جنگ میں کہ جو اصحاب جناب سید الشہداؑ کے تمہارے ہاتھ سے شہید ہوئے ہیں پہلے ان کے خون کا عوض لوں گا اور بعد ازاں اپنے خون کا بدلہ لوں گا۔

وادفع الکرب امام الکرب　　　لیس جہادی فی الوغا باللعب

دفع کروں گا میں ایک بلا کو سامنے دوسری بلا کے اور جہاد میرا میدان کارزار میں لہو و لعب نہ سمجھنا۔ ثم حمل فلم یزل یقاتل حتی قتل منہم جماعۃ بعد ازاں وہب کلبی نے ان لعینوں پر حملہ کیا اور مردانہ وار جہاد اعدا میں سرگرم تھے یہاں تک کہ بہت سے منافقوں کو جہنم واصل کیا۔ فرجع الی امہ و امرأتہ فوقف علیہما فقال یا اماہ ارضیت بعد اکے اپنی والدہ اور زوجہ کے پاس آکے ذرا ٹھہرے اور پوچھا کہ اے مادر گرامی تم مجھ سے راضی ہوئیں فقالت ما رضیت او تقتل بین یدی الحسینؑ اور وہبؓ نے کہا اے فرزند جب تک تو فرزند رسولؐ پر جان اپنی نثار نہ کرے گا ہرگز میں تجھ سے راضی نہوں گی فقالت امرأتہ باللہ لا تفجعنی فی نفسک زن وہبؓ نے جب یہ بات سنی کہنے لگی اے وہبؓ تو اپنے غم میں مجھے مبتلا نکر فقالت یا بنی لا تقبل قولہا وارجع فقاتل بین یدی ابن رسول اللہ اور وہبؓ نے کہا اے فرزند ہرگز کہنا اپنی زوجہ کا تو نہ مان لازم یہی ہے کہ دوبارہ میدان کارزار میں جا اور فرزند رسولؐ کے سامنے اعدا سے مقاتلہ کر فیکون غدا فی القیامۃ شفیعا لک بین یدی اللہ اگر آج تو جان اپنی امام حسین علیہ السلام پر فدا کریگا فردائے قیامت وہ جناب تیرے شفیع ہوں گے درگاہ خدا میں۔ فرجع وغاص فی بحر الحرب حتی قتل تسعۃ عشر فارسا واثنی عشر راجلاً دوبارہ وہب کلبی رض میدان کارزار میں آئے دریائے حرب میں غوطہ زن ہوئے یہاں تک کہ انیس سواروں کو اور بارہ پیادوں کو قتل کیا

ثمّ قطعت یداہ فاخذت اُمّہ عموداً واقبلت نحوہ وقالت فداک ابی واُمّی قاتل دون الطیّبین اس اثنا میں ایک لعین نے ہاتھ وہب بن عبداللہؓ کے قطع کئے مادر وہبؓ نے جب ہاتھ ان کے کٹے دیکھے بیتابانہ عمود خیمہ ہاتھ میں لے کر میدان میں آئی اور اپنے فرزند سے کہنے لگی فدا ہوں تجھ پر ماں باپ میرے فرزند رسولؐ کی یاری میں کمی نہ کر اور حرم محترم رسول خدا سے شرّ اعداکو دفع کر فاقبل کی یردّھا الی النّساء فقالت لن اعود وامرت معاک وہب کلبیؓ نے پھر کر اپنی ماں سے عرض کی اے مادر محترم تم خیمۂ اہل حرم میں جاکر بیٹھو مادر وہبؓ نے کہا میں نہ جاؤں گی اور تیرے ساتھ میں بھی جان اپنی فرزند رسولؐ پر نثار کروں گی فقال الحسینؑ جزیتم من اھلبیت خیراً حضرت سید الشہدا علیہ السلام نے جب یہ حال مشاہدہ کیا کہ مادر وہبؓ بھی شہادت پر مستعد ہوئی ہے حضرت میدان کارزار میں تشریف لائے اور فرمایا اے مادر وہبؓ اور وہبؓ خدا تمہیں جزائے خیر دے کہ اہلبیت کی نصرت میں کوئی دقیقہ تم نے فروگذاشت نہیں کیا!

ارجعی الی النّساء رحمک اللہ اے زن صالحہ جاکر خیمہ میں بیٹھ خدا تجھ پر رحم کرے کہ جہاد عورتوں پر نہیں ہے فانصرفت وجعل یقاتل حتی قتل بموجب حکم جناب سید الشہدا مادر محترم حضرت وہبؓ خیمہ میں آئی اور فرزند اس کا سرگرم جہاد تھا یہاں تک کہ جام شہادت نوش کیا قال فذھبت امرأتہ تمسح الدّم عن وجھہ راوی کہتا ہے جب وہبؓ بدرجہ رفیعہ شہادت فائز ہوگئے ان کی زوجہ بیتابانہ سر و پا برہنہ قتلگاہ میں آئی اور اپنے شوہر کا سر زمین سے اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور گرد و غبار ان کے چہرہ کا اپنی چادر کے کونے سے پاک کرنے لگی فبصر بھا شمرؔ فامر غلاماً لہ فضربھا بعمود کان معہ فشدّ خھا وقتلھا جب شمر ملعون کی نظر اس پر پڑی اس لعین نے اپنے غلام سے کہا کہ اس عورت کو جاکر قتل کر اس لعین نے ایک عمود اس زن صالحہ کے سر پر مارا کہ جس کے صدمہ سے سر اس کا شگافتہ ہوگیا اور طائر روح اس کا آشیان قدس کو پرواز کر گیا اور اپنے شوہر سے جاکر ملحق ہوئی وھی اوّل امرأۃ قتلت فی عسکر الحسینؑ اور یہ پہلی عورت ہے جو شہید ہوئی جو لشکر امام حسین علیہ السلام میں قتل ہوئی تھی

(۱۵) درایت حدیثاً ان وھب ھذا کان نصرانیًا فاسلم ھو و اُمّہ علی یدی الحسین علیہ السلام ملا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ بحار میں فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث

میں دیکھا ہے کہ وہب کلبیؓ پہلے نصرانی تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ سے وہ سعادتمند اور ماں ان کی دونوں مسلمان ہوئے پس جب وہب کلبیؓ رخصت جہاد لے کر میدان میں آئے چوبیس پیادے اس دلیر کے ہاتھ سے فی النار ہوئے ثم اخذ اسیرا فاتی بہ عمر بن سعد فقال ما اشد صولتک راوی کہتا ہے جب وہب کلبیؓ کثرت جراحت سے کمال ناتوان ہوئے اور طاقت حرب ان کو باقی نہ رہی چند اشقیا نے اُس بزرگوار پر نرغہ کر کے اُن کو زندہ اسیر کر لیا جب عمر سعد لعین کے پاس ان کو لے گئے اس لعین نے وہبؓ سے خطاب کر کے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ حسینؑ کی رفاقت میں تجھ سے بڑی دلاوری صادر ہوئی اور بہت سے سوار اور پیادے ہمارے لشکر کے تیرے ہاتھ سے قتل ہوئے وہبؓ نے اس لعین کا کچھ جواب نہ دیا ثم امر فضربت عنقہ و رمی براسہ الی عسکر الحسین علیہ السلام بعد ازاں عمر سعد نے ایک لعین کو حکم کیا کہ اس کا سر کاٹ لے اس شقی نے سر وہبؓ کا کاٹ کر لشکر امام حسین علیہ السلام میں پھینک دیا فاخذت امہ الراس فقبلتہ ثم رمت الی عسکر ابن سعد فاصابت بہ رجلا فقتلتہ اور وہبؓ نے جب یہ حال دیکھا دوڑ کر سر اپنے فرزند کا ہاتھوں میں اٹھا لیا اور اس کے لب و دندان کے بوسے لیتی تھی اور کہتی تھی اے سعادتمند خوشا حال تیرا کہ تو نے جان اپنی فرزند رسولؐ پر نثار کی یہ کہکر اس سر کو لشکر عمر سعد میں پھینک دیا کہ اس کی چوٹ سے ایک ملعون واصل جہنم ہوا۔ ثم شدت بعمود الفسطاط فقتلت رجلین بعد ازاں خود وہ زن پاک اعتقاد عمود خیمہ ہاتھ میں لے کر روانہ قتلگاہ ہوئی اور ان اشقیا پر حملہ کیا اور دو لعینوں کو اپنے ہاتھ سے فی النار کیا۔

فقال لھا الحسین ارجعی یا ام وھب انت وابنک مع رسول اللہ اس وقت حضرت سید الشہدا علیہ السلام اس عورت صالحہ کے قریب گئے اور فرمایا اے مادر وہبؓ خدا تجھے جزائے خیر دے خیمہ میں جا کر بیٹھ کہ خدا نے عورتوں پر جہاد واجب نہیں کیا ہے اور تجھے بشارت دیتا ہوں کہ تو اپنے بیٹے کے ساتھ بہشت میں رسول خدا کی خدمت میں ہوگی فرجعت وھی تقول الٰھی لا تقطع رجائی مادر وہبؓ یہ بشارت حضرت کی زبان مبارک سے سُنکر خیمہ کی طرف روانہ ہوئی اور یہ دعا کرتی آتی تھی کہ خداوندا تو میری اُمید کو قطع نہ کر فقال لہ الحسینؑ یا ام وھبؓ لا یقطع اللہ رجاک حضرت سید الشہدا علیہ السلام نے مادر وہبؓ کی زبان سے یہ دعا سنا فرمایا اے مادر وہبؓ تو خاطر جمع رکھ

کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ ہرگز تیری اُمید کو قطع نہ کرے گا؛

(۱۶) ثم برز من بعدہ مسلم بن عوسجۃ رض وکان من العبّاد والزہاد فبرز وھو یرتجز
راوی کہتا ہے جب وہب بن عبداللہ کلبی رض درجہ رفیعۂ شہادت پر فائز ہوئے تو مسلم بن عوسجہ رض کہ بڑے
عابد و زاہد تھے اور علوم دین کی عالم اور اصحاب کبار جناب سید الشہدا علیہ السلام میں سے تھے بعزم
شہادت اس امام کم سپاہ کی خدمت میں آئے اور اجازت لے کر میدان کارزار میں سامنے اشرار کے
آکر یہ اشعار رجز میں پڑھنے لگے ؎

ان تسألونی فانیّ ذو لبد　　من فرع قوم من ذری بنی اسد

یعنی اے اشقیائے کوفہ و شام اگر میرا حسب و نسب پوچھو تو میں شیر و غاہوں نسل سے اس قوم کی ہوں
جو سردار بنی اسد ہیں ؎

فمن بغانا حائدٌ عن الرشد　　وکافر بدین جبّار صمد

پس جس نے کہ سرکشی کی ہم سے وہ پھر گیا راہ ہدایت سے راہ باطل کی طرف اور منکر ہوا وہ دین جبار
صمد کا ثمّ قاتل قتالاً شدیداً وقتل منہم جماعۃ کثیرۃ فسقط الی الارض بعد اس کے
اس بزرگ نے شمشیر نیام سے لی اور ان کافروں پر حملہ آور ہوا یہاں تک داد شجاعت اور مردانگی کی دی کہ
بہت سے بدبختوں کو واصل جہنم کیا اور جب کثرت زخمہائے کاری سے بدن میں طاقت لڑنے کی نہ رہی
اس جناب پر غش طاری ہوا اور پشت زین سے روئے زمین پر گرے و بہ رمق فمشی الیہ الحسین
ومعہ حبیب رض ابن مظاہر رض ہنوز جان ایک رمق باقی تھی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام حبیب رض ابن مظاہر کو
ساتھ لئے اس بزرگوار کی لاش پر تشریف لائے فقال لہ الحسین رحمک اللہ یا مسلم رض منہم من
قضیٰ نحبہ ومنہم من ینتظر اسوقت سید الشہدا سرہانے مسلم بن عوسجہ رض کے زمین پر بیٹھ گئے اور سر اس
بزرگوار کا اپنے زانوئے مبارک پر زمین سے اٹھا کر رکھا اور خون اسکے سر و رو سے پاک کرتے تھے اور
فرماتے تھے خدا تجھ پر رحم کرے اے مسلم رض کہ نصرت میں فرزند رسول ص کی تم نے کمال جانفشانی کی بعد از ان
حضرت نے اس آیت کو تلاوت فرمایا ترجمہ اس کا یہ ہے کہ بعضوں نے موت سے ملاقات کی اور بعض مرگ کا
انتظار کر رہے ہیں؛

تفسیر میں یہ ہے کہ یہ آیہ شان میں حضرت حمزہ رض اور عبیدہ رض اور جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی

نازل ہوا ہے جب ان دونو بزرگواروں نے شہادت پائی اور جناب امیر علیہ السلام مصروف جہاد تھے ثمّ دنیٰ منه حبیبؓ فقال یعزّ علیّ مصرعك یا مسلمؓ ابشر بالجنّة اسوقت حبیبؓ ابن مظاہرؓ نے مسلم رضؓ سے کہا اے مسلم رضؓ نہایت دشوار ہے مجھپر کہ تمہیں اس حال سے خاک اور خون میں دیکھوں اے مسلم رضؓ تو خوشحال تمہارا بشارت ہو تم کو اب کوئی آن میں تم بہشت میں حوران بہشتی سے معانقہ کروگے؛ فقال له قولاً ضعیفاً بشّرك الله بخیر مسلم رضؓ بن عوسجہؓ ازبسکہ کثرت زخمہائے کاری سے بشدت ناتوان ہوگئے تھے اور طاقت کلام کی نرکھتے تھے بآواز ضعیف ونحیف حبیب رضؓ ابن مظاہر رضؓ سے کہا کہ خدا تمہیں بھی بخیریت بشارت دے فقال حبیبؓ لو لا اعلم انّی فی الاثر لا حبیت ان توصی الیّ بکلّ ما اهمّك حبیبؓ ابن مظاہر رضؓ نے کہا اے مسلم رضؓ میں بھی تمہارے بعد عنقریب آنے والا ہوں نہیں تو تم سے کہتا کہ مجھ سے کچھ وصیت کرو فقال انّی اوصیك بهذا واشار الی الحسینؑ فقاتل دونه حتّی تموت مسلم رضؓ بن عوسجہ رضؓ نے فرمایا اے حبیبؓ میری بڑی وصیت تم سے یہی ہے کہ اس بزرگوار کی نصرت و یاری سے دست بردار نہونا جب تک کہ جان اپنی ان کے قدم پر نثار نہ کرو اور اشارہ جناب امام حسین علیہ السلام کی طرف کیا یہ فرماکر روح شریف ان جناب کی ریاض بہشت کو پرواز کرگئی قال وصاحت جاریةٌ له یا سیّداه راوی کہتا ہے کہ مسلم رضؓ بن عوسجہ رضؓ کی ایک کنیز تھی کہ اہل حرم کی خدمت میں تھی جب مسلم رضؓ کی خبر شہادت اس کنیز نے سُنی فریاد یا سیّداہ یا مسلماہ اسکی زبان پر جاری ہوئے فنادیٰ اصحاب عمر بن سعدٍ مستبشرین باَنّا قتلنا مسلمؓ بن عوسجة رضؓ جب صدائے شیون عمر سعد لعین کی لشکر میں پہنچی شادی و مسرت سے ہر ایک لعین نے آواز بلند کی اور ازراہ فخر و مباہات ہر ایک شقی کہتا تھا کہ مسلم رضؓ بن عوسجہ رضؓ کو ہم نے قتل کیا ہے شیث بن ربعی نے کہا اے غدار و! مائیں تمہاری تمہارے ماتم میں بیٹھیں اپنے ہاتھ سے بزرگان قوم کو قتل کرتے ہو اور عزت دین کو ذلّت دُنیائے دنی سے بدل کرتے ہو یہ بزرگوار جسکے قتل پر سرور و شادی کرتے ہو بڑی مردانگیاں اس سے جہاد کفار میں واقع ہوئی ہیں اور بہت سے حقوق اس دیندار کے اسلام پر اور مسلمانوں پر ہیں؛

(۱۷) قال الرّاوی فخرج العبّاس ابن علیٍّ وحمل حتّی دنیٰ من الشّریعه اذا دونها عشرة الاف فارس راوی کہتا ہے کہ حضرت عباسؑ ابن علیؑ بعزم شہادت میدان کارزار میں تشریف لائے

اور دشمنان دین پر حملہ آور ہو کر متصل دریائے فرات پہنچے دیکھا کہ قریب دس ہزار سوار کے موکل آب فرات ہیں
تصاحت علیہ الابطال من کلّ جانب ومکان من انت ایّھا البطل المدلّ بنفسہ المقدم
الیٰ رمسہ پس وہ سب اشقیا ہر طرف سے نعرہ زن ہوئے کہ اے جوان تو کون ہے کہ اپنی زندگی تلف کرتا
ہے اور اپنے پاؤں سے قبر کی طرف چلا آتا ہے؛ فقال انا عباس ؑ بن علیؑ فتصالحت الرّجال وتنازعت
الابطال ردّوا دونکم والعبّاس ؑ بن علیؑ واجتمعت علیہ الخیل جناب عباس علیہ السلام نے
فرمایا کہ میں فرزند حیدر کرار ؑ عباس علمدار ؑ ہوں جونہی ان اشقیا نے نام حضرت کا سُنا نعرہ مار کر باہم کہنے لگے کہ
جلد اس نوجوان کو قتل کرو پس وہ سب سوار ایکبار حضرت عباس علیہ السلام پر ٹوٹ پڑے؛ فلمّا رأی
العباس ؑ ذالک استقبلہم بسیفہ وھو یقول جب حضرت عباس علیہ السلام نے ان اشقیا سے یہ
بے ادبی دیکھی تو شمشیر بکف ہو کر ان لعینوں سے مقابلہ کیا اور یہ اشعار رجز میں پڑھنے لگے ۵

وثب اللّیث فمن شاء اصدرہ — الیوم یروی من دمائکم اخضرہ

یعنی یہ حملہ ہے شیر کا اگر تم میں کوئی مرد ہو تو روکے مجھے آج اپنی تلوار کو تمہارے خون سے سیراب کروں گا؛

انا الّذی اعرف عند الزّجرہ — ابی علیؑ ومکنی حیدرہ

میں جنگ و جدال میں مشہور و معروف ہوں اور پدر بزرگوار میرے علیؑ ہیں جن کا لقب حیدرؑ کرار ہے؛

فاثبتوا الآن لنا یا کفرہ — لعترۃ الحمد وآل البقرہ

اے منکرین عترت رسول ؐ اب میرے مقابلہ میں ثابت رہو تو جانوں وحمل فیہم حملۃ منکرۃ فجدّل
الابطال وافنی الشجعان ولم یزل یقاتل حتّی اقتل منہم مائۃ وثمانین رجلاً ابطالاً
معروفۃ یہ اشعار پڑھ کر حضرت عباس علیہ السلام نے ان لعینوں پر حملہ کیا اور بڑے بڑے شجاع اور دلیر
اس شہر کے قتل کئے یہاں تک کہ ایک سو اسّی پہلوان نامدار اس فرقۂ کفار سے واصل جہنم ہوئے؛
قال فنظر الیٰ ذالک مارد بن صدیف قال لا صحابہ لا مرحبا بکم ولا اہلاً لکم فلو
کان کلّ واحد منکم ملاء کفّہ حصًا لکنتم طرحتموہ واھلکتموہ راوی کہتا ہے جب شجاعت
حضرت عباس علیہ السلام اور ہزیمت لشکر یزید مارد بن صدیف نے دیکھی طیش میں آ کے اپنے اصحاب
پر ایک نعرہ مارا کہ اے نامردو تم ایسوں کو روز خوش نہ نصیب ہو اگر تم سب ایک ایک مٹھی پتھر اس
جوان پر پھینکتے تو اسے ہلاک کر سکتے تھے ثمّ قال معاشر النّاس اقسم علیکم لو کنتم لا میر المومنین

يزيد على بيعة فاعتزلوا عن القتال وامسكوا عن النزال فانا لهذا الغلام الذي قد اباد الابطال والفتی الشجعان بعدازاں مارد نے باآواز بلند کہا ایہا الناس میں تمہیں قسم دیتا ہوں بیعت یزید کی کہ تم سب ہٹ جاؤ اور دور سے تماشا دیکھو کہ اس نوجوان کو جس نے آج بڑے بڑے شجاعان نامی نیست و نابود کئے ہیں قتل کروں گا فاعتزلت الناس منه فاقبل المارد ابن صديف من عسكره منفردًا بنفسه و بيده رمح طويل دهو راكب على فرس اشقر كانه العقيق الاحمر یہ کلام بدانجام اس لعین کا سُنکر تمام کوفی واہل شام علیحدہ ہوگئے مارد ابن صدیف ایک نیزہ دراز ہاتھ میں لئے سرنگ گھوڑے پر سوار کہ مثل عقیق سرخ تھا تنہا فوج سے نکلکر سامنے آیا فتاهب له العباسؑ حتی اناه لی فصاح به المارد یاغلام ارحم حسامك واظهر استسلامك فالسلامة اولى لك من الندامة یہ دیکھکر حضرت عباس علیہ السلام نے بھی تہیئہ قتال کیا یہاں تک کہ جب نزدیک پہنچے تو مارد ابن صدیف نے ایک نعرہ مارا اور کہا اے نوجوان تلوار اپنی پھینک دے اور اطاعت و فرمانبرداری یزید کی قبول کر کہ بیعت یزید تیرے حق میں بہتر ہے ندامت قتل سے ثم ان المارد رجز العباسؑ من شعره وانشاء يقول بعدازاں ماردبن صدیف حضرت عباسؑ سے متوجہ ہوکر یہ اشعار رجز تصنیف کر کے پڑھنے لگا ؎

انى نصيحتك ان قبلت نصيحتى خونا عليك من الحسام القاطع

یعنی اے عباسؑ اگر تم میری بات مانو تو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میری شمشیر بُرّاں سے خائف و ترساں رہو

ولقد رحمتك للصبا غيره لما رايت جمال وجهك بازغ

اور اے عباسؑ اور کچھ نہیں تیری جوانی پر رحم آتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو صاحب جمال ہے ؎

مارق قلبى فى الزمان وانني اخشى عليك من الجمال البارع

میرے دل میں کبھی رحم نہیں آیا مگر با ایں ہمہ افسوس کرتا ہوں کہ تجھسا نوجوان رعنا میرے ہاتھ سے مارا جائے

ناعط القياد تعيش خير معيشة الا فدونك من عذاب واقع

پس اگر آج تو بیعت یزید اختیار کرے گا تو مدت العمر بہ عیش و عشرت بسر کرے گا نہیں تو میرے ہاتھ سے مبتلائے عذاب ہوگا فلما سمع العباسؑ من شعره وما هو عليه من مرامه فقال یاعدوالله ما نطقت بجميل جب حضرت عباس علیہ السلام نے اس کے اشعار سُنے اور جو

کچھ کہ اس کا مطلب تھا سمجھے فرمایا کہ اے دشمن خدا یہ تو تونے کچھ اچھی تقریر نہ کی والذی املته منی
ان استسلم الیک فبعید والوصول الیہ صعب شدید اے ملعون تجھے امید ہے کہ میں
تیری اور تیرے یزید لعین کی اطاعت کروں گا یہ اندیشہ دور و دراز ہے اور یہ مطلب حاصل ہونا بہت دشوار
ہے وقد عرفت یا عدو اللہ وعدو رسولہ ان لی اتصالا برسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ
وانا غصن من اغصان تلک الشجرۃ اور جانتا ہے اے دشمن خدا کہ مجھے قرابت رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ سے حاصل ہے اور میں ایک شاخ ہوں شاخ ہائے شجرۂ نبوت سے ومن کان متصلا
بھذہ الشجر فلا یدخل تحت الذمام ولا یستسلم من خوف الحسام جو شخص کہ فرزند حیدر
کرار اور بازوئے جگر گوشۂ احمد مختار ہو کیونکر بخوف شمشیر آبدار بیعت فاسق غدار اختیار کرے۔ فلیس
نحن من یاسف من الحیٰوۃ ولا یخون من الوفات لانی اعلم ان الذی لی فی الجنۃ عند اللہ
تعالیٰ افضل مما فی ھذہ الدنیا پس اے دشمن خدا ہم مرنے سے نہیں ڈرتے اور مارے جانے سے
غم واندوہ نہیں کرتے اس واسطے کہ ہم بہ یقین جانتے ہیں کہ ہمارے واسطے درجات عالی جنت میں بہتر
ہیں دنیا و ما فیہا سے ثم ان العباس علیہ السلام رجزہ واجابہ علی شعرہ بعد ذان
حضرت عباس علیہ السلام نے چند شعر اسی وزن وقافیہ میں انشا کرکے اس لعین کی رجز کا جواب دیا ؎

صبرًا علی جور الزمان القاطع ومنیتہٖ ما ان لھا من رافع

یعنی صبر کریں گے ہم جور و ستم پر زمانے کے اور اس مرگ پر کہ کوئی چیز اس کی دفع کرنے والی نہیں ہے

لا نجزع عن کل حی ھالک حاشا لمثلی ان یکون بجازع

ہرگز ہم اضطراب نہیں کرتے اس واسطے کہ ہر ذیحیات کے واسطے موت ہے اور حاشا کہ مجھ ایسا
شخص مضطرب ہو ؎

نحن الصلوٰۃ لنا تھا فی وقتھا ولظاربون بکل غضب لامع

ہم ادا کرتے ہیں نماز کو وقت نماز کا اور وقت کارزار شمشیر زنی کرتے ہیں ؎

فلئن زماننا الدھر منہ باسھم وتفرق منی بعد شمل جامع

پس اگرچہ ہمیں زمانے نے نشانۂ تیر جفا بنایا ہے اور ہماری جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا ہے ؎

فلکم لنا من وقعۃ ذلت بنا روس الاکابر بعد ضرب قامع

لیکن ہم نے اکثر لڑائیوں میں بڑے بڑے شجاعان نامی کے سرونکو شمشیر آبدار سے کاٹا ہے اور اس سے تمام عالم آگاہ ہے ؎

وابی علی لیث کل کریھۃ قد یقتحم فی کل امر واقع

اور جد نامدار میرے علی ابن ابی طالبؑ ہمیشہ جا ہائے خطرناک میں شیر نر کی طرح در آئے اور فتح جنگ ہائے اسلام ہمیشہ ان کے ہاتھ سے ہوئی قال فلمّا سمع المارد ذالك من مقالته بادرہ بالطعنة فقبض العبّاس علی الرمح من ید المارد وجذ بہ جذبۃ کادان یقلبہ من ظہر فرسہ راوی کہتا ہے جب یہ کلام بلاغت نظام زبان حضرت عباس علیہ السلام سے مارد مردود نے سنا تو حضرت پر نیزہ کا وار کیا پس حضرت عباس علیہ السلام نے نیزہ کو پکڑ کے اس زور سے کھینچا کہ قریب تھا کہ اس شقی کو پشت زین سے روئے زمین پر الٹ دیں فخلی المارد الرمح من یدہ وقد نجلہ الخیل عند ما ملك العباس رمحہ پس جلدی سے مارد نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا جب فوج نے دیکھا کہ حضرت عباسؑ نے نیزہ اس شقی سے چھین لیا تو اسکو خوب شرمندہ کیا۔ فاخذ العبّاس الرمح ورجعہ الیہ وصاح علیہ ان ارجو ان اللہ عزّ وجلّ یقتلك بسنان رمحك یا عدوّ اللہ فحار المارد وکان ودّہ لوقتل ولا یسلب منہ رمحہ حضرت عباسؑ نے نیزہ پکڑ کے اسی نیزہ سے فوراً وار کیا اور فرمایا کہ میں خدائے عزّ وجل سے امیدوار ہوں کہ تجھے تیرے ہی نیزے سے ہلاک کرے یہ حال دیکھکر مارد حیران ہوگیا اس واسطے کہ وہ چاہتا تھا کہ قتل ہو جاؤں مگر نیزہ نہ چھینے۔ فہم علیہ وطعن جوادہ فی خاصرتہ فخرتھا فثب الفرس بالمارد ورمت بہ الی الارض پس حضرت عباسؑ نے حملہ کرکے اس نیزہ کو کراسپ مارد میں لگایا اور تسکا فتہ کر دیا گھوڑا چراغ پا ہوا اور اس شقی کو زمین پر گرا دیا فاضطربت الصفوف وتصارخت الابطال ونادی الشمر یا ویلکم ادرکوہ بنجیب والا فھو مقتول لا محالۃ پس ایک ہلچل لشکر مخالف میں پڑگئی اور شور مچ گیا شمر نے پکارا وائے تم پر مارد کی جلد خبر لو اور کوئی اسپ چالاک اس کے لئے بھیجو نہیں ابھی قتل ہو جائے گا۔ فخرج الیہ غلام لہ اسود یقال لہ صارفۃ مجرۃ یقال لھا طاریۃ وکانت تضاھی الریح فی سرعتھا پس یہ کلام شمر بد انجام لشکر صارفہ

مارد کا حبشی غلام ایک گھوڑی کو کہ نام اس کا طاویہ تھا اور سرعت میں ہوا سے برابری کرتی تھی لے کر اس شقی کی طرف بڑھا فلمّا نظر الیھا عدوّ اللہ صاح بالغلام ویحك عجّل با لطّاویۃ قبل حلول الدّاھیۃ مارد نے جب گھوڑی کو دیکھا خوش ہو کر کہنے لگا کہ اے صارفہ جلد طاویہ کو مجھ تک پہنچا دے ورنہ میرے مارے جانے میں کچھ باقی نہیں ہے فاسرع الیہ الغلام فکان العباس ابن علی علیہ السلام اسبق الیھا من عدوّ اللہ فوثب وثاب الاسد الضرغام وتشاکل وثاب علی علیہ السلام فوصل الی الغلام فلم یمھلہ دون ان طعنہ بسنان رمح مولاہ فمکّن الطّعنۃ من قلبہ پس غلام بسرعت تمام چاہتا تھا کہ گھوڑی اپنے آقا کو پہنچا دے جناب عباس ع اس سے زیادہ قریب تھے مانند شیر ضرغام اور مثل حضرت علی علیہ السلام اس غلام بدانجام پر جا پڑے اور وہی نیزہ اسکے قلب میں مار کر کام تمام کیا فاحتوی علی الطّاویۃ ووثب فی ظھرھا وعطف علی قرنہ اور اسی گھوڑی پر سوار ہو کر مارد ابن صدیف کی طرف پھیر فلمّا رای المارد ذالك اصفرّ وارتعدت فرائصہ وانقطع رجاہ وایقن لفناہ ونادی باعلی صوتہ اغلب علی جوادی واطعن بسنانی یالھا شنیۃ ومعیرۃ جب مارد نے یہ تماشا دیکھا رنگ زرد ہو گیا اور تھر تھری پڑ گئی زندگی سے مایوس ہو کر فریاد کرنے لگا وافضیحتاہ کہ میری گھوڑی چھین جاوے اور میں اپنے نیزے سے آپ مارا جاؤں قال فلمّا سمع الشّمر ذالك من کلامہ اطلق عنانہ نحوہ واتبعتہ الشّجعان فجرّدت السّیوف واظھرت الحتوف وتبادرت الابطال وتزاعقت الرّجال ومالت نحو العبّاس راوی کہتا ہے جب آواز مارد شمر نے سنی اس کی طرف باگ موڑ دی اور اس مردود کے پیچھے پیچھے بہت سے دلیران لشکر مخالف شمشیر ہائے برہنہ ہاتھوں میں لئے ہوئے نعرہ کرتے ہوئے حضرت عباس علیہ السلام کی طرف چلے فنادی الحسین اخاہ العباس یا اخی ما انتظارك بعد واللہ وقد غدرتك اللّیام فاحترز علی قرنك وقض علیہ وعجّل بروحہ الی النّار یہ دیکھ کر جناب امام حسین علیہ السلام اپنے بھائی عباس کو پکارے کہ اے بھائی کیا انتظار ہے اس دشمن خدا کو جلد قتل کرو کہ دشمنان دین مع شمر لعین اُس شقی کے بچانے کو آ پہنچے جلد اس کا کام تمام کر اور اسے جہنم میں پہنچا قال فنظر العبّاس الی سرعۃ الرّجال وتجیھم الیہ کالسّیل فاسرع

الی خصمہ وخفق علیہ بطعنہ وقال تجرع من سنانك كاسا رویًا وانا العباس ابن علیؑ راوی کہتا ہے کہ موافق ارشاد جناب سید الشہداء علیہ السلام حضرت عباسؑ نے دیکھا کہ وہ اشقیا بسرکردگی شمر لعین سیل کی طرح اُمڈے چلے آتے ہیں پس حضرت فوراً ہی دشمن پر آپڑے اور نیزے کو تکان دے کر فرمایا کہ لے اپنے ہی نیزے سے شربت مرگ پی اور میرا نام عباسؑ ابن علیؑ ہے فقال المارد مهلاً یا غلام ابی علی اسیرك یكون لك خادم فقال العباسؑ وما اصنع بك اسیرا وقد قرب الرحیل ثم اتبعه طعنه فی نحره فذبحه من اذنه الی اذنه مارد نے بتضرع وزاری جناب عباسؑ سے عرض کیا کہ اے فرزند اسد اللہ الغالب مجھ چھوڑ دے اور زندہ اسیر کر لے اور اپنی غلامی میں رکھ جناب عباسؑ نے جواب میں اس ملعون کے ارشاد فرمایا کہ کوچ ہمارا دنیا سے قریب ہے تیرے قید کرنے سے کیا حاصل بعد ازاں حضرت عباسؑ نے اس ملعون کے گلوئے نجس پر ایک نیزہ ایسا مارا کہ اس کان سے اس کان تک نکل گیا اور وہ شقی فی النار ہوا۔ ووصلت الخیل الیه فوجدوه صریعًا یجور فی دمه فعطف علیهم العباسؑ وهو علی الطاویة جب شمر ابن ذی الجوشن مع فوج قریب مارد پہنچا تو دیکھا کہ وہ شقی اپنے خون میں لوٹتا ہے پس جناب عباسؑ نے ان سب اشقیا پر حملہ کیا اور طاویہ پر سوار تھے۔ وكانت الخیل اذ هی خمسمائة فارس فما كان الا ساعة حتى قتل منهم مائتی فارس واشرفوا الباقی علی الهلاك وایقنوا بالموت فرجع عمر بن سعد ورجعت الاعلام النبوة عنها اور جمعیت ان اشقیا کی جو بسرکردگی شمر محافظت مارد ابن صدیف کے لیے آئی تھی قریب پانچ سو سواروں کے تھی تھوڑی دیر میں حضرت عباس علیہ السلام نے دو سو نامرد ان اشقیا میں سے واصل جہنم فرمائے پس باقیماندہ بھاگ کھڑے ہوئے اور عمر سعد بھی نشان و علم لے کر پسپا ہوا۔ واراد ان یشرب فذكر عطش الحسینؑ فرمی الماء من یده جب میدان کارزار ان اشقیا سے خالی ہوا حضرت عباس علیہ السلام نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور داخل دریائے فرات ہوئے اور شدت تشنگی میں چلو لبوں تک لے گئے مگر کہ پیاس امام حسینؑ کی اور اطفال خردسال کی یاد آگئی ہاتھ سے پانی پھینک دیا وقال لا شربت واخی الحسینؑ ظمآن اور کہا نہ پیوں گا کہ بھائی میرا حسینؑ پیاسا ہے ثم ملاء القربة وحملها

علےٰ کتفه الایمن وقصد نحو الخیمة بعدازاں مشک پانی سے بھری اور دوش مبارک پر رکھ کر دریا سے پیاسے نکلے اور روانۂ خیمہ گاہ ہوئے اذا کمن له رجل من بنی امان یقال له زرارة ابن محارب فشار علےٰ العباسؑ فضربه علےٰ یمین فبراها کبری القلم اسی حال میں ایک شقی نے کہ نام اس کا زرارہ ابن محارب تھا کمینگاہ سے اٹھکر ایک تلوار لگائی کہ دہنا ہاتھ اس جناب کا قلم ہو گیا۔ فما انثنیٰ بل اخذ الرایة بشماله فضربه آخر علےٰ شماله فبراها فاخذ الرایة بساعدیه وضمها الیٰ صدره والقربة باسنانه حضرت عباسؑ نے ہاتھ قلم ہو جانے کی کچھ پروا نہ کی اور مڑکے بھی نہ دیکھا بلکہ علم کو بائیں ہاتھ میں لے لیا کہ ایک شقی نے اس ہاتھ پر بھی تلوار لگائی اور وہ ہاتھ بھی حضرت کا قلم ہوگیا اس وقت حضرت عباسؑ نے دونوں کٹی ہوئی کلائیوں سے علم امام حسین علیہ السلام کو سینہ سے لگا لیا اور مشک دانتوں میں دبالی فاصاب القربة سهم واریق ماؤها پس ناگاہ ایک شقی نے ایک تیر مشک پر لگایا کہ تمام پانی بہہ گیا فضربه ملعون بعمود من حدید علےٰ ام راسه فانفرغ عن فرسه الی الارض وهو ملتفت باخیه الحسینؑ وانشا یقول اس اثنا میں ایک ملعون نے ایک گرز آہنی اس جناب کے سر مبارک پر لگایا کہ ضرب سے اسکی سر مبارک شگافتہ ہوگیا اور گھوڑے سے زمین پر گرے اور اپنے بھائی جناب امام حسین علیہ السلام کی طرف رخ کرکے یہ اشعار پڑھنے لگے

اقدم حسینا هادیا مهدیا ۔۔۔ الیوم تلقی جدک النبیا

آا ے حسینؑ اے امام میرے اے رہنما میرے آج میں ملاقات کروں گا تیرے نانا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

وحمزة ومرتضا علیا ۔۔۔ وتلقا حقا فاطما زکیا

اے مقتدا میرے آج میں جناب حمزہ رض اور حضرت علی مرتضےٰ اور جناب سیدۂ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہم سے ملاقات کروں گا فلما سمع الحسینؑ کلامه اتاه فراه طریحا فصاح وااخاه واعباساه واقلة ناصراه الآن انکسر ظهری وقلت حیلتی وبکےٰ بکاءً شدیدا جب صدائے عباسؑ جناب امام حسین علیہ السلام نے سنی بہت جلد لاشہ برادر پر پہنچے دیکھا کہ عباسؑ خاک وخون میں لوٹتے ہیں اسوقت حضرت نے نعرہ وااخاه واعباساه واقلة ناصراه زبان پر جاری فرمایا اور بشدت روئے اور فرمایا اے اخی عباسؑ میری کمر ٹوٹ گئی اور راہ چارہ سازی کی مسدود ہو گئی۔

(۸۱) لمّا قتل العباسؑ تدافعت الرّجال علی الحسینؑ فلمّا نظر ذالک نادیٰ یا قوم اما من مجیر یجیرنا اما من مغیث یغیثنا اما من طالب حق ینصرنا روایت ہے کہ جس وقت جناب حضرت عباس علیہ السلام شہید ہوئے ایک دفعہ اس فوج بیحیا نے حضرت امام حسین علیہ السلام پر ترغہ کیا جب حضرت نے بے باکی ان اشقیا کی مشاہدہ کی اتمام حجت کے لیئے بآواز بلند فرمایا آیا ہے کوئی پناہ دہندہ کہ فرزند پیغمبرؐ کو پناہ دے آیا ہے کوئی فریادرس کہ ہماری فریاد کو پہنچے آیا ہے کوئی شخص طلبگار حق کہ جگر گوشہ رسولؐ کی اس وقت میں یاری کرے۔ اما من خائفٍ من العذاب فیذب عنّا اما من احدٍ یاتینا بشربة من الماء لهذا الطفل فانه لا یطیق الظماء آیا ہے کوئی خداپرست کہ عذاب سے فردائے قیامت کے ڈرے اور شر اعدا کو ہم سے دفع کرے آیا ہے کوئی ایسا دیندار کہ ایک تھوڑا سا پانی اس فرزند شیرخوار کو لاکر پلادے کہ یہ معصوم دو روز سے پیاسا ہے اور جان اسکی شدت تشنگی سے لبوں پر پہنچی ہے فقام الیه ولده الاکبر وکان له من العمر سبعة عشر سنة جس وقت صدائے استغاثہ امام حسینؑ حضرت علی اکبرؑ نے سنی اٹھ کھڑے ہوئے اور ابھی سن اس جناب کا سترہ برس کا تھا فقال یا ابتاه فداک روحی انا اتیک بالماء یا سیّدی عرض کی کہ اے پدر بزرگوار فدا ہو آپ پر جان میری اگر مجھے اجازت ملے تو میں اپنے بھائی کے لیئے پانی ابھی حاضر کروں فقال الحسین علیه السلام امض بارک الله فیك حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے علی اکبرؑ خدائے تعالیٰ تیرے ارادے میں برکت عطا کرے اگر پانی میسر ہو سکے قال فاخذ الرّکوة بیده ثم اقتحم الشریعة وملاء الرّکوة اقبل نحو ابیه راوی کہتا ہے جبکہ علی اکبرؑ کو رخصت ملی ایک چھوٹا سا مشکیزہ لے کر فرات کی جانب روانہ ہوئے اور موکلان فرات کو لب آب سے بضرب شمشیر آبدار مار کر ہٹا دیا اور مشکیزہ پانی سے بھر کر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں لاکر حاضر کیا فقال یا ابت الماء لمن طلبت اور عرض کی اے والد نامدار آپ نے علی اصغرؑ کے واسطے پانی طلب فرمایا ہے سو یہ حاضر ہے اسق اخی وان بقی شیٔ فصبه علی فانی والله عطشان اے پدر بزرگوار پہلے یہ پانی میرے چھوٹے بھائی کو پلائیے اور بعد اسکے جو کچھ پانی بچ رہے وہ مجھ پر چھڑک دیجئے قسم بخدا کہ میں بھی بہت پیاسا ہوں فبکی الحسینؑ واخذ ولده الطفل واجلسه علی فخذه واخذ الرّکوة وقرّبها الی فیه حضرت امام حسین علیہ السلام کو جناب علی اکبرؑ کی اس بات پر رقت آئی اور تشنہ دہانی پر ان کی روئے بعد اسکے علی اصغرؑ کو اپنے زانوئے مبارک پر بٹھایا اور مشک اس کے

رب نازنین کے قریب لے گئے فلما ھم الطفل ان یشرب اتاہ سہم مسموم فوقع فی حلق الطفل فذبحه قبل ان یشرب من الماء شیئًا جو ہیں اس معصوم نے پانی پینے کا ارادہ کیا یکایک حرملہ نے ایک تیر زہرآلود اس معصوم کی طرف پھینکا کہ وہ تیر جفا حلق علی اصغرؑ پر لگا اور ابھی وہ معصوم پانی نہ پینے پایا تھا کہ آب پیکان کا گھونٹ گلے سے اتر گیا فبکی الحسینؑ ورمی الرکوۃ من یدہ ونظر بطرفه الی السماء امام مظلوم بے اختیار اس طفل معصوم کے لئے رونے لگے اور مشکیزہ زمین پر دے مارا اور ایک نگاہ حسرت سے بجانب آسمان دیکھکر فرمایا اللھم انت الشاھد علی القوم قتلوا اشبه الخلق بنبیك رسول اللہ خداوندا تو گواہ رہنا کہ اس گروہ اشقیا نے کیا سلوک کیا مجھ سے کہ قتل کیا ہے انہوں نے اس معصوم کو جو کہ مشابہ تھا تیرے نبی رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثم قال لایکون اھون علیك من فصیل پھر فرمایا کہ خداوندا یہ فرزند میرا تیرے نزدیک بچہ ناقہ صالحؑ سے کم نہ ہوگا اللھم ان کنت حبست عنا النصر فاجعل ذالك لما ھو خیر لنا خداوندا اگر تو اس وقت مصلحت نہیں جانتا کہ ہماری نصرت و امداد کرے تو اس آزار و بلا کو میرے لئے زیادتی ثواب آخرت کا سبب کردے بعد ازاں حضرت نے علی اصغرؑ کے ماتم میں یہ اشعار انشا کئے ؎

واللہ مالی انیس بعد فرقتکم ۔۔۔ الا البکاء وقرع السن من ندم

قسم ہے خدا کی کہ تمہارے ماتم میں سوا اشک حسرت بہانے اور دندان تاسف پیسنے کے کوئی غمخوار نہیں نظر آتا ؎

ولا ذکرت الذی ابدی الزمان لکم ۔۔۔ الا جرت ادمع ممزوجة بدم

اور جب مجھے یاد آتی ہیں وہ مصیبتیں جو زمانے کے ہاتھ سے تمہیں پہنچی ہیں بے اختیار اشک خونیں میری آنکھوں سے رواں ہوتے ہیں۔

(۱۹) قال الشیخ المفیدؒ فی الارشاد لما قتل عباس بن علیؑ فبرز علی بن الحسینؑ من داخل الخباء شیخ مفید علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت کے علمدار ہو گئے اور کوئی باقی نہ رہا کہ جان اپنی فرزند مصطفٰےؐ پر نثار کرے اس وقت علی اکبرؑ نوجوان خیمۂ امام حسین علیہ السلام سے باہر نکلا وزینبؑ وام کلثومؑ ورقیةؑ وسکینةؑ متعلقات به اور پھوپھیاں اور بہنیں یعنی قافلہ بے وارثوں کا اس صاحبزادے کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھا اور چاہتے تھے کہ کاش شاہزادے

کو خیمہ میں لے جائیں فجذب نفسہ منہق ورکب جوادہ وحماہ فی المیدان غرضکہ علی اکبرؑ اپنے تئیں بدشواری پھوپھیوں اور بہنوں سے چھڑا کر روانہ میدان کارزار ہوئے فرفع الحسین راسہ نحو السماء وقال اللھم اشھد علیٰ ھولاء القوم فقد برز الیھم غلام اشبہ الناس خلقًا وخلقًا ومنطقًا برسولک اُسوقت امام حسین علیہ السلام نے سر مبارک اپنا آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا کہ خداوندا تو گواہ رہنا کہ ان ستمگاروں نے تمام عزیز و رفیق قتل کئے اور اب نوبت میرے پارۂ جگر کی پہنچی کہ جو مشابہ تھے رسولخدا سے صورت اور سیرت اور گفتار میں وکنا اذا اشتقنا الیٰ نبیک نظرنا الیٰ وجھہ اور ہم لوگ جب زیارت رسولخدا کے مشتاق ہوتے تھے تو اسکو دیکھ لیا کرتے تھے روی انہ قتل علی عطشہ مائۃ وعشرین رجلًا اس شاہزادے نے اُن کفار پر حملہ کیا اور باوجود شدت تشنگی کے کہ کئی روز سے پانی میسر نہ آیا تھا ایک سو بیس ملعون داخل جہنم کئے ثم رجع الیٰ ابیہ وقد اصابتہ جراحات کثیرۃ جب علی اکبرؑ پر پیاس نے غلبہ کیا اور زخموں سے نہایت چور ہو گئے خدمت امام حسین علیہ السلام میں آئے۔ وقال یا ابت العطش العطش ھل الیٰ شربۃ من الماء سبیل اور عرض کی کہ اے پدر عالیمقدار پیاس نے ہلاک کیا اگر تھوڑا پانی میسر آئے تو مجھے پلا دیجئے فبکی الحسینؑ وقال یا بنی این الیٰ بالماء حضرت نے فرمایا کہ اے علی اکبرؑ کہاں ہے پانی کہ حسینؑ تجھے پلا دے بخدا سوگند حسینؑ پر بہت دشوار ہے کہ تو مجھ سے پانی طلب کرے اور میں نہ پلا سکوں یا بنی ھات لسانک فاخذ بلسانہ فمصّہ امام حسین علیہ السلام نے زبان علی اکبرؑ کی منہ میں لے کر چوسی علی اکبرؑ نے زبان اپنی حضرت کے منہ سے نکال لی اور عرض کیا کہ اے پدر عالی مقدار زبان مبارک آپ کی میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے بعدازاں حضرت نے انگوٹھی رسولخدا کی علی اکبرؑ کو دی کہ اسے منہ میں رکھ تاکہ پیاس سے تجھے کچھ تسکین ہو فانی ارجو انک لا ترجع حتیٰ یسقیک جدک بکاسہ الاوفی شربۃً لا تظماء بعدھا ابدًا اور اے علی اکبرؑ حسینؑ کو یقین ہے کہ اب کی بار تو پیاسا نہ پھرے گا اور آب کوثر سے سیراب ہوگا چنانچہ پھر علی اکبرؑ میدان میں آئے اور جہاد میں مصروف ہوئے اور بہت سے منافقوں کو جہنم واصل کیا ثم ضربہ منقذ بن مرۃ العبدی ضربۃ صرعہ فصرعہ اس اثنا میں منقذ لعین نے کمین گاہ سے آکر ایک تلوار سر مبارک پر ایسی لگائی کہ پھر سنبھل نہ سکے ثم اعتنق

فرسہ فاحتملہ الفرس الی عسکر الاعداء فقطعوہ بسیوفھم اربًا اربًا علی اکبرؑ نے تیورا کر باہیں گھوڑے کی گردن میں ڈال دیں اور گھوڑا اس حال میں علی اکبرؑ کو لشکر اعدا کی طرف لے گیا اور اُن لعینوں نے جسم نازنین تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا فقال یا ابتاہ ادرکنی ادرکنی اُسوقت علی اکبرؑ نے آواز دی کہ اے پدر عالیمقدار علی اکبرؑ کی جلد خبر لو کہ مجھے ان لعینوں نے شہید کیا فصاح الحسینؑ وقال قتل اللہ قومًا قتلوک یہ سُنکر امام حسین علیہ السلام چلّائے کہ اے فرزند خدا قتل کرے اُس قوم کو کہ جنہوں نے تجھکو شہید کیا راوی کہتا ہے کہ دیکھا میں نے امام حسین علیہ السلام کو گریاں اور نالاں مقتل شہدا میں آئے اور گھوڑے سے اُتر کر علی اکبرؑ کی لاش پر کھڑے ہوئے ایک روایت میں ہے کہ اس وقت تک رمقِ حیات جسم علی اکبرؑ میں باقی تھی اور طائر مذبوح کی طرح زمین پر لوٹ رہے تھے حضرت نے آواز دی علی اکبرؑ باپ تیرا آیا ہے آنکھیں کھولو اور کچھ کہو اس حال میں آواز پدر سُنکر علی اکبرؑ نے آنکھیں کھولیں اور حضرت کی طرف دیکھا اور کچھ مُسکرائے ؛ ساتھ ہی اسکی روح نے مفارقت کی ؛ فاخذ راس ولدہ ووضعہ فی حجرہ وجعل یمسح الدّم عن وجھہ حضرت خاک پر بیٹھ گئے اور سر علی اکبرؑ زمین سے اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور چہرۂ نورانی سے اُن کے خون پونچھنے لگے فقال مخاطبًا لہ یا بنیّ یا علی اکبرؑ قد استرحت من کرب الدّنیا وما اسرع اللحوق بک حضرت لاش علی اکبرؑ سے مخاطب ہوکر فرماتے تھے کہ اے علی اکبرؑ تو نے شان ظلم سینہ پر کھا کر رنج والم دُنیا سے راحت پائی اے علی اکبرؑ عنقریب ہے کہ ہم بھی شہید ہوکر تجھسے ملاقات کریں یا بنیّ ھذا ابوک الحسینؑ قد بقی فریدًا لا ناصر لہ ولا معین اے علی اکبرؑ باپ تیرا حسینؑ تنہا بے مونس و مددگار تیری لاش پر رو رہا ہے اسکے بعد حضرت نے ایک عجب کلمہ فرمایا یا علی یا علی اکبرؑ علی الدنیا بعدک العفا یعنی اے علی اکبرؑ تمہارے بعد خاک ہے دُنیا اور زندگانی دُنیا پر قال حمید بن مسلم کانّی انظر الی امرأۃ خرجت مسرعۃ کانّھا الشّمس الطالعۃ حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ جس وقت علی اکبرؑ شہید ہوئے میں لشکر عمر سعد میں موجود تھا دیکھا میں نے کہ ایک خاتون معظمہ آفتاب کی طرح خیمۂ امام حسین علیہ السلام سے سر و پا برہنہ روتی پیٹتی باہر نکلی اور قتلگاہ کو روانہ ہوئی ؛ فجاءت وانکبّت علیہ یہاں تک کہ اس بی بی نے اپنے تئیں لاش علی اکبرؑ پر گرادیا ؛ فاخذ الحسینؑ بیدھا وردّھا الی الفسطاط امام حسینؑ نے

اس بی بی کا پکڑ کے خیمۂ الحرم میں لے گئے فسالت عنها فقیل هو زینب بنت امیر المومنینؑ
راوی کہتا ہے میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بی بی صاحب عصمت کون تھی جو اس بیقراری سے
خیمہ سے باہر نکلی اس نے کہا اے شخص یہ بڑی بیٹی امیر المومنین علی علیہ السلام کی ہیں اور بڑی نواسی
ختم المرسلینؐ کی ہیں نام ان کا زینب ہے اے شخص انہوں نے علی اکبرؑ کو پرورش کیا تھا۔

(۲۰) مروی انه لما قتل علی بن الحسینؑ فی طف کربلاء اقبل الحسینؑ و علیه جبة خز
کناء و عمامة موردة راوی کہتا ہے کہ جب جناب علی اکبر علیہ السلام میدان کربلا میں شہید ہوئے تو
جناب امام حسین علیہ السلام اس ہئیت سے کہ ایک کہنہ عبائے خز حضرت کی دوش مبارک پر پڑی تھی
اور گلابی عمامہ سر اقدس پر رکھا تھا اپنے نور چشم لخت جگر کی لاش پر تشریف لائے اور اس شبیہ رسول خدا
یوسف قافلہ کربلا کو خاک و خون میں آلودہ دیکھکر مثل یعقوبؑ اشک حسرت بہائے اور دردناک
کلمات فرمائے ثم ودع علی قدمیه واتی الی الخیمة لوداع اهل بیته پھر حضرت اسیطرح نالاں
وگریاں اہلبیتؑ سے رخصت ہونے کو خیمہ میں تشریف لے گئے ثم اقبل علی ام کلثوم وقال
لها اوصیك یا اخیة بنفسك صبرا وانی بارك الی هؤلاء الکفار بعد ان ان ام کلثوم
سے فرمایا کہ اے بہن میں اب ان کفار سے لڑنے جاتا ہوں اور تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے ماتم میں
صبر کرنا پھر فرمایا کہ اے بہن صبح سے مجھے اپنے فرزند بیمار زین العابدین علیہ السلام کا حال نہیں معلوم ہوا
کہ اسکی کیا کیفیت ہے اگر کچھ اسوقت افاقہ ہو تو میرے پاس لاؤ میں آسے دیکھ لوں وہ مجھے دیکھ
لے کہ پھر ملاقات میسر نہو گی ام کلثومؑ روکے بولیں ہائے بھائی زین العابدینؑ ایسا بیہوش بستر بیماری
پر پڑا ہے کہ اسکے بچنے کی توقع نہیں حضرت نے فرمایا کہ اے بہن وہ فضل الہی سے صحت پائے گا
اور اسے تو ابھی رنج اسیری کے سہنے ہیں اور چالیس برس میرے ماتم میں رونا ہے ثم کتب کتابا ودفعه
الی ابنته فاطمة وقال لها یا بنیة اذا فاق اخیك العلیل فسلمها الیه پھر حضرت نے کچھ لکھکر
اپنی بیٹی فاطمہؑ کو دیا اور فرمایا کہ جس وقت تمہارا بھائی ہوش میں آئے تو یہ وصیت نامہ اسے دے
دینا راوی کہتا ہے کہ آخر میں اس نامے کے یہ وصیت لکھی تھی کہ اے فرزند جب تم قید سے چھٹ کے
مدینہ جانا تو ہمارے دوستوں کو ہماری جانب سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ حسینؑ نے تم سبھوں کیلئے
پیاسا گلا کٹوایا اور تا دم مرگ تم سے غافل نہیں رہے شرط دوستی و وفاداری یہی ہے کہ جب

تم آب سرد پیو اُسوقت ہماری بیکسی و تشنگی کو یاد کر کے رؤو حضرات یہ وصیت آخری امام مظلوم و تشنہ لب کی تمہارے واسطے یہی ہے کہ وہ حضرت تمہاری نجات کے لئے پیاسے شہید ہوئے اور سب مصائب رنج گوارا کئے فاقبلت سکینۃ وھی صارخۃ وکان نجبھا حبًّا شدیدًا اتنے میں سکینہ چلاتی ہوئی اور روتی ہوئی حضرت کے پاس آئیں اور جناب امام حسین علیہ السلام سکینہ کو نہایت پیار کرتے تھے فضمھا الی صدرہ ومسح دموعھا بکمہ وقال سکینہ کو روتا دیکھ کے حضرت کو تاب نہ رہی اُسے چھاتی سے لگالیا اور بفرط شفقت آستین مبارک سے اسکے آنسو پونچھنے لگے اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے

لا تحرقی قلبی بدمعک حسرۃ		مادام منی الروح فی جسمانیہ

اے جان پدر میرے دل کو نہ دکھا تیرے رونے سے دل حسین کا ٹکڑے ہوتا ہے اور نہ جب تک میں جیتا ہوں

فاذا قتلت فانت اولی بالتی		تاتینہ یاخیرۃ النسوانیہ

جب میں قتل ہو جاؤں گا تو سب سے زیادہ رونے کی مستحق و سزاوار تو ہی ہے کہ اپنے باپ کی نعش پر روئے فاعتنقت سکینۃ وقالت یاابتاہ الی این الی این یہ سنکر سکینہ اپنے پدر بزرگوار سے لپٹ گئیں اور پوچھتی تھیں کہ اے بابا یہ تو بتاؤ کہ تم کہاں جاتے ہو فبکی الحسین بکاءً شدیدًا وقال الی المکان الذی لا یعود منہ احد جناب امام حسین علیہ السلام سکینہ کی بیتابی دیکھ کے بہت شدت سے روئے اور فرمایا کہ اے بیٹی وہاں جاتا ہوں جہاں جا کر کوئی نہیں پھرا فبکت ولطمت علی وجھھا حتی غشی علیھا یہ سُن کے سکینہ اس قدر روئی اور پیٹی اور طمانچے مارے کہ بیہوش ہو گئی جب تک سکینہ کو ہوش نہ آیا حضرت سر جھکائے کھڑے رہے اور کمال رقت حضرت پہ طاری تھی اور اہل حرم حضرت کے گرد کھڑے رو رہے تھے فلما افاقت قالت ومن بعدک جب غش سے اس شاہزادے کو افاقہ ہوا تو پوچھا اے بابا تمہارے بعد کون ہمارا ہے ومن یسقینا الماء یاابتاہ فقد شقت کبدنا من شدۃ الظماء اے بابا کون مجھے پانی لادے گا مارے پیاس کے میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے حضرت جیمہ سے نکلے واللہ موع تجرے من عینہ حتی بل جیبہ حضرت کی آنکھوں سے مسلسل

آنسو جاری تھے کہ تمام گریبان بھیگ گیا تھا والدم جارٍ علیٰ جسمہ الشریف اور خون زخموں سے
بہہ رہا تھا فرفعت سکینۃ صوتھا بالبکاء والنحیب سکینہ نے جو حضرت کو جاتے دیکھا پھر
آواز گریہ وزاری بلند کی فرجع الیہا وضمہا الیٰ صدرہ وقبل ما بین عینیہا ومسح دموعہا
بیکمہ حضرت نے سکینہ کی آواز سُنی تو اُلفت پدری سے بیتاب ہو کر پھر چلے آئے اور اپنی
پارۂ جگر کو چھاتی سے لگا لیا اور پیار کیا اور اسیطرح پھر آستین سے اسکے آنسو پونچھے حضرات
یہ رخصت عجب طرح کی تھی کہ نہ تو سکینہ کو امام حسین علیہ السلام کو جاتے دیکھکر صبر آتا تھا اور نہ
امام حسین علیہ السلام سے بیٹی کو تڑپتا چھوڑ کر جایا جاتا تھا حضرت چاہتے تھے کہ میں آنکھوں سے
اس کا کڑھنا اور تڑپنا نہ دیکھوں کسی طرح سے بہلا کر چلا جاؤں افسوس کیا حال ہوا ہوگا
روح جناب امام حسین علیہ السلام کا جب سکینہ کو اشقیا طمانچے مار مار کر رولاتے تھے اور
وہ یتیم وا ابتاہ کہہ کر چلاّتی تھی؛

(۱۲) روی عن سلمان الفارسی قال حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ کہا اُنہوں نے اھدی الی النبیؐ قطف من العنب فی غیر اوانہ فقال لی یا سلمان ائتنی
بولدی الحسنؑ والحسینؑ لیاکلا معی من ھذا العنب کسی نے رسولخدا کی خدمت میں
کچھ خوشہ انگور کے بے فصل کے بھیجے تو مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان رض میرے دونو فرزندوں حسنؑ
اور حسینؑ کو لے آؤ کہ ان انگوروں کو وہ بھی میرے ساتھ کھائیں؛

قال سلمان الفارسی رض فذھبت اطرق علیھما منزل امھما فلم ارھما فاتیت منزل
اختھما فلم ارھما حضرت سلمان رض فرماتے ہیں کہ میں دونو صاحبزادوں کو ڈھونڈھتا ہوا انکی
ماں کے مکان پر گیا اور وہاں اُنہیں نہ پایا پھر ان کی بہن اُم کلثوم کے مکان پر گیا
وہاں بھی دونو صاحبزادوں کو نہ پایا فجئت فخبرت النبیؐ بذالک فاضطرب ووثب
قائمًا وھو یقول اسکے بعد میں نے خدمت میں پیغمبر خدا کی جاکر یہ حال بیان کیا تو حضرت
بیتاب ہوگئے اور گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرماتے تھے؛

واثمرۃ فواداہ من یرشدنی علیکما فلہ علی اللہ الجنۃ اے میوۂ دل میرے
نانا تمہارا اس وقت تمہارے فراق میں نہایت بیتاب ہے پس جو شخص کہ خبر تمہاری مجھے لادے

میں ضامن ہوتا ہوں کہ حق تعالٰے اس شخص کو بہشت میں داخل کرے گا فنزل جبرئیل من السماء و
قال یا محمد علی من ھذا الانزعاج یکایک اس اثنا میں جبرئیل آسمان سے نازل ہوئے اور عرض کی یا
محمد یہ بیقراری کس کے فراق میں ہے فقال علی ولدی الحسن و الحسین حضرت نے فرمایا اے
اخی دو نو فرزند میرے حسنؑ و حسینؑ گم ہوئے ہیں اور سراغ ان کا نہیں ملتا ان کے غم فراق سے میں مضطر
الحال ہوں فقال جبرئیلؑ یا محمد ان ابنیك الحسنؑ والحسینؑ نائمان فی حدیقة
بنی الدحداح جبرئیل نے عرض کی یا محمد آپ اس قدر فرزند کے لئے مغموم نہ ہوجیئے کہ دونو فرزند آپ کے
فضل خدا سے جمیع آفات سے محفوظ ہیں اور نخلستان بنی دحداح میں آرام کرتے ہیں فسار النبی صلی اللہ
علیه واله من وقته الی الحدیقة وانا معه حتی دخلنا الحدیقة یہ سنتے ہی رسول خدا صلی اللہ
علیه و آلہ نخلستان بنی دحداح کی طرف روانہ ہوئے سلمان رض کہتے ہیں کہ میں بھی ہمراہ حضرت کے تھا یہاں
تک کہ داخل اس باغ میں ہوئے فاذا ھما نائمان وقد اعتنق احدھما الآخر وثعبان فی
فیه طاقة ریحان یروح بها وجوھھما دیکھا کہ وہ دونو شاہزادے گلے میں باہیں ڈالے ہوئے
آرام فرما رہے ہیں اور ایک اژدہا ان کے سرہانے ایک گلدستہ ریحان منہ میں لئے ہوئے ان کی مگس رانی کررہا
ہے فلما رای الثعبان النبی القی ما فی فیه وقال السلام علیك یا رسول اللہ لست انا ثعبان
ولکنی ملك من الملائکة الکروبین جب نظر اس اژدہے کی جناب رسول خدا پر پڑی تو گلدستہ
کو منہ سے زمین پر رکھ دیا اور کہا سلام خدا تم پر ہو یا رسول اللہ میں اژدہا نہیں ہوں بلکہ فرشتہ ہوں
فرشتگان مقربین میں سے غفلت عن ذکر ربی طرفة عین تغضب علی ربی ومسخنی ثعبانا کما
تری وطردنی من السماء اتنا مجھ سے قصور ہوا تھا کہ ایک لحظہ عبادت خدا سے غافل ہوا فی الفور
غضب الٰہی مجھ پر نازل ہوا اور خدا نے میری صورت تبدیل کی اور بصورت اژدہا مسخ کیا اور آسمان سے
زمین پہ ڈال دیا۔
ولی منذ سنین کثیرة اقصد کریما علی اللہ فاسئله ان یشفع لی عند ربی یا رسول
اللہ برسوں گذرے ہیں کہ میں اس ہیئت سے ہوں اور میں خواہاں ہوں کہ کوئی بزرگ شفاعت کرے
کہ حق تعالٰے میری تقصیرات کو عفو فرما دے اور پھر مجھے ہیئت اصلی عطا فرما دے کہ میں اپنے
مقام پہ پہنچوں۔ قال فجثی النبی صلی اللہ علیه واله یقبلھما حتی استیقظا فجلسا علی

رکبتی النبیؐ سلمانؓ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ زانوئے حسینؑ کو ہلاکر بوسے ان کے لینے
لگے یہاں تک کہ وہ بیدار ہوئے اور جناب رسولخدا کے زانو پر جا بیٹھے فقال النبیؐ یا ولدی
انظرالی ھذا المسکین فقالا ما ھذا یا جداہ فقد خفنا من قبح منظرہ پھر رسولخدا
صلے اللہ علیہ وآلہ نے حسنینؑ سے فرمایا کہ اے فرزندو اس مسکین کی طرف دیکھو کہ یہ کچھ تم سے التماس
رکھتا ہے حسنین نے پوچھا اے جد بزرگوار یہ کون ہے کہ اسکی صورت ہیبتناک سے ہمیں خوف آتا ہے
حضرت نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ ہے فرشتگان مقربین میں سے ایک لمحہ ذکر خدا سے غافل رہا اس سبب سے
خدا نے اسکی ہیئت تبدیل کر کے بصورت اژدہا مسخ کیا ہے وانا مستشفعٌ الی ربی بکما فاشفعا لہ
فوثب الحسنؑ والحسینؑ فاسبغا الوضو وصلیا رکعتین چاہتا ہوں کہ تم اسکی شفاعت
کرو جناب حسنین علیہم السلام یہ بات سنکر اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو کر کے دو رکعت نماز بجا لائے
وقالا اور بعد فراغ نماز کے دونو شاہزادوں نے درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کی اللھم بحق جدنا
الجلیل الحبیب محمد المصطفیٰ وبابینا اسد اللہ الغالب علی ن المرتضیٰ وبامنا
فاطمۃ الزھرا الا ماردتہ الی حالتہ الاولیٰ یعنی خداوندا ہمارے جد بزرگوار جناب محمد مصطفیٰ
کے واسطے سے جنہیں تو نے اپنا حبیب کیا ہے اور ہمارے پدر عالی مقدار شیر خدا علیؑ مرتضیٰ کے سبب سے
اور ہماری مادر گرامی جناب فاطمہ زہراؑ کے واسطے سے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ اس فرشتہ کو
ہیئت اصلی اپنی قدرت کاملہ سے عطا کر فما استتم دعاؤھما واذا بجبرئیل قد نزل من
السمآء فی رھط من الملائکۃ ہنوز وہ دونو نور چشم بتول دعا کرنے سے فارغ نہوئے تھے
کہ جبرئیل امین افواج ملائک ہمراہ لے کر رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوئے وبشر ذالک الملک
برضی اللہ وبردہ الی سیرتہ الاولیٰ ثم ارتفعوا بہ الی السمآء اور جبرئیل نے عرض کی کہ یا
رسول اللہ اس ملک کو بشارت دیجئے کہ حق تعالےٰ حسنینؑ کی دعا کی برکت سے تجھ سے راضی ہوا
اور صورت اصلی تجھے عطا ہوئی بعد ازاں وہ فرشتہ مع ملائکہ آسمان پر پرواز کر گیا۔ ثم رجع
جبرئیل وھو متبسم فقال یا رسول اللہ ان ذالک الملک یفتخر علےٰ ملائکۃ سبع
سموات ویقول لھم من مثلی وانا فی شفاعۃ السیدین السندین السبطین
الحسنؑ والحسینؑ بعد ایک لمحہ کے جبرئیلؑ مسکراتے ہوئے نازل ہوئے اور جناب رسولخدا

سے عرض کی کہ یا محمدؐ وہ فرشتہ کہ جس کی حسنینؑ شفاعت خواہ ہوئے تھے تمام فرشتگان ہفت آسمان پر مفاخرت کرتا ہے اور ان سب سے کہتا ہے کہ کون فرشتہ برابری کرسکتا ہے میری کہ میرے لئے شفاعت خواہ ہوئے وہ دو سید بزرگوار کہ نواسے رسولِ خدا کے ہیں اور نام ان کا حسنؑ اور حسینؑ ہے:

ایھا المومنون ھذا محل بکاء وعویل وھو الحسین یوم عاشورا لما قتل جمیع اصحابہ واھل بیتہ ینظر یمیناً و شمالاً وینادی واوحدتاہ واغربتاہ واقلۃ ناصراہ وامصیبتاہ مومنین مقام گریہ و بکا ہے کہ وہی امام حسین علیہ السلام تھے روز عاشورا جب تمام اصحاب و اقربا اس جناب کے میدان کربلا میں شہید ہو چکے اور کوئی جاں نثار اس امام مظلوم کا باقی نرہا اس وقت حضرت جانب چپ و راست نظر کرتے تھے اور بآواز بلند فرماتے تھے کہ وائے تنہائی وائے مسافری و بے وطنی وائے قلت مددگاری وائے شدت مصیبت ثم بکیٰ علیہ السلام بکاءً شدیداً حتیٰ بکت السمٰوات والارض بعد ازاں حضرت بشدت روئے کہ حضرت کے رونے پر آسمان و زمین گریاں ہوئے فقام علیہ السلام واتکیٰ اعلیٰ سیفہ ونادی باعلیٰ صوتہ فقال انشدکم اللہ ھل تعرفونی قالوا نعم انت ابن رسول اللہ اس حالت میں حضرت اتمام حجت کے لئے سامنے اس فوج اشرار کے کھڑے ہوئے اور ذوالفقار پر تکیہ کرکے بآواز بلند فرمایا کہ میں تم کو قسم دلاتا ہوں خدا کی کہ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں سب نے جواب میں کہا کہ ہاں ہم تمہیں جانتے ہیں تم فرزند پیغمبرِ خدا ہو۔ فقال علیہ السلام ھل تعرفون ان فاطمۃ بنت محمد و ان ابی علی بن ابی طالبؑ پھر اس امام مظلوم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ مادر گرامی میری فاطمہ زہراؑ ہیں اور والد بزرگوار میرے علی مرتضےٰ ہیں؟ سب نے جواب دیا کہ واقعی ہم یہ بھی جانتے ہیں:

فقال انشدکم اللہ اتعلمون ان ھذہ سیف رسول اللہ و ان ھذہ عمامۃ رسول اللہ انا لابسھا پھر حضرت نے فرمایا کہ میں تم سے بقسم پوچھتا ہوں کہ آیا تم جانتے ہو کہ یہ عمامہ جو میرے سر پر ہے عمامۂ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ ہے اور سیف جو میری کمر میں ہے سیف رسولِ خدا ہے وقالوا اللھم نعم پھر حضرت کے جواب میں ان ملعونوں نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے فقال علیہ السلام فبما تستحلون دمی قالوا قد علمنا ذالک کلہ ونحن غیر تارکیک حتیٰ تذوق الموت عطشاناً پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ سب امور جانتے ہو تو کیا سبب ہے کہ خون مجھ بیگناہ کا

حلال جانتے ہو اور مجھے پانی بھی نہیں دیتے ہو ان اشقیا نے جواب دیا کہ ہم سب تمہارے شرف و فضیلت سے واقف ہیں لیکن یا حسینؑ ہم تم کو نہ چھوڑیں گے جب تک پیاسا ذبح نہ کریں اور ایک قطرہ اس نہر فرات سے تم تک نہ پہنچنے دیں گے فتقدم علیه السلام الی القتال وقتل منهم الی نحو عشرة آلاف رجل حتی اضعف عن القتال بعد اتمام حجت کے اس جناب نے اس قوم جفا کار سے مقابلہ کیا اور قریب دس ہزار ملاعین کے واصل جہنم کئے تا آنکہ اس جناب پر شدت قتال سے ضعف طاری ہو گیا اور کثرت زخم ہائے کاری سے سُست ہو گئے۔ فعند ذالك حملوا علیه القوم حملة رجل واحد حتی وقع فیه الف وتسع مائة جراحة وكانت السهام فی درعه كالشوك فی جلد القنفذ اس اثنا میں ان سب اشقیا نے ہر چہار طرف سے یکبارگی حضرت پر حملہ کیا کہ ایک ہزار نو سو زخم جسم شریف پر لگے اور تیروں کی کثرت حضرت کی زرہ پر اس طرح سے تھی کہ جیسے ساہی کے کانٹے ہوتے ہیں فتقدم الیه سنان بن انس النخعی وطعنه بسنانه وخرج السنان من ظهره پس سنان ابن انس ملعون نے آکے ایک نیزہ سینۂ اقدس پر اس زور سے مارا کہ نوک نیزہ پشت مبارک سے باہر نکل آئی۔

فلما جذب رمحه وقع الحسین علیه السلام من فرسه الی الارض ویجور فی دمه دینكوالی ربه جس وقت اس لعین نے نیزہ کو کھینچا تو صدمہ سے اس کے وہ راکب دوش رسول خدا اور محبوب حبیب کبریا پشت زین سے روئے زمین پر گر پڑے اور اپنے خون میں لوٹتے تھے اور شکایت قوم جفا کار کی اپنے پروردگار سے کرتے تھے ویقول الهی انك تعلم انهم یقتلون رجلاً لیس علی وجه الارض ابن بنت نبی غیره اور سر مبارک آسمان کی طرف بلند کر کے فرماتے تھے کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ یہ لوگ قتل کرتے ہیں ایسے شخص کو کہ آج روئے زمین پر کوئی فرزند دختر پیغمبر کا سوا اس کے نہیں ہے فارادالقیام فخر مغشیاً علیه نبقی مكبوباً علی وجهه ثلاث ساعات حضرت نے اس حال میں ارادہ کھڑا ہونے کا کیا لیکن شدت زخم ہائے کاری سے غش کھا کر گر پڑے اور تین ساعت کامل حضرت روئے زمین پر حالت غش میں بیہوش پڑے رہے۔ فلما افاق من غشیته قصده زرعة بن شریك الشامی فضربه علی عاتقه فكبت منها حضرت کو اندک غش سے افاقہ ہوا تھا کہ ناگاہ زرعہ بن شریک ملعون نے ایک تلوار ایسی دوش

مبارک پر لگائی کہ حضرت مُنہ کے بل روئے زمین پر گر پڑے ثمّ جاء الشمر فدنی منہ و رکب علی صدرہ علیہ السلام وجعل یقطع اوداجہ کس زبان سے بیان کیا جائے کہ بعد ازاں شمر ملعون آیا اور سینۂ اقدس پر اس امام مظلوم کے چڑھا اور خنجر بیداد سے رگ ہائے گردن شریف کاٹنے لگا فکلما قطع منہ عرقاً ینادی الامام واعطشاہ واقلۃ ناصراہ واجداہ وامحمداہ انا اقتل عطشاناً غریباً وحیداً وجدی محمد ن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ جو رگ کہ گردن اقدس سے جدا کرتا تھا حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے تھے کہ افسوس کوئی فرزند رسول کا ناصر و مددگار نہیں افسوس ہیں تشنہ لب و غریب و تنہا شہید ہوتا ہوں حالانکہ سب جانتے ہیں کہ میں نواسہ رسولخدا کا ہوں۔ ثمّ قال آہ آہ یا غیاث المستغیثین و یا صریخ المستصرخین نبکی بکاءً شدیداً حتی بکت لہ الجن والملائکۃ المقربون و من فی الارض والسماء اور فرماتے تھے آہ آہ فریاد رس مستغیثان واے داد دہندۂ مظلومان سوا تیرے کوئی فریاد رس نہیں یہ فرما کر حضرت بشدت روئے تا آنکہ حضرت کے رونے پر تمام جن اور ملائکہ مقربین اور اہل آسمان و زمین گریاں ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲۲) روی عن ابن عباس انہ قال لما ولد الحسین امر اللہ جبرئیل ان یھبط الی الارض فی الف من الملائکۃ المقربین لیھنی محمداً بمولود سیدۃ نساء العالمین شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب امالی میں بسند معتبر ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت جبرئیل کو فرمان الٰہی ہوا کہ اے جبرئیلؑ ہزار فرشتے اپنے ساتھ لے کر زمین پر نازل ہو اور ہماری طرف سے رسولخدا کو سلام کہو اور فرزند سیدۃ النسا کی مبارکبا دکہو فھبط جبرئیلؑ مع الملائکۃ المقربین علی جزیرۃ من جزائر جبرئیل امین بحکم حضرت رب العالمین روانہ ہوگئے اثنائے راہ میں گذر جبرئیلؑ کا ایک جزیرے میں ہوا فرای فیھا ملکاً یقال لہ فطرس قد ارسلہ اللہ فی امر من امورہ فابطاء علیہ فغضب اللہ علیہ وکسر جناحہ والقاہ فی تلک الجزیرۃ وہاں جبرئیلؑ نے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ جس کا نام فطرس تھا حق تعالےٰ نے اس سے کسی کام کو فرمایا تھا اسکے بجالانے میں اس فرشتے سے اندکے تاخیر ہوئی فوراً غضب الٰہی نازل ہوا اور پروبال اسکے ٹوٹ گئے اور اس

جزیرے میں پھینک دیا گیا فمکث یعبد اللہ سبع مائۃ عام ولد الحسینؑ فقال الملک یا اخی جبرئیلؑ الی این ترید اور سات سو برس سے وہ فرشتہ عبادت خدا میں مشغول تھا یہاں تک کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور جبرئیلؑ امین مبارکباد دینے کو جناب ختم المرسلینؐ کے پاس آنے لگے۔ اثنائے راہ میں فطرس سے ملاقات ہوئی فطرس نے پوچھا کہ اے بھائی جبرئیلؑ کہاں جاتے ہو قال ان اللہ انعم علی محمدٍ بمولود فبعثنی الیہ اھنیہ عن اللہ جبرئیلؑ نے کہا کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ کے یہاں نواسہ پیدا ہوا ہے خداوند عالم نے مجھے مبارکباد کے لئے بھیجا ہے فقال الملک یا جبرئیلؑ قد مکثت فی ھذہ الجزیرۃ سبع مائۃ عام ارید ان تحملنی معک لعل محمداً یدعو لی فطرس نے یہ کہا کہ اے جبرئیلؑ مجھے سات سو برس گذرے ہیں کہ اس عذاب الیم میں گرفتار ہوں زیادہ اس سے مجھے تاب نہیں ہے تم مجھے بھی حضرت کی خدمت میں اپنے ساتھ لے چلو شاید وہ جناب میرے عفو تقصیرات کے لئے درگاہ جناب اقدس الٰہی میں دعا کریں اور حضرت کی برکت دعا سے پھر مجھے بال و پر عطا ہوں کہ میں اپنے مقام پر پہنچوں قال فحملہ جبرئیلؑ معلے طرف ریشہ من جناحہ حتی دخل بہ علی النبیؐ فھناہ عن اللہ واخبرہ بحال الفطرس راوی کہتا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ فطرس کو اپنے پر و بال پر بٹھا کر رسولخداؐ کے پاس لائے اور جناب خدا سے مبارکباد کہی بعد اسکے فطرس کا حال عرض کیا فقال لہ النبیؐ قل لہ یقوم ویمسح جناحہ بھذا المولود فقام الملک ومسح جناحہ ثم ارتفع طائراً الی السماء ببرکۃ الحسینؑ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا فطرس سے کہو اپنے بازوؤں کو اس مولود کے بدن سے مس کرے فطرس نے بموجب ارشاد اپنے بازوؤں کو امام حسینؑ کے جسم سے مس کیا فی الفور امام حسین علیہ السلام کی برکت سے تمام بال و پر فطرس کے پیدا ہو گئے اور آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور مشغول عبادت الٰہی ہوا۔ وھو یقول من مثلی وانا عتیق الحسین علیہ السلامؑ اور فطرس ہمیشہ ملائکہ سے فخر کیا کرتا تھا کہ آج کون ہے مثل میرے کہ میں آزاد کردہ فرزند رسول الثقلین ہوں ~~

بجسم ترقی فطرس فی الملائک عذا فی عراض الطف تحت السنابک

وہ جسم کہ جس کے مس کرنے سے فطرس ملائکہ میں پہنچے ہزار افسوس کہ روز عاشورا اس جسم پاک پر گھوڑے دوڑاتے تھے مومنین حضرت زینبؑ اس وقت میدان قتال میں پہنچیں کہ جب یہ

ظلم ہورہا تھا۔

نخرّت زینبؑ لما راتــه تجود بنفســه تحت الخیو ل

جب یہ حال حضرت زینبؑ نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام زمین کربلا پر ایڑیاں رگڑتے ہیں اور اشقیا حضرت پر گھوڑے دوڑاتے ہیں اسوقت دختر زہراؑ کو تاب نہ آئی اور اپنے بھائی کی لاش پر جاکر گر پڑیں روتی جاتی تھیں اور یہ فرماتی تھیں کہ اے ظالموں حسینؑ پر یہ ظلم نہ کرو حسین علیہ السلام کے بدلے زینبؑ کو پامال کرو۔

(۲۳) قال الراوی لما قتل الحسین. فاقام ابن سعد بقیة یوم والیوم الثانی الی زوال الشمس فجمع قتلاہ وصلی علیھم وترك الحسینؑ واصحابه راوی کہتا ہے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے عمر سعد لعین نے اس رعز مقام کیا اور دوسرے دن دوپہر تک رہا اور اپنے کشتوں کو ایک جا جمع کیا اور ان سبھوں پر نماز پڑھی اور دفن کیا اور لاش امام حسین علیہ السلام کو مع لاشہائے باقی شہدا اسیطرح آغشتہ بخاک وخون بے دفن وکفن ریگستان گرم کربلا پر چھوڑا۔

ثم انھم فی آخر الیوم شدوا سید الساجدین وسائر اھلبیت بالحبال

پھر ان اشقیا نے جب تھوڑا سا دن باقی رہا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو مع تمام اہلبیتؑ رسی میں باندھ لیا۔ قال علی ابن الحسینؑ علیہ السلام وکانت الحبل بعنقی وبکتف عمتی زینبؑ وسنی زند ام کلثومؑ وعنق سکینة وکذالك باقی الارامل والاطفال حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسی میں اسطرح ہم سب بندھے تھے کہ گلا میرا اور بازو پھوپھی زینبؑ کا اور کلائی ام کلثومؑ کی اور گلا سکینہؑ کا اور باقی سب اہلبیتؑ اور اطفال بھی اسیطرح بندھے ہوئے تھے۔

فارکبوا الحرم والاطفال نے اراذل الاحوال وعبروا بھم عناداً علی مصارع ال الرسولؐ بعد اسکے سوار کیا ہم سب کو شتران بے کجاوہ پر اور ازراہ دشمنی وعداوت قتلگاہ کی طرف سے چلے۔

فلما جاوا الجمل الذی علیه زینبؑ بنت امیر المومنینؑ جسد الحسینؑ وراته القت نفسھا من اعلی البعیر وحضنت جسم اخیھا جسوقت ناقہ حضرت زینبؑ خاتون کا لاش حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچا اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے بھائی کی لاش کو دیکھا تو اپنے تئیں اونٹ سے نیچے گرادیا اور لاش بے سر اس مظلوم کی گود میں لے لی اور آنکھیں اپنی

جسم مجروح سے ملتی تھیں اور رو رو کے یہ کہتی تھیں ؎

أخي حرقوا منازلنا علينا — وفينا حكموا أيدي السباء

اے بھائی دشمنان دین نے ہمارے خیمہ جلا دیئے اور ہمیں مثل گنہگاروں کے قید کیا ہے ؎

فتنظر لليتامى اصارخات — وتنظر للأيامى في نعاء

اور اے بھائی دیکھو اپنے یتیم بچوں کو کہ کس درد سے فریاد کر رہے ہیں اور کوئی ان کا فریادرس نہیں ہے اور دیکھو رانڈوں کو کہ تمہارا ماتم کر رہی ہیں ؎

ومن بعد الاساور من عقيق — تصاغ لها اساور من دماء

اور کنگن عقیق کے ان کے ہاتھوں سے اتار لئے ہیں اور رسی اس طرح کس کر باندھی ہے کہ کنگن کی طرح خون ان کی کلائیوں پر چھلک آیا ہے ؎

وتنظر اختك الثكلى بدلّ — كساني الحزن اثواب الدناء

اور دیکھو اے بھائی اپنی غمزدہ بہن کو کہ تمہاری مصیبت نے اسکو لباس ماتمی پہنایا۔ فلم تزل تخاطبه واذا بالسوط بين الكتفين فجذبها منه فہما حضرت زینب یہ بین جگرخراش کر رہی تھیں کہ ناگاہ ایک شقی نے پشت مبارک پر ایک تازیانہ مارا اور بزور لاش امام حسین علیہ السلام سے چھڑایا۔ ثم السكينة اعتنقت جسد الحسين تقول يا ابتاه من ذا الذي طعن على صدرك وهي تقبل جسم ابيها وتقول يا ابتاه من ذا الذي خضبك بدمائك بعد اسکے سکینہ نعش مطہر جناب سید الشہدا علیہ السلام سے لپٹ کر فریاد کرنے لگی اے بابا کس شقی نے آپ کے سینہ اقدس پر نیزہ مارا۔ بعد بے اختیار جسم اقدس امام مظلوم کے بوسے لیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اے والد بزرگوار کس نے آپ کے جسم شریف کو خون سے رنگین کیا۔ یا ابتاہ من ذا الذی قطع راسك ودجك اے پدر عالی مقدار کس شخص نے آپ کے سر مبارک کو قطع کیا اور شہرگ کو کاٹا۔

یا ابتاہ من ذا الذی ایتمنی علی صغر سنی اے پدر بزرگوار کس شخص نے مجھے اس صغر سنی میں یتیم کیا یا ابتاہ من بقی بعدك ترجمہ اے بابا اب کون ہے بعد تمہارے کہ ہم سب اس سے توقع رکھیں یا ابتاہ من للنساء الحاسرات اے بابا اب کون رانڈوں کی خبر گیری کرے گا یا ابتاہ من للارامل المسبیات اے بابا اب کون ان ہم قیدیوں کی سرپرستی کرے گا۔ یا ابتاہ لیتنی

وسدت ثری ولا اری شیبك مخضبا بالدّماء اے پدر بزرگوار کاش میں خاک میں مل جاتی کہ ریش مبارک تمہاری خون میں ڈوبی ہوئی نہ دیکھتی ابی فانظر الایتام بعدك قد غدت حیاری وسار فی القوم تخص لھم رعاء

اے پدر بزرگوار اپنے اطفال یتیم اور عورات بیکس کو دیکھو کہ بے مقنعہ و چادر ہیں ۔ ؎

ابی لو ترانی والعدا یسلبوننی وقد راح بالقطیع مقنعا

اے پدر بزرگوار کاش آپ مجھے اس حال سے دیکھتے کہ دشمنوں نے برہنہ سر کیا اور تازیانے لگاتے ہیں

ابی لا ھنا عیش الی ولیتنی تجرعت کاس الحتف قبلك منقعا

اے پدر بزرگوار کاش کہ آپ سے پہلے میں مرجاتی اور یہ آپ کی لاش کو یوں آلودہ بخاک وخون نہ دیکھتی

قال الراوی تقبل جسم ابن البتول سکینة وشمر لھا بالسوط یمنع راوی کہتا ہے کہ سکینہؑ یہ بین کرتی تھی اور اپنے پدر مظلوم کے بوسے لیتی تھیں کہ شمر نے اس مظلومہ کو لاش پدر سے بضرب تازیانہ جدا کیا ۔

(۲۴) دو ظلم عظیم کوفے میں ہاتھ سے اشقیائے اُمت کے اہلبیت رسولؐ پر گذرے ہیں ایک ابن ملجم ملعون کے ہاتھ سے اور دوسرا ابن زیاد بدنہاد کے ہاتھ سے پہلے ابن ملجم نے تلوار سر جناب امیر علیہ السلام پر عین سجدہ میں لگائی اور حسنینؑ کو یتیم کیا اور بعدازاں ابن زیاد بدنہاد نے ذریت رسولؐ اور دختران بتولؑ کو سر برہنہ داخل کوفہ کیا ۔ ایک روز اسی کوفہ میں حال دختران علیؑ وفاطمہؑ کے پردے کا یہ تھا کہ حدیث میں وارد ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام مسجد میں زخمی ہوئے اور حسنین علیہم السلام حضرت کو لیکر قریب دولتسرا پہنچے تو حضرت بیہوش تھے کہ ناگاہ صدائے گریہ دختران فاطمہ زہراؑ حضرت نے سُنی چشم مبارک کھولی اور آہستہ حضرت نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا ۔

یا قرۃ عینی قل للنّاس لیسد عونی فانّ بنات الزّھراء ینشرون الشّعور فی عزائے

اے نور چشم اب لوگوں سے کہدو کہ مجھے رخصت کریں کہ دختران فاطمہ زہراؑ میرے ماتم میں بال کھولیں گی ۔ ہزار افسوس اسی کوفے میں ایک روز دختران زہراؑ کس صورت سے داخل ہوئی ہیں ۔

قال الراوی رایت الاسارے موثقین بالحبال مقرنین بالحدید منھم نساء و صبیان من بنات رسول اللہ علے اقتاب الجمال مکشفات الوجوہ والرؤس

راوی کہتا ہے کہ دیکھا میں نے اسیران اہلبیت کو کہ رسیوں سے بندھے ہوئے ہیں اور لوہے میں جکڑے ہیں انمیں کچھ عورتیں رسولخدا کی بیٹیاں ہیں اور کچھ اطفال ہیں کہ باسر عُریاں پشت شتران بے پالان پر سوار ہیں۔

ومنھنّ صبیّۃٌ تبکی وتقول یا عمّتی یا زینبؑ روحی فداك این ابی این ابی۔ اوران اسیروں میں ایک لڑکی رو رو کر کہنے لگی اے پھوپھی زینبؑ تمہارے صدقے بتاؤ کہاں ہیں بابا میرے کہاں ہیں بابا میرے ثمّ انّھا لطمت وجھھا حتّی خرّت مغشیّۃً علیھا۔ وہ صاحبزادی یہ بین کرکے اس قدر مُنہ اپنا پیٹی کہ غش کھا کر گر پڑی فضجّت النّساء بالبکاء والعویل وضجّت القوم بالبکاء والنّحیب حتّی جرت الدّموع علٰی حوافر الخیول اس صاحبزادی کا یہ حال دیکھ کے ایک ماتم عظیم اہلبیتؑ میں برپا ہوگیا کہ سب دیکھنے والے بھی رونے لگے یہاں تک کہ گھوڑوں کے سموں تک آنسو ٹپک کر پہنچے۔

(۲۵) روی ثقات الاخبار لمّا قتل مولٰنا الحسینؑ فی ارض کربلا تسابقت بنو اُمیّہ وبنو سفیان علٰی نھب الخیم والنّسوان واضرمت فی مضاربھنّ النّیران بعض ثقات نے روایت کی ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام اشقیائے بنی اُمیّہ اور فوج کوفہ و شام داخل خیام اہلبیتؑ ہوئے اور زر و زیور دختران فاطمہؑ کا لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگادی فخرجن النّساء حاسرات مسلّبات باکیات فاجتمعن کلّھنّ عند الجسد المرضوض وھنّ فی نوح وبکاءٍ وعویلٍ پس دختران فاطمہؑ سر برہنہ روتی پیٹتی لُٹی ہوئی باہر نکل پڑیں اور سب بیبیاں لاش کے ٹکڑوں پر آکر جمع ہوئیں اس وقت شور فریاد واویلا ان مصیبت زدوں میں برپا تھا۔ الّا علیّ ابن الحسینؑ فانّہ بقی مطروحًا بمضارب الخیام بین الفجرۃ اللّیام لانّہ کان لا یستطیع الکلام ولا یقدر علٰی نھوضٍ ولا قیامٍ من شدّۃ الجوع والعطش والسّقام فقط امام زین العابدینؑ خیمہ میں بیہوش پڑے رہ گئے تھے کہ حضرت کو زیادتی مرض و شدت عطش سے کھڑے ہونے کی اور بات کرنے کی طاقت نہ تھی۔

والکلّ منھم شاھرٌ سیفہ علیہ ھذا یقول اقتلوہ والحقوہ بابیہ وھذا یقول دعوۃ بتمامہ واخواتہ لیتسلّین بہ۔ اس وقت سپاہ عمر بن سعد لعین اس مظلوم کے سر پر تلواریں کھینچے ہوئے کھڑی تھی کوئی تو کہتا تھا کہ اس بیمار کو بھی مثل اسکے باپ کے قتل کرو اور کوئی کہتا

تھا کہ اس سے متعرض نہو کہ سوا اسکے اب کوئی وارث دختران رسولِ خدا کا باقی نہیں ہے ومنہم من
یقول لا تبقوا من اھل البیت صغیراً ولا کبیراً وبعضٌ یقول لا تعجلوا حتّٰی نستشیر الامیر
بعمر بن سعد علیٰ قتلہٖ وھو مشغول بنفسہٖ لا یدری مایقولون ولا یسمع مایتشاورون
اور بعضے ملعون یہ کہتے تھے کہ نام و نشان آل محمدؐ کا صفحۂ ہستی سے مٹا دو اور ان میں سے ایک کو بھی
زندہ نہ چھوڑو اور بعضی ملعون یہ کہتے تھے کہ ابھی جلدی نکرو عمر سعد کے مشورے پر موقوف رکھو اور
حال بیمار کربلا کا یہ تھا کہ حالت غش میں تھے مطلق حضرت کو خبر نہ تھی کہ کس کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں
اور کیا کہتے ہیں فاذا افاق من غشوتہٖ نظر یمیناً وشمالاً فلم یر الّا ناراً مبثوثۃً وخیاماً
منھوبۃً منادیٰ یا ویلتاہ وا عمّتاہ جب اُس بیمار کو غش سے کچھ افاقہ ہوا تو دیکھا کہ خیموں کو
لوٹ لیا ہے اور آگ لگا دی ہے اسوقت گھبرا کر نام ایک ایک کا لے کر یوں کہتے تھے این عمّتی
زینبؑ این عمّتی اُمّ کلثومؑ این اختی سکینۃؑ این الخیام این النّسوان این الاصحاب این
الاحباب کہ کہاں ہیں پھوپھی میری اُم کلثومؑ اور کہاں ہیں پھوپھی میری زینبؑ مغموم اور کہاں ہیں
بہن میری سکینہؑ مظلوم کیا ہوئے خیمے اور کہاں گئے اہلبیتؑ اور کیا ہوئے اصحاب اور کہاں گئے
احباب ثم نھض لیقوم فلم یقدر فمدّ طرفہٗ الیٰ جند الاعداء فرایٰ عجاجۃً ثائرۃً و
خیولاً غائرۃً ونساءً مجتمعات واصواتٍ عالیاتٍ وشعوراً منشوراتٍ بعد اسکے بیمار کربلا نے
اُٹھنے کا قصد کیا مگر شدت ضعف سے گر پڑے پھر میدان کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک غبار زمین سے
تا آسمان بلند ہے اور اشقیا تاراجیٔ عترت رسولؐ کے لئے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں اور ایک
سمت اہلبیتؑ اطہار بالوں کو بکھرائے مشغول گریہ وزاری ہیں فقام متکیّاً علیٰ عضد فنظر الی
الفرس واذا ھو فرس ابیہ یجول فی المیدان خالی السّرج والعنان فصاح صیحۃً عظیمۃً
وانّ انّۃً طویلۃً حضرت بیتاب ہوکر بہزار دشواری ہاتھوں پر زور دے کر اُٹھے تو کیا دیکھتے ہیں
کہ ذوالجناح بازین واژگوں وعنان پُرخوں میدان بلا میں دوڑتا ہے یہ دیکھتے ہی حضرت نے ایک
آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور بآواز بلند رونے لگے؛
ویقول قتل ابی الحسینؑ وقرّۃ العینین اٰہ اٰہ قتل الامام ونھب الخیام اور
فرماتے تھے ہائے میرے پدر مظلوم حسینؑ قتل ہوگئے؛ افسوس صد افسوس کہ شہید ہوئے امامؑ اور

ہوئے گئے خیام فما زال یقول هذا القول ومثله حتّی سقط علٰی وجهه واغمی علیه فلم یکن عنده من عمّاته واخواته احدٌ راوی کہتا ہے کہ وہ امام رنجور اپنے پدر مظلوم کے غم میں اس قدر روئے کہ آخر بیہوش ہو کر منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور اس وقت اہلبیتؑ میں کوئی اس جگہ نہ تھا کہ حضرت کو خاک پر سے اٹھاتا اور تسکین دیتا فذهب من شهد الواقعة من نساء العرب وصحن یا علٰی صوتهنّ یا غمّات السجّاد ادرکن مهجة الفواد فابتدرت الیه اُمّ کلثومؑ واتبعتها زینبؑ ذات قلب المهموم واعلنت بالنّوح والاحزان بعض زنان عرب نے دوڑ کر پکارا کہ اے اُمّ کلثومؑ اور اے زینبؑ مغموم جلد خبر لو اپنے لخت جگر سید الساجدین علیہ السلام کی یہ سنتے ہی حضرت ام کلثومؑ اور زینبؑ مغموم روتی پیٹتی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف دوڑیں ؎

فتسابقن الیه فراینه مکبوبًا علٰی وجهه وهو مغشیًا علیه فانکبّت علیه اُمّ کلثومؑ ووضعت راسه فی حجرها ومسحت التّراب عن خدّیه جب حضرت اُمّ کلثومؑ اور زینبؑ مغموم نے دیکھا کہ وہ بیمار منہ کے بل زمین پر غش میں پڑا ہے سر اپنے فرزند برادر کا خاک سے اٹھا کر زانو پر رکھا اور خاک رخساروں سے پونچھنے لگی۔ ونادته فدتك عمّتك اجلس یا بقیّة السّلف اجلس یا نعم الخلف اجلس قتل اخوك اجلس ذبح ابوك اور پکاریں کہ اُٹھو اُٹھو پھوپھی تم پر سے صدقے ہو جائے اے یادگار رسولؐ اے جانشین حسینؑ اُٹھو اُٹھو کہ بھائی تمہارا قتل ہو گیا اور باپ تمہارا ذبح ہو گیا یابن اخی این عمّك العبّاسؑ واین اخوك الاصغر یابن اخی این المحامی والکفیل وهو لا یجیب نداءها ولا یسمع شکواها اے فرزند کہاں ہیں چچا تیرے عباسؑ اور کیا ہوئے بھائی تیرے علی اکبرؑ اور علی اصغرؑ اور کیا ہوئے حمایت کرنے والے اور کہاں گئے کفیل ہم سب بیکسوں کے اور امام زین العابدین علیہ السلام حالت غش میں تھے نہ بین حضرت اُمّ کلثومؑ کے سنتے تھے اور نہ کچھ جواب دیتے تھے ؎

فعند ذالك تقدّمت الیه عمّته زینبؑ فاحتملت ابن اخیها قاصدین علٰی سیّد الشّهداء وقرّة عین البتولؑ الزّهراء نوقعن علیه یتمرّغن بدم الحسین علیه السلام اسی حال میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا اپنے فرزند برادر امام زین العابدین علیہ السلام کو گود میں اٹھا کر لاش امام حسین علیہ السلام پر لے چلیں اور سب بیبیاں روتی پیٹتی حضرت زینبؑ کے ساتھ ہوئیں

پس امام زین العابدین علیہ السلام کو نعش امام حسینؑ کے برابر زمین پر لٹا دیا اور سب بیبیوں نے اپنے تئیں لاش پر گرادیا اور خون امام حسین علیہ السلام میں لوٹنے لگیں کوئی کہتی تھی اے سید میرے اور کوئی کہتی تھی ہائے اے والی میرے اور کوئی کہتی تھی ہائے اے بابا میرے ؛

قال الرّاوی لا انسیٰ زینبؑ بنت امیر المومنین وھی تندب الحسینؑ وتنادے بصوتٍ حزین وقلب کئیب راوی کہتا ہے حضرت زینبؑ کے بین میرے دل سے فراموش نہیں ہوئے ہیں کہ وہ خاتون لاش سے لپٹی ہوئی یوں کہتی تھیں ٥

ھذا اخی فوق التّراب معفّرا	بنفسی عفیرًا فی التراب مجدّلا

ہزار افسوس کہ یہ جسم نازنین میرے بھائی کا یوں خاک پر پڑا ہو قربان ہو جاں زینبؑ کے اس لاش پر جو کہ خاک و خون میں غلطاں ہے ٥

بنفسی طریحًا تھشم الخیل صدرہٗ	بنفسی جریحًا بالدّماء مغسّلا

قربان ہو جائے زینبؑ اس سینہ پر کہ اعدا کے ظلم سے پامال سُم اسپاں ہوا قربان ہو جان زینبؑ کی اس زخمی پر کہ اپنے خون میں نہائے خاک پر پڑا ہے ؛ ٥

بنفسی خضیب الشّیب من دم نحرہٖ	تریب الخدود بالدّماء مرمّلا

قربان ہو جان زینبؑ کی اس ریش سفید پر کہ جس پر خون کا خضاب ہے قربان ہو جان زینبؑ کی ان رخساروں پر کہ جو خاک و خون میں آلودہ ہیں ؛

فلم یزل تخاطبہ واذا بالسوط بین الکتفین فجذبھا منہ قھرًا پس حضرت زینبؑ یہ بین اپنے بھائی کی لاش سے لپٹی ہوئی کر رہی تھیں کہ ناگاہ ایک شقی نے آکر پشت مبارک پر ایک تازیانہ مارا اور بزور لاش امام حسینؑ سے چھوڑا یا ؛ ٥

فانت زینبؑ عن حزن قلب	بنار الوجد محترق یذوب

اسوقت حضرت زینبؑ نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور رونے لگیں ونادت لیت اُمّی لم تلدنی ولم ارا ما اری بک یا غریب اور رو کر یہ کہتی تھیں اے کاش میں نہ پیدا ہوئی ہوتی کہ تمہیں اس حال سے نہ دیکھتی کہ تم اسطرح بے گور و کفن خاک پر پڑے ہو اور یہ اشقیا تمہاری لاش پر ہمیں رونے بھی نہ دیں تنادی اختھا یا اخت قومی ؛ فموتک بعد سیدنا

قریب ہے اور اپنی بہن اُم کلثومؑ سے کہتی ہیں کہ اے بہن اُٹھو اور چلو کہ موت تمہاری بھی بعد ہمارے آقا کے قریب ہے۔

(۴۶) ورد بالاتفاق فی احادیث الفریقین ان اللہ تعالیٰ فی کل مخلوقاتہ قد اعطیٰ ثلثۃ اشیاءٍ شرفاً وفضلاً لم یعط مثلہ احد الاول القرآن کل من انکر شرفہ فھو کافرٌ الثانی بیت اللہ الحرام کل من انحرف عن القبلۃ بطلت صلوتہ وکل من لم یعرف بشرف الکعبۃ فھو کافرٌ وارد ہے باتفاق حدیث فریقین میں کہ خداوند عالم نے اپنے کل مخلوقات میں جیسا شرف وفضل تین چیزوں کو عطا کیا کسی کو نہیں عطا ہوا ایک تو ان میں سے قرآن ہے جو اسکی شرف کا منکر ہو بالاتفاق وہ کافر ہے اور دوسرا ان میں کعبہ ہے جو انحراف کعبہ سے نماز میں کرے نماز اسکی باطل ہے جو اسکے شرف کا قائل نہ ہو وہ بھی کافر ہے الثالث اھلبیت النبیؐ کل من لم یقر بشرفھم وفضلھم فھو کافرٌ فلذالک ان النبیؐ فی حالۃ الاحتضار اوصیٰ وقال انی مخلّفٌ فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی تیسری اہلبیت طاہرینؑ ہیں جو اسکے شرف وفضل کا قائل نہیں ہے وہ بھی کافر ہے اسی لئے جناب رسالت مآبؐ نے حالت احتضار میں اپنی اُمت کو وصیت فرمائی کہ دو چیزیں تمہارے پاس چھوڑے جاتا ہوں ایک قرآن اور دوسری اہلبیتؑ ایھا الاخوان ھذا محل البکاء والعویل لان اللہ تعالیٰ قد اعطی اھل بیت محمدؐ ھذہ الرتبۃ والفضیلۃ فمع ذالک ان اعداء الدین قتلوھم ونھبوھم اے برادران مومن اے شیعیان اہلبیتؑ جائے گریہ وزاری اور مقام انصاف ہے کہ خداوند جلیل نے تو اہلبیت طاہرینؑ کو ایسا مرتبہ وفضل عنایت فرمایا اور اعدائے دین نے اہلبیت رسولؐ کو قتل کیا اور لوٹا کما انہ مروی عن حمید بن مسلم قال لمّا استشھد الحسینؑ ظلموا اھلبیتہ ظلماً عجیباً سلبوھم واسروھم ظلماً وعدواناً ومضوا بھم علی طریق مقتل الحسینؑ حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ کے یہ ظلم عظیم اہلبیت رسول خداؐ پر ہوا کہ ان بیکسوں کو سر برہنہ اسیر کرکے ازراہ عداوت مقتل کی طرف لے چلے فلمّا وصلت جمال النساء بذالک المکان صرخن ورمین بانفسھن عن فوق الجمال علی الارض جب وقت اونٹ اہلبیت کے مقتل میں پہنچے اور بیبیوں کی نگاہ لاشوں پر پڑی سب نے اپنے تئیں اونٹوں سے نیچے گرا دیا، ووقعن علی اجساد المقتولین یقبلونھن اور اپنے عزیزوں کی لاشوں سے لپٹ گئیں قال حمیدؔ فانی قد شاھدت ذالک من عینی بان ام لیلیٰ تقبل جثۃ

علی الاکبر وامّ کلثوم تقبّل جثّة العبّاس ابن علیؑ وانّ ربابًا حالہا عجیبٌ مذعورۃً مسلوبۃ الحواس وھی فی محملہا کہتا ہے حمید ابن مسلم کہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ امّ لیلیٰ حضرت علی اکبرؑ کی لاش سے لپٹی تھیں اور امّ کلثومؑ لاش حضرت عباسؑ سے لپٹی تھی اور ربابؑ مسلوب الحواس اونٹ پہ بیٹھی ہوئی تھیں ثمّ ان سکینۃؑ لمّا رات المذبوحین بلا روٴس وھی تنظر الیھم بامعان النّظر ولم تری نعش اخیہا علی الاصغرؑ مع المذبوحین جسوقت جناب سکینہ سلام اللہ علیہا نے دیکھا کہ بے سر کی اور سب لاشیں تو پڑی ہیں مگر علی اصغرؑ کی لاش کہیں بھی نہیں معلوم ہوتی فصرخت وبکت وقالت لرباب یا امّاہ این نعش اخی علی الاصغر ولما ذا انت لم تقبّلی نعشہ مثل ما یقبّلون سائر النّساء پس جناب سکینہؑ چلّا کے رونے لگیں اور کہا ربابؑ سے کہ اے امّاں میرے چھوٹے بھائی علی اصغرؑ کی لاش کہاں ہے اور سب کی طرح سے تم علی اصغرؑ کی لاش کو اپنے گلے سے کیوں نہیں لگاتیں فلمّا سمعت رباب کلام ابنتہا لطمت وجہہا وخرّت علی الارض راوی کہتا ہے کہ جب سکینہؑ نے اپنی ماں سے یہ پوچھا تو بیتاب ہوکر ربابؑ نے اپنے تئیں اونٹ سے گرادیا۔ وھی قامت وخرّت علی الارض اربعین مرّۃ اور کتنی ہی دفعہ اٹھ اٹھکر زمین پہ گر پڑیں وانّ ربابًا کلمّا رات ارضًا عالیۃً بکت وقالت ھذا قبر ولدی اور ربابؓ کا حال یہ تھا کہ جہاں کہیں اونچی زمین دیکھتی تھیں بے اختیار روکے کہتی تھیں کہ یہی میرے بچّے کی قبر ہے حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ مجھ سے حال ربابؓ کا دیکھا نہ گیا اور میں بھی رونے لگا۔

(۲۷) روی صاحب المناقب انّ سھل ابن سعدٍ قال خرجت الی بیت المقدس حتّٰی توسطت بالشّام روایت کی ہے صاحب مناقب نے کہ سہل ابن سعد کہتے ہیں کہ میں بارادہ بیت المقدس روانہ ہوا یہاں تک کہ شام میں پہنچا فاذا انا بمدینۃٍ مطّرزۃ الانہار کثیرۃ الاشجار قد علقوا السّتور والحجب والدّیباج دیکھا میں نے کہ شہر نہایت آراستہ ہے نہریں جاری ہیں طرح طرح کے درخت لگے ہیں مکانوں میں پردے زربفت و دیبا کے لٹکے ہوئے ہیں وھم فرحون مستبشرون وعندھم نساءٌ یلعبن بالدّفوف والطبول اور اہل شہر نہایت خوشحال وفرحناک ہیں اور محفلوں میں عورتیں مجرے کررہی ہیں اور گا بجارہی ہیں فقلت فی نفسی لاھل الشام عیدٌ لا نعرفہ نحن جب میں نے یہ ماجرا دیکھا تو اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید آج اہل شام میں کوئی عید ہے کہ ہم نہ جانتے ہوں۔ فرایت قومًا

یتحدثون میں اسی حیرت میں تھا کہ چند شخصوں کو دیکھا کہ آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ فقلت یا قوم الکم بالشام عید لا نعرفه نحن میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ آج کوئی عید ہے تمہارے یہاں کہ ہم اس سے مطلع نہیں ہیں قالوا یا شیخ نراك اعرابیًا ان لوگوں نے کہا کہ اے شیخ معلوم ہوتا ہے کہ تم کوئی گنوار ہو کہ اس ماجرے کی خبر نہیں فقلت انا سهل ابن سعد قد رایت محمدًا صلی الله علیه واله میں نے کہا کہ میرا نام سہل ابن سعد ہے میں شرف صحبت جناب رسالتمآب سے بھی مشرف ہوا ہوں قالوا یا سهل ما اعجبك السماء لا تمطر دمًا والارض لا تخسف باهلها ان لوگوں نے کہا کہ اے سہل تعجب ہے کہ آسمان خون کیوں نہیں برساتا اور زمین کیوں نہیں پھٹ جاتی۔ فقلت لم ذاك میں نے پوچھا کہ کیوں قالوا هذا راس الحسین عترة محمد یهدی من ارض العراق ان لوگوں نے کہا کہ حسین فرزند رسول کا سر آتا ہے عبداللہ ابن زیاد علیہ اللعن نے یزید لعین کے لئے عراق سے ہدیہ بھیجا ہے فقلت وا عجباه یهدی راس الحسین والناس یفرحون کہا میں نے ہائے ہائے مقام عجب ہے کہ سر امام کا ہدیہ بھیجا گیا ہے اور یہ لوگ اسکی خوشی کر رہے ہیں فقلت ومن ای باب یدخل میں نے پوچھا کہ سر حضرت کا شہر کے کس دروازے سے داخل ہوگا فاشاروا الی باب یقال له باب الساعات ان لوگوں نے اشارے سے ایک دروازہ بتایا جسے باب الساعات کہتے تھے فبینا انا فی ذالك حتی رایت الرایات یتلو بعضها بعضًا میں ابھی باتوں ہی میں تھا کہ ناگاہ بہت سے علم آگے پیچھے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔

فاذا نحن بفارس بیده لواء علیه راس من اشبه الناس وجهًا برسول الله اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سوار کے ہاتھ میں نیزہ ہے اور نوک نیزہ پر ایک سر ہے بہت مشابہ جناب رسولخدا کے چہرہ سے فاذا انا من ورائه رایت نسوة علی جمال بغیر وطاء پیچھے اس کے بہت سی بیبیاں شتران برہنہ پر سوار چلی آتی ہیں وفیهن جاریة فدنوت منها وقلت یا جاریة من انت اور ان بیبیوں میں ایک صاحبزادی تھی میں نے قریب جاکر اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔

فقالت انا سکینة بنت الحسین اس معصومہ نے جواب دیا کہ میں بیٹی امام حسین کی ہوں اور نام میرا سکینہ ہے فقلت الك حاجة الی فانا سهل ابن سعد ممن رای جدك وسمعت حدیثه عرض کی میں نے کہ اگر آپ کو احتیاج ہو تو ارشاد کیجئے کہ میں بجا لاؤں اور مجھ سے کچھ تکلف نہ کیجئے اس لئے کہ

میں نے آپ کے نانا پیغمبر خدا کو دیکھا ہے اور ان جناب کی باتیں سنی ہیں قالت یا سہل قل لصاحب ھذا الرأس یقدم الرأس اماماً حتی یشتغل الناس بالنظر الیہ ولا ینظروا الیٰ حرم رسول اللہ اس معصومہ نے فرمایا کہ اور حاجت کچھ نہیں ہے سوا اسکے کہ جس کے نیزے پر سر امام کا نصب ہے اس سے کہدو کہ ہمارے آگے لے کر چلے تاکہ لوگ اسکے دیکھنے میں مصروف ہوں اور حرم رسول خدا لوگوں کی نگاہ سے محفوظ رہیں قال سہل فدنوت من صاحب الرأس فقلت ھل لک ان تقضی حاجتی وتاخذ منی اربعمائۃ دینار کہا سہل نے کہ یہ سنتے ہی میں اس سوار کے قریب گیا اور اس سے کہا کہ یہ ہو سکتا ہے کہ تو میری ایک بات مان لے اور اسکی عوض میں مجھ سے چارسو دینار تو لے لے قال ما ھی اسنے کہا وہ کیا بات ہے فقلت تقدم الرأس امام الحرم کہا میں نے کہ اس سر کو آگے آگے لے کے چل ففعل ذالک وہ ملعون طمع زر سے راضی ہوکر آگے بڑھ گیا فدفعت الیہ ما وعدتہ اسوقت میں نے موافق وعدے کے چار سو دینار اس شقی کے حوالے کئے ووضع الرأس فی حقۃ ودخلوا علیٰ یزید فدخلت معھم وکان یزید جالساً علی السریر وعلیٰ راسہ تاج وھو یقول جب کہ وہ اشقیا دروازہ یزید لعین پر پہنچے سر مطہر کو نیزے سے اتار کر ایک ظرف میں رکھا اور اس لعین کے پاس لے گئے میں بھی ان کے ساتھ داخل خانۂ یزید ہوا اسوقت وہ ملعون تاج شاہی سر پر رکھے باشان وشوکت فرعونی بالائے تخت بیٹھا تھا اور اس ملعون نے کہ جسکے ہاتھ پہ سر مقدس تھا ان اشعار کو یزید لعین کے سامنے پڑھا ؎

املأ رکابی فضۃً وذھبا   انا قتلت السید المحجبا

یعنی میرے اونٹوں کو چاندی اور سونے سے لاد دے اس لئے کہ میں نے قتل کیا ہے سید بزرگ کو ؎

قتلت خیر الناس اماً وابا   وخیرھم اذ ینسبون النسبا

قتل کیا میں نے اشرف ناس کو اور بہترین ناس کو حسب ونسب میں قال لو علمت انہ خیر الناس لم قتلتہ یزید ملعون اس کلام کو سنکر غیظ میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر تو جانتا تھا کہ وہ اشرف الناس ہے پھر کس لئے اسکو قتل کیا قال رجوت الجائزۃ منک اس ملعون نے جواب دیا اس واسطے کہ میں تجھ سے امید انعام کی رکھتا تھا فامر بضرب راسہ فجز راسہ اس کلام سے اور غضبناک ہوکر اسکے قتل کا حکم کیا اسیوقت اس ملعون کا سر تن سے جدا کیا گیا ووضع راس الحسینؑ علیٰ طبق من ذھب وھو یقول کیف رأیت یا حسینؑ اور سر اطہر امام مظلوم کا ایک سونے کے طبق میں رکھا

ہوا تھا اور وہ شقی حضرت کے سر کی طرف خطاب کرکے کہتا تھا کہ کیوں حسینؑ ہم سے لڑنے کا کیا فایدہ دیکھا؟

(۲۸) روی انہ لما قدم ال رسول اللہ علی یزید فی الشام افرد لھم دارا: حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب اہلبیت اطہار مجلس یزید میں گئے تو اس دشمن خدا و رسول ؐ نے ایک خرابہ میں ان ستم رسیدوں کو قید کیا فلما دخلوا ھم الدار کانوا مشغولین بالقامۃ العزاء جب ان مصیبت زدونکو داخل خرابہ کیا تو ماتم داری جناب سید الشہدا علیہ السلام میں مشغول ہوئے وانہ کان لمولانا الحسینؑ بنت عمرھا ثلث سنین راوی کہتا ہے کہ جناب سید الشہداؑ کی ایک بیٹی تھی کہ سن اس صاحبزادی کا تین برس کا تھا ومن الیوم الذی قتل ابوھا تبکی لفراقہ جس روز سے امام مظلوم شہید ہونے تھے وہ دختر نادان فراق میں اپنے پدر مظلوم کے دن رات رویا کرتی تھی: ؎

قالوا لھا یاتی غدا فتصبرت ۔۔۔ واشتجرت من بعد ثانی مرۃ

تو اہل حرم اس کی تسلی کے لئے کہتے تھے کہ بیٹی صبر کر بابا تیرا کل آئے گا تو وہ لڑکی چپ ہو جاتی تھی بعد تھوڑی دیر کے پھر مچلتی تھی اور آواز فریاد و نالہ بلند کرتی تھی ؎

قد کان ھذا دابھم معھا الی ۔۔۔ ان ابصرتہ لیلۃ فی ھجعۃ

لوگ اسیطرح اس صاحبزادی کو بہلایا کرتے تھے کہ ایک شب اس نے خواب میں دیکھا کہ امامؑ مظلوم اُسے اپنی آغوش میں لئے ہوئے پیار کر رہے ہیں ؎

فتنبھت لا تستمل من البکاء ۔۔۔ تدعوا بعمتھا الزکیۃ عمتی

پس وہ یتیم خواب سے چونکی اور اپنے پدر مظلوم کو اس خرابہ میں نہ پایا بے قرار ہوکر رونے لگی اور کسی طرح چپ نہوتی تھی اور اپنی پھوپھی زینبؑ خاتون سے کہتی تھی: ؎

این الحسینؑ ابی وغایۃ مطلبی ۔۔۔ ومدللی ومقبلی ومسکتی

اے عمہ جان میرے پدر نامدار حسینؑ مظلوم کیا ہوئے اور ابھی تو وہ مجھے پیار کرتے تھے اور بہلاتے تھے اور اب وہ مجھے اس خرابۂ تاریک میں چھوڑ کر کہاں چلے گئے: اس لڑکی کی باتوں پر سب بی بیوں نے خاک سر پر اڑائی اور بال سر کے پریشان کئے: اور باواز بلند رونے لگیں فسمع ذالک یزید فقال ما الخبر قالوا ان بنت الحسینؑ الصغیرۃ رات اباھا بنومھا وھی تطلبہ وتصیح جب شور

غل رونے پیٹنے کا اس پردہ شب میں بلند ہوا اور یہ آواز یزید پلید کے کان تک پہنچی تو وہ شقی خواب غفلت سے بیدار ہوا اور خادموں سے پوچھا کہ یہ کیسا غل رونے اور پیٹنے کا ہے دریافت کرو کہ میری نیند میں خلل آتا ہے ایک خادم نے کہا کہ ایک لڑکی حسینؑ کی نہایت کمسن ہے جب سے اس نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا ہے کسی طرح چپ نہیں ہوتی فلما سمع یزید لعنہ اللہ ذالک ؎

قال اطرحوا راس الحسینؑ بحجرھا فعسی اذا نظرت الیہ تسلت

جب یزید لعین نے اس قصہ کو سنا تو حکم کیا کہ سر اسکے باپ کا لے جاؤ اور اسکی گود میں رکھ دو تا یہ اسکے دیکھنے سے اسکو تسلی ہو ؎

فاتوا بہ فی الطست یلمع نورہ کالشمس بل ھو فوقھا فی البھجۃ

ایک خادم یزید لعنہ اللہ سر مبارک اس مظلوم کا کہ مثل آفتاب کے درخشاں تھا ایک طشت میں رکھکر اس یتیم مضطر کے پاس لایا قالت فما ذا قیل راس ابیک قالت انہ بوحؑ الاوا حسرتی جب اس یتیم نے سر مبارک کو دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے سبھوں نے کہا کہ اے لڑکی یہ سر تیرے باپ کا ہے یہ سنکر بیتاب ہوگئی اور کہنے لگی کہ ہائے افسوس ان ظالموں نے میرے پدر مظلوم کو ذبح کیا اور سر اُن کا میرے پاس لائے ہیں بعدازاں سر مبارک کو اپنے کرتے میں اُٹھا کر سینہ سے لگایا اور منہ پر منہ رکھکر یہ بین کرنے لگی ؎

من جز راسک یا ابی ومن ارتقی من فوق صدرک قابضا للمتہ

وہ یتیم رو رو کر یہ کہتی تھی کہ اے پدر مظلوم کس شقی نے آپ کے سر مبارک کو جدا کیا اور کس لعین نے سینۂ اقدس پہ چڑھکر ریش اطہر کو پکڑا ؎

حتی ارعت فمہا علی فمہ وقد خرت علیہ ولم تزل فی سکرۃ

اور وہ یتیم اپنا منہ اس امامؑ مظلوم کے منہ پر رکھ کر بیہوش ہوگئی اور اسی حال میں دنیا سے رحلت کر گئیں جب حضرت زینبؑ نے دیکھا تو شانہ ہلایا معلوم ہوا کہ وہ یتیم تمام ہوگئی ؎

فلطمت زینبؑ حتی خرت مغشیۃ علیھا پس حضرت زینبؑ نے استقدر اپنا منہ پیٹا کہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں اور ایک ماتم اہلبیتؑ رسول میں برپا ہوا ؎

(۲۹) ہندہ روایت کرتی ہے کہ خواب میں دیکھا میں نے کہ ایک دروازہ بہشت کا کشادہ ہوا ہے

اور ملائکہ گروہ گروہ سر مطہر جناب سید الشہدا علیہ السلام پر نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں سلام ہمارا پہنچے اے فرزند رسولخدا فبینما انا کذالک اذ نظرت الی سحابۃ قد نزلت من السماء وفیہا رجال کثیرون وفیہم رجل دری اللون قمری الوجہ اسی حال میں دیکھا میں نے کہ ایک ٹکڑا ابر کا آسمان سے نازل ہوا اس میں بہت سے مرد تھے ازاں جملہ ایک مرد نورانی تھا کہ چہرہ اس کا مثل ماہ چہاردہ کے تھا فاقبل یسعی حتی انکب علی ثنایا الحسین یقبلہم وھو یقول یا ولدی اترا ھم ما عرفوک ومن شرب الماء منعوک وہ مرد نورانی دوڑ کر سر امام حسینؑ پر گر پڑے اور لب و دندان کے بوسے لینے لگے اور کہا کہ کیا ان اشقیا نے تجھکو نہیں پہچانا اور پانی نہ پینے دیا یا ولدی انا جدک رسول اللہ وھذا ابوک علی ن المرتضی وھذا اخوک الحسن وھذا عمک جعفر وھذا عقیل وھذا حمزۃ والعباس اے فرزند میں ہوں جد تیرا رسولخدا اور یہ باپ تیرا علی مرتضی اور یہ بھائی تیرا حسن مجتبی اور یہ چچا تیرے جعفر رض وعقیل رض و حمزہ رض و عباس رض ثم لیعد اھلبیتہ واحدا بعد واحد اسیطرح حضرت اہلبیتؑ میں سے ایک ایک کا نام لیا کئے ہندہ کہتی ہے کہ میں ترساں ولرزاں خواب سے بیدار ہوئی تو دیکھا میں نے کہ ایک نور سر امام مظلوم سے ساطع ولامع ہے فجعلت اطلب یزید وھو یدخل الی بیت مظلم وقد دار وجہہ الی الحائط ویقول مالی وللحسین وقد وقعت علیہ الغمومات ہندہ کہتی ہے کہ میں یزید کو ڈھونڈھنے اٹھی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہ روسیاہ ایک اندھیری کوٹھڑی میں غم میں ڈوبا ہوا دیوار کی طرف منہ کئے ہوئے کہہ رہا ہے کہ ہائے حسینؑ سے مجھے کیا کام تھا فقصصت علیہ المنام وھو منکس الراس میں نے اپنے خواب کو اس شقی سے بیان کیا اور وہ ملعون ندامت سے سر جھکائے ہوئے تھا فلما اصبح استدعی بحرم رسول اللہ جب صبح ہوئی تو اس ملعون نے حرم رسولخدا کو بلا بھیجا اور کہا کہ تم لوگوں کی کیا مرضی ہے میرے پاس رہنا منظور ہے یا پھر مدینہ میں جانے کا ارادہ ہے بہر صورت میں تم کو بہت سا مال وزر عطا کروں گا۔

قالوا نحب اولاً ان ننوح علی الحسین ان لوگوں نے کہا کہ پہلے تمنا ہماری یہ ہے کہ ہم سب جی بھر کر حسین شہید پہ نوحہ وزاری کریں قال فعلوا ما بدا لکم اس شقی نے جواب دیا کہ اختیار ہے تم کو کوئی مانع ومزاحم نہیں ثم اخلیت لھم الحجر والبیوت فی دمشق ولم یبق ہاشمیۃ

ولا قرشیۃ الا ولبست السواد علی الحسین و ندبوہ فی سبعۃ ایام بعد اسکے ان کے لئے حجرے
اور مکانات دمشق کے خالی ائے گئے کوئی زن ہاشمیہ و قرشیہ ایسی نہ تھی کہ سیاہ پوش نہوئی ہو اور
اس امام غریب کا ماتم سات دن تک بر پا رہا فلما کان الیوم الثامن دعا ھن یزید و عرض علیھن
المقام آٹھویں دن اس ملعون نے اہلبیتؑ کو بلا کے کہا کہ شام میں سکونت اختیار کریں فابین
واردن الرجوع الی المدینۃ اہلبیتؑ نے انکار کیا اور کہا کہ ہم مدینے کو جائیں گے۔ فاحضرلھن
المحامل و زینھا وامر بالانطاع الا بریسم یزید نے محملیں منگوائیں اور انہیں سجایا اور حکم دیا کہ ریشمی
چھٹکے ان پر ڈالے جائیں اور بہت سا مال و زر منگا کر ام کلثومؑ سے کہا کہ جو مصیبت کہ تمہیں پہنچی ہے اسکی
عوض میں اسے لو فقالت امّ کلثومؑ یا یزید ما اقل حیائک تقتل اخی و اھل بیتی و تعطی عوضھم
فرمایا حضرت ام کلثومؑ نے کہ اے یزید کیا ہوگئی حیا تیری کہ ہمارے اقربا کو قتل کیا اور اسیر چاہتا ہے کہ عوض
ان کا ہم کو دے ثم امر برد الاسارے و سبایا البتول الی اوطانھم بمدینۃ الرسولؐ اس کے بعد
اس ملعون نے حکم دیا کہ اسیران آل پیغمبرؐ اپنے وطن کو مراجعت کریں اور نعمان ابن بشیر کو بلا کر کہا کہ اسباب
سفر اہلحرم کے لئے مہیا کرے۔ ودعا بعلی ابن الحسین علیہم السلام فاستخلاہ اور حضرت امام
زین العابدین علیہ السلام کو بلا کر خلوت میں لے گیا اور کہا کہ خدا لعنت کرے ابن مرجانہ پر بخدا سوگند اگر میں
اسکی جگہ پر ہوتا تو حسینؑ جو کچھ مجھ سے کہتے میں قبول کرتا اور جس طرح سے ہو سکتا موت کو ان سے دفع کرتا
قال السید لما رجعت نساء الحسینؑ و عیالہ من الشام و بلغوا الی العراق قالوا للدلیل مر بنا
علی طریق کربلاء راوی کا بیان ہے کہ جب مخدرات حضرت امام حسین علیہ السلام نے شام سے
رہائی پاکر مراجعت فرمائی اور زمین عراق میں پہنچے تو اس شخص سے جسے یزید پلید نے ساتھ کیا تھا۔
فرمایا کہ ہم کو کربلا کی طرف سے لے چل وہ مرد مطیع و فرماں بردار تھا ان کے فرمانے کو بجالایا۔ فوصلوا الی
موضع المصرع فوجدوا جابر ابن عبد اللہ الانصاری و طائفۃ من بنی ھاشم و رجالا
من آل رسول اللہؐ قد وردوا لزیارۃ قبر الحسینؑ اتفاقاً جس وقت اہلبیتؑ کربلا میں
پہنچے اسیوقت جابر بن عبد اللہ الانصاری اور ایک گروہ بنی ہاشم کا اور چند شخص آل رسولؐ میں سے
زیارت مرقد منورہ کے لئے آئے تھے فوافوا فی وقت واحد و تلاقوا بالبکاء والحزن واللطم
واقاموا الماتم المقرحۃ للاکباد واجتمع الیھم نساء ذالک السواد و اقاموا علی ذالک ایاماً

ہر ایک نے اس موضع پاک میں بادل بریاں و دیدۂ گریاں ملاقات کی اور اپنے رخساروں پر طمانچے مارے اور ماتم جگر خراش اور شیون جانگداز برپا کیا جب اہلحرم کو گریہ و زاری و نوحہ و بیقراری سے افاقہ ہوا پھر مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب قافلۂ اہلحرم کا قریب مدینہ کے پہنچا اس وقت حضرت ام کلثوم نے ایک مرثیہ جانسوز پڑھا چند اشعار اسکے کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام کی طرف خطاب کرکے فرماتے ہیں وہ یہ ہیں ؎

رجع یا لبقیع وقف و ناد — انا بن حبیب رب العالمین

حضرت ام کلثوم فرماتی ہیں جناب سید الساجدین علیہ السلام سے کہ اے فرزند جنت البقیع میں جا کر کھڑا ہو اور فریاد کر کہ میں فرزند ہوں حبیب خدا کا ؎

وقل یا عم بالحسن الزکی — عیال اخیک اضحوا ضائعینا

اور کہو اپنے عم نامدار حسنؑ سے کہ عیال تمہارے بھائی کے ضائع و تباہ ہیں ؎

ایا عماہ ان اخاک اضحی — بعیدا عنک بالرمضاء رهینا

بلا راس تنوح علیه جهرا — طیور والوحوش الموحشینا

اے عم حسینؑ بھائی تمہارا تیغ ظلم سے تشنہ و گرسنہ شہید کیا گیا اور جسم مطہر اسکا بے غسل و کفن زمین کربلا میں پڑا رہا کہ نوحہ و زاری کرتے تھے نعش پر اسکی پرندے اور جانوران وحشی ؎

ولو عاینت یا مولای ساقوا — حریما لا یجدن لهم معینا

علی متن النیاق بلا وطاء — وشاهدت العیال مکشفینا

کاش معاینہ فرماتے آپ حرم محترم و عیال رسول مکرم کو کہ بظلم و ستم اسیر کرکے بے چادر و مقنعہ شتران برہنہ پر سوار کرکے کوچہ و بازار میں پھرایا اس وقت نالہ و فریاد کرتی تھیں کوئی معین و مددگار نہ تھا کہ ان کی نصرت اور یاری کرتا۔

(رثا) یا عین لا للرابع وجیا مر — اودت بساکنها ید الایام

لا ینفع الغلل الدموع برتها — الا اذا ندب القتیل الطامی

یعنی اے چشم گریہ مکن از برائے خرابی و برطرف شدن منزلہا و خیمہ ہا کہ ساکنان آنہا را از زمانہ تلف

نموده که هیچ سودے نه بخشد جاری ساختن اشک از دیدها مگر در وقتی که ندبه و نوحه شود برائے شهید مظلوم تشنه

کام ۵ ما عذر من لم یبك یوم مصابه … منا شفا بدم و دمع هام

سح الدموع على الحسين وحائر … ان تستنزل السن اللوام

و تمثلیه بکربلاء ظامئا … یرنوا الی ماء الفرات الطام

چه خواهد بود عذر کسی که خود را از گریه کردن براو معاف دارد و اشک خونین از دیدهائے خود برا و

نبارد و بریز اشکهائے خود را اے دیده بر حسین تشنه لب و بپرهیز از آنکه ملامت کنندهٔ ترا از آن باز دارد

و بخاطر خود بیاور حسین را در حالی که تشنه کام بود در صحرائے کربلا که نظر حسرت بر آب فرات می کردند که

بلند استاده بود و در دوام و حیوانات از آن می خوردند ۵

وابکی على الشیب الخضیب معفرا … وابکی على الثغر الخضیب الدامی

اے دیده گریه کن برآن محاسن خون آلوده و بر روئے خاک افتاده و گلوئے بریده از خون خود رنگین شده

و تمثلی اخواته و بناته … یندبنه بتفجع و لطام

لهذی تنوح و هذه تبکی لما … سلب العدی من برقع و لثام

اے دیده بخاطر بیاور خواهران و دختران او را که بر سر و رو میزدند و نوحه می کردند برآن بزرگوار و گریه می

کردند از شدت صدمه که از دشمنان بایشان میرسید از غارت کردن و ربودن چادر و مقنعه از سر

ایشان ۵ وابکی مصارع فتیة علویة … شربوا على ظماء کؤس حمام

و گریه کن اے دیده بر بدن هائے شریف فرزندان امیرالمومنین که ایشان را بالب تشنه شربت مرگ

چشانیدند و غلطان بروئے خاک افتاده بودند ۵

وابکی لزینب تستغیث بامها … ذات المفاخر والمحل السامی

یا ام قومی من ثراك و سارعی … و تبینی ذلی و سوء مقامی

و قفی على المقتول و انتحبی له … وابکی له فردا بغیر محامی

اے دیده گریه کن برائے زینب خاتون که بمادرش فاطمهٔ زهرا خطاب می کرد که اے مادر گرامی از

خاک برخیز و بشتاب و ذلت و بدحالی من مشاهده بفرمائی و بیکے بر لاشش فرزند خود بیا و گریه

وزاری بکن ۵ وابکی على الطفل الصغیر فنحتها : بدماه بعد تحرق و لوام

گریه کن بر علی اصغر شیرخواره که با سوزش تشنگی در خون خود غلطیده بود ؎

وابكي لخفرات الحسين حواسراً   يسترن اوجههن بالاكمام
وابكي لزين العابدين مقيداً   في الاسر يشكو كربة الاسقام

گریه کن بر حرم حسین که در میان مردم می دویدند و روهای خود را با آستین و دست خود گرفته بودند و بر سید الساجدین بیمار گریه کن که با آن ضعف بیماری و رنجوری او را دست بسته میکشیدند ؎

وابكي للراس الشهيد يشهر في القنا   كالبدر يجلو حندس الاظلام

و گریه کن بر آن سرے که مثل ماه تابان بود و آنرا بر نیزه کرده بودند و شهر بشهر می گردانیدند ؎

ايكون صاحب شرعة الاحكام   داعي الانام منكس الاعلام
وتبيد آل زياد آل محمد   قتلاً بحد صوارم وسهام
ويبيت جسم ابن البتول مرملاً   تربا لوطي الخيل والاقدام

آیا خدا روا دارد که صاحب شرع و دعوة کننده مردم علمش سرنگون باشد و آل زیاد بدنهاد آل محمد مصطفی را بشمشیر و نیزه و تیر هلاک کنند و بدن نازنین فرزند پیغمبر آخر الزمان در خاک و خون آغشته پامال سم ستوران شود ؎

والي ابن آكلة الكبود براسه   يسري بعين الواحد العلام
ويمعن الرجس القضيب بجهله   وينغضه في ثغره البسام

آیا خداوند عالم بچشم علم خود می بیند که سر آن بزرگوار را برند نزد پسر هند جگر خوار که از کینه و کفر خود چوب خیزران برلب و دندان او میزند

(۱۳) السید المهدی الطباطبائی ؎

الله اكبر ماذا الحادث الجلل   فقد تزلزل سهل الارض والجبل

الله اکبر چه حادثه بزرگیست که در زمین پست و بلند زلزله افتاده است ؎

ما هذه الزفرات الصاعدات اسى   ترمي بها شعل من فوقها شعل

عجب نالهاے دل سوزیست که شعلها پے در پے می افگند ؎

ما للعيون عيون الدمع جارية   منها تخد خدوداً حين تنهمل

دیده ہا را چہ شد کہ چشم ہائے اشک از آنہا جاریست واز سوزش اشک گرم رخسار ہا تنگا فتہ می شوند ؎

ماذا النیاح التی غطّ القلوب وما — هذا الضجیج وذا الضوضاء والزجل
کانّ نفخة صور الحشر قد نجمت — فالناس سکریٰ ولا سکر ولا ثمل

عجب نوحہ ولسوز وفریاد وآہ ہست گویا دفعۃً صور محشر را دمیدند کہ مردم درحالت سکر ہستند وسکر نیست ؎

قد هلّ عاشور وغمّ الهلال به — کانّما هو من شؤم به زحل

آری ہلال عاشورا طالع شدہ است کہ ہلال نیز در غم گرفتار است واز نحوست خود مثل زحل نحس اکبر شدہ است ؎

شهر دهی ثقلیها منه داهیة — ثقل النبیّ حصیة فیه والثقل
قامت قیامة اهلبیت وانکسرت — سفن النجاة وفیها العلم والعمل

دریں ماہ مصیبت عظمے بر ثقلین رسید اولاد نبی را کشتند وحرمت قرآن ضائع کردند دراین ماہ در اہلبیت رسول قیامت کبرے برپا شد وسفینۂ نجاۃ کہ در و علم وعمل بود بشکست ؎

وارتجّت الارض والسبع الشداد وقد — اصاب اهل السموات العلی الزلل
واهتزّ من دهش عرش الجلیل فلو — لا الله ما سکه اهوی به المیل

زمین وہفت آسمان از مصیبت درلرزہ آمدند وساکنان سموات درلغزش افتادند وعرش جلیل از دہشت مصیبت درجنبش آمد اگر او تعالے او را نمیگرفت برروئے خاک بیفتادی ؎

(۳۲) شافعی کہ یکے از آئمہ اہلسنت وجماعت است در مصیبت آں امام مظلوم شہید گفتہ ؎

تأوّه قلبي والفؤاد کئیب — وارّق نومي والرقاد عجیب

چہ ناہا از دلم بیروں می آید وچہ حزن والم دردلم جائے نمودہ کہ خواب را از من ربودہ ؎

فمن مبلغ عنّي الحسین رسالة — وان کرهتها انفس وقلوب

کیست کہ پیغام مرا بحسینؑ برساند ہر چند بربسیارے از دلہا گراں باشد ؎

ذبیح بلا جرم کانّ قمیصه — صبیغ بماء الارجوان خضیب

کشتۂ بے گناہ گلگون کفن کہ گویا پیراہن اورا آب ارغوان رنگین نمودہ اند ؎

والسیف اعوالٌ وللرمح رنّۃٌ وللخیل من بعد الصھیل نحیب

آہ ازاں دم کہ لشکر کفار برا و احاطہ نمودند و صدائے نیزہ و شمشیر و شیہ اسپان برآں بیکس غریب بلند شد و گویا منحصر شدہ بود نوحہ کنندہ و نالہ کنندہ و اشک اندیدہائے خود بارندہ بر شمشیرہا و نیزہ ہائے دشمنان و اسپان ایشاں چنانچہ وارد شدہ کہ در وقتی کہ امام مظلوم را شہید نمودند اسپان مخالفان ہمگی می لرزیدند و از چشمان آنہا اشک جاری شدہ بود ؎

تزلزلت الدنیا لآل محمّدٍ وکادت لھم صمّ الجبال تذوب

وغارت نجوم واقشعرّت کواکبٌ وھتک استارٌ وشقّ جیوب

تمام دنیا ازیں مصیبت کہ آلِ محمدؐ روئے نمود خود لرزید و نزدیک شد کہ کوہ ہا آب شود و ستارہا بریزند و فرو روشنی اینہا بر طرف شود و چہ پردہا کہ دریں ماتم دریدہ شد و چہ جا مہا کہ دریں غم چاک شد ؎

یصلّوا علی المبعوث من آل ھاشم ویغزی بنوہ انّ ذا لعجیب

از عجائب امور است کہ صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ می فرستند و خود را متدین بدین او میدانند و با وجود آں اورا عزا دار فرزندانش مے کنند ؎

(۳۳) غریبون عن اوطانھم وبلادھم تنوح علیھم فی البراری وحوشھا

فکیف ولا تبکی العیون لمعشر سیوف الاعادی فی الفلاۃ تنوشھا

بدور تواری نورھا فتغیّرت محاسنھا ترب الفلاۃ نعوشھا

بگریید اے عزیزان بر غریبانے چند کہ از دیار و وطن ہائے خود آوارہ گردیدہ و بر ایشاں وحشیان صحرا نوحہ گری می نمایند و نمی تواند شد کہ غلامان امیر المومنینؑ و دوستان آئمہ طاہرین دریں مصیبت ضبط گریہ نمایند حال آنکہ تصور می کنند کہ شمشیرہائے دشمنان بدان راہ ہائے آسمان رفعت و جلال چگونہ رسید و نور چہرہ ہائے ایشاں متغیر شد و خاک بیابان ہا کہ باد صبا بر بدن ہائے برہنہ ایشاں می پاشید بجائے نعش و تابوت شدہ اند برائے ایشاں ؎

(۳۴) ایا شیعۃ المختار نوحوا المصرع الشھید وبالدمع الغزیر تجودوا

وقوموا باعباء العزاء فانه — جليلٌ واما غيره فزهيدُ
لاتی مصاب یذرف الشان مائه — وتقضی نفوس او تفتّ کبودُ
لاعظم من هذا المصاب وخطبه — عظیم علی اهل السماء شدیدٌ

اے شیعیان پیغمبر مختار نوحہ کنید بر امام شہید غریب با اشک فراوان از چشمان خود بخشید و بر پا کنید تعزیہ داری را دراین ماتم کہ این ماتم بزرگ است و تمام مصیبت ہا در جنب آن حقیرند از برائے کدام مصیبت اشک ریختہ می شود و جگر ہامے پاشد و جان ہا بلب میرسد کہ ازیں مصیبت عظیم تر باشد و حال اینکہ امر این مصیبت بر ملائکہ آسمان ہا بسیار تاثیر کردہ ؎

مصابٌ له فی کلّ قلب مصیبة — سهام لجنبات القلوب تبیدُ
وللهم هم والرزایا رزیة — وللحزن حزنٌ زائدٌ و تزیدُ

چیاں مصیبتے است تازہ کہ تیرے چند ازاں بر میخیزد و در دل ہا جا می کند و دل ہا را ہلاک میکند و از ہر اندوہے تازہ بار می آورد و از ہر مصیبتے و غمے غم و مصیبتے تازہ بہم می رسد کہ ازاں اندوہ اول زیادہ تر است و زیادہ نیز می شود ؎

تطأه الخیول الجاریات تجبّرا — ویسفی علیه بعد ذاك صعید

اسپان بر بدن نازک لطیف آں بزرگوار تاختند از راہ تکبر و عناد و بدن اورا برہنہ دراں زمین گرم انداختند کہ بادہائے صبا و دبور خاکہائے بیابانہا را بر روئے او می پاشید ؎

وآل رسول الله یشهرنَ فی الملا — وآل بن هندٍ فی الخدور قعودُ

زینبؑ و کلثومؑ دختران امیر المومنینؑ و سائر اہلبیت پیغمبرؐ را بر سر و پائے برہنہ در میان مردم شہر بشہر و مجلس بمجلس بگردانند و بر روئے شتران برہنہ لاغر سوار کنند و زنان یزید و معاویہ داخل پردہائے عزت و حریم سلطنت نشستہ باشند ؎

وراس الامام السبط فی راس ذابل — طویل علی راس السنان یمید

و سر فرزند پیغمبرؐ آنحضرت را بر سر نیزۂ دراز بلند کردند کہ ازیں طرف بآنطرف سر اقدس میل میکرد

وینکته بالخیزران شماتة — به و سرورا کافر و عنیدُ
ویوتی بزین العابدین مصفدا — وفی قدمیه للحدید خدودُ

یزید پلید کافر عنید شماتت کند بآں سر امام شہید و چوب خیزراں بر لب و دندان فرزند رسول مختار بزند و خوشحالی کند و امام زین العابدینؑ بیمار بقیۃ اہلبیت اطہار را باغل و زنجیر در مجلس آں لعین شریر بیارند و آہن در پاہائے مبارک او جا کردہ باشد ○

وزینب ما بین النساء وقلبها | قریح وبالاحزان فهو كميدُ
تقول وفي الاحزان في القلب ميدعٌ | ومبدلا سرار الهموم معيدُ

وزینب خاتون درمیان زناں با دل مجروح واز غصہ واندوہ تحلیل رفتہ خطاب با برادر کشتہ شدہ خود کردہ در دل خود دمادم غم واندوہ تازہ می نمود وغصہ ہائے پنہانی خود اظہار واعادہ می نمود ومیگفت

اخي یا ابن امي یا شفيقي وسيدي | ومن لي من دون الانام عميدُ
عليك جفوني الذاريات ذوارفٌ | وديمًا دموعي المرسلات تجود

اے برادر اے فرزند مادر اے مولا وآقائے من وائے آں کسے کہ محل اعتماد من در ہر حادثہ می باشی از مژگان ہائے چشم من نہرہائے آب جاریست واشک چشمان من بے اختیار می ریزد وقطع نخواہد شد ○

اخي ثل عرش الدين وانهد كنه | وعطل منه اذ اصيبت حدودُ
اخي من يلم الشمل بعد شتاته | ومن لبناء المكرمات يشيدُ

اے برادر عرش دین تباہ شد ورکن دین خراب گردید در روزیکہ تو کشتہ گشتی حدود شریعت معطل شد اے برادر کیست کہ بعد از تو تفرقہ امور را جمع کند واساس کرم ومحاسن اخلاق را محکم گرداند ○

(۳۵) العين عبرى دمعها مسفوح | والقلب من الم الاسى مقروحُ
ماعذر مثلي يوم عاشوراذ | لم ابك آل محمدٍ وانوحُ
ام كيف لا ابكي الحسين وقد غدا | مثلوا بارض الطف وهو ذبيح

چشم گریان است واشک دیدہ جاری است ودل من از الم غصہ مجروح و بریان است چہ عذر خواہم داشت در روز عاشورا کہ با این او علاقۂ محبت با اہلبیتؑ از گریہ ونوحہ خود را معاف دارم باآنکہ چگونہ گریہ نکنم بر حسینؑ در حالانکہ دراں روز در صحرائے کربلا اورا از روئے زین بر زمین انداختند و سر اورا مثل گوسفند بریدند ○

والطاهرات حواسر من حوله — كلٌّ تنوح ودمعها مسفوح
هذی تقول اخی وهذی والدی — ومن الرزیّة قلبها مقروح

چگونه گریه نکنم بر مخدّرات طاهره آن بزرگوار که دور او را گرفته بودند ونوحه می کردند برا و واشک از دیدہائے ایشاں جاری بود یکے می گفت برادرم ویکے گفت پدرم وازیں مصیبت دلہائے خود پاره پاره داشتند ٥

اسفی لذاك الشیب وهو مضمّخ — بدمائه والوجه فیه قروح

غم واندوه وغصّه من از برائے آن محاسن وصورت غرقه درخون است که بعلاوه زخمهائے منکر که درسر داشت وخون از آنها جاری بود درخود آں صورت زخمهائے بسیار از شمشیر وتیر که برپیشانی ولبہائے مبارک آن بزرگوار بود داشت ٥

ولفاطم تبکی علیه بحرقة — وتقبّل الوجنات وهی تصیح

زاری من از برائے فاطمہ وسکینہ دختران امام حسین است که از سوز دل میگریستند وآن روئے خون آلوده را مے بوسیدند وسر وپائے برهنه واله وحیران فریاد می زدند ٥

الیوم مات محمّد یا والدی — والطهر موسیٰ والمسیح ونوح
الیوم آدم فی العزاء وعرسه — حوّا وقد حلّ المصاب جموح

امروز روزیست اے پدر که جدّ ما محمد مصطفیٰ از دنیا رفته وموسیٰ ابن عمران وعیسیٰ مسیح ونوح از دنیا رفته امروز آدم وحوّا در تعزیه داری مشغول اند واین مصیبت بهر سنگدلے تاثیر کرده ٥

الیوم تبکیك السّماء بادمع — مثل الدّما اسفا وتکسف یوح

امروز روزیست که آسمان درمصیبت تو خون می گرید وآفتاب منکسف شده ٥

لهفی له یبغی النصیح وماله — فی الکربلاء من الانام نصیح

آه وناله من از برائے آن بزرگوار است دروقتے که تنها مانده بود درصحرائے کربلا وهرقدر استغاثه مے کرد ویاری می طلبید هیچکس اورا یاری نمی کرد ٥

لهفی له والجسم منه مجدّل — فوق الثری حتّیٰ اجواه ضریح
لهفی علیه مرمّلاً بدمائه — ومن السوافی کفنته الریح

غصہ و اضطراب من از برائے اوست در آں وقت کہ در خون غلطیدہ بود و بادہائے صبا و جنوب از ریگ گرم زمین کربلا او را کفن می پوشانیدند ؎

لھفی لراس بن النبی محمد | کالبدر من فوق السنان ملوح
روزیکہ شد بہ نیزہ سر آں بزرگوار | خورشید سر برہنہ بر آمد کوہسار
موجے بجنبش آمد و برخاست کوہ کوہ | ابرے ببارش آمد و بگریست زار زار
والجو معتکر الظلام بلا ضحیٰ | بادٍ وفی وجہ الثراء کلوح
والارض ترجف من رزیۃ احمد | وعلیہ وحشی الفلا مقروح

یعنی ہوائے تاریک و روئے زمین گرفتگی بہم رسانید و زمین ازیں مصیبت کہ بفرزند پیغمبرؐ رسید بلرزہ در آمد و وحشیان صحرا دل کباب شدند ؎

والطہر زین العابدین مقید | یمشی وقد اذی بہ التبریح

و امام زین العابدین علیہ السلام را با غل و زنجیر می بردند با پائے برہنہ و بر آبلہ و از سوز دل در تعب بود

والطاہرات علی المطایا حسّر | تغد والعداوۃ علیہم وتروح
قد قنعوھن السنام بلا وطاء | وعلی الجسام لباسھن مسوح

و اہلبیت پیغمبرؐ را بر شتران بے چادر و معجر سوار کردہ بودند و دشمنان و نامحرمان پیش ایشان می رفتند و می آمدند و دست ہائے ایشاں را بستہ بودند بریسماں و بجائے لباس موئہائے خود را پریشان کردہ بودند آں خیمہ کہ گیسوئے حورش طناب بود شد سرنگوں ز باد مخالف حباب وار جمعے کہ پاس محمل شاں داشت جبرئیلؑ گشتند بے عماری و محمل شتر سوار با اینکہ سر زد ایں عمل از امت نبیؐ روح الامین ز روئے نبیؐ گشتہ شرمسار

(۳۶) واعظم من کل الرزایا رزیۃ | مصارع یوم الطف ادھی واعظم

از ہمہ مصیبت ہا مصیبت شہدائے کربلا اعظم تر است ؎

فما احدث الایام من یوم الشذت | ولا حادث فیھا الی یوم بعد م
باعظم منہا فی الزمان رزیۃ | یقام لہا حتی القیامۃ قائم

از روزیکہ ایجاد عالم شد تا روزیکہ قیامت برپا شود مصیبتے برتر از مصیبت کربلا اتفاق نیفتادہ

تا قیام قیامت باقی خواهد بود ه

ولم انس سبط المصطفیٰ وهو ظامی | یذاد عن الماء المباح ویحرم
یموت عطاشا اهل بیت محمد | ویشرب هذا الماء ترک ودیلم

فراموش نکرده ام ونخواهم کرد فرزند پیغمبر آخر الزمان راکه بالب تشنه بر کنار آب فرات استاده و نظر بآب می کرد اورا قطرهٔ آب ندادند ومحروم ساختند اورا از نوشیدن آب تا شهید شد واهلبیت محمد مصطفیٰ از تشنگی هلاک شدند وکفار ترک ودیلم بلکه دد ودام از آں سیراب می شدند ه

وقد صرعت الضاره وهو مفرد | ینادی اما من راحم یترحم

وفراموش نکردم حسین را درآں وقت که همه یاران واقربا وبرادران او بدنهائے چاک چاک افتاده بودند بر روئے خاک واو بیکس وتنها مانده بود وبهر طرف نظر می کرد واستغاثه می کرد و میگفت که آیا کسے هست که دریں دشت بلا بما رحم کند ه

تکاد السموات الشداد لقتله | تفطر والارضون تخسف فیهم

نزدیک شد که آسمان ها از هم بپاشد دریں عزا وزمین فرو رود باکسانیکه در زمین اند

وکورت انوار السماء جمیعها | وامطرت الدم السماء علیهم

وستاره ها وماه گرفتند ومنخسف شدند وآسمان خون بارید برایشان ه

(٢٧) لم ابک ربعا دارس العرصات | اضحت معارفه من النکرات
درست معاهده وغیرها البلی | ونات یساکنها ید الغربات
لکن بکیت علی حریم محمد | لیشهرن فوق غوارب البدنات

یعنی گریه نمیکنم بر ویرانهائے که عرصهائے آن خراب وویران گردیده وجاهائے معروف آن گمنام شده واماکن معهوده آن کهنه گردیده وبعلت بوسیدگی متغیر گردیده ودست غریبی بر ساکنان آنها مستولی شده وآنهارا از آن مکانها دور ساخته بلکه گریه میکنم بر حریم محمد مصطفیٰ که بر پشت شتران برهنه ایشان را سوار کرده بودند وشهر بشهر می گردانیدند ه

وتذکرنی رفع الکریم اعادی | حزنا کیوم مصارع الشادات

ویاد آمدن من آن سر بزرگوارے کہ بر سر نیزہ کردہ بودند دوبارہ غم واندوہ تازہ کرد مثل آن روزے کہ ایشان را شہید کردہ بدنہائے ایشان را بر خاک گرم کربلا انداختہ بودند ؎

بابی ربیبات البتولؑ نوادیا — من عظم احزان وطول شتات

جانم فدائے دختران فاطمہ زہرا باد دراں وقت کہ نوحہ وندبہ می کردند از طول ایام جدائی از دوستان خود وزیادتی اندوہ کہ بایشان رو دادہ بود ؎

لما تفلن الی الشام قریحۃ — اجفانھن سواکب العبرات

والراس منتصب وزینبؑ عندہ — ودموعھا تجری علی الوجنات

در وقتیکہ ایشان را بشام می بروند باچشمان مجروح ودیدہائے گریان وسر مبارک امام شہیداں را بر سر نیزہ نصب کردند ونافۂ زینبؑ را در پائے آں سر می بردند واشک از دیدہائے او مثل باران بر رخسارہا جاری بود ؎

تشکو الیہ وجھہ متوقد — کالبدر یجلو حندس الظلمات

وتصیح یا حزنی وتدعوا یا اخی — وخلیفتی لعظائم النکبات

دراں وقت زینبؑ شکوہ می کرد برادر خود ورو‌ئے مبارک آن بزرگوار چوں ماہ شب چہاردہ تاریکی شب را روشن کردہ بود وفریاد می زد ومی گفت اے برادر وامصیبتا تو پناہ من بودی در ہر شدتے وامر عظیمے کہ رخ می داد ؎

سیّد السّاجدین

(۱) قال الشیخ المفید رحمہ اللہ تعالیٰ الامام بعد الحسین بن علی علیہما السلام ابنہ ابو محمد علی بن الحسین زین العابدین صلوات اللہ علیہ شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جناب سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے بعد حضرت سید الساجدین ہادی و پیشوائے خلق ہیں وکان یکنی ایضاً اباالحسینؑ وامّہ شاہ زنان بنت یزد بن شہریار بن کسریٰ ویقال ان اسمھا کان شہر بانویہ آنحضرتؑ کی کنیت ابوالحسین بھی ہے ما ں

حضرت کی شاہ زناں یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ کی بیٹی ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ نام اُن کا شہر بانو ہے۔ وکان امیرالمومنین علیہ السلام ولی حریث بن جابر الجعفی جانباً فی المشرق فبعث الیہ ابنتی یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ فنحل ابنہ الحسین علیہ السلام شاہ زنان فاولدھا زین العابدین علیہ السلام ونحل الاخریٰ محمد ابن ابی بکر فولدت لہ القسم بن محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما فھما ابنا خالتہ۔

جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے حریث ابن جعفر جعفی کو پورب کے کسی ملک پر امور فرمایا تھا اُنھوں نے وہاں سے دو بیٹیاں یزدجرد کی اسیر کر کے حضرت کی خدمت میں بھیجیں حضرت نے شاہ زناں کو جناب امام حسین علیہ السلام کو عطا کیا اور دوسری کو محمدؓ بن ابی بکر کو دیا حضرت کے یہاں سید الساجدین علیہ السلام متولد ہوئے اور دوسری سے قسمؓ بن محمدؓ پیدا ہوئے اس لئے یہ دونو صاحب خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں۔

وکان مولد علی ابن الحسین علیہما السلام بالمدینۃ سنۃ ثمان وثلثین من الھجرۃ فبقی مع جدہ امیرالمومنین سنتین ومع عمہ الحسن اثنا عشرۃ سنۃ ومع ابیہ الحسین ثلثاً وعشرین سنۃ وبعد ابیہ اربعاً وثلثین سنۃ ولادت باسعادت اس جناب کی شہر مدینہ میں ۳۸ھ ہجری میں واقع ہوئی دو برس کا سن تھا کہ جناب امیر علیہ السلام نے دار دنیا سے رحلت فرمائی جب بارہ برس کا سن ہوا تو جناب امام حسن علیہ السلام نے انتقال فرمایا جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو سن اسجناب کا تیئیس برس کا تھا۔ اپنے والد بزرگوار کے بعد چونتیس برس تک حضرت اور زندہ رہے۔

وتوفی بالمدینۃ سنۃ خمس وتسعین ھجرۃ ولہ یومئذ سبع وخمسون سنۃ فکانت امامتہ اربعاً وثلثین ودفن بالبقیع مع عمہ الحسن بن علی علیہما السلام مدینہ ہی میں حضرت نے رحلت فرمائی جبکہ پچانوے برس ہجرت سے گذر چکے تھے سن حضرت کا ستاون سال کا تھا پس زمان امامت و خلافت چونتیس برس ہے جنت البقیع میں اپنے عم نامدار جناب امام حسنؑ کے برابر مدفون ہیں۔

(۲) عن سعید بن کلثوم قال کنت عند الصادق جعفر ابن محمد علیہما

السلام فذکر امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیه السلام فاطرئے ومدحه بما هو اهله ثمّ قال والله ما اکل علی ابن ابیطالب من الدنیا حرامًا قط حتیٰ مضیٰ لسبیله سعید ابن کلثوم سے روایت ہے کہا اس نے کہ ایک دن میں خدمت اقدس جناب صادق علیہ السلام میں حاضر تھا کہ حضرت نے جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کا ذکر کیا اور بہت دیر تک حضرت کی مدح و ثنا بیان فرمائی بعد اسکے فرمایا قسم ہے خدا کی کہ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے دُنیا اور مال دُنیا سے کبھی لقمہ حرام تناول نہیں فرمایا یہاں تک کہ دُنیا سے تشریف لے گئے۔ وما عرض له امران قطّ هما لله رضیً الا اخذ باشدّهما علیه فی دینه اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حضرت کو دو امر درپیش ہوئے ہوں کہ دونوں موجب رضامندی خدا ہوں مگر حضرت نے جوان دونو میں سخت اور دشوار ہو اسیکو اختیار نہ کیا ہو۔ وما نزلت برسول الله صلی الله علیه واٰله وسلّم نازلة قط الا دعاه ثقة به اور جناب رسولخداؐ پر بھی کوئی مصیبت اور محنت نازل نہیں ہوئی کہ جناب امیر علیہ السلام اسکی سپر نہوئے ہوں۔ وما اطاق احدٌ عمل رسول الله من هذه الامة غیره وان کان لیعمل عمل رجل کان وجهه بین الجنّة و النار یرجوا ثواب هذه ویخاف عقاب هذه۔ جناب رسولخداؐ کی اُمت میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوا کہ اس جناب کے اعمال کو بجالاوے سوا جناب امیر المومنینؑ علیہ السلام کے اور جب وہ جناب کوئی عمل کرتے تھے تو جنت اور دوزخ گویا حضرت کے پیش نظر رہتے تھے بہشت کے اُمیدوار رہتے تھے اور عقاب دوزخ سے خائف رہتے تھے ولقد اعتق من ماله الف مملوکٍ فی طلب وجه الله عزّ وجلّ والنجاة من النار ممّا کدّ بیدیه ورشح منه جبینه حضرت نے اپنے قوت بازو سے مال پیدا کیا اور گاڑھے پسینے کی کمائی سے ہزار بندے خرید کے راہ خدا میں آزاد فرمائے محض رضائے خدا کے لئے اور نجات پانے کو آتش جہنم سے وانّه کان لیقوت اهله بالزیت والخلّ والعجوة الخ حضرت کے اہل و عیال کی غذا اکثر روغن زیتون و سرکہ تھا کبھی سوکھا گوشت اور بالکل کھا لیتے تھے اور لباس کی یہ کیفیت تھی کہ اگر آستینیں کچھ بڑی ہوتی تھیں تو حضرت مقراض منگا کر کتر ڈالتے تھے بعد اسکے فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ وما اشبه من ولده ولا اهلبیته احدٌ اقرب شبهًا

به فی لباسه وفقهه من علی ابن الحسینؑ جناب امیر علیہ السلام کی اہلبیتؑ اور اولاد میں جیسا کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام لباس میں اور فقہ میں اُن جناب سے مشابہ ہیں کوئی ایسا نہیں ہے ولقد دخل ابنه ابو جعفر علیه السلام علیه فاذا هو قد بلغ من العبادة مالم یبلغه احدٌ فراه قد اصفرّ لونه من السهر وابیضت عیناه من البکاء ودبرت جبینه وانجرح انفه من السجود وورمت ساقاه وقدماه من القیام فی الصلوٰة چنانچہ ایک دن جناب امام محمد باقر علیہ السلام اپنے والد ماجد کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ کثرت عبادت سے حضرت کا حال نہایت متغیر ہے یعنی رنگ حضرت کا راتوں کے جاگنے سے زرد ہو گیا ہے اور آنکھیں روتے روتے بے رونق ہو گئی ہیں اور پیشانی نورانی پر اور بینی اطہر پر کثرت سجود سے گھٹے پڑ گئے ہیں اور از بسکہ نماز میں رات دن کھڑے رہتے تھے اس سبب سے پاؤں حضرت کے ورم کر گئے ہیں قال ابو جعفر علیه السلام فلم املك حین رایته بتلك الحال البکاء فبکیت رحمةً واذا هو تفکّرا فالتفت الیّ بعد هنیئةٍ من دخولی وقال یا بنیّ اعطنی بعض تلك الصحف التی فیها عبادة علی بن ابیطالبؑ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اپنے والد نامدار کا یہ حال دیکھکر مجھ میں طاقت ضبط کی باقی نہ رہی بے اختیار میں رونے لگا، حضرت نے مجھے روتے دیکھکر تھوڑی دیر تک تامل کیا بعد اسکے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے فرزند جن صحیفوں میں جناب علیؑ ابن ابی طالبؑ کی عبادتیں مرقوم ہیں اُن صحیفوں کو میرے پاس لے آ۔ فاعطیته فقرء منها شیئًا یسیرًا ثمّ ترکها من یده تضجّرا وقال من یقوی علی عبادة علی ابن ابیطالبؑ علیه السلام جس وقت میں نے ان صحیفوں کو حاضر کیا حضرت نے کچھ اس میں سے پڑھا بعد اسکے مغموم ہو کر ہاتھ سے رکھ دیا اور فرمایا کہ کون شخص ہے کہ عبادت علیؑ ابن ابیطالبؑ کے بجا لانے پر قدرت رکھتا ہوئے

(۳) قال ابو حمزة الثمالی اتیت باب علی بن الحسینؑ فکرهت ان اصوت فقعدت حتی خرج فسلمت علیه ودعوت له فردّ علیّ ثمّ انتهی الی حائط فقال یا ابا حمزة الا تری الی هذا الحائط فقلت بلی یا ابن رسول الله ابو حمزہ ثمالیؒ سے روایت ہے کہا اُس نے کہ ایک دن میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے در دولت پر حاضر ہوا میں نے

اس امر کو مکروہ جانا کہ حضرت کے دروازے پر کھڑا ہو کر پکاروں اس واسطے وہاں منتظر بیٹھا رہا یہاں تک کہ حضرت گھر سے باہر تشریف لائے میں نے سلام کیا حضرت نے سلام کا جواب دیا اور ایک دیوار کے قریب جا کر مجھ سے فرمایا کہ اے ابو حمزہؓ اس دیوار کو تو دیکھتا ہے میں نے عرض کی بلے اے فرزند رسول مختار قال انی اتکات علیه یوما وانا حزین واذا رجل حسن الوجہ حسن الثیاب ینظر فی تجاہ وجھی ثم قال لی یا علی بن الحسینؑ مالی اراك کئیبا حزینا اعلی الدنیا حسرتك فرزق حاضر للبر والفاجر حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک دن محزون وغمناک اس دیوار سے میں لگا بیٹھا تھا کہ ناگاہ ایک مرد خوبصورت و خوش لباس میرے سامنے کھڑا ہو کر میری طرف دیکھنے لگا اور مجھ سے کہا کہ اے علیؑ ابن الحسینؑ کیا سبب ہے کہ میں آپ کو محزون وغمناک پاتا ہوں کیا دنیا کے لئے محزون ہو تو دنیا میں تو ہر نیک و بد کو رزق پہنچتا ہے۔

قال فقلت ما علی هذا احزن وانه لکما تقول فقال علی الآخرة فهو وعد صادق یحکم به ملك قاهر قال قلت ولا علی هذا احزن وانه لکما تقول فقال حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ نہیں دنیا کا مجھے کچھ غم نہیں ہے اور دنیا کا حال جیسا تم کہتے ہو ویسا ہی ہے پھر اس شخص نے کہا کہ کیا خوف آخرت سے مغموم ہو تو وہ سچا وعدہ ہے کہ اس میں بادشاہ قاہر حکم کرے گا حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ بھی میرے حزن کا سبب نہیں اور جیسا تو کہتا ہے ویسا ہی ہے قال فعلی ما حزنك اس نے کہا کہ پھر تم کیوں غمگین ہو قال فقلت الخوف من فتنة ابن الزبیر حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں ابن زبیر کے فتنے سے خائف ہوں قال فضحك ثم قال یا علی ابن الحسینؑ هل رایت احدا قط توکل علی الله فلم یکفه قلت لا قال یا علی ابن الحسینؑ هل رایت احدا قط خاف الله فلم ینجه قلت لا قال یا علی بن الحسینؑ هل رائت احدا قط سئل الله فلم یعطه قلت لا ثم نظرت فاذا لیس قدامی احد حضرت فرماتے ہیں کہ ابن زبیر کا نام مجھ سے سن کر وہ شخص ہنسا اور کہا کہ اے علیؑ ابن الحسینؑ تم نے کسی شخص کو دیکھا ہے کہ وہ خدا پر توکل کرے اور خدا اس کی کفایت نہ کرے میں نے کہا کہ نہیں پھر اس شخص نے پوچھا کہ اے علیؑ ابن الحسینؑ کسی کو دیکھا ہے تم نے کہ وہ خدا سے خائف رہے اور خدا اس کو نجات نہ دے میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ اے علیؑ ابن الحسینؑ تم نے کسی کو دیکھا ہے کہ وہ خدائے تعالےٰ سے سوال کرے اور

خدا اسکو عطا نکرے میں نے کہا کہ نہیں حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے نظر کی تو میرے سامنے پھر کوئی شخص نظر نہ آیا۔

(۴) عن ابی جعفر علیہ السلام قال کان علیؑ ابن الحسینؑ یصلی فی الیوم واللیلۃ الف رکعۃ فکانت الریح تمیلہ بمنزلۃ السنبلۃ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام شبانہ روز میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اس کثرت عبادت سے حضرت کا حال یہ بہم پہنچا تھا کہ ہوا سے جیسے خوشہ جھونک کھاتا ہے اسیطرح حضرت ہوا کے جھونکے سے لڑکھڑا جاتے تھے۔

(۵) عن زرارۃ بن اعین قال سمع سائل فی جوف اللیل وھو یقول این الزاھدون فی الدنیا الراغبون فی الآخرۃ فھتف بہ ھاتفٌ من ناحیۃ البقیع یسمع صوتہ ولا یری شخصہ ذاک علیؑ ابن الحسینؑ زرارہ بن اعین سے روایت ہے کہا اُس نے کہ شہر مدینہ میں ایک سائل نے شب کے وقت ندا کرتا تھا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو زہد کرتے ہیں دنیا میں اور راغب ہیں آخرت کے تو ایک ہاتف نے جنت البقیع کی طرف سے آواز دی کہ جو شخص اس صفت سے موصوف ہے وہ جناب علی ابن الحسین علیہما السلام ہیں نقط اس ہاتف کی آواز سنائی دیتی تھی کسی نے اس کی صورت نہیں دیکھی۔

(۶) فی الاغانی انّ ھشام بن عبد الملک قد حجّ البیت ومعہ سادات الشام کتاب اغانی میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبد الملک خلیفۂ وقت حج کرنے کو آیا اور بہت امیران شام اسکے ساتھ آئے ہوئے تھے فجھد ان یستلم الحجر فلم یقدر لکثرۃ النّاس ہشام نے بہت کوشش کی کہ سنگ اسود تک پہنچے مگر حجاج کی ایسی کثرت تھی کہ راہ نہ ملی حتّیٰ جاء علیؑ ابن الحسینؑ فطاف ہشام اسی انتظار میں تھا کہ کسی طرح سنگ اسود تک جانے کی راہ ملے کہ حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کو اس نے دیکھا کہ تشریف لائے اور حضرت نے بھی طواف شروع کیا فلما بلغ الحجر تفرق لہ النّاس عنہ اس نے دیکھا کہ جب طواف کر چکے ہوئے سنگ اسود کی طرف حضرت بڑھنے لگے تو تمام مجمع متفرق ہوگیا اور حضرت نے بوسہ سنگ اسود سے باطمینان مشرف ہوکے دوبہر طواف شروع کیا۔ فسأل عنہ سادات الشّام ھشامًا وہ تمام امیران شام جو بر خلاف ہشام بڑی دیر سے باُمید استلام کھڑے ہوئے تھے حضرت کے دیدار معجز آثار سے کبھی شرفیاب نہوئے تھے ہشام سے کہنے لگے کہ یہ کون شخص ہے یعنی اتنا بڑا جلیل القدر جو کہ ملک عراق وحجاز

وقابض مصر و شام و وارث خلافت ہوا سکو تو اتنی دیر میں بھی سنگ اسود تک راہ نہ ملی اور ایک مرد غریب و مسکین اسطرح دفعتہً مشرف ہو جائے کہ سنگ اسود کی طرف رخ کیا اور معلوم ہوا کہ گویا ملائکہ نے تمام مجمع کو ہٹا کر راہ نکال دی۔ فقال لا اعرفہ وکان یعرفہ اغانی کا مصنف کہتا ہے کہ ہشام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو بخوبی جانتا تھا مگر ان لوگوں کے پوچھنے پر کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا یہ کون شخص ہے فقال الفرزدق انا اعرفہ وانشد فرزدق بھی اس وقت حاجیوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے تھے یہ سنکر انہیں تاب نہ آئی بول اٹھے کہ ہم ان کو جانتے ہیں اور یہ کہکر اسیوقت حضرت کی مدح میں فی البدیہہ اشعار تصنیف کر کے پڑھنا شروع کر دیئے۔ ؎

هذا الذی یعرف البطحاءُ وطاته ... والبیت یعرفہ والحلّ والحرم

یہ وہ شخص ہیں کہ زمین بطحا ان کی رفتار کو پہچانتی ہے اور خانہ کعبہ ان کا شناسا ہے اور فضائے حل و حرام انکے مرتبوں کو جانتی ہے۔ ؎

هذا ابن خیر عباد الله کلّهم ... هذا التقی النقی الطّاهر العلم

یہ فرزند ہیں اس شخص کے جو بہترین خلق اللہ ہے یہ صاحب تقویٰ و طہارت و صاحب مرتبہ بلند ہیں۔

اذا راته قریش قال قائلها ... الی مکارم هذا ینتهی الکرم

یہ وہ شخص ہے کہ عرب کا قبیلہ بزرگ یعنی بنی قریش جب ان کو دیکھتے ہیں تو خود اقرار کرتے ہیں کہ بزرگی و کرم کا انہیں پر خاتمہ ہوا ہے۔ ؎

یکاد یمسکه عرفان راحته ... رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

یہ وہ شخص ہیں کہ خانہ کعبہ ان کے ہاتھ کو ایسا پہچانتا ہے کہ جب یہ بوسہ لینے کے لئے رکن حطیم پر ہاتھ بڑھاتے ہیں تو وہ چاہتا ہے کہ ان کے ہاتھ سے خود لپٹ جائے اور پھر نہ چھوڑے ؎

ای القبائل لیست فی رقابهم ... لاولیة هذا اوله نعم

عرب میں کون ایسا ہے جس کی گردن پر ان بزرگوں کا احسان نہ ہو۔

(۷) کتاب کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا لما حضر الحسین ما حضر دفع وصیته الی ابنته فاطمة ظاهرة فی کتاب مدرج جب واقعۂ شہادت جناب سید الشہدا کو پیش آیا تو حضرت نے اپنا وصیت نامہ فاطمہ کبریٰ کو دیدیا تھا فلما ان کان امر الحسین ما کان

رفعت ذالك الیٰ علی بن الحسینؑ جب حضرت شہید ہو گئے تو فاطمہؑ کبریٰ نے وہ وصیت امام زین العابدین علیہ السلام کے حوالے کر دی۔ ابی الجارود جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سُنکر امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اس وصیت نامہ میں کیا لکھا ہوا تھا تو فرمایا حضرت نے ما یحتاج الیہ ولد آدم منذ کانت الدنیا الیٰ ان تفنی یعنے اولاد آدمؑ کو ابتدائے دنیا سے انتہائے دُنیا تک جو حاجتیں ہیں سب اس میں لکھی ہوئی ہیں۔

(۸) وفات حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی ہشام بن عبد الملک یا ولید بن عبد الملک کے زہر دینے کے سبب سے واقع ہوئی۔ کتاب کافی میں روایت ہے کہ جب حضرت کا وقت وفات قریب پہنچا تو پہلے بیہوشی طاری ہوگئی پھر آنکھیں کھولدیں اور سورۂ اذا وقعت الواقعہ اور انا فتحنا لک فتحاً مبیناً حضرت نے تلاوت فرمائی اور فرمایا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین یعنی لاکھ لاکھ شکر ہے اس خدا کا کہ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہم کو زمین کا وارث بنایا بہشت میں جہاں ہمارا جی چاہے گا وہاں رہیں گے کیا اچھا اجر و ثواب ہے حکم خدا پر عمل کرنے والوں کا یہ فرما کر اس دار محن سے نعیم خلد کی طرف حضرت تشریف لے گئے۔

(۹) فی الکافی عن ابی جعفر علیہ السلام قال۔ کتاب کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا لما مات ابی علی بن الحسینؑ جاءت ناقۃ لہ من الرعی حتی ضربت بجرانہا علی القبر وتمرغت علیہ یعنی جب میرے پدر بزرگوار علی ابن الحسینؑ نے وفات پائی تو ناقہ اُن حضرت کا چراگاہ سے پلٹ آیا اور قبر پر جاکر مونہہ اپنا دے دے مارتا تھا اور اس خاک مطہر پر پچھاڑیں کھاتا تھا اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ شور فریاد کرتا تھا۔ فامرت بہا فردت الی مرعاہا میں نے جب حکم دیا تو لوگ اس ناقہ کو پھر چراگاہ کی طرف لے گئے وان ابی کان یحج ولیعتمر ولم یقرعہا قرعۃ قط فرمایا حضرت نے کہ میرے پدر بزرگوار اسی ناقہ پر سوار ہو کر حج و عمرہ کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے اور کبھی اُسے ایک کوڑا بھی نہیں مارا تھا۔



ابو جعفرؑ

(۱) قال کمال الدین بن طلحۃ ولادتہ بالمدینۃ فی ثالث صفر سنۃ سبع وخمسین للہجرۃ قبل قتل جدّہ بثلث سنین وقیل غیر ذالک بنا بر قول کمال الدین ابن طلحہ کے جناب امام محمد باقر علیہ السلام تیسری تاریخ ماہ صفر کی ۵۷ھ ہجری میں تین برس قبل شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کے پیدا ہوئے اس کے سوا اور بھی روایتیں ہیں۔ واما نسبہ اباً و اماً فابوہ زین العابدین علیؑ بن الحسینؑ وامہ فاطمۃ بنت الحسنؑ بن علیؑ بن ابیطالبؑ وتدعیٰ ام الحسنؑ وقیل ام عبد اللہ نسب اس جناب کا ماں باپ کی جانب سے یہ ہے کہ حضرت فرزند ہیں جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے اور پوتے ہیں جناب امام حسینؑ کے ماں اس جناب کی فاطمہ ہیں جن کا نام ام الحسن یا ام عبد اللہ بھی ہے وہ بیٹی ہیں جناب امام حسنؑ کی اور پوتی ہیں جناب علیؑ ابن ابی طالبؑ کی پس جناب امام حسینؑ حضرت کے دادا ہیں اور جناب امام حسن علیہ السلام اس جناب کے نانا ہیں اور جناب علیؑ ابن ابی طالبؑ پردادا بھی ہوئے اور پرنانا بھی اور وہ جناب طرفین سے ہاشمی ہیں۔ اسمہ محمدؐ وکنیتہ ابو جعفر ولہ ثلثۃ القاب باقر العلم والشاکر والھادی واشھرھا الباقر وسمی بذالک لبقرہ فی العلم وتوسعہ فیہ نام حضرت کا محمدؐ ہے اور کنیت ابو جعفرؑ ہے اور اس جناب کے تین لقب ہیں باقر وشاکر وہادی اور مشہور زیادہ باقر ہے چونکہ اس جناب نے علم کو بہت وسعت دی اس سبب سے قبل حضرت کی پیدائش کے جناب رسول مقبولؐ نے اس جناب کو اس لقب سے ملقب کیا تھا۔ قال ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن الخشاب رہ عن محمد بن سنان اقام مع ابیہ علیؑ ابن الحسینؑ خمساً وثلثین سنۃ الا شھرین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن خشاب علیہ الرحمہ نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے کہا اسنے کہ جب جناب امام زین العابدینؑ نے انتقال فرمایا جناب امام محمد باقرؑ کا سن دو مہینے کم پینتیس برس کا تھا۔ اور بعد جناب سید الساجدینؑ کے حضرت انیس برس اور زندہ رہے وفی روایۃ اخری قام ابو جعفر وھو ابن عثمان و

ثلثین سنة اور دوسری روایت میں ہے کہ جب وہ جناب بدرجہ رفیعہ امامت فائز ہوئے سن حضرت کا اڑتیس برس کا تھا و اما اولادہ نعدّ ابن خشاب وابن طلحہ ثلاثہ بنین و بنت واحدة جعفر و عبد اللہ وابراہیم وام سلمہ لیکن اولاد امجاد حضرت کی موافق بیان ابن خشاب وابن طلحہ کی تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی جعفر اور عبد اللہ اور ابراہیم اور ام سلمہ وعدّہ ابن الجوزی ہے اربع بنین وابنتین فزاد علیًا وزینب اور ابن جوزی نے لکھا ہے کہ چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں چوتھے صاحبزادے کا نام علی ہے اور دوسری صاحبزادی کا نام زینب ہے وقال صاحب فصل الخطاب ستة بنین وثلاث بنات ولم یذکر اسماؤھم اور صاحب فصل الخطاب کہتا ہے چھ صاحب زادے اور تین صاحبزادیاں مگر ان کے نام نہیں ذکر کئے وکان جعفرؑ وعبد اللہ شقیقین اور حضرت امام جعفر صادقؑ اور عبد اللہ یہ دونو صاحب برادر عینی تھے والعقب من ولد الباقرؑ فی الصادقؑ ولیس لغیرہ ذکر فی کتاب الاخبار اور حضرت کی نسل فقط حضرت صادق علیہ السلام سے ہے اور کسی کا ذکر کتب اخبار میں پایا نہیں گیا۔

(۲) روی عن جابر ابن عبد اللہ قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ یوشك ان تبقی حتی تلقی ولدًا من الحسینؑ یقال لہ محمدؑ یبقر العلم بقرًا فاذا لقیتہ فاقرءہ منی السلام حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا مجھ سے جناب رسول خدا صلعم کہ اے جابر تو زندہ رہے گا یہاں تک کہ ملاقات کرے گا تو ایک لڑکے سے کہ ہوگا وہ نسل میں سے حسینؑ کے نام اس فرزند کا محمد ہے وہ شگافتہ کرے گا علم دین کو جیسا کہ چاہیئے تو جس وقت تو اس سے ملاقات کرنا میرا اسلام پہنچانا یہ روایت بہت مشہور و معروف ہے اور کئی طریق سے آئی ہے اور دلیل ہے امامت و طہارت امام محمد باقر علیہ السلام کی۔

(۳) فی کتاب الدلائل الحمیری عن سعد الاسکاف قال طلبت الاذن علی ابی جعفر فقیل لی لا تعجل ان عندہ قومًا من اخوانکم کتاب الدلائل میں سعد کفش دوز سے روایت ہے کہتا ہے وہ کہ ایک دفعہ میں دروازے پر جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے حاضر ہوا اور اذن چاہا کہ اگر حضرت حکم کریں تو خدمت اقدس میں حاضر ہوں لوگوں نے مجھ سے کہا کہ جلدی نہ کر اس وقت کچھ لوگ برادران ایمانی سے حضرت کی خدمت شریف میں کچھ عرض کر رہے ہیں۔ فما لبثت ان

خرج علی اثنا عشر رجلاً یشبهون الزط علیهم اقبیة ضیّقات وخفاف فسلموا ومرّوا تھوڑی دیر کے بعد حضرت کے پاس سے بارہ آدمی نکلے سیاہ رنگ کہ مشابہ تھے حبشیوں سے تنگ اور چست قبائیں ان کے بدن میں تھیں اور پاؤں میں موزے پہنے ہوئے تھے ہم لوگوں کو سلام کیا اور چلے گئے قال فدخلت علی ابی جعفر فقلت له ما اعرف هؤلاء الذین خرجوا من عندك ان لوگوں کے جانے کے بعد میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا حضرت یہ لوگ کون تھے جو آپ کے پاس سے ابھی نکلکر چلے گئے ہیں میں ان کو نہیں پہچانتا ہوں قال هؤلاء قوم من اخوانکم الجنّ قال قلت له و یظهرون علیکم فقال نعم یغدون علینا فی حلالهم وحرامهم کما تغدون حضرت نے فرمایا کہ وہ قوم جن سے ہیں اور تمہارے برادر ایمانی ہیں یعنی ہم کو اپنا امام و پیشوا سمجھتے ہیں راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ جن آپ پر ظاہر ہوتے ہیں حضرت نے فرمایا ہاں ہمارے پاس آیا کرتے ہیں اور اپنے حلال وحرام کے مسایل پوچھا کرتے ہیں جیسا کہ تم لوگ سوال کرتے ہو۔

(۴) عن ابی عبد الله قال کنت عند ابی محمد بن علی فی الیوم الذی قبض فیه فاوصانی فی غسله وکفنه وفی دخولی قبره اسی کتاب میں جناب صادق علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا اس جناب نے کہ جس دن میرے والد نامدار جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے دار دنیا سے جنّت کی طرف انتقال فرمایا میں اس جناب کی خدمت میں حاضر تھا مجھ سے وصیّت کی کہ تم مجھے نہلانا اور کفنانا اور میری قبر میں تم داخل ہونا قال فقلت یا ابت والله ما رایتك منذ اشتکیت احسن هیئة منك الیوم ما اری علیك اثر الموت حضرت صادق فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے والد ماجد جس روز سے کہ آپ علیل ہوئے ہیں کبھی آپ کو ایسا اچھا نہیں دیکھا جیسا کہ آپ کا حال آج بہتر دیکھتا ہوں کچھ آثار موت کے مجھے نظر نہیں آتے فقال یا بنیّ اما سمعت علی بن الحسین ینادی من وراء الجدار ینادی یا محمد تعال عجّل حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند تمہارے کان میں آواز نہیں آئی کہ میرے والد ماجد جناب امام زین العابدین دیوار کے پیچھے سے ندا کرتے ہیں کہ اے محمد جلد آؤ قبض علیه السّلام سنة اربع عشرة ومائة وسنة یومئذ سبع وخمسین سنة وقبره بالبقیع شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد میں لکھا ہے کہ ۱۱۴ہجری میں حضرت نے انتقال فرمایا سن اس جناب کا ستاون برس کا تھا جنّت البقیع میں حضرت مدفون ہیں اور موافق قول

حافظ عبدالعزیز خنابذی کے سن اُس جناب کا اٹھتر برس کا تھا۔

(۵) روی قطب الدین ابوالحسن سعید بن ھبۃ اللہ بن الحسن الراوندی فی کتاب الخرائج الجرائح عن ابی بصیر قال قلت یوما للباقر انتم ذریۃ رسول اللہ قال نعم قلت ورسول اللہ وارث الانبیاء کلھم قال نعم ورث جمیع علومھم قطب الدین راوندی علیہ الرحمہ نے کتاب خرائج میں ابوبصیرؒ سے روایت کی ہے کہا ابوبصیرؒ نے کہ ایک دن میں نے جناب محمد باقر علیہ السلام کی خدمت بارفعت میں عرض کیا کہ یا حضرت آپ فرزند رسول خدا ہیں حضرت نے فرمایا کہ ہاں ہم فرزند رسول خدا ہیں میں نے عرض کیا کہ رسول خدا وارث ہیں سب انبیا کے حضرت نے فرمایا کہ ہاں۔ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کو سب پیغمبروں کا علم میراث میں ملا تھا۔ قلت وانتم ورثتم جمیع علم رسول اللہ قال نعم میں نے عرض کی کہ سب علم جناب رسول خداؐ کا آپ کو میراث میں ملا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے قلت وانتم تقدرون ان تحیوا الموتٰی وتبرؤا الاکمہ والابرص وتخبروا الناس بما یاکلون وما یدخرون فی بیوتھم قال نعم باذن اللہ۔ ابوبصیرؒ کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ آپ کو قدرت ہے کہ مُردہ کو جلا دیں ماں کے پیٹ سے جو شخص اندھا پیدا ہو اسے بینا کر دیں اور جو شخص کہ برص میں مبتلا ہو اسے اچھا کر دیں اور لوگ جو اپنے گھروں میں کھاتے ہیں اور جمع کرتے ہوں اسکی خبر کر دیں حضرت نے فرمایا کہ ہاں حکم خدا سے ہم ان سب امور پر قادر ہیں۔

ثم قال ادن منی یا ابا بصیر فدنوت فمسح بیدہ علی وجھی فابصرت السھل والجبل والسماء والارض ثم مسح یدہ علی وجھی فعدت کما کنت لا ابصر شیئا بعد اسکے حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوبصیرؒ میرے پاس آؤ موافق حضرت کے فرمانے کے میں قریب گیا اُسوقت حضرت نے میرے منہ پر ہاتھ پھیرا فوراً میری آنکھیں کھل گئیں حالانکہ قبل اسکے میں اندھا تھا اور اسقدر میری آنکھیں روشنی ہوئی کہ میدان وکوہ وآسمان وزمین سب مجھے دکھائی دیئے بعد اس کے پھر حضرت نے میرے منہ پر ہاتھ پھیر دیا اور پھر جیسا میں تھا ویسا ہی ہو گیا قال ابو بصیر فقال لی الباقر ان احببت ان تکون کما ابصرت وحسابک علی اللہ وان کنت تحب کما کنت وثوابک الجنۃ فقلت اکون کما کنت والجنۃ احب الی ابو بصیر ابوالبصیرؒ کہتا ہے جب کہ میں ویسا ہی پھر ہو گیا تو پوچھا کہ اے ابوبصیرؒ تجھے کیا منظور ہے کیا تو چاہتا ہے کہ دنیا میں تیری آنکھیں روشن رہیں

اور روز جزا کو خدائے تعالےٰ تجھ سے حساب لے یا یہ کہ جیسا تو نابینا تھا ویسا ہی رہے اور خدائے تعالےٰ اسکی عوض میں تجھے جنت عطا کرے میں نے عرض کی کہ یا حضرت جیسا کہ میں اندھا تھا ویسا ہی رہوں اور بہشت مجھے زیادہ دوست ہے دُنیا کے بصارت سے ۔

(۶) روی ثقۃ الاسلام فی الکافی عن ابی الصباح عن ابی جعفر علیہ السلام رئیس المحدثین ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں روایت کی ہے ابی الصباح سے اور اُس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قال کانت امی قاعدۃ عند جدار فتصدع الجدار وسمعنا ھدۃ شدیدۃ فقالت بیدھا لا وحق المصطفیٰ ما اذن اللہ فی السقوط فرمایا حضرت نے کہ میری مادر گرامی ایک دن ایک دیوار کے نیچے کھڑی تھیں کہ دفعۃً دیوار شق ہو کر گرنے لگی کہ میں نے اس کے شق ہونے کی آواز سُنی اس وقت میری والدہ نے اس کی طرف اپنی دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا ٹھہر جا بحق محمد مصطفےٰ کہ خداوند کریم نے ابھی تجھکو گرنے کا حکم نہیں کیا ہے ۔ فبقی معلقًا فی الجو حتی جازت فتصدق عنھا ابی بمائۃ دینار وہ دیوار ہوا میں معلق رہی یہاں تک کہ میری والدہ اس مقام سے کنارے ہو گئیں جب یہ خبر میرے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے سُنی تو سو دینار تصدق فرمائے راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز حضرت امام جعفر صادق نے اپنی جدۂ طاہرہ کا ذکر کیا بعد اسکے فرمایا صدیقۃ لم یدرک فی آل الحسن مثلھا یعنی وہ جناب صدیقہ تھیں اولاد جناب امام حسن علیہ السلام میں کوئی اور اس مرتبے کا نہیں ہوا ۔

(۸) قولہ تعالیٰ وکذالک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات والارض جابر جعفی روایت کرتا ہے کہ میں نے خدمت بارفعت جناب امام محمد باقر علیہ السلام میں عرض کی کہ یا حضرت خدا تعالیٰ نے ملکوت آسمان و زمین حضرت ابراہیمؑ کو کیونکر دکھایا حضرت نے دست مبارک سے اوپر کی طرف اشارہ کیا اور مجھ سے فرمایا کہ اوپر نظر کر میں نے سر اُٹھایا تو دیکھا کہ چھت تا بہ فلک شگافتہ ہو گئی اور میری آنکھوں سے پردے اُٹھ گئے اور ایک نور عظیم دیکھا جس کے دیکھنے سے آنکھوں میں خیرگی ہو گئی پھر حضرت نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے آسمان و زمین کو اسطرح دیکھا بعد اسکے مجھے حکم ہوا کہ نظر نیچے کر لوں پھر ارشاد ہوا کہ اوپر نظر کر جب میں نے دوبارہ دیکھا تو چھت کو بحال خود پایا پھر ہاتھ پکڑ کر دوسرے مکان میں لے گئے وہاں جا کر اپنے لباس کو تبدیل فرمایا بعد اسکے ارشاد کیا کہ اپنی

آنکھوں کو بند کرلے اور کھولنا نہیں بعد ایک ساعت کے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تو اس وقت کہاں ہے میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہوں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ اسوقت تو ظلمات میں ہے جہاں ذوالقرنینؑ نے گذر کیا تھا میں نے عرض کی کہ یا حضرت مجھے اجازت ہے کہ میں آنکھ کھولکر دیکھوں فرمایا کہ کھول مگر کچھ دیکھ نہ سکے گا جب میں نے آنکھ کھولی تو اسطرح کی تاریکی نظر آئی کہ اپنے قدم رکھنے کی جگہ بھی معلوم نہوئی تھوڑی دور اور تشریف لے جاکر مجھسے پوچھا کہ تو جانتا ہے اب کہاں ہے میں نے عرض کی نہیں آپ نے فرمایا اب تو کنارے آب حیوان کے کھڑا ہے جس میں سے حضرت خضر علیٰ نبینا و علیہ السلام نے پانی پیا ہے پھر اس زمین سے اور اس عالم سے نکلکر دوسرے عالم میں داخل ہوئے جب تھوڑی سی راہ قطع کی مثل اس عالم کے مکانات کو اور آدمیوں کو دیکھا پھر اس عالم سے نکلکر تیسرے عالم میں داخل ہوئے اُسے بھی ان دو نو عالموں سے مشابہ پایا اسیطرح پانچ عالموں کی سیر کی اسوقت حضرت نے فرمایا کہ ملکوت زمین یہی تھا اور حضرت ابراہیمؑ نے اس قدر نہیں دیکھا تھا اور ملکوت زمین بارہ عالم ہیں اور ہر عالم مثل اس عالم اول کے ہے اور جو امامؑ کہ دُنیا سے جاتا ہے اُنہیں عالموں میں سے ایک عالم میں ساکن ہوتا ہے یہاں تک کہ امام آخر کہ صاحب الامرؑ ہیں عالم اول میں ساکن ہوں گے بعد اسکے مجھسے فرمایا کہ اب تو آنکھوں کو بند کرلے جب میں نے آنکھ بند کی حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا ناگاہ اپنے تئیں اسی گھر میں دیکھا جہاں سے گیا تھا پھر حضرت نے کپڑوں کو اُتار کر پہلے کپڑے پہن لئے اور اپنی جگہ پر بیٹھے میں نے عرض کی یا حضرت میں آپ پر فدا ہوں کس قدر دن چڑھا ہے فرمایا تین ساعت ۔

(۸) فی الکافی عن الحضرمی قال لما حمل ابوجعفر الی الشام الی هشام ابن عبدالملك وصار ببابه قال لاصحابه ومن كان بحضرته من بنی أمیة اذا رایتمونی قد وبخت محمد بن علی ثم رایتمونی قد سکت فلیقبل علیه کل رجل منکم فلیوبخه کتاب کافی میں حضرمی سے روایت ہے کہا اس نے کہ جس وقت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بحکم ہشام ابن عبدالملک بن مروان کہ خلفائے بنی اُمیہ میں سے تھا شام محنت انجام کو روانہ ہوگئے جبکہ اس کے دروازے پر پہنچے تو اپنے اصحاب میں سے اور بنی اُمیہ میں سے جو لوگ اس وقت حاضر تھے کہنے لگا کہ جس وقت حضرت داخل ہوں گے میں ان کو نہایت زجر و

توبیخ کروں گا جب تم لوگ دیکھنا کہ میں ساکت ہوا اس وقت ہر ایک شخص تم لوگوں میں سے حضرت کے
قریب آن کر کلمات ملامت و طعنہ آمیز اس جناب کے شان میں ادا کرے۔ ثم امر ان یؤذن له بعد
اس کہنے کے اجازت دی کہ حضرت اندر تشریف لائیں فلما دخل علیه ابو جعفر فعمهم جمیعًا بالسلام
ثم جلس فازداد هشام علیه حنقا بترکه السلام علیه بالخلافة وجلوسه بغیر اذن
جس وقت حضرت اندر داخل ہوئے ایک مرتبہ سلام علیکم کہہ کر اسکی مسند پر بیٹھ گئے اس جہت سے اسکا
غم و غصہ اور بھی زیادہ ہوا کہ حضرت نے کچھ اسکی تعظیم کا خیال نہ فرمایا اور بلا اجازت اسکی بیٹھ گئے۔
فاقبل یوبخه و یقول فیما یقول له یا محمد بن علی لا یزال الرجل منکم قد شق عصی المسلمین
ودعی الی نفسه وزعم انه الامام سفها وقلة علم و وبخه بما اراد ان یوبخه بدا سکے
حضرت کو زجر و توبیخ کرنے لگا نعوذ باللہ ان کلمات کے کہ شان میں اس امام عالی مقام کے اسکی زبان پر جاری
ہوئے یہ ہے کہ اے محمد بن علی ہمیشہ تم میں سے ہر شخص دین کی بربادی اور مسلمانوں کی خرابی میں مصروف
رہا اور باوصف سفاہت و قلت علم کے مدعی منصب امامت و خلافت کا رہا۔
فلما سکت اقبل علیه القوم وجعل یوبخه حتی انقضی اخرهم جب وہ چپ ہوا تو ہر ایک شخص
اسکے اصحاب میں سے مبادرت کرتا تھا اور حضرت کی شان اطہر میں کلمات ناملائم و بیہودہ بکتا تھا تا
اینکہ کوئی ان میں سے باقی نہ رہا کہ حضرت کی خدمت میں بے ادبی نہ کی ہو۔ فلما سکت القوم
نهض علیه السلام قائما ثم قال ایها الناس این تذهبون و این یراد بکم بنا هدی
الله اولکم وبنا یختم آخرکم جب سب لوگ اپنی بیہودہ گوئی سے خاموش ہو گئے وہ امام
قدوالاحترام استادہ ہو کر ان کی جانب خطاب کر کے فرمانے لگے کہ تم سب کس لئے کجروی کرتے ہو اور راہ
حق کو چھوڑ کر کیوں ضلالت کی طرف جاتے ہو ہم وہ ہیں کہ ہمارے طفیل سے تمہارے اگلوں کو خداوند کریم
نے ہدایت فرمائی اور ہمیں سے تمہارے پچھلوں کا خاتمہ ہوگا۔
"فان یکن لکم ملك معجل فان لنا ملکا موجلا ولیس بعد ملکنا
ملك لانا اهل العاقبة یقول الله تعالیٰ والعاقبة للمتقین اگر تمہارے واسطے ملک دنیا
کہ محض بے اعتبار و ناچیز ہے حاصل ہے تو ہمارے لئے ملک عقبیٰ کہ دائمی و لازوال ہے مقرر ہے اور بعد
ہماری سلطنت کے دوسرے کی نوبت نہ پہنچے گی یعنی جس طرح ملک دنیا نہیں رہ سکے بعد و بہر باد و تباہ

ہوتا ہے ہماری مملکت میں یہ بات نہ ہوگی بلکہ ہماری مملکت ہمیشہ باقی و ثابت رہے گی کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ملک عاقبت متقیوں کے لیئے ہے فامر بہ الی الحبس فلما صار الی الحبس تکلم فلم یبق فی الحبس رجل الا ترشفہ وحن الیہ حضرت سے یہ کلمات سُنکر وہ غضب میں آیا اور حکم کیا کہ حضرت کو مجلس میں لے جاویں؛ جب حضرت قید خانے میں تشریف لے گئے اور وہاں اپنے حال کو بیان فرمایا تو کوئی شخص قید خانہ میں ایسا نہ تھا کہ حضرت کے احوال پر تاسف نکرتا ہو اور سبھوں نے حضرت کے ساتھ اتفاق کیا؛ فجاء صاحب الحبس الی ہشام فقال یا امیر المومنین انّی خائف علیك من اہل الشام ان یحولوا بینك وبین مجسمك بہذا فاخبرہ بخبرہ یہ حال دیکھکر داروغہ مجلس ہشام پاس گیا اور کیفیت اس سے بیان کی اور کہا کہ اے امیر المومنین میں ڈرتا ہوں کہ مبادا اہل شام حضرت کے ساتھ اتفاق کرکے بلوا کریں اور تجھکو منصب خلافت سے باز رکھیں؛

فامر بہ فحمل علے البرید ہو واصحابہ لیردوا الی المدینة وان یخرج لہم الاسواق وحال بینہم وبین الطعام والشراب یہ خبر سُنکر وہ گھبرایا اور کہنے لگا کہ حضرت کو سوار کرکے اصحاب و رفقا سمیت مدینہ کو روانہ کردیں مگر راستے میں جتنے بازار اور دوکانیں واقع ہیں وہاں کے لوگوں کو حکم بھیجا جاوے کہ اپنی دوکانوں کو بند کردیویں کہ حضرت کو کھانا پانی میسر نہو؛ فساروا ثلثا لا یجدون طعاما ولا شرابا حتی انتہوا الی مدین فاغلق باب المدینة دونہم فشکی اصحابہ الجوع والعطش پس حضرت وہاں سے روانہ ہوئے اور کھانے اور پینے کی قسم میں سے تین شبانہ روز تک حضرت کو کچھ میسر نہوا تین روز کے بعد حضرت مداین میں پہنچے وہاں کے لوگوں نے اس جناب کو دیکھکر مطابق حکم ہشام شہر کے دروازوں کو بند کردیا تو رفیقوں نے اپنی بھوک پیاس کی حضرت سے شکایت کی؛ قال فصعد جبلا یشرف علیہم فقال باعلے صوتہ یا اہل المدینة الظالم اہلہا انا بقیة اللہ یقول اللہ بقیة اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین وما انا علیکم بحفیظ راوی لکھتا ہے کہ جب حضرت نے اپنے اصحاب کی بیتابی ملاحظہ فرمائی ایک بلندی پر کہ قریب اس شہر کے واقع تھی تشریف لے گئے اور لوگوں سے بآواز بلند ارشاد کیا کہ اے اہل شہر جہا کے لوگ ظالم و زیاں کار ہیں آگاہ ہو کہ ہم بقیة اللہ ہیں حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بقیة اللہ بہتر ہے تمہارے لیئے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور میں تمہارا بچانے والا نہیں ہوں؛ قال وکان فیہم شیخ

کبیر فاتاھم فقال لھم یاقوم ھذہ واللہ دعوۃ شعیب النبیؑ واللہ لئن لم تخرجوا
الی ھذا الرجل بالاسواق لتوخذن من فوقکم ومن تحت ارجلکم فصدقونی
فی ھذا الامر واطیعونی فانی ناصح لکم راوی کہتا ہے کہ اس شہر کے لوگوں میں ایک پیر
مرد تھا حضرت کے ارشاد کو سنکر ان لوگوں سے کہنے لگا کہ اے قوم آگاہ ہو کہ حضرت شعیبؑ نے
جو کہ پیغمبر خدا تھے اپنے لوگوں کو اسیطرح پکارا تھا قسم ہے خدا کی کہ اگر تم لوگوں نے اپنی دوکانوں کو نہ
کھولا ضرور عذاب خدا آسمان و زمین سے تم کو گھیر لے گا۔ چاہیئے کہ اس امر میں تم لوگ میری تصدیق کرو
اور میرے کہنے کو عمل میں لاؤ اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ قال فنادی وافاخرجوا الی محمد بن علی
واصحابہ بالاسواق والماء فاخبر ھشام بن عبد الملک خبر الشیخ فبعث الیہ فلم یدر ما
صنع بہ اس شیخ کی نصیحت کو سنکر لوگوں نے بازاروں کو آراستہ کر دیا اور کھانے پینے کی چیزیں حضرت
کی خدمت اقدس میں حاضر کیں لوگوں نے اس خبر کو ہشام سے بیان کیا وہ سنکر اس مرد بزرگ پر
غضبناک ہوا اور اسکو اپنے پاس طلب کیا معلوم نہیں کہ اسکے ساتھ کیا سلوک کیا۔

(۹) عن ھشام ابن معاذ قال کنت جلیس عمر ابن عبد العزیز حیث دخل المدینۃ فامر
منادیہ فنادی من کانت لہ مظلمۃ او ظلامۃ فلیات الباب ہشام ابن معاذ کہتا ہے کہ عمر بن
عبد العزیز جب اپنی خلافت کے زمانے میں شام سے مدینہ میں آیا تو میں اسکے ساتھ تھا اس نے حکم دیا کہ شہر
میں پکار دیا جائے کہ جس شخص پر کچھ ظلم ہوا ہو یا کوئی جاگیر چھین لی گئی ہو وہ ہمارے پاس آکر دادخواہی
کرے۔ فاتاہ محمد بن علی یعنی الباقر علیہ السلام فدخل الیہ مولاہ مزاحم فقال ان
محمد بن علی بالباب فقال لہ ادخلہ یا مزاحم جب منادی نے یہ ندا کی کہ تو محمد بن علیؑ یعنی باقر
علیہ السلام اسکے پاس تشریف لے گئے اور مزاحم نامی ایک غلام اس کا تھا اس نے آکر اطلاع کی کہ
محمد بن علیؑ تشریف لائے ہیں عمر نے مزاحم سے کہا کہ مزاحمت نکر اور آنے دے۔

فقال محمد بن علی یا عمر انما الدنیا سوق من الاسواق منھا خرج قوم بما ینفعھم ومنھا
خرجوا بما یضرھم حضرت نے فرمایا کہ اے عمر دنیا ایک بازار ہے کچھ لوگ تو یہاں سے وہ چیزیں
خرید لے گئے جن میں ان کو نفع ہوگا اور کچھ لوگ ایسا سودا کر گئے جن میں نقصان اٹھائیں گے۔

فاستوعبوا فخرجوا من الدنیا ملومین لما لم یاخذوا لما احبوا من الآخرۃ عدۃ ولا مما

کے رہوا جنّۃ وہ لوگ خوف زدہ اور ملامت زدہ ہوکر دُنیا سے گئے کہ زاد وراہ آخرت کا کیسکو کفیل نہ پایا اور جس عذاب سے کہ ڈرتے تھے کوئی ان کے آڑے نہ آیا۔ فاتق اللہ واجعل فی قلبک اثنین تنظر الی الذی تحت ان تکون معک اذ قدمتک علی ربک فقدمہ بین یدیک وتکرہ ان تکون معک اذ قدمت علی ربک فابتغ بہ البدل فاتق اللہ یا عمر وافتح الابواب وسھل الحجاب وانصر المظلوم ورد المظالم الخ خوف خدا کر اور دو باتوں کا خیال رکھ ایک یہ کہ جو اعمال کہ تو اپنے ساتھ خدا کے سامنے لے جانا چاہتا ہو اسی میں مشغول رہ دوسرے جو افعال اپنے خدا سے چھپانا چاہتا ہو اسکے بدلے میں نیکی کر اور اے عمر خدا سے ڈر دروازوں کو کھول دے دربانوں کو درست کر مظلوم کی اعانت کر جس کا حق بظلم چھین گیا ہو اسکو واپس کر۔ فدعا عمر بن عبد العزیز بدواۃ وقرطاس وکتب بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا مارد عمر بن عبد العزیز ظلامتہ محمد بن علی فدک حضرت کا وعظ وپند سنکر عمر بن عبد العزیز نے قلم دوات مانگی اور لکھدیا کہ باغ فدک جو حق محمد بن علیؑ کا ہے اور بظلم لے لیا گیا تھا عمر بن عبد العزیز نے اُسے واپس کر دیا۔

(۱۰) کتاب خرایج الجرایح میں جناب صادق علیہ السلام سے اسطرح مرقوم ہے کہ زید ابن حسن نے جو کہ حضرت کا چچا ہوتا تھا اُس جناب سے نزاع ومخالفت کی اور چاہا کہ میراث پیغمبر خدا کی تقسیم لے ہر چند بحکم خدا ومعجزۂ امامت بدفعات سنگ ودرخت نے حضرت کی حقیقت پر گواہی دی مگر زید اپنی خباثت سے باز نہ آیا آخر بسبب بغض وحسد کے مدینہ کو چھوڑ کر شام کی طرف روانہ ہوا وہاں پہنچ کر ہشام ابن عبد الملک کو حضرت کی دشمنی پر آمادہ کیا ہشام نے اس بدبخت کے اغوا سے عامل مدینہ کو لکھا کہ محمد ابن علیؑ کو مقید ومحبوس کرکے میرے پاس روانہ کر دے عامل مدینہ نے اسکے جواب میں لکھا کہ میں خلیفہ عصر کی متابعت سے باہر نہیں ہوں لیکن فرمان بردار کو لازم ہے کہ جو امر کہ اپنے آقا کی خیر خواہی کا ہو اسکے عرض کرنے میں دریغ نکرے اس لئے میں لکھتا ہوں کہ تو نے جس کے اذیت پہنچانے کا ارادہ کیا ہے وہ ایسا شخص ہے کہ مثل اسکے زاہد وپرہیزگار وعفیف روئے زمین پر دوسرا نہیں ہے ہمیشہ محراب عبادت میں بیٹھا رہتا ہے حسن قرأت اُس کا اس مرتبہ پر ہے کہ مثل داؤد علی نبینا وعلیہ السلام کے مرغان ہوا اور درندے گرد اُس کے جمع

ہوکر اسکی قرأت کو سنتے ہیں سب آدمیوں سے علم میں افضل اور رقیق القلب ہے اور ریاضت و عبادت میں یکتا ہے امیر المومنین کو مناسب نہیں کہ ایسے شخص کو اذیت پہنچاوے اس لئے کہ خداوند عالم اپنی نعمت و رحمت سے کسی طائفہ کو محروم نہیں کرتا ہے مگر اس وقت کہ وہ کفران نعمت کرے۔ جب نوشتہ عامل مدینہ کا خلیفہ کو پہنچا تو یہ سمجھکر کہ عامل نے خیر خواہی سے لکہا ہے بہت خوش ہوا اور حضرت کے اذیت پہنچانے سے باز رہا مگر پھر زید ابن حسن کے اغوا سے دوسرا خط عامل مدینہ کو لکہا اس کا مضمون یہ تھا کہ متروکات رسولخدا محمد بن علیؑ سے لیکر میرے لئے بھجوادے؛

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خلیفہ کا نوشتہ عامل کے پاس پہنچا تو وہ لے کر میرے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوا؛ حضرت نے اس نوشتہ کو پڑھکر تھوڑے دنوں کی مہلت چاہی بعد چند روز کے اسباب کو سرانجام کرکے والئے مدینہ کے پاس بھجوا دیا والی نے موافق حکم خلیفہ کے اس اسباب کو شام میں روانہ کیا اسباب کے پہنچنے سے خلیفہ کو بہت سرور ہوا اور زید کو طلب کرکے سب اسباب دکھایا اس بیچارے نے خلیفہ سے کہا کہ متروکات رسولخدا میں سے کوئی چیز اس میں نہیں ہے خلیفہ نے وہ اسباب اہل شام کو دکھا کر ان سے کہا کہ یہ متروکات رسولخدا ہے کہ محمد ابن علیؑ نے میرے لئے بھیجا ہے اور زید ابن حسن پر غضبناک ہوکر طوق و زنجیر میں سلسل کرکے حضرت کی خدمت اقدس میں روانہ کیا اور اس جناب کی خدمت میں لکہا کہ میں آپ کے پسر عم زید ابن حسن کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں آپ اسکو سزا دیجئے جس وقت زید مدینہ میں پہنچا حضرت نے اس سے فرمایا کہ وائے تجہ پر اے زید کیسے کیسے امور عظیمہ تجہ سے صادر ہوتے ہیں حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہشام نے بمکر و دغا ایک خلعت نفیس طلائی اور زین زہر ہلاہل سے تعبیہ کرکے زید کے ساتھ میرے والد ماجد کی خدمت میں بھجوایا تھا حضرت نے زید سے خطاب کرکے فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس درخت کو جسے اس زین کی لکڑی تراشی گئی مگر تقدیر الہی سے چارہ نہیں ہو سکتا؛ پس وائے ہے اُس شخص پر کہ جسکے ہاتھ سے امور شر کے جاری ہوتے ہیں ایک بار اونٹ پر اس زین کو کسواکر سوار ہوئے سوار ہوتے ہی حضرت کے اعضائے مبارک میں ورم ہو گیا؛ جب اونٹ سے اترے تو حضرت کا حال بہت متغیر تھا اس وقت اس جناب نے ان کپڑوں کو جس سے احرام باندھتے تھے منگواکر وصیت فرمائی کہ انہیں کپڑوں سے

حضرت کا کفن کیا جائے تین روز تک بہ سبب اثر زہر کے وہ جناب مبتلائے مرض رہے چوتھے روز رحمت الہی سے واصل ہوئے ؎

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابھی تک وہ زین اہلبیت اطہار میں موجود ہے اور بعد شہادت امام علیہ السلام کے زید ابن حسن بھی بیمار و پریشان ہوگیا صوم و صلواۃ کو ترک کردیا اور اسی حالت میں مرگیا ؎

حضرت صادق علیہ السلام

(۱) روی ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد ابو عبداللہ سنۃ ثلث و ثمانین ومضی علیہ السلام فی شوال من سنۃ ثمان واربعین وماتۃ ولہ خمس وستون سنۃ رئیس المحدثین ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب اصول کافی میں رقم فرمایا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ۸۳ھ ہجری میں متولد ہوئے اور ۱۴۸ھ ہجری ماہ شوال میں حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی اور سن مبارک اس امام عالی مقام کا پینسٹھ برس کا تھا ؎ ودفن بالبقیع فی القبر الذی دفن فیہ ابوہ وجدہ والحسن بن علی اور مدفون ہوئے وہ جناب جنت البقیع میں قریب قبر مطہر جناب امام محمد باقر علیہ السلام و امام زین العابدین و امام حسن علیہم السلام کے ؎ وامہ ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر وامہا اسما بنت عبدالرحمن بن ابی بکر مادر گرامی اس جناب کی ام فروہ ہیں اور وہ پوتی تھیں محمد بن ابی بکر کی اور نواسی تھیں عبدالرحمن ابن ابی بکر کی ؎

(۲) عن المفضل بن عمر قال وجہ ابوجعفر المنصور الی الحسین بن زید وھو والیہ علی الحرمین ان احرق علی جعفر بن محمد دارہ ؎ مفضل ابن عمر سے منقول ہے کہا اس نے کہ ایک مرتبہ منصور دوانقی نے حسین ابن زید کو کہ اسکی جانب سے اور مدینہ کا حاکم تھا حکم کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مکان میں آگ لگا دے

تا حضرت کے دشمن جل جاویں۔ فالقی النار فی دار ابی عبد اللہ علیہ السلام فاخذت النار فی باب دار الدھلیز اُس نے موافق اس کے اشارہ کے خانۂ اہلبیت رسالت کو جلادیا اور آگ مشتعل ہوئی یہاں تک کہ سب در و دیوار کو گھیر لیا اور آمد و شد کی راہ مسدود ہو گئی۔ فخرج ابو عبد اللہ علیہ السلام یتخطی النار ویمشی فیھا ویقول اسوقت حضرت بمعجزۂ امامت آگ کو روندتے ہوئے دولتخانے سے باہر نکلے اس حالت میں مکرر حضرت کی زبان اقدس پر یہ کلمات جاری تھے انا ابن اعراق الثریٰ انا ابن ابراہیم خلیل اللہ یعنی میں فرزندان بزرگوں کا ہوں جو بنیاد ہیں بقائے زمین کی میں ہوں فرزند حضرت ابراہیم کا کہ جو خلیل الرحمٰن ہیں۔

(۳) عن احمد ابن عمر بن ابی المقدام قال وقع الذباب علی المنصور فذبہ عنہ فعاد فذبہ عنہ حتی ضجرہ فدخل علیہ جعفر ابن محمدؑ احمد ابن عمر بن ابی المقدام سے روایت ہے کہا اس نے کہ ایک مرتبہ منصور دوانقی پر مکھیوں نے ہجوم کیا ہر چند یہ ہانکتا تھا مگر مکھیاں دفع نہوتی تھیں یہاں تک کہ اسکو پریشان کردیا اس وقت امام جعفر صادق علیہ السلام اس کے پاس تشریف لے گئے فقال لہ المنصور یا ابا عبد اللہ لم خلق اللہ تعالیٰ الذباب فقال لیذل بہ الجبابرۃ منصور نے حضرت سے پوچھا کہ اے ابو عبد اللہ خداوند تعالےٰ نے مکھیوں کو کیوں پیدا کیا ہے حضرت نے فوراً فرمایا اس لئے کہ متکبروں کو ان سے ذلیل کرا دے۔

(۴) وذکر الحافظ ابو القاسم خلف ابن عبد الملک ابن مسعود القرطبی فی کتاب المستغیثین وابن الجوزی فی الصفوۃ عن اللیث بن سعد۔ حافظ ابوالقاسم خلف ابن عبد الملک ابن مسعود قرطبی نے کتاب مستغیثین میں اور ابن جوزی نے صفوہ میں روایت کی ہے لیث ابن سعد سے قال حججت سنۃ ثلث عشرۃ ومائۃ فلما صلیت العصر رقیت ابا قبیس فاذا رجل جالس وھو یدعو الیث ابن سعد نے کہا کہ ۱۱۳ ہجری میں میں حج کو گیا تھا ایک دن بعد ادائے نماز عصر کے کوہ ابوقبیس پر چڑھ گیا وہاں جا کر دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا درگاہ باری تعالیٰ میں دُعا کر رہا ہے فقال یا رب یا رب حتی انقطع نفسہ ثم قال یا اللہ یا اللہ حتی انقطع نفسہ ثم قال یا حی یا حی حتی انقطع نفسہ ثم قال یا رحیم یا رحیم

حتّٰی انقطع نفسہ ثمّ قال یا ارحم الراحمین حتّٰی انقطع نفسہ بخضوع وخشوع تمام اپنے خالق سے کہہ رہا تھا یا ربّ یا ربّ یہاں تک پکارا کہ سانس منقطع ہوگئی بعد اسکے یا اللہ یا اللہ کرکے پکارا یہاں تک کہ سانس منقطع ہوگئی پھر یا حیّ یا حیّ کہا یہاں تک کہ سانس منقطع ہوگئی پھر یا رحیم یا رحیم کہہ کے پکارا یہاں تک کہ ایک سانس تمام ہوئی پھر یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین کہکر ندا کی تا اینکہ سانس منقطع ہوئی۔ ثمّ قال اللّٰھمّ انّی اشتھی العنب فاطعمنیہ وانّ بردیّ قد اخلقا فاکسنی بعد اسکے درگاہ باری میں عرض کی کہ بار خدایا میں انگور کی خواہش رکھتا ہوں دے مجھکو اور ردا میری کہنہ ہوگئی پس دوسری چادر پہنا دے قال اللیث فو اللہ ما استتم کلامہ حتّٰی نظرت الیٰ سلّۃ مملوۃ عنبا ولیس علیٰ وجہ الارض یومئذ عنب و بردین جدیدین موضوعین علیہ لیث کہتا ہے قسم بخدا ہنوز حضرت کا کلام تمام نہوا تھا کہ دیکھا میں نے ایک زنبیل تازہ انگوروں سے بھری ہوئی رکھی ہے حالانکہ انگور کی فصل نہ تھی اور دو چادریں نئی اسپر رکھی ہوئی ہیں فاراد ان یاکل فقلت انا شریکک فقال ولم قلت لانّک تدعوا وانا اؤمن حضرت نے ارادہ کیا کہ انگوروں کو نوش فرماویں میں نے کہا یا حضرت میں بھی آپکا شریک ہوں اُس جناب نے پوچھا تو کیوں شریک ہے میں نے عرض کی کہ جب آپ دعا کرتے تھے تو میں آمین کہتا تھا فقال لی تقدّم وکل ولا تخبأ شیئا فتقدّمت واکلت شیئا لم اکل مثلہ قطّ فاذا ھو عنب لا عجم لہ فاکلت حتّٰی اشبعت والسّلۃ لم تنقص مجھے ارشاد کیا کہ آگے آ اور کھا مگر کچھ اس میں سے چھپا نہ لے جب حضرت نے اجازت دی تو میں آگے بڑھ کے کھانے لگا کبھی تمام عمر ایسا لذیذ انگور مجھے نصیب نہوا تھا کہ مطلق بیج کا نام نہ تھا میں نے خوب سیر ہوکر کھایا مگر زنبیل سے کچھ کم نہوا ثمّ قال خذ احبّ البردین الیک فقلت انّی غنیّ عنھما بعد اسکے ارشاد کیا مجھ سے کہ ان دو چادروں میں سے جو تجھے پسند ہو لے لے میں نے عرض کی کہ مجھے ان دونوں میں سے کسی کی احتیاج نہیں ہے۔

فقال لی توار عنّی حتّٰی البسھما فتواریت عنہ فاتزر بالواحد وارتدیٰ بالاخریٰ پھر مجھ سے فرمایا کنارے ہوجا تو میں ان چادروں کو پہن لوں موافق فرمانے کے میں ہٹ گیا تو حضرت نے ایک چادر پہن لی اور ایک کو اوڑھ لیا۔ واخذ البردین الذین کانا علیہ فجعلھما

علےٰ یدہ و نزل اور وہ دو چادریں جو پہلے حضرت پہنے تھے ان کو اُتار کے ہاتھ میں لے لیا اور کوہ ابوقبیس سے نیچے اُترے فاتبعته حتیٰ اذا کان بالسعی لقیه رجل فقال اکسنی کساک الله فدفعهما الیه میں بھی حضرت کے پیچھے روانہ ہوا جب مقام سعی تک پہنچے تو ایک شخص نے آکر حضرت سے ملاقات کی اور عرض کی کہ مجھے کچھ پہنا دیجئے خدا آپ کو حلّہ ہائے بہشت سے آراستہ کرے بمجرد سوال آپ نے ان دو چادروں کو اسکے حوالہ کر دیا فلحقت الرجل فقلت من هذا قال هذا جعفر ابن محمد قال اللیث فطلبته لا سمع منه فلم اجده راوی کہتا ہے کہ میں اس وقت تک حضرت کو نہ پہچانتا تھا اس سائل کے قریب گیا اور پوچھا کہ یہ کون ہیں اس نے کہا کہ یہ رہنمائے خلق جعفرؑ ابن محمدؑ ہیں پھر میں حضرت کے پیچھے چلا کہ کچھ کلام معجز نظام سے بہرہ مند ہوں مگر حضرت سے ملاقات میسر نہ ہوئی۔

(۵) بسند معتبر یونس ابن ظبیان وغیرہ سے روایت ہے کہتا ہے وہ ایک دن ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے حضرت نے ہم لوگوں سے خطاب کرکے فرمایا کہ خزانہ زمین کے ہمارے ہاتھ میں ہیں اگر ہم اپنے پاؤں سے اشارہ کریں تو زمین فوراً اپنے خزانوں کو ظاہر کردے پس حضرت نے ایک پاؤں پھیلایا اور اوپر زمین کی کھینچا پھر ہاتھ بڑھا کر ایک سونے کا شمس بقدر ایک بالشت کے اٹھا لیا اور فرمایا کہ دیکھو ہم لوگوں نے نظر کی تو بہت سے شمس زمین پر تہ بہ تہ پڑے دیکھے کہ وہ چمک رہے تھے اس وقت ایک شخص نے ہم لوگوں میں سے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ یا حضرت آپ پر سے فدا ہوں میں باوجودیکہ آپ اس قدر مال پر قادر ہیں شیعہ آپ کے اکثر محتاج ہیں حضرت نے جواب دیا کہ خدائے تعالےٰ نے ہمارے شیعوں کے لئے بہشت کو خلق کیا ہے۔

(۶) عبداللہ ابن سنان روایت کرتا ہے کہ ایک دن حضرت صادق علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد کیا کہ ہمارا ایک حوض ہے بصرہ سے صنعائے یمن تک تو چاہتا ہے کہ اسے دیکھے میں نے عرض کی بلے یا حضرت میں آپ پر قربان ہوں اسوقت حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور مدینہ سے باہر لے جاکر ایک پاؤں زمین پر مارا فوراً مجھے ایک نہر معلوم ہوئی کہ کنارا اس کا ناپید تھا اور جہاں ہم کھڑے تھے وہ جگہ مثل جزیرے کے تھی پھر اس مقام پر ایک نہر ظاہر ہوئی کہ ایک طرف اسکی برف

زیادہ صاف اور شفاف پانی جاری تھا اور دوسری طرف دودھ بہہ رہا تھا اور بیچ میں اس نہر کے شراب یاقوت رنگ موجیں مار رہی تھی باوجودیکہ پانی اور دودھ اور شراب سب ایک جا نہر میں تھی لیکن الگ الگ معلوم ہوتی تھی اور شراب کی سرخی دونوں سفیدیوں میں ایسی خوشنما معلوم ہوتی تھی کہ روح کو فرحت ہوتی تھی میں نے عرض کیا کہ یا حضرت میں آپ پر فدا ہوں یہ نہر کہاں سے نکلی ہے فرمایا کہ یہ ایک چشمہ ہے بہشت میں کہ خدائے تعالےٰ نے قرآن میں اسکی صفت کی ہے اس نہر کے کنارے پر درخت دیکھے ان درختوں پر حوریں بیٹھی ہوئی تھی بال ان کے اس حسن وخوبی کے ساتھ تھے کہ میں نے کبھی ایسے بال نہ دیکھے تھے ان حوروں کے ہاتھ میں ظرف تھے ان ظروف کی خوبی اور لطافت عقل میں نہیں آسکتی ہے اُن ظرفوں کو ظروف دنیا سے کچھ مشابہت نہ تھی حضرت نے ایک حور کے قریب جاکر پانی کا اشارہ کیا فوراً درخت خم ہوا اور اس حور نے جھک کر ایک ظرف اس حوض سے بھرا اور ادب تمام حضرت کے ہاتھ میں دیا پھر وہ درخت سیدھا کھڑا ہو گیا حضرت نے وہ ظرف مجھے عطا فرمایا پینے کے ساتھ مجھے ایسی فرحت حاصل ہوئی کہ بیان سے باہر ہے کبھی میں نے کوئی چیز ایسی لطیف ولذیذ نہیں چکھی تھی خوشبو اس کی مشک کی سی تھی کاسے میں نظر کی تو اس میں تین رنگ کا شربت تھا اسوقت میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہوں میں نے کبھی ایسا حال مشاہدہ نہیں کیا اور نہیں جانتا تھا کہ ایسے عجائب وغرائب عالم میں ہوتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ نے ہمارے شیعوں کے لئے جو مہیا کیا ہے اس سے یہ ادنیٰ چیز ہے جب مومن دُنیا سے جاتا ہے تو اسکی روح کو اسی مقام پر لاتے ہیں اور انہیں باغوں میں سیر کرتا ہے اور اسی نہر سے سیراب ہوتا ہے اور جب دشمن ہمارا مرتا ہے تو اس کی روح کو وادی برہوت میں لے جاتے ہیں وہ ایک صحرا ہے حوالی یمن میں وہاں ہمیشہ معذب رہتا ہے۔

(۷) عن الربیع حاجب المنصور قال بعث المنصور الی الصادق جعفر ابن محمد یستقدمہ لشئ بلغہ عنہ کتاب امالی میں منقول ہے ربیع حاجب منصور دوانقی سے کہتا ہے وہ کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے خلیفہ کے پاس حضرت کی چغلی کھائی اسنے غضبناک ہوکر حضرت کو طلب کیا۔

فلما وافا بدخرج وقال اعیذک باللہ من سطوۃ ھذا الجبار فانی رایت حرتہ علیک شدیدا جب حضرت منصور دوانقی کے مکان کے قریب پہنچے اسوقت ربیع نے دروازے سے باہر نکلکر حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کو خداوندکریم کی پناہ میں دیتا ہوں سطوت وغضب سے

اس جبّار کے کہ اس وقت وہ آپ پر نہایت غضبناک ہے فقال الصادق علیہ من اللہ جنۃ واقیۃ حضرت نے بزبان معجز بیان ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم کی حفاظت میرے لئے سپر اور زرہ ہے۔ استاذن علیہ فاستاذن فاذن لہ فلمّا دخل سلّم فرد علیہ السلام تو میرے آنے سے منصور کو مطلع کر اور داخل ہونے کا اذن لے حسب ارشاد حضرت اس کو خبر کی گئی۔ تو اس نے حضرت کو بلوا لیا جب سامنے تشریف لے گئے تو موافق طریقہ نبویؐ کے رسم سلام کو بجا لائے اس نے بعد جواب سلام کے حضرت سے خطاب کر کے کہا یا جعفر قد علمت انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ قال لابیك علیؑ لولا خفت ان یقول فیك طوائف من امّتی ما قالت النصاریٰ فی المسیح لقلت فیك قولا لا تمر بملاء الّا یاخذون التراب من تحت قدمیك ولیستشفون بہ یعنی اے جعفرؑ تم جانتے ہو کہ جناب رسالتمآبؐ نے تمہارے پدر بزرگوار علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے علیؑ اگر مجھکو یہ خوف نہ ہوتا کہ چند گروہ میری امت کے تمہیں بھی ویسا ہی سمجھنے لگیں گے جیسا کہ نصاریٰ عیسیٰؑ کو کہتے ہیں تو میں بیان کرتا تمہارے باب میں ایسا کچھ کہ جس محفل و مجلس کی طرف تم گزر کرتے لوگ تمہارے قدم کے نیچے سے خاک اٹھا کے اس سے طلب شفا کرتے۔ وقال علی علیہ السلام یھلك فیّ اثنان ولا ذنب لی محبٌّ غالٍ ومفرطٌ قالٍ اور فرمایا علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہ گمراہ ہو گئے میرے باب میں دو گروہ کہ شومئ اعمال ان کی ہرگز میری طرف عاید نہیں ہے ایک وہ قوم ہیں کہ جو میری دوستی میں غلو کرتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ کہ جو مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں اس حدیث کو حضرت نے مقام عذر میں فرمایا ہے کہ لوگ جانیں کہ حضرت مقولہ غالی سے راضی نہیں ہیں۔

ولعمری انّ عیسیٰ ابن مریمؑ لو سکت عمّا قالت فیہ النصاریٰ لعذّبہ اللہ اور قسم ہے اپنی جان کی اگر حضرت عیسیٰؑ سکوت کرتے اس بات پر جو نصاریٰ ان کے حق میں کہتے تھے تو خدا تعالیٰ ان پر عذاب کرتا۔ حضرات منصور نے اس حدیث کو تمہیداً ذکر کیا تھا غرض اس کی اس سے یہ تھی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو الزام دے۔ اب سنو کہ بعد اس تمہید کے اس نے کیا کیا کہا کہ اے جعفرؑ تم جانتے ہو کہ تمہارے شیعوں نے اور دوستوں نے تمہارے باب میں بہت افراط کی ہے اور تم پر بہتان کرتے ہیں باوجود اس کے بھی تم ساکت ہو اور ان سے کچھ مزاحم نہیں ہوتے یہ سکوت کرنا تمہارا باعث غضب و قہر مالک روز جزا کا ہوگا۔ یزعم اوغاد الحجاز ورعاع الناس

انك خير خلق الله وخليفة الله وحجة المعبود وترجمانه وعيبه علمه وميزان قسطه ومصباحه الذی یقطع به الطالب عرض الظلمة زعم ناقص حمقائے حجاز و سفلہ ہائے مردم میں تم بہترین خلق اللہ ہو اور خلیفہ پروردگار ہو اور ناموس زمانہ اور حجت یگانہ اور تفسیر کرنے والے کلام باری کی اور صندوق علم اور ترازوئے عمل ہو اور چراغ ہدایت ہو کہ طالب تمہارا قطع کرتا ہے تاریکی جہل کو اور حاصل کرتا ہے روشنئ ایمان کو اور کہتے ہیں وہی حمقائے حجاز کہ جس شخص نے دنیا میں تمہارے مرتبہ کو نہیں سمجھا کوئی عمل نیک اس کا مقبول درگاہ احدیت نہوگا اور قیامت میں اس کی ترازوئے اعمال حسنات سے خالی ہوگی لوگ نسبت کرتے ہیں تمہاری طرف اس مرتبے کی جس کے تم سزاوار نہیں ہو اور بیان کرتے ہیں ایسی چیزیں جو تم میں موجود نہیں۔ فاول من قال الحق جدك واول من صدق عليه ابوك وانت حري ان تقتص آثارهما وتسلك سبيلهما جس نے بے پردہ براستی و حق کلام کیا ہے وہ جد نامدار تمہارے محمد مصطفےٰ ہیں اور پہلے جس نے ان کی حق پر تصدیق کی پدر بزرگوار تمہارے علیؑ مرتضےٰ ہیں پس تم سزاوار ہو کہ اپنے جد و آباء اطہار کی پیروی کرو اور اُن کے طریقے پر رفتار کرو فقال الصادق انا فرع من فرع الزيتونة وقنديل من قناديل اهلبيت النبوة واديب السفرة وربيب الكرام البررة ومصباح من مصابيح المشكوٰة التي فيها نور النور وصفو الكلم الباقية في عقب المصطفين الى يوم الحشر والنشور جناب صادق علیہ السلام نے اسکے اعتراض سفاہت آمیز کو سنکر زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ میں ایک شاخ ہوں شاخ زیتونیہ سے حضرات زیتونیہ کنایہ ہے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ سے اور شاخ سے اُس کی جناب امام حسین علیہ السلام مراد ہیں کہ جناب صادق علیہ السلام ایک فرع ہیں اس شاخ سے جناب احدیت کلام مجید میں فرماتا ہے شجرۃ مبارکۃ زيتونة لا شرقية ولا غربية علمائے تفسیر نے شجرہ مبارکہ سے جناب ختمی مآب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کو مراد لیا ہے اور فرمایا میں ایک قندیل ہوں قنادیل خانۂ نبوت میں سے رفتار کرنے والا ہوں موافق اخلاق و آداب انبیا کے تربیت پائے ہوئے ہوں پرہیزگاروں سے چراغ ہوں چراغ ہائے مشکوٰۃ سے جس میں نور کی تجلی ہے اور کلمۂ باقیماندہ ہوں نسل برگزیدگان خدا سے تا روز قیامت فالتفت المنصور الى جلسائه فقال هذا قد احالني على بحر مواج لا يدرك طرفه

یحیر فیہ العلماء و یغرق فیہ الشجعاء حضرت کے کلام معجز نظام کو سنکر منصور اپنے مصاحبوں
سے کہنے لگا کہ حضرت کے کلام نے مجھے ایسے دریائے مواج میں ڈالا کہ جس کا کنارہ پیدا نہیں ہے
جس میں علما حیران ہو جائیں اور جس دریا میں ہر ایک ڈوب جائیں نہ اس کلام کی نفی ہو سکتی ہے
اور نہ ان کا قتل کرنا شرعًا اور عرفًا یا عقلًا جائز ہو سکتا ہے اگر میں اور یہ ایک خاندان سے نہ ہوتے
یا رعایت قرابت منظور نہ ہوتی تو ان کو ایسی اذیت پہنچاتا کہ جس سے دوسروں کو عبرت ہوتی اس لئے
کہ میں نے مکرر سنا ہے کہ اکثر یہ ہم پر طعن کرتے ہیں اور لوگوں سے ہمارے عیوب بیان کرتے ہیں؛
فقال الصادق لا تقبل فی ذی رحمك و اهل الرعاية من اهل بيتك قول من
حرم الله عليه الجنة و جعل مأواه النار حضرت نے فرمایا کہ جن پر حق سبحانہ تعالےٰ نے جنت
کو حرام کیا ہے اور جہنم کو محل سکونت ان کا بنایا ہے تو ان کے قول کو اپنی اہلبیتؑ کے باب میں جن سے
صلۂ رحم و رعایت کرنا چاہیئے باور مکر۔ فان النمام شاهد زور و شريك ابليس فی الاغراء
بین الناس اسواسطے کہ غیبت وافترا کرنے والا شاہد زور ہے اور آپس میں نزاع و فساد ڈالنے میں
شریک ابلیس ہے وقد قال الله تبارك وتعالیٰ حقتعالےٰ نے فرمایا ہے يا ايها الذين امنوا ان
جاءكم فاسق بنباء فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم نادمين
یعنی اے ایمان دارو اگر کوئی بدکار کچھ خبر لیے تو اسے تحقیق کرو اگر کسی سے تم بجہالت و نادانی پیش
آئے تو اپنے فعل پر پشیمان ہو گے؛

ق

(۴) عن محمد بن اسمٰعيل عن موسیٰ بن القاسم الحضرمی قال ورد ابو عبد الله الصادق
من المدينة الى الكوفة فی اول ولاية ابی جعفر المنصور العباسی محمد ابن اسمٰعیل نے
موسیٰ بن قاسم حضرمی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ ایک سال حضرت صادق علیہ السلام
مدینۂ منورہ سے وارد شہر کوفہ ہوئے ان ایام میں ابو جعفر منصور عباسی تازہ تخت خلافت پر بیٹھا تھا
فقال الصادق یا موسیٰ بن القاسم امض الى الطريق الاعظم فقف على الطريق هنيئة
فانه سياتيك رجل من ناحية القادسية حضرت صادق علیہ السلام نے موسیٰ بن قاسم
سے فرمایا کہ اے موسیٰ شاہراہ کی طرف جا اور ایک لمحہ وہاں توقف کر بعد ایک ساعت کے قادسیہ
کی جانب سے ایک شخص ظاہر ہوگا؛ فاذا اتى منك فقل له هنا رجل من ولد رسول الله

صلے اللہ علیہ وآلہ یدعوک فانہ یسترید الک و یبغی معک پس جس وقت وہ شخص
تیرے قریب آوے تو اس سے کہہ کہ اس جگہ ایک شخص اولاد رسولِ خدا سے ہے وہ تجھے بلاتا ہے جب تو
پیغام میرا تو اسے دیگا وہ شخص سُنکر خوش ہوگا اور تیرے ساتھ آوے گا، قال موسیٰ فمضیت ووقفت
علی الطریق وکان الحر شدیدًا فمددت بصری فی الفلاۃ فنظرت شیئًا مقبلاً من
بعید فاذا ہو رجل علی بعیر موسیٰ ابن قاسم کہتا ہے بموجب ارشاد حضرت کے میں اُس
تنہا راہ پر جا کر کھڑا ہوا اُن ایام میں گرمی کی بہت شدت تھی پس بجانب صحرا میں نے نگاہ کی ناگاہ
دیکھا میں نے کہ دُور سے کوئی شخص آتا ہے جب بغور میں نے نگاہ کی ایک شخص شتر سوار نظر آیا کہ
میری طرف کو آتا ہے فلما دنا منی قلت لہ یا ہذا ان ہنا رجل من ولد رسول اللہ ص
یدعوک وقد وصفک لی بجمیع صفاتک پس جب وہ شتر سوار میرے قریب آیا میں نے
اس سے کہا اے شخص اس جگہ ایک مرد اولاد رسولِ خدا سے حاضر ہے اُس نے تجھے بلایا ہے اور جو
جو اوصاف تیرے ہیں ان علامتوں سے اُس نے مجھے خبر دی ہے فزاد اعجابہ وسر بذالک
قال اذہب بنا الیہ وہ شتر سوار یہ کلام سُنکر متعجب ہوا اور نہایت مسرور ہو کر مجھ سے کہنے
لگا مجھے ان کی خدمت میں لے چل قال فجاء الرجل حتی اناخ بعیرہ علی باب خیمۃ الصادق
ودخل علیہ وقبل یدیہ ورجلیہ غرض وہ شتر سوار حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں
آیا اور اونٹ کو خیمے کے دروازے پر بٹھا کر اترا اور داخل ہو کر حضرت کو سلام کیا اور دست ہائے
اطہر و پا ہائے انور کو بوسہ دیا فقال لہ الصادق ع من این اقبلت قال من اقصی بلاد الیمن
حضرت صادق نے اس سے پوچھا اے شخص تو کہاں سے آیا ہے اسنے عرض کی میں اس شہر میں سے آیا ہوں فقال لہ انت من موضع کذا وکذا
واسمک کذا قال نعم حضرت نے فرمایا فلانے محلے میں تیرا گھر تھا اور نام تیرا یہ ہے اسنے عرض کی ہاں یا ابن رسول اللہ قال فما جئت قال لزیارۃ الحسین
فقال لہ الصادق لیس جئت من غیر حاجۃ الا الزیارۃ قال نعم حضرت نے پوچھا تو اس قدر دور دراز سے کس کام کیلئے آیا اسنے کہا زیارت امام حسین
کے واسطے آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا فقط زیارت کے لئے تو آیا ہے اور کوئی کام ضروری نہیں ہے اُس
نے کہا لا الا اصلی عند قبرہ وازورہ واسلم علیہ وارجع الی اہلی تا کہ قبر مطہر کے
نزدیک نماز پڑھوں اور حضرت کی زیارت کروں اور اس جناب پر سلام بھیجوں بعد اسکے اپنے اہل و
عیال کی طرف پھر جاؤں فقال لہ الصادق فما ترون من زیارتہ قال انا نری البرکۃ

والشفاء فی انفسنا واھالینا واموالنا ومعایشنا وقضاء حوائجنا حضرت نے فرمایا تم نے کیا فائدہ دیکھا اس جناب کی زیارت میں اس نے کہا کہ امور دنیا میں ہم برکت دیکھتے ہیں اور شفا پاتے ہیں اور دولت ہماری زیادہ ہوتی ہے اور حاجات دنیوی و اخروی ہماری برآتی ہیں فقال الصادق ع فلا تحب ان ازیدك من فضل زیارته فقال ای واللہ حضرت نے فرمایا کیا تو خواہاں ہے کہ زیادہ تر اس سے فضیلت زیارت کی تجھ سے بیان کروں اس نے عرض کی یا مولا قسم بخدا میں خواہاں ہوں اس بات کا فقال اعلم یا اخا الیمن ان زیارۃ الحسین تعادل حجۃ مبرورۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت نے فرمایا اے برادر یمنی جو شخص کہ زیارت امام حسینؑ کی بجالاوے گویا اس نے رسولؐ خدا کے ساتھ ایک حج مقبول کیا فتعجب الرجل من ذالك فقال الصادق لا تعجب یا اخا الیمن بل تعادل حجتین مبرورتین فتعجب الرجل من ذالك فلم یزل الصادق یزیدہ حتی قال له تعادل ثلثین حجۃ مبرورۃ مقبولۃ مع رسول اللہ علیہ وآلہ جب اس نے اس قدر زیارت کا ثواب سنا متعجب ہوا حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا اے برادر تعجب نکر بلکہ ثواب دو حج مقبول کا اسے عطا ہوتا ہے وہ حج کہ رسولؐ خدا کے ساتھ ہوا ہو یہ سُنکر وہ مرد نہایت متعجب ہوا حضرت نے اور ترقی کی یوں ہی ہر بار وہ تعجب کرتا تھا اور حضرت بڑھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا بلکہ ثواب تیس حج مقبول کا بعہد رسولؐ خدا کے ساتھ بجالایا ہو اُسے عطا ہوگا۔

فقال الرجل اذا کان ھذا فضل زیارته فواللہ لا افارق حتی امرت اس یمنی نے کہا اگر ثواب زیارت کا اس قدر ہے تو بخدا قسم کہ میں کبھی مرقد اطہر سے جُدا نہوں گا۔ جب تک کہ روح میرے جسم سے مفارقت کرے قال ولم یزل الرجل لائذا بقبر الحسین ع حتی مات راوی کہتا ہے جو اس شخص نے کہا تھا وہی کیا یعنی اس دن سے اس نے قبر مطہر کی مجاورت اختیار کی اور عمر بھر وہاں سے جدا نہوا۔

(۹) کتاب کافی میں ابی الصّباح سے روایت ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام ایک دن سامنے بیٹھے رہے تھے امام محمد باقر علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا اتری ھذا ھذا من الذین قال اللہ عزّ وجل ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم

ائمۃً ونجعلھم الوارثین یعنی جعفر صادقؑ کو تم نے دیکھا یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں
حق سبحانہٗ تعالےٰ نے فرمایا ونرید ان نمنّ الخ یعنی جن کو لوگ روئے زمین پر ضعیف و کمزور سمجھتے ہیں ہم
چاہتے ہیں کہ ان پر احسان کریں اور انہیں امامؑ بنائیں اور وارث خلافت کریں یہ فرمانا جناب امام محمد باقرؑ
علیہ السلام کا دلیل صریح ہے جناب صادق علیہ السلام کی امامت و خلافت پر اور تمام موالف و مخالف
متفق ہیں اس بات پر کہ جناب صادق افضل و عالم تھے تمام عالم میں، ابو حنیفہ کو اہلسنت میں امام اعظم
ہونے کا مرتبہ حضرت صادق علیہ السلام کی تصدّق میں حاصل ہوا اور ابو یزید کا علوم باطن میں شہرہ
اور علم تصوف میں کمال سقائی و ولسقائی صادق آل محمدؐ کے طفیل میں ظاہر ہوا؛

(۱) کانت امامتہ علیہ السلام اربعًا وثلثین سنۃ ووصیّ الیہ ابو جعفر وصیّۃ
ظاھرۃً ونصّ علیہ بالامامۃ حضرت چونتیس برس امام زمان رہے اور حضرت امام محمد باقرؑ
علیہ السلام سے بہت سی حدیثیں حضرت کی ثبوت امامت پر نص اور دلیل ظاہر ہیں روے
ھشام ابن سالم عن جابر بن یزید الجعفی قال سئل ابو جعفر الباقر عن القائم بعدہٗ
فضرب بیدہٖ علے ابی عبد اللہ علیہ السلام فقال ھذا واللہ بعدی قائم آل محمدؐ
از آں جملہ روایت کی ہے ہشام بن سالم نے جابر بن یزید جعفی سے کہا اس نے کہ پوچھا کسی شخص نے
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ یا حضرت بعد آپ کے امامؑ کون شخص ہوگا حضرت نے جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ بعد میرے قائم آل محمدؐ یہ ہے؛

(۱) قد روے النّاس من آیات اللہ جلّ اسمہ الظّاھر علے یدہ علیہ السلام ما
یدلّ علے امامتہ وحقّہ وبطلان مقال من روے الامامۃ لغیرہ روایت کیا ہے
اکثر اشخاص نے ان آیات و معجزات کو جو حضرت کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ معجزہ دلیل ہیں حضرت
کی امامت اور اثبات حقوق پر اور بطلان پر ان لوگوں کی جو حضرت کے سوا دوسروں کو امام جانتے
ہیں؛ فمن ذالک ما رواہ نقلۃ الآثار من خبرہ علیہ السلام مع المنصور لمّا امر
الربیع باحضارہ فاحضرہ فلمّا بصربہ المنصور قال قتلنی اللہ ان لم اقتلک اتلحدنی
فی سلطانی از آں جملہ وہ واقعہ ہے جو منصور دوانقی کے ساتھ اتفاق ہوا روایت کیا ہے
اکثر ناقلان آثار نے کہ ایک دن منصور خلیفہ عباسی نے حکم کیا اپنے حاجب کو کہ نام اس کا ربیع

تھا کہ حضرت صادق علیہ السلام کو میرے پاس حاضر کر ربیع نے موافق حکم کے حضرت کو حاضر کیا جب
منصور نے حضرت کو دیکھا کہا کہ خدا مجھکو مارے اگر میں تم کو قتل نکروں تم میری سلطنت میں رخنہ
ڈالتے ہو اور فتنہ وفساد برپا کرتے ہو۔ فقال له ابوعبد الله والله ما فعلت ولا اردت
فانکان بلغك فمن کاذب وانکنت فعلت فقد ظلم یوسف فغفر وابتلی ایوب
فصبر واعطے سلیمان فشکر فهولاء انبیاء الله والیهم یرجع حضرت نے جواب دیا کہ قسم
بخدا میں نے تیری سلطنت میں کسی طور کا رخنہ اور فساد نہیں ڈالا بلکہ اس امر کا ارادہ بھی
نہیں کیا اس خبر کو کسی نے تجھ سے بیان کیا ہے تو وہ مفتری وکاذب ہے اور اگر بالفرض میں نے کیا
ہے تو حضرت یوسفؑ پر ان کے بھائیوں نے ظلم وستم کیا اور انہوں نے بخش دیا اور حضرت ایوبؑ بلاء ولا
میں مبتلا ہوئے تو صبر کیا اور جناب احدیت نے حضرت سلیمانؑ کو نبوت اور سلطنت تمام روئے زمین
کی عطا کی تو وہ اس کا شکریہ بجالائے یہ لوگ نبی تھے تجھے چاہیئے کہ تو بھی ان لوگوں کے طریقے پر
رفتار کر فقال له المنصور اجل ارتفع فارتفع فقال ان فلان بن فلان اخبرنی عنك بما
ذکرت فقال احضره یا امیر المومنین لیواقفنی علے ذالك جب حضرت نے اس طرح کے
کلمے فرمائے تو وہ نادم ہو کر کہنے لگا کہ ہاں میں بھی اسی طریقے پر عمل کروں گا آپ اوپر تشریف لائیں
جب حضرت اوپر جا کر بیٹھے اس وقت اس نے ظاہر کیا کہ فلانے شخص نے مجھ سے یہ امور آپ کی
نسبت میں بیان کئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اے امیر المومنینؑ اس شخص کو اس وقت حاضر کر تا میرے
سامنے آن کر مقابلہ کرے فاحضرا لرجل المذکور فقال له المنصور انت سمعت ما حکیت
عن جعفر فقال نعم چنانچہ جب وہ حاضر ہوا منصور نے پوچھا کہ تو نے جو امر مجھ سے بیان
کیا خود تو نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا ہے اس نے کہا ہاں میں نے حضرت سے سنا ہے
فقال له ابوعبد الله علیه السلام فاستحلفه علے ذالك حضرت نے منصور سے فرمایا
کہ اس شخص سے قسم لے اس بات کی فقال له المنصور اتحلف قال نعم وابتدا بالیمین
منصور نے اس شخص سے پوچھا کہ تو قسم کھائے گا اس نے کہا ہاں میں قسم کھاؤں گا یہ کہکر
قسم کھانی شروع کر دی۔ فقال له ابوعبد الله دعنی یا امیر المومنین اخلفه انا
فقال له افعل حضرت صادق علیہ السلام نے اس کی جرأت دیکھکر فرمایا کہ اے امیر المومنین مجھے

اجازت دے کہ میں اس سے قسم لوں منصور نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے جس طرح سے چاہیں
آپ قسم لیں فقال ابوعبداللہ للساعی قل برئت من حول اللہ وقوتہ والتجات الی
حولی وقوتی لقد فعل کذا وکذا جعفر حضرت نے مفتری سے فرمایا کہ کہہ کہ بری ہوتا ہوں میں
حول وقوت خدا سے اور بھروسہ کرتا ہوں اپنی حول و قوت پر کہ جو کچھ میں کہتا ہوں بہ نسبت جعفرؑ
کے اس میں میں سچا ہوں۔ فامتنع هنيئة ثم حلف بها فما برح حتى ضرب برجله پہلے
تھوڑی دیر تو اس طرح پر قسم کھانے میں تامل کیا آخر اسیطرح سے قسم کھائی اور قسم کھاتے
ہی گر پڑا اور پاؤں زمین پر رگڑنے لگا فقال ابوجعفر جروا برجله فاخرجوه لعنه الله اس
وقت منصور نے کہا کہ اس کا پاؤں پکڑ کر کھینچو اور باہر لے جا کر پھینکو کہ یہ شقی لعنت خدا میں
گرفتار ہوا۔ قال الربيع وكنت رأيت جعفر ابن محمد عليهما السلام حين دخل على
المنصور يحرك شفتيه وكلما حركهما سكن غضب المنصور حتى ادناه ورضي عنه
ربیع کہتا ہے کہ جس وقت حضرت صادق علیہ السلام منصور کے پاس تشریف لے گئے میں نے
دیکھا کہ حضرت کے لب ہائے مبارک حرکت کرتے ہیں گویا اس وقت کچھ حضرت پڑھ رہے تھے
ساتھ ہی اسکے دیکھا کہ منصور کا غیظ وغضب فرو ہوگیا اور اس قدر مہربان ہوا کہ اپنے قریب
بلا کر بٹھایا اور کمال راضی ہوا۔ فلما خرج ابوعبدالله عليه السلام من عند ابي جعفر
تبعته فقلت ان هذا الرجل كان اشد الناس غضبا عليك فلما دخلت عليه
كنت تحرك شفتيك وكلما حركتهما سكن غضبه فباي شيء كنت
تحركهما جب حضرت منصور سے رخصت ہوکر باہر تشریف لائے میں حضرت کے پیچھے روانہ ہوا اور
حضرت کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت خلیفہ آپ پر کمال غضبناک تھا اور آپ جس وقت اسکے
پاس تشریف لے گئے تو آپ کے لب ہائے مبارک ہل رہے تھے جس وقت آپ کے لبوں کو جنبش ہوئی فوراً
اس کا غصہ فرو ہوگیا مجھ سے ارشاد ہو کہ اسوقت آپ کیا پڑھ رہے تھے قال بدعاء جدي الحسين
ابن علي عليهما السلام قلت جعلت فداك ما هذا الدعاء حضرت نے فرمایا کہ میں اس وقت اپنے
جد امجد جناب سید الشہدا علیہ السلام کی دعا کو پڑھ رہا تھا ربیع نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں وہ دعا کونسی
ہے قال يا عدتي عند شدتي ويا غوثي عند كربتي احرسني بعينك التي لا تنام واكنفني

بوکنٹ الذی لا یرام قال الربیع فحفظت ھذا الدعاء فما نزلت بی شدۃ قط الا
دعوت بہ ففرج عنی ربیع کہتا ہے کہ میں نے اس دعا کو یاد کر لیا اور جس سختی و مصیبت میں اسے
پڑھا فوراً مجھے اس سے نجات حاصل ہوئی قال فقلت لابی عبد اللہ جعفر ابن محمد علیہما
السلام لم منعت الساعی ان یحلف باللہ قال کرہت ان یراہ اللہ یوحدہ و یمجدہ
فیحلم عنہ و یؤخر عقوبتہ فاستحلفتہ کما سمعت فاخذہ اللہ تعالیٰ اخذۃ رابیۃ
ربیع کہتا ہے کہ پھر میں نے حضرت کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا حضرت آپ نے ... مفتری سے
واللہ باللہ کی قسم کیوں نہ لی آپ نے فرمایا کہ میں نے مکروہ جانا اس
امر کو کہ وہ ایسے اسموں کی قسم کھائے کہ جس میں خدا کی وحدانیت اور رحمت نکلتی ہو
اور اگر یہ سبب اس کے کہ خدا اسے تعالیٰ دیکھے کہ وہ اسکی توحید اور تمجید کرتا ہے
مبادا اس سبب اپنے حکم و رحمت کے عذاب کے نازل کرنے میں تاخیر فرماوے اسلئے میں نے اسے اس
طرح کھلوایا جیسا کہ تو نے سُنا پس حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اپنے عذاب سخت میں اُسے گرفتار کیا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

(۱) قال الشیخ المفید رحمہ اللہ تعالیٰ کان مولد ابی الحسن موسےٰ علیہ السلام
بالابواء سنۃ ثمان و عشرین و مائۃ وقبض علیہ السلام ببغداد فی حبس السندی
بن شاہک لست خلون من رجب سنۃ ثلث و ثمانین و مائۃ فرمایا شیخ مفید علیہ الرحمہ
نے کہ ولادت باسعادت جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی منزل ابواء میں ۱۲۸ھ ہجری میں واقع ہوئی
مشہور یوں ہے کہ صفر کی ساتویں تاریخ تھی اور شہر بغداد میں سندی بن شاہک کی قید میں ماہ رجب کی
چھٹی کو ۱۸۳ھ ہجری میں اس جناب نے دار دنیا سے انتقال فرمایا۔
ولہ یومئذ خمس و خمسون سنۃ سن مبارک اس جناب کا پچپن برس کا تھا و امہ ام ولد
یقال لھا حمیدۃ البربریۃ وقیل الاندلسیۃ حضرت کی والدہ ام ولد تھیں نام ان کا حمیدہ

ہے اور وہ بربر سے آئی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ اندلس سے آئی تھیں اور اندلس ایک ملک ہے ولایت فرنگستان کا جہاں بنی اُمیہ کی خلافت کئی سو برس تک رہی وکانت مدّۃ خلافتہ ومقامہ فی الامامۃ بعد ابیہ علیہ السلام خمسًا وثلثین سنۃ حضرت کی مدت خلافت اور مقام امامت بعد حضرت صادق علیہ السلام کے پینتیس برس تھی وکان یکنّی ابا ابراھیم وابا الحسن وابا علی ویعرف بالعبد الصّالح والکاظم کنیت اس جناب کی ابو ابراہیم وابو الحسن وابو علیؑ ہے اور لوگ حضرت کو عبد الصالح وکاظمؑ کہتے تھے اس سبب سے کہ حضرت رات رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے اور کیسا ہی کچھ ظلم وستم ہو جائے آپ درگذر فرماتے تھے اور مدفن مبارک شہر بغداد کے مقابر قریش میں ہے۔

(۲) روی الوشاء عن علی بن الحسین عن صفوان الجمال قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن صاحب ھذا الامر فقال انّ صاحب ھذا الامر لا یلھو ولا یلعب۔ روایت کی ہے وشاء نے علی بن الحسینؑ سے اس نے صفوان جمال سے کہا صفوان نے کہ میں نے سوال کیا حضرت صادق علیہ السلام سے کہ امام و رہنمائے خلق بعد آپ کے کون ہے حضرت نے فرمایا کہ سزاوار منصب امامت وہ شخص ہے جو مصروف لہو و لعب نہیں ہوتا۔ فاقبل ابو الحسن موسی علیہ السلام وھو صغیر ومعہ عناق مکیّۃ وھو یقول اسجدی لربّک فاخذہ ابو عبد اللہ علیہ السلام وضمّہ الیہ وقال بابی وامّی من لا یلھو ولا یلعب حضرت صادق علیہ السلام مجھسے یہ فرما رہے تھے کہ ناگاہ جناب موسی کاظم علیہ السلام داخل ہوئے اُسوقت وہ جناب کمسن تھے اور ایک بکری کا بچہ اس جناب کے ساتھ تھا اس سے فرماتے تھے کہ اپنے خدا کو سجدہ کر حضرت صادق علیہ السلام نے خوش ہو کر اس معصوم کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ میرے ماں باپ قربان ایسے طفل پر جو مصروف لہو ولعب نہیں ہوتا۔

(۳) روی ابو بصیر قال قلت لابی الحسن بن جعفر علیھما السلام جعلت فداک بم یعرف الامام روایت کی ہے ابو بصیر نے کہ پوچھا میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہ فدا ہوں میں آپ پر امام کس علامت سے پہچانا جاتا ہے؟ قال بخصال امّا اوّلھن فانہ بشیٔ تقدّم من ابیہ واشارتہ الیہ لیکون حجّۃ فرمایا حضرت نے کہ پہلی علامت یہ ہے کہ قول

امام سابق اسکی امامت پر نص اور دلیل ہو یعنی اس امام کے باپ نے فرمایا ہو کہ بعد میرے یہ فرزند میرا خلیفہ اور رہنمائے خلق ہے ویسئل فیجیب دوسرے یہ کہ جس مسئلہ کو لوگ اس سے استفسار کریں اسکا جواب شافی دے واذا سکت عنه ابتدأ بلکہ جو امر کہ آدمی کے دل میں ہو قبل سوال کے اسکو بیان کردے یخبر بما فی غد خبر دے لوگوں کو ان اُمور کی جو ان سے کل واقع ہوں گے ویکلم الناس بکل لسانٍ اور کلام کرے آدمیوں سے جس زبان میں کہ وہ کلام کریں ثمّ قال یا محمّدٌ اعطیك علامۃً قبل ان تقوم بعد اسکے فرمایا کہ اے محمد میں عطا کرتا ہوں تجھے ایک علامت قبل اسکے کہ یہاں سے تو اُٹھ جاوے فلم نلبث ان دخل علیه رجل من خراسان فکلّمه الخراسانی بالعربیه فاجابه ابوالحسن بالفارسیۃ ابو بصیر کہتا ہے کہ ہنوز میں حضرت کی خدمت سے رخصت نہ ہوا تھا کہ ایک شخص خراسانی اس جناب کے پاس داخل ہوا اور زبان عربی میں حضرت سے باتیں کرنے لگا حضرت نے اس کو زبان فارسی میں جواب دیا؛

فقال له الخراسانی واللّٰه ما منعنی ان اکلّمك بالفارسیۃ الّا انی ظننتك انك لا تحسنها مرد خراسانی نے عرض کیا کہ میں نے جو آپ سے عربی میں باتیں کیں اسکی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے زعم میں سمجھا تھا کہ آپ زبان فارسی نہیں سمجھتے؛ فقال سبحان اللّٰه اذا کنت لا احسن اجیبك فما فضلی علیك فیما یستحق به الامام حضرت نے اس خراسانی سے فرمایا کہ سبحان اللّٰہ اگر میں تیرا جواب تیری زبان میں نہ دے سکوں تو مجھے تجھپر کیا فضیلت ہو اگر امام مثل سب آدمیوں کے ہو تو مستحق امامت کا کس سبب سے ہو؛ ثمّ قال یا ابا محمّدٍ انّ الامام لا یخفیٰ علیه کلام احد من النّاس ولا منطق الطیر ولا کلام شیءٍ فیه روح؛ بعد اسکے فرمایا کہ اے ابو محمد امام پر کسی شخص کا کلام مخفی نہیں ہے یہاں تک کہ پرندوں کے کلام بھی سمجھتا ہے بلکہ جتنے جاندار ذی روح ہیں امام سب کی زبان کو سمجھتا ہے؛

(۴) روی علی ابن ابی حمزۃ البطائنی قال خرج ابوالحسن موسیٰ فی بعض الایام عن المدینه الی الضیعۃ لہ خارجۃ عنها روایت ہے علی ابن حمزہ بطائنی سے کہا اس نے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیه السلام ایک دن بیرون مدینہ اپنے باغ کی طرف تشریف لے چلے؛ فصحبته وکان علیه السلام راکبًا بغلته وانا علیٰ حمارٍ لی میں بھی حضرت کے ہمراہ رکاب

ہوا وہ جناب اپنی قاطر پر سوار تھے اور میری سواری میں ایک حمار تھا فلما صرف فی بعض الطریق
اعترضنا اسد فاحجمت عنہ خوفاً واقدم ابوالحسن غیر مکترث بہ تھوڑی ہی
راہ قطع کی تھی کہ ناگاہ ایک شیر سامنے سے نمودار ہوا اسکو دیکھتے ہی مجھ پر خوف غالب ہوا اور سہم
کھڑا ہوگیا اور حضرت بے خوف و خطر اسکے سامنے تشریف لے گئے۔ فرایت الاسد یتذلل الی
الحسن وہمہم توقف لہ ابوالحسن علیہ السلام کالمصغی الی المہمۃ ووضع
یدہ علی کفل نعلتہ وقد ہمتنی نفسی من ذالک وخفت خوفاً عظیماً ابوحمزہ کہتا
ہے دیکھا میں نے کہ وہ شیر حضرت کے سامنے آن کر جزع اور فزع کرنے لگا اور اپنی زبان میں اس
جناب سے کچھ عرض کرنے لگا اور حضرت بتوجہ تمام اس شیر کی باتوں کو سنتے تھے جیسے حاکم عادل مستغیث
کی فریاد کو بگوش دل سنتا ہے غرض وہ شیر اتنا حضرت کے قریب آیا کہ اپنے پنجے کو قاطر کے پٹھے پر رکھ
دیا یہ دیکھکر ہم وغم مجھپر غالب ہوا اور نہایت ڈرا میں کہ مبادا یہ شیر حضرت پر حملہ کرے۔
ثم تنحی الاسد الی جانب الطریق وحول ابوالحسن موجہ علیہ السلام وجہہ الی القبلۃ
وجعل یدعوا ویحرک شفتیہ بما لم افہمہ جب حضرت اس کی فریاد کو سن چکے اسوقت وہ
شیر مڑکر راستے پر کھڑا ہوا اور امام رو بقبلہ ہوکر مصروف دعا ہوئے اور آہستہ آہستہ درگاہ باری
میں دعا کرتے تھے میں نے فقط اس جناب کے لبوں کی حرکت سے دریافت کیا وگرنہ میری سمجھ میں
کچھ نہیں آیا ثم اومی بیدہ الی الاسد ان امض فہمہم الاسد ہمہمۃ طویلۃ وابوالحسن
علیہ السلام یقول امین۔ امین وانصرف الاسد حتی غاب عنا ومضی ابوالحسن لوجہہ
بعد اسکے حضرت نے اپنے دست مبارک سے اس شیر کو اشارہ فرمایا کہ چلا جا حضرت کے اشارہ
فرمانے سے اس شیر نے دیر تک ہمہمہ کیا اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے تھے آمین
آمین پھر وہ شیر روانہ ہوگیا یہاں تک کہ ہماری نظروں سے غائب ہوگیا اور جناب معصوم اپنے
راستے پر روانہ ہوئے۔ فلما بعدنا عن الموضع قلت لہ جعلت فداک ما شان ھذا
الاسد فقد خفتہ واللہ علیک وعجبت من شانہ معک جب اس مقام سے ہم آگے
بڑھے اس وقت میں نے حضرت کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ یا حضرت میں آپ پر فدا ہوں
اس شیر کا کیا ماجرا تھا اور میں حضرت کے واسطے خائف اور ہراساں تھا کہ وہ شیر آپ کے قریب ہے

مبادا آپ پر حملہ کرے مگر اس نے آپ سے اسطرح کی حرکتیں کی کہ مجھے نہایت تعجب ہوا۔ فقال لی ابوالحسن انہ خرج یشکوا الی عسر الولادۃ علی لبوتہ وسالنی ان اسئل اللہ تعالیٰ ان یفرج عنہا ففعلت ذالک حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اس کی شیرنی دروزہ میں مبتلا تھی بسبب اس اضطرار کے وہ اپنی بھٹ سے نکلکر میرے پاس آیا تھا کہ میں اس کے لئے جناب احدیت میں دعا کروں چنانچہ میں نے اسکے حسب خواہش جناب باری سے دعا کی۔ فقال لی امض فی حفظ اللہ فلا سلط اللہ علیک وعلی ذریتک ولا علی احد من شیعتک شیئا من السباع نقلت آمین اسوقت شیر نے بھی میرے لئے دعا کی اور اپنی زبان میں کہا کہ اب آپ تشریف لے جاویں اور خدائے تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنے حفظ وامان میں رکھے اور نہ مسلط کرے آپ پر اور نہ آپ کی ذریت پر اور نہ آپ کے دوستوں پر کسی درندے کو وہ بھی دعا کرتا تھا اور میں نے جو آمین کہا اس کی وجہ یہی تھی۔

(۵) ذکر ابن الجوزی فی الصفوۃ وابن طلحۃ فی کتابہ وغیرھما عن شقیق البلخی" مشاہیر اہلسنت ابن جوزی اور ابن طلحہ وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں شقیق بلخی سے روایت کی ہے قال خرجت حاجا فی سنۃ تسع واربعین ومائۃ فنزلت القادسیۃ شقیق کہتا ہے کہ ۱۴۹ھ میں بارادۂ حج میں اپنے گھر سے نکلا اور منزل قادسیہ میں اترکر کثرت خلائق کو اور ان کی زینت کو نظر کر رہا تھا ناگاہ دیکھا میں نے ایک جوان رعنا کو کہ گلے میں اسکے لباس صوف ہے اور پاؤں میں نعلین عربی ہے اور لوگوں سے علٰحدہ بیٹھا ہوا ہے میں نے اُسے دیکھکر اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص فرقۂ صوفیہ میں سے معلوم ہوتا ہے چاہتا ہے کہ لوگوں کو دام فریب میں لاوے چلکر اسکو زجر اور توبیخ کیا چاہیئے یہ ارادہ کرکے میں اسکی طرف چلا جب مجھے اپنی طرف آتے دیکھا فقال یا شقیق اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ثم ترکنی ومضی کہا کہ اے شقیق خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اکثر شبہوں سے پرہیز کیا کرو بلا شک بعضے شبہات معصیت ہیں یہ کہکر وہ جوان وہاں سے روانہ ہوگیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بڑا امر عظیم ہے کہ اس نے میرے دل کی بات کو ظاہر کردیا اور باوجودیکہ مجھ سے ملاقات نہیں ہے میرا نام لیکر مجھ سے خطاب کیا ما ھذا الا عبد صالح یہ شخص ضرور کوئی مرد نیک ہے اس کی ملاقات

سے مشرف ہونا چاہیئے یہ ارادہ کرکے میں بھی روانہ ہوا ایک مقام پر پھر ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ وہ شخص نماز میں مصروف ہے اور تمام اعضا اس کے خوف خدا سے کانپ رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں وہاں اس ارادہ سے ٹھہر گیا کہ نماز سے فراغت کرلے تو چلکر ملاقات کروں جب نماز پڑھکر بیٹھا میں اسکی طرف چلا فلما رانی مقبلاً قال یا شقیق اتل وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحًا ثم اهتدیٰ ثم ترکنی ومضیٰ جب اس جوان نے مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا کہا اے شقیق تلاوت کر اس آیہ کی جس میں جناب احدیت فرماتا ہے کہ بے شک میں بخش دیتا ہوں اس شخص کو جو توبہ کرے اور عمل نیک بجالائے بعد اسکے ہدایت پائے اتنا کہہ کر وہ جوان وہاں سے بھی روانہ ہوگیا۔

فقلت هذا الفتی من الابدال لقد تکلم علی سری مرتین میں نے کہا بلاشک یہ شخص ابدال میں سے ہے کہ دو مرتبہ میرے دل کی بات کہہ دی۔ فلما نزلنا زبالة اذا انا بالفتی قائم علی البئر وبیده رکوة یرید ان یستقی ماء جب ہم لوگ منزل زبالہ میں پہنچے تو اس جوان کو دیکھا کہ ایک کنوئیں پر کھڑا ہوا ہے اور ایک ڈولچی ہاتھ میں ہے چاہتا ہے کہ پانی نکالے فسقطت الرکوة من یده فی البئر وانا انظر الیه فرایته قد رمق الی السماء وسمعته یقول ناگاہ ڈولچی اس کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر پڑی اور میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک مرتبہ آسمان کی طرف نظر کی اور سنا میں نے کہ درگاہ باری میں اسطرح مناجات کرتے تھے

انت ربی اذا ظمات الی الماء	وقوتی اذا اردت الطعاما
اللهم سیدی مالی غیرها	ربنا فلا تعدمنیها

یعنی بارالٰہا وقت تشنگی تو ہی پانی پلانے والا ہے اور وقت گرسنگی تو ہی غذا کا مہیا کرنیوالا ہے خداوندا اس ڈولچی کے سوا دوسری میرے پاس نہیں ہے اسکو میرے ہاتھ سے نہ جانے دے قال شقیق فواللہ لقد رایت البئر وقد ارتفع ماؤها فمد یده فاخذ الرکوة فتوضأ وصلی اربع رکعات شقیق کہتا ہے کہ قسم بخدا میں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی بلند ہوا یہاں تک کہ ہاتھ بڑھاکے ڈولچی لے لی اور وضو کرکے چار رکعت نماز پڑھی۔

ثم مال الی کثیب رمل فجعل یقبض بیدہ ویطرحہ فی الرکوۃ ویحرک ویشرب بعد اسکے اس ریگ کے ٹیلے کی طرف گئے اور اپنے دست مبارک سے ریگ کو اٹھاتے تھے اور ڈولچی میں ڈال ڈال کر ہلا کے پی جاتے تھے بعد اس کے میں قریب گیا اور سلام کیا میرے سلام کا جواب دیا فقلت اطعمنی من فضل ما انعم اللہ علیک فقال یا شفیق لم تزل نعم اللہ علینا ظاہرۃ و باطنۃ فاحسن ظنک بربک عرض کی میں نے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے جو نعمت آپ کو دی ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی دیجئے حضرت نے جواب دیا کہ اے شفیق خدائے تعالےٰ کی نعمتیں ہمارے لئے ہمیشہ ظاہر اور باطن موجود ہیں تو حق تعالےٰ سے اعتقاد کو درست رکھ ثم ناولنی الرکوۃ فشربت منہا فاذا ھو سویق و سکر فواللہ ما شربت قط الذمنہ ولا طیب ریحا بعد اس کے ڈولچی مجھے عنایت کی میں نے اسے پیا تو معلوم ہوا کہ ستو اور شکر ہے قسم کی خدا کی کہ ایسی لذیذ اور اس بو باس کے ستو مجھے کبھی نصیب نہیں ہوئے تھے اس کے پینے سے بھوک اور پیاس میری رفع ہوئی اور اس قدر سیری حاصل ہوئی کہ کئی دن تک کھانے اور پانی کی احتیاج نہوئی بعد اسکے پھر اس بزرگوار سے ملاقات نہ ہوئی یہاں تک کہ مکے میں داخل ہوا وہاں پہنچ کر ایک شب کو دیکھا کہ نزدیک قبۃ المیزاب کے آدھی رات سے صبح تک بخشوع و خضوع نماز میں مصروف رہے اور خوف خدا سے برابر گریہ و بکا کرتے رہے یہاں تک کہ رات تمام ہوئی۔ فلما رای الفجر جلس فی مصلاہ یسبح اللہ ثم قام فصلی الغداۃ فطاف بالبیت اسبوعا وخرج جب آثار صبح نمودار ہوئی تو وہ جناب بیٹھکر تسبیح و تحمید میں مصروف ہوئے اور نماز صبح سے فارغ ہوکر سات مرتبہ خانۂ خدا کا طواف کیا اور باہر نکلے۔ فتبعتہ فاذا لہ غاشیۃ وموال وعلے خلاف ما رایتہ فی الطریق ودار بہ الناس من حولہ یسلمون علیہ جب روانہ ہوئی تو میں پیچھے پیچھے چلا اس وقت نہ تھے اور ہی صورت نظر آئی یعنی راہ میں برابر پا پیادہ اور تنہا دیکھتا تھا اور اس وقت سواری اور اسباب اور سامان ریاست جیسا کچھ چاہئے سبھی موجود تھا اور لوگوں کو دیکھا کہ حضرت کے گرد ہیں اور باآداب تمام سلام کرتے جاتے تھے۔ فقلت لبعض من رایتہ یقرب منہ من ھذا الفتی فقال موسےٰ بن جعفر بن محمد بن علے ابن الحسین ابن علے ابن ابیطالب علیہم السلام ہیں جو لوگ کہ حضرت کے مقرب تھے ان میں سے میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں اس نے کہا کہ یہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں شفیق کہتا ہے کہ اس وقت

میں نے کہا کہ ایسے معجزات اور عجائب نہیں ہوتے ہیں مگر ایسے ہی بزرگواروں سے!

(۶) ابن بابویہ علیہ الرحمہ وغیرہ نے اسطرح سے لکھا ہے کہ جب ہارون رشید نے اپنے چودہ بیٹوں میں سے تین کو انتخاب کیا اور ایک کے بعد دوسرے کو ولیعہد قرار دیا یعنی پہلے ولی عہد کیا محمد امین کو جو زبیدہ کے بطن سے تھا بعد اسکے عبداللہ مامون کو اسکے بعد قاسم مومن کو چونکہ جعفر ابن محمد ابن اشعث امین کا مربی اور مقرب تھا اس جہت سے وزیر اعظم یعنی یحییٰ برمکی کو اندیشہ ہوا کہ بعد ہارون کے امین خلیفہ ہوگا تو ابن اشعث مالک اور مختار ہو جائے گا اسوقت دولت اور ریاست میرے خاندان سے منقطع ہو جائے گی یہ خیال کر کے درپے اسکی خرابی کا ہوا اور اکثر ہارون رشید سے اس کی چغلی کھایا کرتا تھا از انجملہ ایک دن ہارون رشید سے ظاہر کیا کہ ابن اشعث شیعہ ہے اور امام موسیٰ کاظم کو امام اور خلیفۂ عصر جانتا ہے اور جو کچھ اسکو بہم پہنچتا ہے خمس اس کا حضرت کو بھیجا کرتا ہے ہارون پر یہ خوف یحییٰ کا کارگر ہو گیا! چنانچہ ایک روز یحییٰ وغیرہ سے پوچھا کہ تم لوگوں کی دانست میں اولاد ابو طالبؑ میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جسے طلب کر کے موسیٰ کاظمؑ کے احوال کو اس سے دریافت کروں اسوقت سبھوں نے بالاتفاق اس سے کہا کہ اگر محمد ابن اسمٰعیل کو جو کہ ان کا بھتیجا ہوتا ہے طلب کر تو سب احوال ان کا بخوبی منکشف ہو جاوے اسلئے کہ وہ ان کا محرم راز اور محل اعتماد ہے خلاصہ یہ کہ ہارون رشید نے محمد ابن اسمٰعیل کے طلب میں نامہ لکھا باوجودے کہ حضرت اس بے حیا سے اکثر احسان فرماتے تھے لیکن اس بدبخت نے کچھ حضرت کا پاس ولحاظ نہ کیا نامہ پہنچتے ہی بغداد کا عازم ہوا علی ابن جعفر کہتے ہیں کہ ایک دن محمد ابن اسمٰعیل میرے پاس آ کر مجھ سے کہنے لگا کہ میں عازم بغداد ہوں اگر آپ میرے ساتھ تشریف لے چلتے تو میں آپ کے ساتھ چلکر اپنے عم نامدار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے رخصت ہو لیتا علی کہتے ہیں کہ میں اسے اپنے ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں ایک امر میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں اگر آپ کے نزدیک مصلحت اور مناسب ہو تو عمل میں آوے اور اگر مناسب نہو تو منع فرمایئے کیونکہ سوا رسولِ خدا[۳] اور آئمہ ہدیٰ کے سب لوگ خاطی ہیں حضرت نے پوچھا کہ وہ کونسا عمل ہے قلت هذا ابن اخيك يريد ان يودعك ويخرج الى بغداد میں نے عرض کی کہ آپ کا بھتیجا محمد ابن اسمٰعیل بغداد کا عزم رکھتا ہے آپ سے رخصت ہونے آیا ہے حضرت نے اسے قریب بلا کے پوچھا کہ تو نے کس لئے بغداد کا ارادہ کیا ہے اس نے کہا کہ بہت پریشان ہوں اور مقروض ہو گیا ہوں حضرت نے

فرمایا کہ میں تیرے قرض کو ادا کروں گا اور خرچ کا بھی متکفل ہوں گا اس نے نہ مانا اور کہا مجھے رخصت فرمائیے اور کچھ وصیت کیجیے: فقال اوصیک ان تتقی اللہ فی دمی حضرت نے فرمایا کہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا خوف کرنا اور میرے خون میں شریک نہ ہونا: تین مرتبہ اس نے عرض کی کہ کچھ وصیت فرمائیے حضرت نے تینوں مرتبہ یہی ارشاد کیا جب اس نے نہ مانا تو حضرت نے اسے رخصت کیا اور سو دینار زادِ راہ کے لیے عنایت کیے بعد اس کے سو درہم اور عطا کیے اور فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ یہ میرے خون میں شریک ہوگا اور فرزندوں کو میرے یتیم کرے گا میں نے عرض کی کہ یا حضرت جب آپ جانتے ہیں کہ یہ آپ کا دشمن ہے اور اس سے ایسی شقاوت ظاہر ہوگی تو کیوں آپ اس سے اس قدر سلوک کرتے ہیں فقال اذا وصلته وقطعنی قطع اللہ حضرت نے فرمایا کہ جب میں اس سے صلۂ رحم کروں گا اور وہ مجھ سے عداوت کرے گا تو خدائے تعالیٰ اسکی عمر کو قطع کرے گا یعنی جو کوئی اپنے محسن سے بدی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو دنیا و آخرت میں مبتلائے عذاب کرتا ہے: بعد اسکے تین ہزار درہموں کی ایک تھیلی اور عنایت فرمائی اسے لے کر بہت خوش ہوا میں سمجھا کہ اب یہ جانے سے باز رہے گا: لیکن وہ بے حیا یہ سب لے کر بغداد کو روانہ ہو گیا: حتّٰی دخل علی ھارون وقال ما ظننت ان فی الارض خلیفتین حتّٰی رایت عمّی موسیٰ بن جعفر یسلّم علیہ بالخلافۃ باغوائے یحییٰ برمکی وقت ملاقات ہارون رشید سے کہا کہ ایک زمانے میں دو خلیفہ نہیں ہو سکتے تو بغداد کا خلیفہ ہے اور مدینے میں میرے چچا خلیفہ کہلاتے ہیں چنانچہ لوگ اطراف بلاد سے ان کو خراج بھیجتے ہیں اور خزانہ وافر جمع کیا ہے اور اسباب اور سلاح بھی بہت سا جمع کیا ہے ہارون نے خوش ہو کے حکم کیا کہ بیس ہزار درہم اسکو دیں یہ کمبخت شاد و بشاش ہارون رشید سے رخصت ہو کے اپنے مکان میں آیا آتے کے ساتھ ہی ایسا ایک درد اسکے حلق میں پیدا ہوا کہ اسکے صدمے سے اسی شب کو داخل عذاب خدا ہوا: اور اس مال سے کچھ منتفع نہ ہوا اور وہ درہم سب پھر خلیفہ کے خزانہ میں داخل ہوئے: بعد اسکے سنہ ۱۷۹ھ میں ہارون رشید بہ بہانۂ حج بغداد سے روانہ ہوا اور اطراف بلاد میں نامے لکھے کہ علما اور سادات اور اعیان اور اشراف سب مکے میں حاضر ہو کے ولیعہد سے بیعت کریں:

یعقوب ابن داؤد روایت کرتا ہے کہ جب ہارون رشید مدینے میں داخل ہوا ایک شب میں یحییٰ برمکی کی ملاقات کے لئے گیا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ آج میں نے دیکھا کہ ہارون رشید جناب رسالتمآب کی

قبر اطہر سے خطاب کر کے کہتا تھا کہ یا رسولؐ خدا چونکہ مجھے موسیٰ ابن جعفر سے اطمینان نہیں ہے ڈرتا ہوں کہ مبادا فتنہ اور فساد برپا کریں تو آپ کی اُمت ناحق قتل اور برباد ہو اسلئے چاہتا ہوں کہ ان کو قید کروں آپ سے اس کا عذر کرتا ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کل انہیں قید کریگا جب دوسرا روز ہوا تو ہارون نے فضل بن یحیٰی کو بھیجا اس وقت امام علیہ السلام نزدیک قبر مطہر جناب رسولخدا مصروف نماز تھے اسی حالت میں حضرت کو گرفتار کیا راوی کہتا ہے کہ جب حضرت کو گرفتار کیا اور کھینچ کر مسجد سے باہر لے چلے اُسوقت اس جناب نے اپنے جد بزرگوار کی قبر سے متوجہ ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں آپ سے آپ کی اُمت کی شکایت کرتا ہوں کہ ان کے ہاتھوں سے کیسے کیسے ظلم اور جور آپ کی اہلبیتؑ کو پہنچتے ہیں اُسوقت حضرت کے اس کلام جگر خراش سے کسی کو ضبط کی طاقت نہ رہی اور صدائے نالہ و فغاں لوگوں میں بلند ہوئی جب حضرت کو ہارون کے پاس لائے اس وقت اُس نے کلمات بیہودہ حضرت کی شان میں کہے اور دو محملیں طیار کروائیں ایک پر حضرت کو سوار کر کے بصرے کو روانہ کیا اور دوسرے کو خالی بغداد کی طرف بھیجا اس سے غرض اس کی یہ تھی کہ لوگوں کو مشتبہ ہو جائے اور مفصل حال معلوم نہ ہو کہ حضرت کو کدہر بھیجا ہے؛

نحبسه عند عیسیٰ ابن جعفر هو عیسیٰ بن جعفر بن المنصور لد وانقی وابن عم هارون و والیه فی البصرة وکان علیه السلام فی حبسه سنة فبعث هارون الی عیسیٰ وامره بقتله علیه السلام فابیٰ واستعفیٰ عن ذالك پہلے ہارون نے حضرت کو عیسیٰ بن جعفر بن منصور دوانقی کے پاس قید کیا تھا اور عیسیٰ اس کا چچازاد بھائی تھا اور اسکی جانب سے بصرہ کا والی تھا چنانچہ ایک سال تک اس نے حضرت کو بصرہ میں قید رکھا بعد ایک سال کے ہارون نے عیسیٰ کو پیغام دیا کہ حضرت کو قتل کرے اس نے اس امر سے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ خلیفہ اس امر میں مجھے معاف کرے؛ فاشخصه هارون الی بغداد وحبسه عند الفضل بن الربیع وبقی فی حبسه مدة وامره ایضاً بقتله فابیٰ عنه جب عیسیٰ نے اس امر سے انکار کیا اس وقت ہارون نے حضرت کو بغداد میں بلوا کر فضل بن ربیع کے پاس قید کیا؛ بعد چند مدت کے اسکو بھی حضرت کے قتل پر مامور کیا مگر وہ بھی اس فعل کا مرتکب نہ ہوا؛

ثم حبسه عند الفضل بن یحییٰ خالد البرمکی تضیق علیه الفضل اولاً الطعام

والشراب والمسکن ثم عظمہ واکرمہ واحترمہ ووسع علیہ لما رای منہ کثرۃ الصلوٰۃ والصیام والخشوع اور ملا صالح مازندرانی نے شرح اصول کافی میں لکھا ہے کہ جب فضل ابن ربیع نے حضرت کے قتل سے انکار کیا تو ہارون نے فضل بن یحیٰی برمکی کے پاس حضرت کو قید کیا پہلے اس نے موافق حکم رشید کے حضرت کو مکان خراب میں جگہ دی اور کھانے اور پینے کی بھی بہت تنگی کی بعد چند روز کے جب حضرت کے کثرت نماز و روزہ و خشوع و خضوع سے مطلع ہوا تو اپنے کردار سابق سے پشیمان ہوکر برعکس اسکے حضرت کی تعظیم و تکریم میں بہت سا اہتمام کیا اور مکان نفیس و پاکیزہ میں جگہ دی۔ فانتھی ذالک الی ھارون فغضب علیہ وکتب الی السندی ان یضرب الفضل مائۃ سوط فضربہ جب ہارون رشید کو اس حال کی خبر ہوئی تو فضل بن یحیٰی پر نہایت غضبناک ہوکر سندی بن شاہک کے پاس جو کہ اس کا امیر لشکر تھا لکھ بھیجا کہ فضل کو سو کوڑے مارے اس شریر نے موافق حکم ہارون فضل کو سو کوڑے مارے ثم حبسہ عند السندی بعد اسکے ہارون نے حضرت کو سندی کے پاس قید کیا ولما رای یحیٰی ابن خالد تغیر ھارون علی ابنہ وعلم سببہ اسرع الی ھارون ان یتجاوز عن تقصیر ابنہ وتکفل ھو ذٰلک الفعل الشنیع جب یحیٰی بن خالد نے خلیفہ کو اپنے بیٹے پر غضبناک دیکھا اور دریافت کیا کہ سبب خفگی کا یہی ہے کہ اسکے بیٹے نے خلاف رائے خلیفہ حضرت کی تعظیم اور تکریم کی اور قتل کا مرتکب نہوا تو ایک شب خلیفہ کے پاس گیا اور اس سے بہت منت و سماجت کی کہ اس کے بیٹے کا قصور معاف کرے اور خلیفہ کی خوشنودی کے لئے خود اس فعل قبیح کا متکفل ہوا۔

فسر بذالک ھارون وامرہ ان یذھب الی بغداد ویاتی بما امر بہ خفیۃ لکیلا یعلمہ العلویون وغیرھم ہارون اس بات کو سنکر بہت خوش ہوا اور یحیٰی کو حکم کیا کہ بغداد میں جاکر حضرت کو مخفی شہید کرے تاکہ سادات علوی وغیرہ اس امر سے مطلع نہوں فدخل بغداد واظھر انہ جاء التعمیر بعض العمارات وبقی ایاما قلائل واظھر ما فی ضمیرہ علی السندی ففعلا ما فعلا رسمہ احدھما علیھما لعنۃ اللہ والملائکۃ ولعن اللاعنین یحیٰی برمکی نے موافق اشارہ ہارون کے بغداد میں داخل ہوکر لوگوں سے ظاہر کیا کہ بعض عمارات کی درستی کے لئے خلیفہ نے مجھے یہاں بھیجا ہے بعد چند روز کے اپنے مافی الضمیر کو سندی بن شاہک

لعین پر ظاہر کیا پس ان دونوں نے ملکر حضرت کو زہر ستم سے شہید کیا۔

(۷) فرمایا ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کہ روایت کی مجھ سے عبد الواحد بن عبدوس عطار نیشاپوری نے ۳۵۲ ہجری ماہ شعبان میں کہا اس نے کہ روایت کی مجھ سے علی ابن محمد بن قتیبہ نے روایت کی اس نے حمدان بن سلیمان نیشاپوری سے اور اس نے حسن بن عبد اللہ صیرفی سے اس نے اپنے والد سے قال توفی موسیٰ بن جعفر علیہما السلام فی ید السندی بن شاهك فحمل علی نعش و نودی علیه هذا امام الرافضة فاعرفوه کہا اس نے کہ جب وفات پائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے قید میں سندی بن شاہک کے زہر دینے سے بعد شہادت کے حضرت کی نعش اطہر کو تختے پر رکھ کے لے چلے اسوقت انہیں اشقیا میں سے ایک شخص پکارتا جاتا تھا کہ یہ امام ہے رافضیوں کا پہچان لو اسے فلما اتی به مجلس الشرطة اقام اربعة نفر فنادوا الا من اراد ان یری موسیٰ ابن جعفر فلیخرج جب حضرت کا جنازۂ اقدس کوتوالی کے قریب پہنچا تو اس خبیث ابن خبیث ملعون نے چار شخصوں کو حکم کیا کہ وہ پکار پکار کے کہنے لگے کہ جو ...... کو دیکھنا چاہتا ہو وہ آکر دیکھے یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم صلوات اللہ علیہ کو جو دیکھنا چاہتا ہو وہ آئے اور دیکھے فخرج سلیمان ابن ابی جعفر الجعفری من قصره الی الشط فسمع الصیاح والضوضاء فقال لغلمانه ولولده ما هذا یہ سنکر سلیمان ابن ابو جعفر جعفری اپنے قصر سے دریا کی طرف نکل آیا اور اپنے بیٹوں سے اور غلاموں سے پوچھا کہ یہ غل کیسا ہے قالوا السندی بن شاهك علیه اللعنة ینادی علی موسیٰ بن جعفر علی النعش ان سبھوں نے بیان کیا کہ سندی بن شاہک لعین منادی کر رہا ہے نعش اطہر جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پر فقال لولده وغلمانه یوشك ان یفعل هذا به فی الجانب الغربی سلیمان جعفری نے اپنے بیٹوں اور غلاموں سے خطاب کر کے کہا کہ یہ اشقیا حضرت کے جنازہ کو لے جا کر مغرب کی جانب بھی رکھکر یوں ہی پکاریں گے۔

فاذا عبروا به فانزلوا مع غلمانکم فخذوه من ایدیهم فان مانعوکم فاضربوهم واخرقوا ما علیهم من السواد وہ لوگ جس وقت عبور کریں اس جانب کو تم لوگ اپنے غلاموں کو لیکر جاؤ اور نعش اطہر کو ان لعینوں سے چھین لو اگر دینے میں کچھ تکرار کریں تو ان کو مار کر ہٹا دو اور ان کی جمعیت کو پراگندہ کر دو فلما عبروا به نزلوا الیهم فاخذوه من ایدیهم وضربوهم

وخرتو علیہم سوادھم چنانچہ جب ان ملعونوں کا مجمع وہاں ہوا اس وقت جعفرؒ کے بیٹے اور غلاموں نے آن کر حضرت کے جنازے کو ان بیچاؤں سے چھین لیا اور ان کو مار کر ہٹا دیا۔

ووضعوہ فی مفارق اربعۃ طرق واقاموا المنادین ینادون الا من اراد ان یری الطیب ابن الطیب موسیٰ ابن جعفرؑ فلیخرج وحضر الخلق اور نعش اطہر کو چوراہے پر رکھکر منادیوں کو کھڑا کیا کہ وہ سب ندا کرتے تھے آگاہ ہو جو شخص چاہتا ہے کہ دیکھے طیب ابن طیب موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو تو وہ گھر سے باہر نکلے یہ سُنکر خلائق کثیر جمع ہوئی وغسّل وحنّط بحنوط ناخر وکفّنہ بکفن فیہ حبرۃ استعملت لہ بالفی وخمسائۃ دینار علیہ القرآن کلہ سلیمانؒ ابن جعفرؒ نے حضرت کو غسل دیا اور حنوط کیا کافور جید سے اور کفنایا ایسے کفن میں جس میں ایک بردیمانی تھی کہ دو ہزار پانچ سو دینار جس کی قیمت تھی اور سارا قرآن اسپر لکھا ہوا تھا واحتفی ومشی فی جنازتہ متسلبًا مشقوق الجیب الی مقابر قریش اور سلیمانؒ ابن جعفرؒ پا برہنہ چاک گریبان انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کہتا ہوا تا مقابر قریش حضرت کے جنازے کے ساتھ گیا فدفنہ علیہ السلام ھناک وکتب بخبرہ الی الرشید حضرت کی نعش اقدس کو مقبرے میں دفن کرکے ساری سرگذشت ہارون کے پاس لکھ بھیجی جس وقت سلیمان کا نوشتہ ہاروں رشید کے پاس پہنچا اس نے مکاری سے اسکے جواب میں رقم کیا کہ اے عمو خدائے تعالےٰ تمہیں جزائے خیر دیوے

امام غریب جناب علی ابن موسیٰ علیہ السلام

(۱) روے ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد ابوالحسن الرضا علیہ السلام سنۃ ثمان واربعین ومائۃ وقبض علیہ السلام فی صفر من سنۃ ثلث ومائتین وھو ابن خمس وخمسین سنۃ رئیس المحدثین ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں لکھا ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام ۱۴۸ ہجری میں متولد ہوئے اور دو سو تین ہجری میں

صفر کے مہینے میں حضرت نے دار فانی سے رحلت فرمائی اور سن شریف اس امام معصوم کا پچپن برس کا تھا
وقد اختلف فی تاریخہ الا ان ھذا التاریخ ھو اقصد انشاء اللہ تعالیٰ حضرت کی تاریخ ولادت و
رحلت میں اختلاف ہے ایک قول ہے کہ ایک سو ترپیسن ہجری میں ذالحجہ کی گیارہویں تاریخ کو حضرت
متولد ہوئے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسی سنہ میں گیارھویں تاریخ ربیع الثانی کو حضرت متولد ہوئے اسیطرح حضرت کی وفات میں بھی
کئی قول ہیں ایک قول اور ہے کہ سوا دوسرا قول یہ ہے کہ اسی سن میں ماہ رمضان میں حضرت نے انتقال فرمایا مگر قول اول معتبر ہے توفی علیہ السلام فی طوس فی
قریۃ یقال لھا سناباد من توقان علی دعوۃ ودفن بھا علیہ السلام شہر طوس میں ایک قریہ
ہے کہ نام اس کا سنا باد ہے اور قریۂ نوقان سے آواز اذان کے فاصلے پر ہے اسی قریہ میں حضرت نے
انتقال فرمایا اور وہیں مدفون بھی ہوئے ۔ وکان المامون اشخصہ من المدینۃ الی مرو
علی طریق البصرۃ وفارس فلما خرج المامون وشخص الی بغداد اشخصہ معہ فتوفی
علیہ السلام فی ھذہ القریۃ ۔ مامون نے اس امام عالی مقام کو مدینے سے بصرے اور فارس
کی راہ سے شہر مرو میں طلب کیا جب بعزم بغداد مرو سے روانہ ہوا حضرت کو بھی اپنے ساتھ لیا ؛
جب قریۂ سنا باد میں پہنچے تو حضرت نے انتقال فرمایا !

ویکنیٰ رضی اللہ عنہ اباالحسن ۔ وھو سمی جدہ علی ابن ابیطالب وکنیۃ ویلقب بالرضی
والوفی والصابر والرضا وھو اشھر کنیت حضرت کی بروایت اکثر علما ابوالحسن ہے اور وہ جناب اسم
اور کنیت میں ہمنام ہیں اپنے جد نامدار جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اور لقب حضرت کا
رضی اور وفی اور صابر اور رضا ہے بنسبت اور القاب کے رضا زیادہ تر مشہور ہے امہ ام ولد
تسمی الخیزران المرسیتیہ وقیل سبیکۃ النوبیۃ وقیل اسمھا اروی وقیل نجمۃ وقیل
سمانۃ وقیل تکتم وھو اشھر مادر اطہر اس جناب کی ام ولد تھیں نام اس مخدومہ کا خیزران
مرسیتیہ ہے اور بعضوں نے کہا سبیکۂ نوبیہ اور بعضوں نے کہا اروی اور بعضوں نے سمانہ اور بعضوں
نے تکتم اور یہی مشہور تر ہے وتکنی ام البنین ۔ وتلقب الشقراء کنیت انکی ام البنین ہے
اور لقب شقرا ہے وکانت مولاۃ لحمیدۃ ام کاظم نوھبتھا لابنہ یہ جاریہ تھیں حضرت
حمیدہ خاتون کی یعنی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ماں کی انہوں نے اپنے فرزند ارجمند کو ہبہ کیا
روی ان حمیدۃ لما اشترتھا رأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ فی المنام یقول

لها یا حمیدة هی نجمة لابنك موسیٰ فانه سیلد منها خیر اهل الارض فوهبتها له
فلما ولدت الرضا سماها الطاهرة مروی ہے کہ حمیدہ خاتون نے جب انہیں مول لیا تو جناب
رسولخدا کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے حمیدہ نجمہ کو اپنے فرزند موسیٰ کاظم کو ہبہ کردے کہ
اس سے بہترین اہل ارض پیدا ہوگا پس حضرت حمیدہ حکم جناب رسولخدا بجالائیں جب امام رضا
علیہ السلام پیدا ہوئے تو نجمہ کا نام طاہرہ رکھا اور حضرت رضا علیہ السلام کی اولاد میں پانچ صاحبزادے
ہیں اور ایک صاحبزادی محمد اور حسن اور حسین اور جعفر اور ابراہیم وقال المفید لم یترك ولدا
نعلمه الا محمدا اور شیخ مفید علیہ الرحمہ قائل ہوئے ہیں کہ جناب امام محمد تقی علیہ السلام کے سوا
دوسرے صاحبزادے کا ہم کو علم نہیں۔

(۲) قال اهل الاخبار انفذ المامون الی جماعة من سادات اهلبیت یحملهم الیه
من المدینة وفیهم الرضا علی ابن موسیٰ اہل اخبار سے منقول ہے کہ مامون نے اہلبیت رسالت
میں سے ایک جماعت سادات کو مدینہ سے طلب کیا ازاں جملہ امام رضا علیہ السلام بھی تھے۔ وکان
المتولی لاشخاصهم رجل یعرف بالجلودی فقدم بهم علی المامون فانزلهم دارا وانزل
الرضا دارا جس شخص کو مامون نے ان لوگوں کے لانے کے لئے مامور کیا تھا اسے لوگ جلودی کہتے تھے
جب وہ سب کو لیکر مامون کے پاس پہنچا تو اور سب سادات کو تو ایک ہی مکان میں اتارا اور جناب
امام رضا علیہ السلام کو الگ مکان میں اتارا واکرمه المامون غایة التکریم ثم
انفذ الیه انی ارید ان اخلع نفسی من الخلافة واقلدك ایاها فما رایك مامون نے امام رضا کی نہایت تعظیم وتکریم کی بعد اسکے جناب
امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے تئیں منصب خلافت سے معزول
کرکے آپ کو منصوب کروں اس امر میں آپ کی کیا رائے ہے فانکر الرضا هذا الامر فرد
المامون علیه الرسالة وقال اذا ابیت ما عرضت علیك فلا بد من ولایة العهد من
بعدی جناب رضا علیہ السلام نے اس امر سے انکار فرمایا مامون نے دوبارہ پھر کہلا بھیجا کہ اگر اس
وقت آپ خلافت کو قبول نہیں فرماتے تو بعد میرے قبول کیجئے اور آپ اب میرے ولیعہد ہوں
فابی علیه الرضا اباءً شدیدا فاستدعاه المامون وخلا به ومعه الفضل بن سهل
ذو الریاستین لیس فی المجالس غیرهم حضرت نے ولیعہدی سے انکار شدید کیا آخر کو

مامون نے حضرت کو طلب کر کے خلوت کی فضل ابن سہل بھی جو کہ اُس کا ندیم تھا وہاں موجود تھا
سوا حضرت کے اور ان دونو شخصوں کے چوتھا شخص اس مجلس میں نہ تھا فقال المامون للرضا
انّی قد رأیت ان اقلّدك امر المسلمین. وافسخ ما فی رقبتی واضعه فی رقبتك مامون نے حضرت
سے بالمشافہ عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں مسلمانوں کے اُمور کو آپ سے متعلق کروں اور اس بارِ عظیم کو
اپنی گردن سے اُتار کر آپ کے ذمہ کر دوں۔ فقال له الرضا الله الله یا امیر المومنین انّه لا
طاقة لی بذالك ولا قوة لی علیه حضرت نے فرمایا اللہ اللہ اے امیر المومنین میں اس امرِ عظیم کو اُٹھانے
کی طاقت اور قوت نہیں رکھتا فقال له انّی مولیك العهد بعدی فقال له اعفنی یا امیر المومنین
من ذالك جب دیکھا اس نے کہ حضرت خلافت کو قبول نہیں فرماتے تو عرض کیا کہ آپ میری ولیعہدی
قبول فرمائیے حضرت نے اس سے بھی انکار کیا اور فرمایا کہ اے امیر المومنینؑ مجکو اس سے بھی معاف رکھو
فقال له المامون کلامًا کالمتهدد له فی الامتناع وقال فی کلامه ان عمر ابن الخطاب
جعل الشوریٰ فی ستةٍ احدهم جدّك علی ابن ابی طالب وشرط فی من خالف منهم
ان تضرب عنقه ولابدّ من قبولك جب دیکھا اس نے کہ حضرت کسی طرح قبول نہیں فرماتے تو
غصّے میں آ کر کہنے لگا کہ عمر ابن الخطاب نے بعد اپنے باب خلافت میں چھ شخصوں کو صاحب مشورہ
قرار دیا تھا ایک ان میں سے تمہارے جدّ نامدار علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام تھے اور عمر نے کہا تھا کہ جو شخص
ان میں سے خلاف کرے اسکی گردن ماری جائے اس سے اشارہ ہے کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں تمہیں
ہلاک کروں گا جب حضرت نے دیکھا کہ اس کا ارادہ ضرر پہنچانے کا ہے تو لاچار ہو کر ولیعہدی قبول فرمالی
لمّا اجاب الرضا المامون سرّ به المامون ووضع للرضا وسادتین عظیمتین فجلس
علیهما حضرت کے قبول فرمانے سے مامون نے بہت مسرور ہو کر مسند اور دو تکیے بڑے بڑے منگوا کر
رکھے اور حضرت نے وہاں جلوس فرمایا فامر المامون الناس ان یبایعوه فبایعه اولا
العباس ابن المامون ثم بایعه اکابر العلویین والعباسیین. ثم سائر الناس
پس مامون نے لوگوں کو حکم کیا کہ حضرت سے بیعت کریں بہ مجرّد حکم کے پہلے اس کے بیٹے عباس
نے بیعت کی بعد اس کے بزرگان قوم علوی و عباسی نے بعد اسکے سب آدمیوں نے حضرت سے
بیعت کی۔ روی عن بعض خواصه قال لما جلس الرضا قام الشعراء والخطباء فخرجت خا

متد یدالنظر واشار الی فدنوت منه حضرت کے بعض خواص سے منقول ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام نے مسند ولیعہدی پر جلوس فرمایا اور شعرائے نامدار اور خطباء بلاغت شعار قصائد اور خطب تہنیت آمیز پڑھنے لگے میں یہ حال دیکھکر بہت مسرور ہوا جب حضرت نے مجھے بہت خوش دیکھا تو اشارہ سے بلایا میں قریب گیا فقال لی سرًا لا تشغل بهذا الامر ولا تستبشر له فانه لا یتم آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ اس امر سے دل نہ لگا اور خوشی نہ کر کہ یہ اتمام کو نہیں پہنچے گا۔ وکان فیمن ورد علیه من الشعراء دعبل بن علی الخزاعی فانشده قصیدة مدارس آیات ومطلع تلك القصیدة هذا البیت منجملہ ان شاعروں کے جو حضرت کی مداحی سے رستگار ہوئے ہیں دعبل خزاعی ہے اس نے قصیدہ مدارس آیات حضرت کی مدح میں نظم کیا اور مطلع اس قصیدے کا یہ شعر ہے ؎

ذکرت محل الربع من عرفات   فاجریت دمع العین بالعبرات

یعنی یاد آگیا مجھے وہ محلہ آباد جو عرفات میں تھا اور اشک عبرت آنکھوں سے بہنے لگے یعنی خاندان نبوت وامامت جیسا کہ آباد اور معمور تھا ویسا ہی ویران اور برباد ہوگیا اس کے خیال کرنے سے مجھے رونا آتا ہے

(۳) وذکر العلامة شمس الدین احمد بن محمد ابن ابراهیم الاربلی المعروف بابن خلکان نے تاریخه اور علامہ شمس الدین احمد بن محمد بن ابراہیم جو مشہور بابن خلکان ہیں انہوں نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ ان بعض اصحاب ابی نواس الحسن بن هانی الحکمی الشاعر المشهور قال له ما رایت اوقح منك ما ترکت شیئا الا قلت فیه شعرًا وهذا علی بن موسی الرضا فی عصرك لم تقل فیه شیئا یعنی ابو نواس حسن بن ہانی جو شاعران نامور میں سے ہے ایک دن اس کے کسی دوست نے کہا کہ میں نے تجھسا نالائق دوسرا نہیں دیکھا اسلئے کہ تو نے کسی چیز کو نہیں چھوڑا کہ اس میں کچھ اشعار نہ نظم کئے ہوں اور حضرت امام رضا علیہ السلام تیرے زمانے میں امام وقت اور پیشوائے خلق ہیں ان کی مدح میں تو نے ایک شعر بھی نظم نہ کیا۔ فقال والله ما ترکت ذالك الا اعظامًا له ولیس قدر مثلی ان یقول فی مثله اس نے کہا قسم ہے خدا کی میں نے حضرت کی مدح محض اس جناب کی تعظیم کے سبب سے

نہیں کی کہ میں کیا حقیقت رکھتا ہوں کہ ایسے جناب کی مداحی میں زبان کھولوں۔ ثمّ انشا بعد ساعۃٍ ھٰذہ الابیات تھوڑی دیر کے بعد ان اشعار کو نظم کیا۔

قیل لی انت احسن النّاس طرًّا فی فنونٍ من المقال البنیہ

یعنی ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تو فن شعر میں سب سے بہتر ہے۔

لک من جیّد المدیح قریضٌ یثمر الدرّ فی یدی مجتنبیہ

یعنی تیرے اشعار ایسے آبدار ہوتے ہیں کہ سننے والے موتی رولتے ہیں

فعلے ما ترکت مدح ابن موسٰے والخصال الذی تجتمعن فیہ

کیا سبب ہوا کہ تو نے مدح فرزند موسیٰ کاظم کو ترک کیا اور ان حضرت کے اوصاف کو نظم نہ کیا۔

قلت لا استطیع مدح امام کان جبرئیلؑ خادمًا لابیہ

میں نے جواب دیا کہ جبرئیلؑ جس کے باپ کا خادم ہو مجھے کہاں قدرت کہ اس امام عالی مقام کی مدح کر سکوں۔

(۴۷) عن ابراھیم بن العباس قال ما رایت ابا الحسن الرضا جفی احدًا بکلامٍ قطّ ولا رائتہ قطع علٰے احدٍ کلامہ حتّی یفرغ منہ ولا ردّ احدًا عن حاجۃٍ یقدر علیھا ابراہیم روایت کرتا ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے کلام کرنے میں کبھی کسی پر جفا کی ہو یا کسی کے کلام کو قطع کر دیا ہو اور نہیں رد کیا کسی شخص کے سوال کو جس میں کہ قدرت رکھتے تھے۔ ولا رایتہ شتم احدًا من موالیہ ومما لیکہ قطّ اور نہیں دیکھا میں نے کہ حضرت نے کبھی اپنے نوکروں کو یا غلاموں کو برا کہا ہو ولا رایتہ یقہقہ فی الضحک قطّ بل کان ضحکہ التبسم اور میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی قہقہہ مار کر ہنسے ہوں بلکہ ہنسنا اس جناب کا تبسم تھا۔ وکان اذا خلا ونصب مائدۃً اجلس معہ ممالیکہ وموالیہ حتی البوّاب والسائس اور حضرت کا دستور یہ تھا کہ جب دستر خوان بچھتا تو اپنے غلاموں اور خدمتگاروں کو یہاں تک کہ دربانوں اور سائیسوں کو اپنے دستر خوان پہ بٹھا کے کھانے میں شریک کرتے وکان قلیل النوم باللیل کثیر السّھر یحیی اکثر لیالیہ من اوّلھا الی الصّبح اور حضرت راتوں کو بہت کم آرام فرماتے تھے یہاں تک کہ اکثر صبح تک شب بیدار

رہتے تھے وکان کثیر الصیام فلا یفوتہ صیام ثلثۃ ایام فی الشہر ویقول ذالک صوم الدھر اور حضرت روزے بہت رکھتے تھے خصوصاً تین روزے ہر مہینے کے کبھی ناغہ نہ ہوتے تھے اور ان روزوں کو صوم دہر تعبیر فرماتے تھے۔ وکان کثیر المعروف والصدقۃ فی السر واکثر ذالک یکون منہ فی اللیالی المظلمۃ اور اکثر احسان اور صدقات کو مخفی بالخصوص شب ہائے تاریک میں بجالاتے تھے فمن زعم انہ رای مثلہ فی فضلہ فلا تصدقہ پس اگر کوئی شخص دعوےٰ کرے کہ اس نے کسی شخص کو فضل اور بزرگی میں مثل حضرت کے دیکھا ہے تو میں اس شخص کو سچا نہیں جانتا۔

(۵) عن احمد بن علی الانصاری سالت اباالصلت الھروی فقلت لہ کیف طابت نفس المامون بقتل الرضا مع اکرامہ ومحبتہ لہ من ولایۃ العھد احمد ابن علی روایت کرتا ہے کہ میں نے اباصلت ہروی سے پوچھا کہ کیونکر گوارا ہوا مامون کو قتل امام رضا کا باوجودیکہ وہ حضرت سے محبت رکھتا تھا اور حضرت کو بزرگ جانتا تھا اور اپنا ولیعہد کیا تھا۔ فقال ان المامون انما کان یکرمہ ویحبہ لمعرفتہ بفضلہ وجعل لہ ولایۃ العھد من بعدہ لیری الناس رغبتہ فی الدنیا فیسقط محلہ من نفوسھم اباصلت ہروی نے جواب دیا کہ چونکہ وہ حضرت کے فضل اور بزرگی سے آگاہ تھا اس لئے انکو دوست رکھتا تھا اور ان کی تعظیم کرتا تھا اور ولی عہد کرنے کا باعث یہ تھا کہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ حضرت دُنیا کی رغبت رکھتے ہیں اور اس جہت سے لوگ حضرت سے بے اعتقاد ہو جاویں جبکہ یہ مکر اس کا مفید نہوا اور لوگ اپنے عقاید اور ارادت پر قائم رہے۔ جلب علیہ المتکلمون من البلدان طمعاً فی ان یقطعہ واحد منھم فیسقط محلہ عند الفقہاء ویشتھر نقصہ عند العامۃ مامون نے متکلموں کو ہر ایک شہر سے طلب کیا کہ آن کر حضرت سے گفتگو کریں غرض اسکی یہ تھی کہ اگر کوئی ان میں سے حضرت پر غالب ہو تو فقہا کے نزدیک حضرت کا محل ومرتبہ پست ہو جاوے اور عوام میں حضرت کا نقص مشہور ہو وے۔ فکان لا یکلمہ خصم من الیھود والنصاریٰ والمجوس والصابئین والبراھمۃ والملحدین والدھریۃ ولا خصم من فرق المسلمین المخالفین الا قطعہ والزمہ بالحجۃ برعکس زعم مامون جو شخص کہ فرقۂ یہود ونصاریٰ ومجوس وصابئین وبراہمہ وملحدین

وہ ہریہ ہے یا فرقہ اسلام سے کہ جو مخالف دین حق ہیں حضرت سے ہم کلام ہوا حضرت نے اسکو جہالت بالذ سے ملزم و لپشیمان کیا وکان النّاس یقولون واللہ انّہ اولی بالخلافۃ من المامون وکان اصحاب الاخبار یرفعون ذالک الیہ فیغتاظ من ذالک ویشتدّ حسدہ لہ جب لوگوں نے یہ ماجرا دیکھا اس قدر حضرت کے گرویدہ ہوئے کہ علانیہ بیان کرتے تھے کہ بخدا سزاوار منصب خلافت حضرت ہیں نہ ماموں، گوئندے ان خبروں کو ان سے بیان کرتے تھے اسے سُنکر وہ غصے میں آتا تھا اور حسد اور رشک اس دشمن دین کا بہ نسبت حضرت کے روز بروز زیادہ ہوتا تھا یہاں تک کہ بقریب ودغا اس جناب کو زہر سے شہید کیا۔

(۶) عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت ہے کہا اس نے کہ داخل ہوا دعبل خزاعی خدمت اقدس جناب امام رضا علیہ السلام میں جبکہ حضرت شہر مرو میں تشریف رکھتے تھے۔

فقال لہ یا ابن رسول اللہ انی قد قلت فیکم قصیدۃً عرض کیا خدمت شریف میں کہ یا حضرت میں نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ نظم کیا ہے حضرت نے فرمایا پڑھ یہ حکم سُن کے دعبل رہ نے پڑھا ؎

مدارس اٰیاتٍ خلت من تلاوۃ ومنزل وحیٍ مقفر العرصات

یعنی وہ مدرسے جن میں آیات قرآنی کی تلاوت ہوتی تھی وہ خالی ہو گئے اور وہ منزلیں جن میں نزول وحی ہوتا تھا ویران اور خراب ہوگئیں مُراد ان مدارس اور منازل سے خانۂ نبوت ورسالت ہے

اریٰ فیئھم فی غیرھم متقسّما وایدیھم من فیئھم صفرات

دیکھتا ہوں کہ فی اور غنائم جو حق اہلبیتؑ کا تھا اسکو غیروں نے آپس میں تقسیم کرلیا اور ہاتھ ان کے فی اور غنائم سے خالی ہیں، بکی ابوالحسنؑ وقال لہ صدقت یا خزاعی حضرت اس شعر کو سُنکر رونے لگے اور فرمایا سچ کہا تونے اے خزاعی ؎

افاطم قومی یا ابنۃ الخیر واندبی نجوم سمٰوات بارض فلات

قبور بکوفانٍ واخری بطیبۃٍ واخری بفخٍ نالھا صلوات

اے جناب فاطمہؑ دختر بہترین خلق اٹھو اور نوحہ کرو اپنے عزیزوں کے حال پر جو ستارے ہیں آسمان جلالت و شرافت کی گردش فلک سے ان میں ایسا تفرقہ پڑ گیا کہ بعد مرنے کے قبریں بھی

ان کی ایک مقام پرنہ تپیں بعضی کوفے میں اور بعضی مدینے میں اور بعضی مقام فخ میں ہیں اُن قبروں پر رحمت نازل ہووے

قبور بطن النہر من جنب کربلا معرسهم فیها بشط فرات
وقبر ببغداد لنفس زکیة تضمنها الرحمان فی الغرفات

بعض قبریں نہر کربلا پر واقع ہیں اور خوابگاہ اُن شہیدوں کی شط فرات ہے اور بعض قبر بغداد میں ہے صاحب نفس زکیہ کی جس کی روح اطہر کو خداوند برتر نے اپنی رحمت کاملہ سے جنت کے غرفوں میں جگہ دی ہے قال له الرضا افلا الحق لك بهذا الموضع بيتين بهما تمام قصيدتك فقال بلی یا ابن رسول الله فقال

وقبر بطوس یا لها من مصیبة توقد فی الاحشاء بالحرقات
الی الحشر حتی یبعث الله قائما یفرج عنا الغم والکربات

جب اس شعر تک دعبل پہنچے اس وقت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اُن سے کہ میں اپنے دو شعر اس مقام پر ملحق کروں کہ اس سے تمہارا قصیدہ پورا ہو جائے دعبل نے عرض کیا کہ بہتر ہے حضرت نے فرمایا کہ بعضی کی قبر طوس میں ہے جس مصیبت سے کہ دل و جگر میں آتش غم تا حشر سوزاں رہے گی یہاں تک کہ حق تعالیٰ قائم آل محمدؐ کو ظاہر کرے گا اور ہمارے رنج و الم مبدل بسرور و راحت ہو جائیں گے یہ سنکر دعبل نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ قبر جو طوس میں ہے یہ کس کی ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ قبر میری ہے اور بہت دن نہ گذریں گے کہ طوس جائے آمد و رفت مومنین ہو جائے گا۔

(۷) روی الشیخ عن الحسین ابن یزید قال سمعت ابا عبد الله الصادق جعفر بن محمد علیهما السلام یقول یخرج رجل من ولد ابنی موسی اسمه اسم امیر المومنین فیدفن فی ارض طوس وهی بخراسان یقتل فیه بالسم فیدفن فیها غریبا شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے حسین ابن یزید سے کہا اس نے کہ سنا میں نے جناب صادقؑ سے فرماتے تھے وہ جناب کہ میرے فرزند ارجمند موسیٰ کاظمؑ کے فرزندوں میں سے ایک شخص میرے جد نامدار علیؑ ابن ابیطالبؑ کا ہمنام ہوگا وہ زمین طوس میں دفن ہوگا اور طوس خراسان میں ہے زہر دغا سے شہید کیا جائے گا حالت غربت میں مدفون ہوگا۔ من زاره عارفا بحقه اعطاه الله عز وجل اجر من انفق

قبل الفتح وقاتل جو شخص کہ اسکی زیارت کرے گا اور اس کے مرتبہ سے واقف ہوگا تو خدائے برتر اس زائر کو
اجر و ثواب عطا کرے گا اس شخص کے برابر جس نے کہ فتح مکہ کی پیشتر کہ اسوقت تک اہل اسلام بہت محتاج تھے
مسلمانوں کو نفقہ پہنچایا ہوا ور کافروں سے جہاد کیا ہو۔

عن جابر بن یزید الجعفی قال سمعت وصی الاوصیاء و وارث علوم الانبیاء ابا جعفر محمد بن
علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب یقول حدثنی سید العابدین علی ابن الحسین
عن سید الشهداء الحسین بن علی ابن ابیطالب عن سید الاوصیاء امیر المومنین
علی ابن ابیطالب علیهم السلام قال قال رسول الله ستدفن بضعة منی بخراسان ما زارہا
مکروب الا نفس الله کربته ولا مذنب الا غفر الله ذنوبه جابر بن یزید جعفی سے روایت
ہے کہا اس نے کہ سنا میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا حضرت نے کہ ارشاد کیا مجھ سے جناب
سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا اس جناب نے کہ بیان کیا مجھ سے جناب سید الشہداء نے
فرمایا اس جناب نے کہ سنا میں نے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے فرمایا حضرت امیر
نے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ایک پارۂ جگر میرا زمین خراسان میں مدفون ہوگا جو کوئی اسکی زیارت
کرے اگر وہ زائر مبتلائے کرب ہوگا تو جناب احدیت اس کے کرب والم کو دفع کرے گا اور اگر گناہگار ہوگا
تو غفور الرحیم اسکے گناہوں کو بخش دے گا۔

(۸) عن علی ابن ابراهیم قال حدثنی یاسر الخادم قال لما کان بیننا و بین طوس
سبعة منازل اعتل ابو الحسن علیه السلام فدخلنا طوس وقد اشتدت به العلة
فبقینا بطوس ایاما علی بن ابراہیم نے یاسر خادم سے روایت کی ہے کہ طوس میں پہنچنے کو سات منزل
راہ باقی تھی کہ جب حضرت امام رضا علیہ السلام علیل ہوئے اور جب ہم سب طوس میں پہنچے تو حضرت
بہت شدت سے بیمار ہوگئے اسی سبب سے ہم لوگ کچھ دنوں تک طوس میں ٹھہرے رہے۔
وکان المامون یاتیه کل یوم مرتین مامون روز دو مرتبہ حضرت کی عیادت کے
لئے حاضر ہوتا تھا۔ فلما کان فی آخر یومه الذی قبض فیه کان ضعیفا فی ذالک الیوم جس
دن کہ اس جناب نے انتقال فرمایا اس دن حضرت پر غشی طاری تھی فقال لی بعد ما صلی الظهر
یا یاسر ما اکل الناس شیئا جب غشی سے حضرت کو افاقہ ہوا مجھ سے فرمانے لگے کہ دیر ہوگئی

کہ نماز ظہر ہو چکی اور لوگوں نے ابتک کچھ کھانا نہیں کھایا میں نے عرض کی کہ حضرت کا یہ حال دیکھ کر کس شخص کو کھانے کی طرف رغبت ہو گی۔ فانتصب ثمّ قال ھاتوا المائدة ولم یدع من حشمہ احداً الّا اقعدہ علی المائدة یتفقدھم واحداً واحداً میرے کلام کو سُنکر حضرت سیدھے ہو کر بیٹھے اور خادموں سے ارشاد کیا کہ دسترخوان بچھاؤ جب دسترخوان آراستہ ہوا ہر ایک کو اپنے ساتھ بٹھایا تاآنکہ کوئی شخص باقی نہ رہا اور ایک ایک پر تفقد اور عنایت فرماتے تھے فلمّا اکلوا قال ابعثوا الی النساء بالطعام وحمل الطعام الی النساء جب سب کھانے سے فارغ ہو چکے حضرت نے ارشاد کیا کہ عورتوں کے لئے کھانا بھیجا جاوے موافق ارشاد عورتوں کے لئے کھانا بھیجا گیا۔ فلمّا فرغوا من الاکل اغمی علیہ نصعق و قع الصیحۃ وجاءت جواری المامون و نسائہ حافیات حاسرات جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے حضرت پھر بیہوش ہو گئے لوگوں نے یہ حال دیکھکر صدائے فریاد و نالہ بلند کی آواز شور وغل سُنکر مامون کی عورتیں اور کنیزیں بیتابانہ پابرہنہ دوڑیں۔ وجاء المامون حافیاً حاسراً یضرب علی راسہ وتنفیض لحیتہ دموعہ ویتاسف ویبکی وتسیل الدموع علی خدیہ نوقف علی الرّضا وقد افاق مامون بھی بیتاب ہو کر ننگے پاؤں سر پیٹتا ہوا باہر نکلا اور تمام ڈاڑھی اس کی آنسوؤں سے تر تھی اور اس قدر روتا تھا کہ اشک رخساروں پر جاری تھے اسی حال سے حضرت کے قریب آن کر کھڑا ہوا اور اس خباب کو اندکے افاقہ ہوا۔ فقال یا سیّدی واللہ ما ادری ای المصیبتین اعظم علی فقدی لک وفراقی ایاک وتہمۃ النّاس لی انّی اغتلتک و قتلتک مامون عرض کرنے لگا کہ اے مولا قسم بخدا میں دو مصیبتوں میں مبتلا ہو گیا کہ ایک سے ایک بڑھی ہوئی ہے ایک تو آپ کا جدا ہونا دوسرے یہ کہ لوگ مجھپر تہمت کریں گے کہ میں نے بکر و دغا قتل کیا۔ قال فرفع طرفہ الیہ ثمّ قال احسن یا امیر المومنین معاشرۃ ابی جعفر فانّ عمرک وعمرہ ھکذا وجمیع بین سبابتیہ راوی کہتا ہے کہ جس وقت مامون کی آواز حضرت کے گوش مبارک میں پہنچی اندکے غش سے افاقہ ہوا حضرت اُس کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ اے امیر المومنین میرے فرزند ابوجعفر یعنی امام محمد تقی سے بحسن وخوبی سلوک کرنا کیونکہ تیری زندگی اور اس کی اس طرح پر ہے اور دونوں ہاتھوں کی انگشت شہادت کو حضرت نے ملایا یعنی

زندگانی دنیا دو روزہ ہے قال فلمّا کان فی تلک اللّیلة قضیٰ علیہ بعد ما ذہب من اللّیل بعضہ منقول ہے کہ بعد اس کے حضرت نے کچھ کلام نہیں کئے اور ساعت بساعت مرض حضرت کا شدت کرتا تھا جب تھوڑی سی رات گذری حضرت اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئے جب وقت صبح ہوا خلائق نے ہجوم کیا سبھوں کے زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ مامون نے حضرت کو مکر وفریب سے قتل کیا۔ وقال ء اقتل ابن رسول اللہ واکثروا القول والجلبة جب مامون نے یہ شور و غوغا سُنا مضطر و پریشان ہوکر لوگوں سے عذر کرنے لگا کہ کیا میں فرزند رسول خدا کو قتل کروں گا ہر چند لوگوں کو سمجھایا لیکن لوگ قیل وقال سے باز نہ آئے۔

وکان محمّد بن جعفر بن محمّد بیستا من الی المامون وجاء الی خراسان وکان عم ابی الحسن فقال المامون یا ابا جعفر اخرج الی النّاس واعلمہم انّ ابا الحسن لا یخرج الیوم جب لوگوں نے شور وغوغا بہت کیا وہ مضطرب ہوکر حضرت کے چچا محمد بن جعفر سے کہنے لگا کہ آپ جاکر لوگوں سے کہہ دیجئے کہ تم سب اسوقت رخصت ہو آج کے دن امام رضا علیہ السلام باہر تشریف نہ لائیں گے۔ وکرہ ان یخرجہ الیوم فتقع الفتنة اسکو یقین ہوگیا تھا کہ اگر حضرت کا جنازہ دن کو نکالوں گا تو فتنۂ عظیم برپا ہوگا۔

فخرج محمّد بن جعفر الی النّاس فقال یا ایّہا النّاس تفرّقوا فانّ ابا الحسن لا یخرج الیوم فتفرّق النّاس اُنہوں نے موافق حکم دروازے پر آن کے لوگوں سے بیان کیا کہ اے گروہ خلائق تم لوگ اسوقت رخصت ہو کہ حضرت آج باہر تشریف نہ لائیں گے چونکہ وہ حضرت کے چچا تھے سبھوں نے ان کے کلام کو باور کیا اور وہاں سے متفرق ہو گئے وغسل ابوالحسن فی اللّیل ودفن جب وقت شب ہوا اس نے لوگوں سے مخفی حضرت کو غسل اور کفن دیکر مدفون کیا۔

(۹) ثقة المحدثین صاحب کافی نے بہت سی روایتیں لکھی ہیں کہ امام رضائے غریب علیہ السلام کی امامت پر نص جلی ہیں ایک روایت میں یہ ہے کہ موسیٰ کاظم علیہ السلام نے امام رضا علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے داؤد رقی سے فرمایا کہ ھذا صاحبکم من بعدی یعنی میرے بعد یہ تمہارا امام ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا انّ ابنی علیّاً اکبر ولدی وابرّھم عندی واحبّہم الیّ وھو ینظر معی فی الجفر ولا ینظر فیہ الّا نبیّ اووصیّ نبیّ یعنی میرا

فرزند علی رضا، میرے سب فرزندوں سے بڑا ہے اور سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اور سب سے زیادہ میں اسے چاہتا ہوں میرے ساتھ یہ بھی جفر میں نظر رکھتا ہے جس میں کہ سوا نبی یا وصی نبیؑ کے کوئی نظر نہیں کر سکتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے لوگوں کو جمع کرکے فرمایا کہ تم سب شاہد رہو کہ یہ فرزند میرا یعنی امام رضا علیہ السلام میرا وصی ہے اور میرے بعد میرا جانشین ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے امام رضا علیہ السلام کے باب میں فرمایا من ظلم ابنی هذا حقه وجحد امامته من بعدی کان کمن ظلم علی ابن ابیطالب وجحده امامته بعد رسول الله یعنی جو شخص کہ میرے اس فرزند کے حق کو بظلم لیوے اور اسکی امامت کا انکار کرے وہ بھی اس شخص کی شکل میں ہے، جس نے حق جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بظلم لیا اور ان جناب کی امامت کا انکار کیا۔

امام جواد علیہ السلام

(۱) روی ثقة الاسلام فی الکافی ولد ابو جعفر محمد بن علی علیهما السلام فی شهر رمضان من سنة خمس وتسعین ومائة شیخ الرئیس ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب اصول کافی میں روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ۱۹۵ھ ہجری ماہ مبارک رمضان میں متولد ہوئے وقبض علیه السلام سنة عشرین ومائتین فی اخر ذی القعدة وهو ابن خمس وعشرین سنة وشهرین وثمانیة عشر یوما اور وفات ان حضرت کی سنہ ۲۲۰ھ ہجری میں آخر ماہ ذیقعد میں واقع ہوئی اور سن مبارک اس معصوم کا پچیس برس دو مہینے دس دن کا تھا ودفن ببغداد فی مقابر قریش عند قبر جده موسیٰ وقد کان المعتصم اشخصه الی بغداد فی اول هذه السنة التی توفی فیها علیه السلام مزار مطہر حضرت کا بغداد میں اپنے جد بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قبر کے پاس مقابر قریش میں واقع ہے جس سال حضرت کی وفات ہوئی اسی سال کے شروع میں معتصم نے جو کہ خلفائے بنی عباس میں سے

تھا اس جناب کو مدینہ سے بلا کر شہر بغداد میں رکھا تھا؛ وأمّه أمّ ولدٍ یقال لها سبیکة نوبیّة وقیل ایضاً انّ اسمها کان خیزران وروی انّها کانت من اهل بیت ماریة امّ ابراهیم بن رسول الله صلعم اور مادرگرامی اس جناب کی اُمّ ولد تھیں قوم نوبی سے اسم اقدس ان کا سبیکہ نصہ ہے اور بعض روایتوں کی بنا پر خیزران ہے اور بعض روایتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مخدومہ خاندان ماریہ قبطیہ سے تھیں جو کہ ابراہیم ابن رسولخداؐ کی ماں تھیں؛

(۲) ولد رضی الله عنه بالمدینة یوم الجمعة التاسع عشر من رمضان سنة خمس و تسعین ومائة وقیل لعشر خلون من رجب اور کتاب مناقب آل عبا میں کہ مصنّف اس کا سنّی ہے یوں مرقوم ہے کہ وہ حضرت مدینے میں جمعہ کے دن رمضان کی سترھویں تاریخ ۱۹۵ھ ہجری میں اور ایک روایت میں ہے کہ دسویں کو رجب کی پیدا ہوئے۔

کنیته ابو جعفر وهو سمیّ جدّه الباقر فلذا یقال له ابو جعفر الثّانی ولقّب بالتّقی والجواد والقانع والمرتضی والمنتجب کنیت حضرت کی ابو جعفرؑ ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بھی یہی کنیت ہے اس سبب سے اس جناب کو ابو جعفر ثانی کہتے ہیں اور لقب حضرت کا تقی اور جواد اور قانع اور مرتضےٰ اور منتجب ہے؛ وأمّه أمّ ولدٍ اسمها سکینة المریسیّة وقیل النوبیّة وقیل اسمها خیزران وقیل ریحانة وقیل سبیکة وقیل درّة و قال ابن الاخضر کانت من اهل ماریة القبطیّة والده ماجده حضرت کی ام ولد تھیں نام ان کا سکینہ مریسیّہ ہے اور بعضوں نے کہا نوبیہ اور بعض روایت میں خیزران اور بعض میں ریحانہ اور بعض میں سبیکہ بعض میں درّہ ہے اور ابن اخضر قائل ہوا ہے کہ خانوادہ ماریہ قبطیہ سے تھیں؛

(۳) ابو ہاشم خضری روایت کرتا ہے کہ ایک روز میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کے ساتھ مسجد مسیب میں نماز ادا کی اس مسجد میں ایک بیری کا درخت تھا کہ وہ خشک ہو گیا تھا اور پتّے اس کے بالکل گر گئے تھے اس امام خاص و عام علیہ السلام نے اسکے نیچے بیٹھ کے وضو کیا حضرت کی وضو کی برکت سے وہ درخت تر و تازہ ہوا اور شاخیں اور پتّیاں نکل آئیں اور اسی سال ثمر بھی لایا

(۴) وکان رضی الله عنه کبیر القدر رفیع الذکر قد شغف به المامون لمّا رأی من فضله وعلمه مع صغر سنّه واراد ان ینکحه ابنته امّ الفضل

کتب اہلسنت میں مذکور ہے کہ وہ حضرت بہت عالی مرتبہ تھے حضرت کے فضل و کمال کا آوازہ بہت بلند تھا جب مامون نے دیکھا کہ باوجودیکہ حضرت بہت کمسن ہیں اور فضل و علم حضرت کا بدرجہ اتم پہنچا ہوا ہے تو حضرت پر فریفتہ ہوا اور چاہا کہ اپنی بیٹی اُم الفضل کا حضرت سے نکاح کر دیوے۔ فشق ذالك علی العباسیین وخافوا ان ینتھی الامر معه الی ما انتھی مع الرضا رضی اللہ عنہ فمنعوا من ذالك جب قوم عباسی مامون کے ارادے سے مطلع ہوئی تو ان کو یہ امر بہت ناگوار ہوا اور ڈرے کہ ایسا نہو جیسے اس نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو ولیعہد کیا تھا ویسا ہی حضرت کو بھی اپنا جانشین قرار دیوے اس خیال سے مامون کو منع کیا کہ اپنے ارادے سے باز آوے اس نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ میں نے جو حضرت کو تجویز کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت باوصف کمسن ہونے کے جمیع صاحبان فضل و علم سے بہتر ہیں۔

فنازعوا فی اتصاف ابی جعفر بذالك وقالوا قد رضینا لك یا امیرالمومنین ولا نفسنا بامتحانہ پس بنی عباس نے مامون سے حضرت کے باب میں منازعت کی اور اسے کہا کہ اگر تیری مرضی یوہیں ہے تو ہم بھی راضی ہیں مگر ہماری اتنی خاطر کر کہ پہلے اُن کا امتحان لے لے۔ فخل بیننا وبینه لنرسل الیه من یسأله بحضرتك عن شیء من فقه الشریعة پس ہم لوگوں کو اجازت دے کہ ہم ایک شخص کو بھیجیں کہ وہ تیرے سامنے کچھ مسائل فقہیہ ان سے استفسار کرے۔ فاذا اصاب فی الجواب لم یکن لنا اعتراض فی امره وان عجز عن ذالك فقد کفینا الخطب فی معناه پس اگر انہوں نے ان مسایل کا جواب باصواب دیا تو پھر ہم کو کچھ اعتراض نہیں ہے اور اگر اسکے جواب میں عاجز ہوئے تو جو ہم ان کے باب میں دعوے کرتے ہیں وہ صحیح ہے فقال لھم المامون شانکم وذالك متی اردتم تو مامون نے اُن سے کہا کہ اس باب میں تم کو اختیار ہے جب چاہو امتحان کرو فخرجوا من عنده واجمع راھم علی یحیی ابن اکثم وھو یومئذ قاضی القضاة علی ان یسأله مسئلة لا یعرف الجواب عنھا انکی التماس کو مامون نے قبول کیا تو وہ سب بجیا خوش خوش اسکے پاس سے رخصت ہوئے اور سبھوں نے اتفاق کیا کہ یحیی ابن اکثم جو ان دنوں وہاں کا قاضی القضاة تھا اس سے کہیں کہ وہ آن کر حضرت سے ایسا مسئلہ پوچھے کہ حضرت اس کا جواب نہ دے سکیں فاجتمعوا فی الیوم الموعود

وحضر معتصم یحیی ابن اکثم وجلس المامون وابو جعفر نے مکانھما پس بنی عباس روز موعود جمع ہوئے اور یحییٰ ابن اکثم بھی حاضر ہوا اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اور مامون بھی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے، فسال یحیی اباجعفر عن مسائل واجابہ ابو جعفر باحسن جواب پس یحییٰ نے حضرت سے بہت سے مسئلے پوچھے حضرت نے سب مسئلوں کا جواب باحسن وجہ ارشاد کیا، فقال المامون یا ابا جعفر ان اردت ان تسئل یحیی ولو مسئلۃ جب یحییٰ سب مسئلے اپنے پوچھ چکا اس وقت مامون نے حضرت سے عرض کی کہ آپ بھی کچھ اس سے سوال کیجئے اگرچہ ایک ہی مسئلہ ہو مامون کے کہنے سے حضرت نے یحییٰ سے فرمایا کہ میں کچھ تجھ سے سوال کروں اس نے عرض کی کہ میں آپ پر سے فدا ہوں آپ کو اختیار ہے اگر میں جانتا ہوں گا تو عرض کروں گا نہیں تو اس میں بھی آپ سے استفادہ حاصل کروں گا

فقال ابو جعفر ما تقول فی رجل نظر الی امراۃ فی اول النہار فکان نظرہ الیہا حراما فلما ارتفع النہار حلت لہ فلما زالت الشمس حرمت علیہ فلما کان وقت العصر حلت لہ فلما غربت الشمس حرمت علیہ فلما دخل وقت العشاء حلت لہ فلما کان نصف اللیل حرمت علیہ فلما طلع الفجر حلت لہ ما حال ھذہ المراۃ وبما ذا حلت وحرمت علیہ پس حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ اے یحییٰ کیا کہتا ہے تو اس شخص کے باب میں جس نے نظر کی ایک عورت کی طرف صبح کے وقت اس وقت اسکا نظر کرنا حرام تھا جب تھوڑا دن چڑھا اس وقت وہ عورت اس مرد پر حلال ہوگئی جب زوال کا وقت ہوا پھر وہ عورت اس شخص پر حرام ہوگئی جب عصر کا وقت داخل ہوا تو دوبارہ وہ عورت پھر حلال ہوئی اور جب آفتاب غروب ہوا پھر حرام ہوگئی جب عشا کا وقت داخل ہوا پھر حلال ہوگئی جب آدھی رات ہوئی پھر وہ عورت اس مرد پر حرام ہوگئی اور جب صبح طالع ہوئی پھر حلال ہوئی، پس ایک شبانہ روز میں ایک عورت کا ایک مرد پر چار مرتبہ حلال اور چار مرتبہ حرام ہونا اسکے معنی کیا ہیں اور اس عورت کا کیا حال ہے اور اس حرمت وحلت کی کیا وجہ ہے، قال یحیی واللہ لا اھتدی الی ھذہ المسئلۃ ولا اعرف الوجہ فیہ فان رایت ان تفیدنا یحییٰ اس مسئلے کو سنکر بہت متحیر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت میں اس مسئلے کے جواب میں عاجز ہوں اور حلت اور حرمت کی وجہ کچھ مجھے معلوم نہیں ہے اگر مرضئ اقدس ہو تو مجھے

اسکے جواب سے بھی بہرہ مند فرمائیے فقال له ابوجعفر هذه امة لرجل من الناس نظر الیها اجنبی فے اوّل النهار فکان نظر الیها حراماً علیه فلمّا ارتفع النهار ابتاعها من مولاها فحلّت له فلمّا کان الظهر اعتقها فحرمت علیه فلمّا کان العصر تزوجها فحلّت له فلمّا کان وقت المغرب ظاهر منها فحرمت علیها فلمّا کان وقت العشاء الآخرة کفّر من الظهار فحلّت له فلمّا کان نصف اللیل طلّقها واحدةً فحرمت علیه فلمّا کان وقت الفجر راجعها فحلّت له پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ عورت کسی شخص کی لونڈی تھی کسی شخص اجنبی نے صبح کے وقت اس کی طرف دیکھا پس اُس کا نظر کرنا حرام تھا جب آفتاب بلند ہوا تو اس نے اس لونڈی کو اسکے مالک سے مول لے لیا تو اسپر حلال ہو گئی جب ظہر کا وقت ہوا اُس نے اس جاریہ کو آزاد کر دیا اس وقت پھر اسپر حرام ہو گئی جب عصر کا وقت ہوا تو اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا اس جہت سے پھر حلال ہوئی جب مغرب کا وقت ہوا تو اسی شخص نے اس عورت سے ظہار کیا پس حرام ہو گئی اور ظہار کے یہ معنی ہیں کہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے ظهرك كظهر امّی و اختی یعنی تو میری ماں یا بہن کی برابر ہے تو یہ کہنے سے وہ عورت اسپر حرام ہو جاتی ہے اور جب تک کہ کفارہ نہ دے حلال نہیں ہوتی اور ظہار کا کفارہ بھی وہی ہے جو افطار صوم کا کفارہ ہے یعنی ایک بندہ آزاد کرے یا دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے خلاصہ یہ کہ جب عشا کا وقت ہوا تو اس نے ظہار کا کفارہ دیدیا اور وہ کنیز پھر حلال ہو گئی جب آدھی رات ہوئی تو اس نے اس عورت کو طلاق دیدی پھر وہ حرام ہو گئی جب صبح کا وقت ہوا تو اس نے رجوع کیا یعنی پھر زوجیت میں لے لیا وہ پھر حلال ہو گئی فلمّا فرغ ابوجعفر من کلامه اقبل المامون علی العباسیین وقال قد عرفتم ما تنکرون ثم زوّجه فی ذالك المجلس ابنته امّ الفضل واجاز له ان یسکن بالمدینة جب حضرت اس مسئلے کے جواب سے فارغ ہوئے اسوقت مامون نے حضرت کے علم و کمال کا عباسیوں سے اقرار لیا اور کہا جس کا تم انکار کرتے تھے وہ اب ثابت ہو گیا بعد اسکے اسی مجلس میں اپنی بیٹی اُم الفضل کو حضرت سے منعقد کیا اور اجازت دی اس امر کی کہ حضرت اپنی زوجہ کے ساتھ مدینہ میں سکونت فرما دیں۔

فمضیٰ مع زوجته امّ الفضل الی المدینة وکان المامون یرسل الیه فی کل سنة الف

الف درہم پس حضرت مع اُمّ الفضل مدینہ کو تشریف لے گئے، اور دس لاکھ درہم سالانہ حضرت کے صرف کے لئے ماموں مدینے میں بھیجا تھا۔ ثمّ انّ امّ الفضل کتبت الی ابیها من المدینة تشکوا ابا جعفر وتقول انّه یتسرّی علیّ چند دن کے بعد اُمّ الفضل نے مدینے سے ماموں کو حضرت کی شکایت لکھی کہ حضرت میرا لحاظ نہیں کرتے اور میرے اوپر سوت لاتے ہیں۔

فکتب الیها المامون انّا لم نزوّجک ابا جعفر لنحرّم علیه حلالاً فلا تعاودی لذکر ما ذکرت بعدها ماموں نے اُمّ الفضل کے جواب میں لکھا کہ میں نے حضرت سے اس واسطے تیرا نکاح نہیں کیا کہ جو چیز حلال ہے اُسے اُن پر حرام کردوں خبردار پھر اسطرح کا ذکر کبھی نکرنا۔

عن محمّد بن الرّیان قال احتال المامون علی ابی جعفر علیه السلام بکلّ حیلة فلم یمکنه شیء محمد بن ریان روایت کرتا ہے کہ ماموں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے فریب دینے کے لئے بہت سے حیلے کئے مگر کوئی حیلہ اس کا چل نہ سکا جب مبتلائے مرض ہوا اور چاہا کہ اپنی لڑکی کو حضرت سے منسوب کرے تو ایک نیا کرشمہ دکھلایا کہ دو سو خواصوں کو کہ ہر ایک ان میں سے نہایت حسینہ اور جمیلہ تھی بہت سا آراستہ و مزین کرکے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک کاسہ جواہرات سے بھر کے حضرت کی خدمت میں بھیجا مگر اس جناب نے اصلاً کسی کی طرف توجہ نہ فرمائی۔

وکان رجل یقال له مخارق صاحب صوت وعود وضرب طویل اللحیة خلفائے عباسیہ کے یہاں مخارق ایک مشہور گویا تھا اور دراز ریش تھا اسکو ماموں نے اپنے پاس بلا کے یہ ماجرا بیان کیا۔ فقال یا امیر المومنین ان کان فی شیء من امر الدنیا فانا اکفیک امره مخارق بے حیا اس حال کو سنکر کہنے لگا کہ اے امیر المومنین اگر اس جناب کو کچھ لذات دنیا سے خواہش و رغبت ہے تو عنقریب میں اُن کو فریب دیتا ہوں، یہ کہکر حضرت کے سامنے جا کر بیٹھا اور گانے بجانے میں مصروف ہوا اسکی آواز سنتے ہی جتنے اشخاص اس مکان میں تھے سب نزدیک جمع ہو گئے اور اس کا گانا باشتیاق تمام سننے لگے مگر اس جناب نے ہرگز سر نہ اٹھایا بلکہ جس طرح بیٹھے تھے اسیطرح یاد خدا میں مصروف رہے۔

ثمّ رفع الیه راسه وقال اتّق الله یا ذا العثنون قال فسقط المضراب من یده ایک ساعت کے بعد اس امام جلیل نے سر اٹھا کے اسکو گھڑکا کہ او دراز ریش خدا سے ڈر اس کہنے سے اس قدر اسپر خوف غالب ہوا کہ مضراب ہاتھ سے گر پڑی بعد اس کے پھر کبھی مرتے دم تک بجانے پر قادر نہ ہوا۔

قال فسئله المامون عن حاله قال لمّا صاح بی ابو جعفرؑ فزعت فزعًا لا اُفیق بعدھا ابدًا

مامون نے جب اس سے حال پوچھا تو یہی اس نے بیان کیا کہ جس وقت سے جناب امام محمد تقی علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد کیا کہ او وراز ریش خدا سے ڈر جب سے اس قدر دہشت میرے اوپر غالب ہوئی ہے کہ اب کبھی نہیں نکلے گی۔

(۶) کتاب عیون المعجزات سے منقول ہے کہ جب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام مع ام الفضل بنت مامون جو کہ حضرت کی زوجہ تھی بہ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو حضرت نے اپنے فرزند ارجمند امام علی نقی علیہ السلام کو کہ بہت کم سن تھے اپنا جانشین کیا اور جو چیزیں کہ مواریث انبیا سے بواسطہ آبائے کرام اس جناب کو پہنچی تھیں سب حضرت کو سونپ دیں اور اکثر خواص شیعہ و ثقہ لوگوں کے سامنے ارشاد فرمایا کہ بعد میرے یہ فرزند میرا امام و پیشوائے اُمت ہے بعد اسکے حضرت بسمت عراق تشریف لے گئے یہ ماجرا ۲۲۰ھ ہجری میں واقع ہوا اُسی سال لوگوں نے معتصم سے بیعت کی تھی یعنی اسکو خلیفہ کیا تھا جس وقت حضرت وارد بغداد ہوئے تو اس نے ظاہرا حضرت کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور باطن میں حیلے اور تدبیریں کرتا تھا کہ حضرت کو شہید کرے چونکہ اسکو معلوم تھا کہ اُمّ الفضل حضرت سے منحرف رہتی ہے اس خیال سے اسکے پاس پیام بھیجا کہ حضرت کو بزہر دغا شہید کرے وہ بھی اس امر قبیح پر راضی ہوئی چونکہ حضرت امام محمد تقی امام علی نقی علیہ السلام کی والدہ کو اُسپر ترجیح دیتے تھے اس سبب سے وہ بدبخت حضرت سے بغض رکھتی تھی خلاصہ یہ کہ اس حیلہ نے انگور رازقی کو زہر آلودہ کرکے حضرت کے سامنے لاکر رکھا جب حضرت نے وہ انگور تناول فرمائے اور آثار زہر ظاہر ہوئے تو وہ شامت زدہ اپنے کردار ناشائستہ پر پشیمان ہو کر رونے لگی حضرت نے ارشاد کیا کہ کیوں روتی ہے تو قسم بخدا حق تعالے تجھکو ایسے مرض میں مبتلا کرے گا کہ جسکی کچھ دوا نہیں ہے اور جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ وہ بہت بُرے مرض میں مُبتلا ہو کر مالک کے پاس پہنچی۔

(۷) بصائر الدرجات میں حضرت کے دربان کی زبانی منقول ہے کہتا ہے وہ کہ جس زمانے میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بغداد میں تشریف رکھتے تھے جناب امام علی نقی علیہ السلام مدینہ میں ایک معلم کے پاس کہ نام اس کا ابو ذکریا تھا دست الٰہی میں لوح لئے ہوئے پڑھ رہے تھے دفعتہً

حضرت نہایت بیتابی سے رونے لگے معلم نے ہرچند رونے کا سبب پوچھا مگر حضرت نے کچھ جواب نہ دیا اُٹھکر حرم سرا میں تشریف لے گئے اور صدائے گریہ و شیون بلند ہوئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت باہر تشریف لائے تو میں نے خدمت اقدس میں عرض کی کہ حضرت کیوں اس قدر محزون و غمناک ہیں اور حرم سرا میں نوحہ و ماتم کس لئے برپا ہے ارشاد کیا کہ میرے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت فرمائی میں نے عرض کی کہ یہ حال آپ کو کیونکر معلوم ہوا حضرت نے جواب دیا کہ اس وقت عظمت و جلال الٰہی سے مجھپر ایک کیفیت منکشف و آشکار ہوئی ہے کہ اسکی پیشتر وہ نہ تھی اسی سے میں نے دریافت کیا کہ حضرت نے وفات پائی راوی لکھتا ہے کہ میں نے اُس روز اور ساعت کو لکھ رکھا بعد چند روز کے خبر پہنچی تو معلوم ہوا کہ اُسی روز اور اُسی ساعت میں حضرت نے انتقال فرمایا تھا حضرت کی مدت امامت اٹھارہ برس تھی۔ امّا اولادہ فکان لہ ابنان وابنتان علی وموسیٰ وفاطمۃ وامامۃ وعقبہ من کلا الابنین الّا ان عقب موسیٰ لیس بکثیر ومن کلام ابن طلحۃ انّہ لم یترک ولدا غیر علیّ اولاد امجاد میں ان جناب کے دو صاحبزادے تھے اور دو صاحبزادیاں علیؑ اور موسیٰؑ اور فاطمہؑ اور امامہؑ اور نسل حضرت کی انہیں دونوں صاحبزادوں سے ہے مگر موسیٰ کی نسل سے بہت کم لوگ ہیں اور ابن طلحہ کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نے سوا امام علی النقی علیہ السلام کے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

(۸) عن صفوان بن یحیٰ قال قلت الرضا علیہ السلام قد کنّا نسئلک قبل ان یہب اللہ لک ابا جعفر فکنت تقول یہب اللہ لی غلامًا وقد وہبک اللہ واقرّ عیوننا فلا اراناللہ یومک فان کان کون فالیٰ من صفوان بن یحیٰ سے روایت ہے کہتا ہے وہ کہ عرض کیا میں نے خدمت اقدس جناب امام رضا علیہ السلام میں کہ قبل ولادت باسعادت جناب ابوجعفر کے جب ہم لوگ حضرت سے سوال کرتے تھے کہ آپ کا جانشین کون ہے تو آپ ہم سے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ایک فرزند عطا فرمائے گا اب حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے آپکو فرزند عطا کیا کہ انکے جمال باکمال کی زیارت سے ہماری آنکھیں روشن ہوئیں خدا ہم کو ایسا دن نہ دکھلائے کہ آپ کا سایہ ہمارے سر پر نہو اگر خدا نخواستہ ایسا اتفاق ہو تو ہم کس سے رجوع کریں۔ فاشار بیدہ الیٰ ابی جعفر علیہ السلام وھو قائم بین یدیہ فقلت لہ جعلت فداک وھذا ابن ثلث سنین۔ قال وما یضرّہ من ذالک فقد قام عیسیٰ بالحجّۃ وھو ابن اقلّ من ثلث سنین۔ حضرت نے اپنے دست اطہر سے ابوجعفر کی

طرف کہ حضرت کے سامنے اُسوقت حاضر تھے اشارہ فرمایا یعنے بعد میرے یہ فرزند میرا رہنمائے خلق ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہوں یہ صاحبزادہ کل تین برس کا ہے حضرت نے جوابدیا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے جب حضرت عیسےٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام بدرجۂ رفیعۂ نبوت فائز ہوئے تین برس سے بھی اُن کا سن کم تھا ؛

(۹) فی الکافی عن احمد بن ادریس عن محمد بن حسان عن علے بن خالد وقال محمدٌ وکان زیدیًا کتاب کافی میں علی بن خالد سے روایت ہے اور محمد بن حسان کہتا ہے کہ یہ شخص مذہب زیدی رکھتا تھا؛ قال کنت بالعسکر فبلغنی ان ھناک رجل محبوس اُتی بہ من ناحیۃ الشام مکبولا وقالوا انہ تنبا علی ابن خالد کہتا ہے میں عسکر میں تھا کہ سنا وہاں ایک شخص شام سے اسیر ہوکر آیا ہے اور لوگوں نے کہا کہ وہ اپنے تئیں پیغمبر بتاتا ہے یہ واقعہ سنکر میں نے اس قیدی سے ملاقات کرکے اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ میں شام میں رہتا تھا اور مقام سر حسین ایک جگہ کا نام ہے وہاں عبادت کیا کرتا تھا ایک دن میں عبادت میں مشغول تھا کہ ایک بزرگ وہاں تشریف لائے اور فرمایا قم بنا یعنی ہمارے ساتھ آؤ یہ سنکر میں ان کے ساتھ ہولیا کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد کوفہ میں کھڑا ہوا ہوں اُنہوں نے مجھ سے فرمایا تعرف ھٰذا المسجد یعنی اس مسجد کو تو پہچانتا ہے میں نے عرض کی کہ میں جانتا ہوں یہ مسجد کوفہ ہے بعد اسکے ان کے ساتھ میں نے اس مسجد میں نماز پڑھی پھر میں ان کے ساتھ ہی ساتھ تھا کہ یکایک مدینہ میں مسجد رسول ؐ میں پہنچ گیا ان بزرگوار نے جناب رسولخدا ؐ پر درود وسلام بھیجا اور نماز پڑھی اور میں نے بھی آنحضرت پر درود وسلام بھیجا اور اُن بزرگ کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں ان کو ساتھ ہی ساتھ تھا کہ یکایک ہم دونو آدمی مکہ میں جا پہنچے اور اُنہوں نے مناسک ادا کئے اور ان کے ساتھ میں نے بھی ادا کئے بعد اسکے پھر میں ان کے ساتھ ہی تھا کہ اپنے مقام پر آگیا اور وہ بزرگ تشریف لے گئے سال آئندہ پھر ایسا ہی اتفاق ہوا اور اب کی مرتبہ جب مجھے شام میں پہنچا کر وہ تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کی کہ اسی حق سبحانہ تعالےٰ کا واسطہ دیتا ہوں آپ کو جس نے آپ کو یہ قدرت عطا کی ہے یہ بتا دیجئے کہ آپ کون شخص ہیں یہ سنکر اُنہوں نے فرمایا انا محمد ابن علے بن موسےٰ یعنی میں محمد تقیؑ فرزند علیؑ ابن موسےٰ ہوں بعد اسکے یہ خبر پھیلی یہاں تک کہ محمد بن عبدالملک تک پہنچی اس نے مجھے طوق وزنجیر میں گرفتار کرکے عراق میں بھیج دیا ہے یہ بیان اس کا سنکر میں نے اُس سے کہا کہ ایک عرضی میں اپنا حال لکھکر محمد بن

عبدالملک کے پاس بھیجو اور اس نے ایسا ہی کیا اس کی عرضی پر محمد بن عبدالملک نے یہ دستخط کیا کہ جو شخص کہ راتوں رات تجھے شام سے کوفہ اور کوفہ سے مدینہ اور مکہ میں لے گیا اور مکہ سے پھر شام میں لے آیا اُسی سے کہو کہ تجھے قید سے بھی چھڑا دے ۔ علی ابن خالد کہتا ہے کہ یہ دستخط دیکھکر مجھے بہت رنج ہوا اور اسکے حال پر ترس آیا اور اس سے میں نے کہا کہ اب صبر و شکر کرنا چاہیئے اسکے دوسرے دن پھر میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سپاہی اور تھانے کے لوگ اور داروغہ زندان اور عوام الناس یہ سب بھیڑ کیئے ہوئے ہیں میں نے پوچھا کیا ماجرا ہے ۔

فقال المحمول من الشام الذی تنبأ افتقد البارحة فلا یدری اخسفت به الارض او اختطفته الطیر جواب دیا کہ وہ شخص جو شام سے قید ہو کر آیا تھا اور اپنے تئیں پیغمبر کہتا تھا رات کو غائب ہو گیا نہ جانے زمین میں سما گیا یا مرغان ہوا اسکو لے اُڑے ۔

مومنین یہ معجزہ امام محمد تقی علیہ السلام کا مٹانے کے لئے عبدالملک نے اسکو متہم بدعوئے نبوت کیا تھا یعنی جس طرح جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے اپنی معراج کی کیفیت میں بیت المقدس اور بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھنے کا حال بیان فرمایا تھا اسی کی مشابہ یہ شخص بھی کہتا ہے گویا دعوت نبوت کرتا ہے ۔ ۔ ۔

امام ہادی علیہ السلام

(۱) روی ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد ابوالحسن علی ابن محمد علیہما السلام النصف من ذی الحجۃ سنۃ اثنی عشرۃ ومائتین ۔ رئیس المحدثین ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں رقم کیا ہے کہ ولادت باسعادت حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی اوسط ذالحجہ سنہ ۲۱۲ھ ہجری میں واقع ہوئی اور بعض روایات کافی سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۲۱۴ھ ہجری رجب کے مہینے میں وہ جناب متولد ہوئے ۔ ومضی علیہ السلام لاربع بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ اربع وخمسین ومائتین ۔ اور سنہ ۲۵۴ھ ہجری چھبیسویں جمادی الثانی کو اس امام عالی مقام نے دار دنیا سے رحلت فرمائی

ولہ احدیٰ واربعون سنۃ وستۃ اشہر اُسوقت حضرت کا سن مبارک اکتالیس برس چھ مہینے کا تھا۔

(۲) کتاب کافی میں اسمٰعیل بن مہران سے روایت ہے کہتے ہیں وہ کہ پہلے دفعہ جب حضرت امام محمد تقی بغداد میں جانے لگے تو میں نے جاتے وقت عرض کیا کہ میں آپ پر سے فدا ہوجاؤں بغداد میں آپکے تشریف لے جانے سے مجھے آپ کی جان کا خوف ہے یہ فرما دیجئے کہ بعد آپکے امر امامت کس کے لئے ہے یہ سُنکر حضرت نے ہنس کے میری طرف دیکھا اور فرمایا لیس الغیبۃ حیث ظننت فی ھٰذہ السنۃ یعنی اب کے سال جانے میں ایسا نہیں ہے جیسا تجھے گمان ہوا راوی کہتا ہے کہ جب دوبارہ معتصم کے پاس حضرت تشریف لے جانے لگے تو پھر میں خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ میں آپ پر سے فدا ہو جاؤں آپ تو تشریف لئے جاتے ہیں بعد آپکے امام کون ہے یہ سُنکر حضرت اس قدر روئے کہ ریش مبارک بھیگ گئی اور فرمایا عند ھٰذا یخاف علےّ الامر من بعدی الی ابنی علیؑ یعنی اب کی دفعہ میرے جانے میں البتہ خوف ہے اور امامت میرے بعد میرے فرزند علی نقیؑ کے لئے ہے۔

(۳) قال العلامۃ الطبرسی فی الاحتجاج عن ابی عبد اللہ الزیادی قال لما سُم المتوکل نذر للہ ان رزقہ اللہ العافیۃ ان یتصدق بمالٍ کثیر علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے کتاب احتجاج میں ابو عبداللہ زیادی سے نقل کیا ہے کہ جب متوکلؔ کو زہر دیا گیا تو اس نے اسی حالت میں نذر کی کہ اگر حق سبحانہ تعالےٰ اس مہلکے سے نجات دیوے تو مال کثیر راہ خدا میں تصدق کروں گا۔ فلما سلم وعوفی سال الفقہاء عن حد المال الکثیر کم یکون جب اس سے صحت پائی تو فقہا وعلما کو جمع کرکے پوچھا کہ میں نے نذر کے وقت کچھ مال کی تعداد نہیں کی تھی فقط مال کثیر کہا تھا اب بتاؤ کہ مال کثیر کا اطلاق کس مقدار پر ہوتا ہے تاکہ میں اُتنا دیکر نذر سے سبکدوش ہوں۔

فاختلفوا علیہ فقال بعضہم الف درھم وقال بعضہم عشرۃ الاف درھم وقال بعضہم مائۃ الف درھم فاشتبہ ھٰذا علیہ بعضوں نے کہا کہ ہزار درہم پر مال کثیر کا اطلاق ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا دس ہزار بعضوں نے کہا کہ نہیں بلکہ سو ہزار جب لوگوں نے اس بیان میں اختلاف کیا تو متوکل اشتباہ میں پڑکے متردد ہوا کہ کس کے کہنے پر عمل کرے۔

فقال لہ الحسن حاجبہ ان اتیتک یا امیر المومنین من خلق برجل یخبرک بالصواب

فسمالی عندك اسکے حاجب نے کہ نام اُس کا حسن تھا عرض کی کہ اے امیرالمومنین اگر میں ایسے شخص کو تیرے پاس لاؤں کہ جو تجھکو اس مسئلے میں جواب باصواب دیوے تو تو مجھکو کیا انعام دیگا فقال له المتوکل ان اتیتنی بالحق فلك عشرة الف درهم والا اضربك مائة مقرعة متوکل نے اپنے خادم کو جواب دیا کہ اگر تو ایسے شخص کو لاوے جو مجھے ٹھیک ٹھیک بتادے تو اس خدمت کے عوض میں تجھ کو دس ہزار درہم دوں گا نہیں تو سو کوڑے تجھے ماروں گا۔ قال قد رضیت حاجب نے کہا میں راضی ہوں۔ فاتی الحاجب ابا الحسن الہادی علیه السلام فسأله عن ذالك فقال له ابوالحسن علیه السلام قل له یتصدق بثمانین درهما جب حاجب میں اور متوکل میں اسطرح یہ شرط ہوگئی تو حاجب حضرت امام علی نقی علیه السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور حقیقت حال عرض کرکے طالب جواب ہوا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خلیفہ سے کہدے کہ اسی درہم راہ خدا میں تصدق کرے۔ فرجع الی المتوکل فاخبره حاجب نے آنکر یہ جواب متوکل سے بیان کیا فقال له سله ما العلة فی ذالك متوکل نے کہا کہ حضرت سے استفسار کر کہ اس کا سبب کیا ہے کہ اسی پر اطلاق کثیر کا ہوا۔ فاتاه فسأله فقال ان الله عزوجل قال لنبیه صلے الله علیه واٰله وسلم ولقد نصرکم الله فی مواطن کثیرة فعددنا مواطن رسول الله صلے الله علیه واٰله فبلغت ثمانین موطنا حاجب نے آکر پھر حضرت سے پوچھا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس کا سبب اور علت آیۂ قرآنی ہے کہ حق سبحانہ تعالٰے نے اپنے حبیبؐ سے خطاب کرکے فرمایا کہ خدا نے مقامات کثیر میں تمہاری مدد کی اور جب ہم نے حضرت کی لڑائیوں کو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ سب اسی مقامات ہیں یعنی حق تعالٰے نے اسی کو کثیر فرمایا ہے فرجع الیه فاخبره ففرح واعطاه عشرة الف درهم جب حاجب نے آنکر اس جواب باصواب کو بادلیل قرآنی متوکل سے بیان کیا تو وہ نہایت خوش ہوا اور وعدہ کے موافق اُسکو دس ہزار درہم دیئے۔

(۴) کان المتوکل اشخصه مع یحیی ابن هرثمة بن اعین من المدینة الی سرمن رای متوکل نے یحیی ابن ہرثمہ کی وساطت سے حضرت کو مدینے سے شہر سامرہ میں جوکہ پایۂ تخت اس کا تھا طلب کیا چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد میں حضرت کے بلانے کا سبب اس طرح سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد حاکم مدینہ اس جناب سے نہایت عداوت رکھتا تھا

سبب سے وہ حضرت کی ایذا رسانی میں مشغول رہتا تھا اور متوکل کو ہمیشہ حضرت کی شکایت لکھتا تھا جب اذیتیں اسکی حد سے زیادہ ہوئیں تو حضرت نے ایک نامہ لکھکر متوکل کے پاس روانہ کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ عبداللہ ہم کو بہت اذیتیں پہنچاتا ہے اور ہم پر تہمتیں دروغ کیا کرتا ہے چنانچہ اس نے جو جو امور بہ نسبت ہماری خلیفہ کو لکھے ہیں محض دروغ اور افترا ہے۔ جب متوکل نے اس نامہ کو پڑھا تو اس طرح سے جواب اس کا رقم لیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد فان امیرالمومنین عارفٌ بحقك راعٍ بقرابتك موجبٌ لحقك یقدر من الامور فیك وفی اهل بیتك ما اصلح اللہ به حالك وحالهم ویثبت به عزك یعنی میں آپ کے مرتبہ کو جانتا ہوں اور آپ کی قرابت کی رعایت رکھتا ہوں، اور آپ کے ادائے حق کو واجب سمجھتا ہوں، اور آپ کے بارے میں اور آپ کی اہلبیت کے باب میں اس امر کی نیت رکھتا ہوں جس میں آپ کے لئے اور ان کے لئے بہتری ہو اور آپ کی اور ان کی عزت و جلالت باقی رہے۔ وقد رای امیرالمومنین صرف عبداللہ بن محمد عما کان یتولاہ من الحرب والصلواۃ بمدینۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ کان علی ما ذکرت من جهالته بحقك واستخفافه بقدرك اور عبداللہ بن محمد کو جو کہ جمعہ و جماعت کے لئے اور انتظام ملک کے واسطے مدینۂ رسول خدا میں میرا نائب تھا چونکہ اس جاہل نے آپ کی حفظ مراتب میں قصور کیا ہے اس لئے میں نے اس کو اس منصب عالی سے معزول کر کے محمد بن فضل کو اس کی جگہ پر منصوب کیا اور اسکو حکم کر دیا ہے کہ آپ کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ بلکہ ہمیشہ آپ کی اطاعت میں سرگرم رہے اور ہر امر میں آپ کی مرضی کے موافق رفتار کرے۔

وان امیرالمومنین مشتاقٌ الیك فان نشطت زیارته والمقام قبله فترحل اور میں آپ کی زیارت کا نہایت مشتاق ہوں اگر آپ بھی میری ملاقات کی خواہش رکھتے ہوں اور میرے پاس رہنا چاہتے ہوں، تو فوراً تشریف لائیے میں نے یحییٰ بن ہرثمہ کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہے اور اسکو تاکید کی ہے کہ ہر وقت آپ کی فرمانبرداری میں حاضر رہے آپ جہاں چاہیں منزل کریں اور جہاں سے چاہیں کوچ فرما دیں وہ کسی وقت آپ کی اطاعت سے باہر نہ ہوگا اور آپ جس وقت یہاں داخل ہوں گے تو اس وقت آپ میرے بھائیوں سے اور فرزندوں سے بڑھکر میرے نزدیک

عزیز و محبوب ہوں گے انشاء اللہ تعالےٰ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛
متوکل نے اس نامے کو لکھ کر یحییٰ ابن ہرثمہ کے حوالے کیا اور تین سو آدمی اسکے ہمراہ کر کے مدینۂ طیبہ کی طرف روانہ کیا یحییٰ کہتا ہے کہ میں اس زمانے میں مذہب حشویہ رکھتا تھا اور میرے رفیقوں میں دو شخص تھے ایک ان میں سے محبّ اہلبیت رسالت اور دوسرا دشمن خاندان نبوت تھا یہ دونوں آپس میں مباحثہ کیا کرتے میں بھی ان کی باتوں کو سُنا کرتا تھا ایک دن ایک صحرا میں پہنچے کہ آبادی سے بہت دُور واقع تھا وہاں پر اُس ناصبی نے مرد شیعہ پر اعتراض کیا کہ آیا تیرے صاحب یعنی علیؑ ابن ابیطالبؑ نے نہیں کہا ہے کہ زمین میں کوئی بقعہ نہیں ہے کہ قبر سے خالی ہو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اس صحرا میں کہ آدمی کا نام و نشان نہیں ہے کون شخص دفن کیا جائے گا؛ یحییٰ کہتا ہے کہ میں نے بھی اس اعتراض میں اُس ناصبی کی طرفداری کی اس شیعہ نے کچھ اس بات کا جواب نہ دیا غرض قطع منازل و مراحل کرتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوئے؛ جب میں خلیفہ کا نوشتہ حضرت کی خدمت میں لے گیا تو بعد ملاحظہ کرنے کے اس جناب نے ارشاد فرمایا کہ میں خلیفہ کے حکم سے باہر نہیں ہوں؛ آج تو آرام کر انشاءاللہ کل میں سامان سفر میں مشغول ہوں گا؛ دوسرے روز جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ وہ جناب جامہ ہائے پشمی وبا ناتی سلوا رہے ہیں چونکہ وہ فصل گرمی کی تھی مجھے اس حرکت سے بہت تعجب ہوا اور میں نے خیال کیا؛ کہ حضرت نے کبھی سفر نہیں کیا ہے بسبب ناتجربہ کاری کے یہ احتیاط کرتے ہیں غرض بار بار میرے دل میں شیطان وسوسے ڈالتا تھا کہ رافضیوں سے نہایت تعجب ہے کہ ایسے شخص کو امام اور پیشوا جانتے ہیں؛
تو دوسرے روز جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ خیاط کپڑے سی کر لایا اور حضرت وہ کپڑے اپنے رفیقوں کو اور خادموں کو تقسیم فرما رہے ہیں اس سے میرا تعجب اور زیادہ ہوا کہ یہ لوگ گرمیوں میں اس لباس کو کس مصرف میں لائیں گے پھر مجھ سے ارشاد کیا کہ اے یحییٰ ہم آمادہ ہیں تو بھی اپنے کوچ کی تیاری کر غرض اس ساز و سامان کے بعد حضرت مدینہ سے روانہ ہوئے جب اس صحرا میں پہنچے جہاں اس ناصبی نے مرد مومن پر اعتراض کیا تھا دفعتہً ابر سیاہ و برق و باد ظاہر ہوا اور اسّی آدمی ہمارے رفیقوں میں سے شدت سرما سے ہلاک ہو گئے جب ہم لوگ ان کے دفن سے فارغ ہوئے اس وقت حضرت نے میری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ اے یحییٰ تو نے دیکھا کہ

خداوند تعالیٰ زمین کو کس طرح مُردوں سے معمور کرتا ہے اس بات کے سننے سے مجھے تنبیہ ہوئی اس وقت میں نے حضرت کے قدم مبارک پر گر کے عرض کیا: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ وانکم خلفاء اللہ فی ارضہ یعنی گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ نہیں ہے کوئی قابل پرستش مگر خدائے یکتا اور تصدیق کرتا ہوں اس امر کی کہ بلاشک محمدؐ بندہ فرستادہ خدا ہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ بلاشک تم لوگ روئے زمین پر نائبان خدا ہو اور اب تک میں کافر تھا الحمدللہ کہ آپ کی ہدایت سے مسلمان ہوا بعد اسکے میں ہمیشہ حضرت کی امامت کا مقر رہا۔ روایت ہے کہ جب حضرت سامرہ میں پہنچے تو متوکل نے ایک ذلیل مکان میں اتارا۔

عن صالح بن سعید قال دخلت علی ابی الحسن علیہ السلام فقلت لہ جعلت فداک فی کل الامور ارادوا اطفاء نورک والتقصیر بک حتی انزلوک ھذا الخان الاشنع خان الصعالیک کافی میں صالح بن سعید سے منقول ہے کہ میں ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے مولا آپ پر سے فدا ہو جاؤں ان ظالموں نے آپ کے نور کے چھپانے میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی ہمیشہ آپ کی تذلیل کے درپے رہتے ہیں کہ آپ کو ایسے گھر میں اتارا ہے جو فقراء و مساکین کے رہنے کا ہے فقال ھٰھنا انت یا بن سعید ثم اومی بیدہٖ فقال انظر حضرت نے فرمایا اے ابن سعید ادھر ادھر بعد اسکے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ دیکھ فنظرت فاذا انا بروضات انقات و روضات یاسرات فیھن خیرات عطرات وولدان کانھم اللؤلؤ المکنون واطیار وظباء جب دیکھا میں نے تو کیا دیکھا کہ باغ ہائے دلکشا ہیں اور چمنستان شگفتہ ہیں کہ ان میں حور و غلماں رشک گوہر غلطاں ہیں اور غزالان خوش رفتار مرغان خوش الحان ہیں۔ تحاربصری وحسرت علینی یہ دیکھ کر آنکھیں میری خیرہ ہوگئیں پھر حضرت نے فرمایا کہ اے ابن سعید جہاں کہیں ہم رہتے ہیں خداوند کریم یہی نعمتیں ہمارے لئے مہیا فرماتا ہے ۔

(۵) سید ابن طاؤس وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک دن متوکل ایام گرما میں کہ بڑی شدت کی دھوپ تھی سوار ہوا اور حکم کیا کہ جتنے امرا علما وزرا و سادات و اشراف و ارکان دولت شہر میں موجود ہیں سب پیادہ پا ہمراہ رکاب رہیں۔ آنان جملہ جناب امام علی نقی

علیہ السلام بھی تھے زراقہ حاجب متوکل کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت کو پیادہ چلنے سے نہایت تعب تھا اور بسبب حرارت آفتاب کے تمام جسم اقدس سے پسینا جاری تھا یہ حال دیکھکر میں حضرت کے قریب گیا تو حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا کہ اسوقت سوار ہونے سے اور کچھ اسکی غرض نہیں ہے بجز میری اہانت کے لیکن میری حرمت خدائے تعالے کے نزدیک ناقۂ صالح ؑ سے کم نہیں ہے بلکہ میرے ناخن کا ایک ریزہ خدائے تعالے کے نزدیک ناقۂ صالح ؑ سے گرامی تر ہے راوی کہتا ہے کہ ایک معلم میرے لڑکوں کو پڑھاتا تھا میرے گمان میں وہ شیعہ تھا میں نے آنکر حضرت کا ارشاد اس سے بیان کیا اس نے مجھے قسم دیکر پوچھا کہ تو سچ کہتا ہے حضرت نے اسیطرح فرمایا جیسا تو بیان کرتا ہے میں نے قسم کھائی کہ جو اس جناب نے فرمایا ہے بے کمی و زیادتی میں تجھسے بیان کرتا ہوں یہ سنکر معلم نے مجھ سے کہا کہ اب تو اپنی فکر سے غافل نہ رہ کہ تین دن کے اندر متوکل ہلاک ہوجائے گا۔ اب ایسی تدبیر کر کہ تجھے کچھ ضرر نہ پہنچے میں نے اسے پوچھا کہ تو کیونکر جانتا ہے جو غیب کی خبر دیتا ہے معلم نے کہا کہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ نعوذ باللہ حضرت دروغگو نہیں ہیں اور جناب احدیت قوم صالح ؑ کے قصہ میں فرماتا ہے۔ کہ تمتعوا فی دارکم ثلثۃ ایام یعنی کہدو کہ چین کرلو اپنے اپنے گھروں میں تین دن تک اور قوم صالح ؑ نے جب ناقے کو پے کیا تین دن کے بعد ان پر عذاب نازل ہوا اور وہ لوگ ہلاک ہوئے۔ معلم سے یہ سنکر میں غضبناک ہوا اور اسے گالیاں دیں اور اپنے گھر سے نکالدیا۔ بعد اسکے میں نے غور کیا کہ بیان اس کا ٹھیک ہو بہر حال احتیاط لازم ہے یہ سوچ کر میں نے اپنا مال و اسباب جا بجا پراگندہ کر دیا اور انتظار کرتا تھا کہ تین دن گذر جائیں تو خاطر جمع ہو جب تیسرا دن ہوا تو متوکل کا بیٹا منتصر باللہ چند ترکوں کو لیکر کہ اسکے غلام خاص تھے متوکل کے مجلس میں گیا اور متوکل کو اور اسکے وزیر فتح ابن خاقان کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا راوی کہتا ہے کہ یہ حال دیکھکر میں بھی حضرت کی امامت کا قائل ہوا۔ بعد اسکے ایک دن خدمت میں مشرف ہوکے اپنی اور معلم کی سرگذشت حضرت سے عرض کی فرمایا کہ معلم نے سچ کہا تھا میں نے اس دن متوکل کے واسطے نفرین کی تھی حق تعالے نے میری دعا مستجاب کی۔

(۶) فضل ابن احمد کاتب کہتا ہے کہ ایک دن معتز باللہ کے ساتھ میں متوکل کی مجلس میں گیا تو دیکھا متوکل کرسی پر بیٹھا ہوا فتح ابن خاقان سے جناب امام علی نقی علیہ السلام کی شکایتیں کر رہا ہے اور متوکل کا معمول تھا کہ جب معتز اسکے پاس جاتا تھا تو مرحبا کہکر اپنے پاس بٹھا لیتا تھا اس دن

اس قدر غصے میں تھا کہ کچھ اسکی طرف متوجہ نہ ہوا اور جن جن باتوں کی نسبت حضرت کی طرف کرتا تھا فتح اسے جواب دیتا تھا کہ حضرت نے ہرگز ایسا نہیں کیا غلط ہے اسنے وہ زیادہ غضبناک ہوکر کہتا تھا کہ قسم ہے خدا کی میں اس ریاکار کو قتل کروں گا کہ میری دولت میں رخنہ ڈالتا ہے بعد اسکے چار غلامان ترکی کو بلاکر اُن کے ہاتھ میں تلواریں دیں اور حکم کیا کہ جب امام علی نقی علیہ السلام آویں، فوراً ان کو قتل کرنا اور قسم کھائی کہ میں قتل کے بعد ان کو آگ میں جلادوں گا تھوڑی دیر کے بعد دربانوں نے آن کر حضرت کے آنے کی خبر کی اور حضرت داخل ہوئے اور اس وقت حضرت کے ہونٹ کچھ ہل رہے تھے اور خوف و اضطراب کا کچھ بھی اثر حضرت کے بشرے سے ظاہر نہ تھا چاروں غلامان ترکی حضرت کو دیکھ کر موئنہ کے بل زمین پر جھک پڑے، اور متوکل مارے رعب کے کرسی سے گر پڑا اور استقبال کے لئے دوڑا اور حضرت سے لپٹ کے دست مبارک اور پیشانی نورانی کے بوسے لئے اور عرض کیا کہ اے فرزند رسول اللہ اور اے بہترین بندگان خدا اے پسر عم اور اے مولا آپنے اس وقت کیوں زحمت فرمائی حضرت نے ارشاد کیا کہ تیرے قاصد نے مجھے طلب کیا متوکل نے کہا اس نے جھوٹ کہا آپ کا جہاں مزاج مبارک چاہے تشریف لے جائیے بعد اس کے اس جناب کو رخصت کیا اور اپنے وزیر کو اور فرزندوں کو حضرت کی مشایعت کے لئے ہمراہ کیا، جب حضرت باہر تشریف لے گئے تو اس وقت متوکل نے ان غلاموں کو طلب کیا اور مترجم سے کہا کہ ان سے پوچھ کہ انہوں نے امام علیہ السلام کو سجدہ کیا اور بہت تعظیم سے پیش آئے اُن سبھوں نے جواب دیا کہ دیکھتے ہی اس قدر رعب اُن جناب کا ہم سبھوں پر غالب ہوا کہ ہم اسیے بیہوش ہوگئے جب ہوش ہوا تو ہمارے دلوں میں اس قدر خوف سمایا تھا کہ تیرا حکم ہم بجا نہ لاسکے یہ سنکر متوکل ہنسا اور فتح ابن خاقان سے کہا کہ یہ تیرے امام ہیں اور فتح بھی بہت شاد ہوا کہ حضرت سے یہ بلا دفع ہوئی۔

(۷) مضیٰ علیہ السلام فی زمن المعتز باللہ ابی عبد اللہ الزبیر ابن المتوکل یوم الاثنین لخمس لیال بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ اربع وخمسین ومائتین ۲۵۴ھ میں پچیسویں تاریخ ماہ جمادی الثانی کی زمان خلافت معتز باللہ ابن متوکل میں حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی، وقال الابن الاخضر والمفیدؒ والطبرسیؒ مضیٰ علیہ السلام فی رجب من تلک السنۃ اور ابن اخضر اور شیخ مفید اور علامہ طبرسی علیہما الرحمہ قائل ہوئے ہیں کہ ۲۵۴ھ

ماہ رجب میں یہ سانحہ واقع ہوا ہے وقال بعض العلماء سمّہ المعتزّ وکان عمرہ اربعین سنۃً
کہلا شہراً اور بعض علما قائل ہوئے ہیں کہ معتزباللہ نے حضرت کو زہر سے شہید کیا اور سن مبارک کچھ کم
چالیس برس کا تھا: اور دوسری روایت میں بیالیس برس ہیں۔ دفن علیہ السلام فی دارہ بسرّمن
رئٰی فی شارع ابی احمد الرشید سے اور حضرت اپنے ہی مکان میں جو شہر سامرہ میں کوچہ ابی احمد رشیدی
میں واقع ہے مدفون ہوئے وکان مقام الھادی بسرّمن رائے عشر سنین وقیل عشرین
سنۃً اور حضرت کی مدت اقامت شہر سامرہ میں دس برس تھی اور دوسری روایت کے بموجب بیس برس
امّا اولادہ فکان لہ ثلثۃ بنین وابنۃٌ واحدۃٌ اولاد امجاد میں اس جناب کی تین صاحبزادے
ہیں اور ایک صاحبزادی۔ اسماء بنیہ الحسن والحسین وجعفر واسم ابنتہ عالیۃ وقیل
عائشۃ صاحبزادوں کا نام حسن اور حسین اور جعفر ہے اور صاحبزادی کا نام عالیہ اور بعضوں نے
لکھا ہے کہ عائشہ ہے قال المفید اربعۃ بنین وسمّی الرابع محمّداً اور شیخ مفید علیہ الرحمہ قائل
ہوئے ہیں کہ چار صاحبزادے تھے چوتھے صاحبزادے کا نام محمد تھا:

امام عسکری علیہ السلام

(۱) روی ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد ابو محمّد الحسن بن علی علیہما السّلام
فی شھر رمضان وفی نسخۃٍ اُخری فی شھر ربیع الآخر سنۃ اثنتین وثلثین و
مأتین۔ مُلّا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب اصول کافی میں روایت کی ہے کہ جناب امام حسن عسکری
علیہ السلام ماہ مبارک رمضان میں متولد ہوئے اور ایک نسخے میں ہے کہ ۲۳۲ھ ہجری ماہ ربیع الآخر میں
حضرت پیدا ہوئے اور علامہ طبرسیؒ اور شیخ مفیدؒ نے بھی ربیع الآخر کے آٹھویں کو حضرت کا روز ولادت
لکھا ہے وقبض علیہ السّلام یوم الجمعۃ لثمان لیالٍ خلون من شھر ربیع الاوّل سنۃ ستّین
ومأتین وھو ابن ثمانٍ وعشرین سنۃً اور آٹھویں کو ماہ ربیع کے ۲۶۰ھ ہجری میں جمعہ کے دن

حضرت نے دارِ دنیا سے انتقال فرمایا اور سن مبارک اٹھائیس برس کا تھا۔ ودفن فی دارہ فی البیت الذی دفن فیہ ابوہ بسر من رئی اور شہر ستر من رای میں اپنے ہی گھر میں جس والان میں کہ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کا مزار اقدس واقع ہے وہیں حضرت بھی مدفون ہیں۔ وامّہ امّ ولد یقال لھا حدیث اور بزرگوار حضرت کی امّ ولد تھیں ان کا نام حدیث ہے وکانت مدّۃ خلافتہ ست سنین حسب ارشاد شیخ مفید وعلامہ طبرسی علیہما الرحمہ چھ برس حضرت نے خلافت کی۔ ولقبہ الھادی والسّراج والعسکری لقب حضرت کا ہادی وسراج وعسکری ہے اور کنیت حضرت کی ابو محمدؐ ہے جو کہ امام حسن علیہ السلام کی کنیت تھی وکان علیہ السلام وابوہ وجدہ یعرف کلّ منہم فی زمانہ بابن الرضا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور ان کے پدر بزرگوار اور جدنامدار اپنے زمانے میں فرزند رضا کہلاتے تھے اور بعض علما نے زکی اور خالص بھی حضرت کا لقب لکھا ہے اور عسکری حضرت کو اس سبب سے کہتے ہیں کہ شہر سر من رئی کا نام مدینۃ عسکر بھی ہے۔ ومات علیہ السلام مسموماً وسمّہ المعتمد اکثر ہمارے علما قائل ہیں کہ حضرت زہر دغا سے شہید ہوئے اور معتمد عباسی نے زہر دیا۔

(۲) عن محمد ابن اسمٰعیل ابن ابراھیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن عبد الغفار قال دخل العباسیون علی صالح بن وصیف عند ما حبس ابا محمد محمد ابن اسمٰعیل سے روایت ہے کہا اس نے کہ جس زمانہ میں حضرت امام حسن عسکری صالح بن وصیف کے پاس قید تھے ان دنوں ایک جماعت بنی عباس صالح کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ حضرت کو بہت قید شدید میں رکھے تا وہ جناب اذیّت میں رہیں فقال لھم صالح وما اصنع قد وکلت بہ رجلین اسوء من قدرت علیہ فقد صار من العبادۃ والصلوٰۃ والصیام الی امر عظیم صالح نے ان لوگوں کے جواب میں کہا کہ میں کیا کروں میں نے دو ایسے شخصوں کو جو میرے آدمیوں میں سب سے برے تھے انتخاب کر کے حضرت پر مقرر کیا مگر حضرت کی عبادت بکثرت نماز وروزہ دیکھ کر وہ لوگ ٹھنڈے ہو گئے۔ فقلت لھما ما فیہ فقالا ما تقول فی رجل یصوم النّھار ویقوم اللّیل کلہ لا یتکلم ولا یتشاغل ان کا یہ حال دیکھ کر میں نے ان دونوں سے اس بارہ میں کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ ایسے شخص کے بارہ میں تو کیا کہتا ہے جو کہ دن کو روزہ رکھے اور تمام تمام رات نماز میں مشغول

رہے نہ کسی سے بات کرے اور نہ کسی جانب مشغول ہووے، واذا نظرنا الیہ ارتعدت فرائصنا فیدا خلنا ما لا نملکہ من انفسنا اور جس وقت ہم لوگ حضرت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو ہمارے بدن میں رعشہ پڑ جاتا ہے اور ہمارے دلوں میں ایسی ہیبت سما جاتی ہے کہ ہم از خود رفتہ ہوجاتے ہیں، فلما سمعوا ذالک انصرفوا خائبین جس وقت بنی عباس نے یہ احوال سُنا تو خائب و خاسر وہاں سے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

(۲) عن الحسین بن محمد الاشعری و محمد بن یحیےٰ وغیرھما قالوا کان احمد بن عبید اللہ ابن خاقان علی الضیاع والخراج بقم فجری فی مجلسہ یوماً ذکر العلویۃ ومذاھبھم وکان شدید النصب کتاب اصول کافی میں حسین ابن محمد اشعری و محمد ابن یحیی وغیرہ سے روایت ہے کہ جس زمانے میں احمد ابن عبید اللہ ضیاع و خراج قم کا عامل تھا ایک روز اسکی مجلس میں سادات علویہ کا اور ان کے مذاہب کا تذکرہ ہوا۔ اور وہ بڑا ناصبی تھا۔ فقال ما رایت ولا عرفت بسر من رای رجلاً من العلویۃ مثل الحسن ابن علی بن محمد ابن الرضا فی ھدیہ وسکونہ وعفافہ ونبلہ وکرمہ عند اھل بیتہ و بنی ھاشم وتقدیمھم ایاہ علی ذوی السن منھم والخطر وکذلک القواد والوزراء وعامۃ الناس جس وقت سادات علویہ کا چرچا شروع ہوا احمد باوصف نصب و عداوت کے کہنے لگا کہ شہر سُرّ من رائے میں سادات علویہ میں سے کوئی شخص مسکینی و وقار و عفت و کرم میں حسن بن علیؑ کے مثل مجھکو نظر نہیں آیا کہ تمام بزرگان بنی ہاشم اور وزرائے خلیفہ اور امرائے لشکر اور عوام الناس اس جناب کی تعظیم کرنے میں اپنا فخر و سعادت جانتے تھے اور اپنے اوپر حضرت کو مقدم رکھتے تھے فانی قد کنت یوماً قائماً علی راس ابی وھو یوم مجلسہ للناس اذ دخل علیہ حجابہ ابو محمد بن الرضا بالباب فقال بصوت عال ائذنوا لہ چنانچہ ایک دن میں اپنے باپ کی پس پشت کھڑا تھا اور وہ دن اسکے دربار کا تھا کہ ناگاہ دربانوں نے آن کر عرض کی کہ اے ابو محمد بن الرضا یعنی امام حسن عسکریؑ دروازے پر منتظر اذن کھڑے ہوئے ہیں یہہ سنتے ہی میرے باپ نے بآواز بلند کہا کہ حضرت کو تشریف لانے دو۔ فتعجبت مما سمعت منھم انھم جسروا یکنون رجلاً علی ابی بحضرتہ ولم یکن عندہ الا خلیفۃ

او ولی عہد او من امرا السلطان ان یکنے احمد کہتا ہے کہ دربانوں کی بے ادبی سے مجھے نہایت تعجب ہوا کہ انہوں نے خلاف دستور میرے باپ کے سامنے حضرت کو کنیت یاد کیا حالانکہ اسکے سامنے سوا خلیفہ یا ولیعہد یا جنکو بادشاہ نے حکم کیا تھا اور کسی کو کنیت سے ذکر نہیں کر سکتے تھے۔ قد خل رجل اسمر حسن القامۃ جمیل الوجہ جید البدن حدیث السن لہ جلالۃ و ھیبۃ بس ایک مرد سبزہ رنگ خوش قامت خوبصورت نازک اندام نوجوان کہ ہیبت وجلالت اس کے چہرے سے نمایاں تھے داخل ہوا۔ فلما نظر الی قام یمشی الیہ خطا ولا اعلمہ فعل ھذا باحد من بنی ھاشم والقواد ان کو دیکھکر میرے باپ نے چند قدم استقبال کیا اس کے آگے میں نے کبھی کسی بنی ہاشم یا امرا کی تعظیم کرتے اُسے نہیں دیکھا تھا۔ فلما دنی منہ عانقہ وقبل وجھہ وصدرہ واخذ بیدہ واجلسہ علی مصلاہ الذی کان علیہ جب حضرت قریب پہنچے تو میرے باپ نے ان سے معانقہ کیا اور صورت انور اور پیشانی اطہر کے بوسے لیکر ہاتھ پکڑ کے جس مصلے پر آپ بیٹھا تھا حضرت کو بھی اُسی پر بٹھالیا۔ وجلس الی جنبہ مقبلاً علیہ بوجھہ وجعل یکلمہ ویفدیہ بنفسہ وانا متعجب مما اری منہ اور خود بادب تمام حضرت کی طرف رخ کرکے بیٹھا جب باتیں کرتا تو کہتا تھا فدا ہوں آپ پر سے اے فرزند رسول خدا یہ حال دیکھ دیکھ کے میں زیادہ متعجب ہوتا تھا۔ اذ دخل الحاجب فقال الموفق قد جاء وکان الموفق اذ دخل علی ابی یقدم حجابہ وخاصۃ قوادہ فقاموا بین مجلس وبین باب الدار سماطین الی ان یدخل ویخرج اس اثنا میں دربان نے آن کر عرض کی کہ موفق یعنی خلیفہ کا بھائی آتا ہے اور اس کا یہ معمول تھا کہ جب میرے باپ پاس آتا۔ تو اسکے خدمتگار اور ملازمان خاص محفل سے لے کر تا در دروازہ دو صفیں باندھکر کھڑے رہتے تھے جب تک کہ وہ رخصت ہوتا تھا۔ فلم یزل ابی مقبلاً علی ابی محمد یحدثہ حتی انظر الی غلمان الخاصۃ باوجود خبر کے اس نے کچھ خیال نہ کیا برابر حضرت سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ موفق کے غلامان خاص کو اس نے اپنی نظر سے دیکھا۔ فقال حینئذ اذا شئت جعلنی اللہ فداک اس وقت حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ خدا مجھے آپ پر سے فدا کرے اگر آپ کی مرضی ہو تو میں اس سے ملاقات کروں یہ سنکر حضرت نے وہاں سے اُٹھنے کا ارادہ کیا ثم قال لحجابہ خذوا بہ خلف السماطین حتی لا یراہ ھذا یعنی الموفق

فقام وقام ابی وعانقه ومضے اس وقت دربانوں کو حکم کیا کہ حضرت کو دو نوں صفوں کے پیچھے سے لے جاؤ کہ موفق کی نگاہ حضرت پر نہ پڑے، غرض جب حضرت کھڑے ہوئے تو اس نے کھڑے ہو کر حضرت سے معانقہ کیا اور وہ جناب تشریف لے گئے فقلت لحجاب ابی وغلمانہ ویلکم من هذا الذی کنیتموه وفعل بہ ابی هذا الفعل جب حضرت رخصت ہو گئے تو میں نے دربانوں سے اور غلاموں سے پوچھا کہ وائے تم پر یہ کون شخص تھا جس کو تم نے میرے باپ کے سامنے کنیت سے یاد کیا اور اس نے بھی اسکی بہت تعظیم و تکریم کی، فقالوا هذا علوی یقال لہ الحسن بن علی یعرف بابن الرضا فازددت تعجبا ولم ازل یومی ذالك قلقا متفکرا فی امرہ وامر ابی حتی کان اللیل ان سبھوں نے بیان کیا کہ یہ شخص سادات علویہ سے تھا نام اس کا حسنؑ ابن علیؑ ہے اور مشہور ابن الرضاؑ ہے یہ سنکر میرا تعجب اور بھی زیادہ ہوا چنانچہ مجھے وہ تمام روز غم و غصے میں بسر ہوا برابر اسی فکر میں رہا کہ میرے باپ نے اس شخص کی کیوں اس قدر تعظیم و تکریم کی، یہاں تک کہ دن تمام ہوا اور رات آئی فلما صلے العتمۃ وجلس جئت فجلست بین یدیہ ولیس عندہ احد فقال لی یا احمد لك حاجۃ جب میرے باپ نے نماز عشا سے فراغت پائی اسوقت میں جاکر اسکے سامنے بیٹھا وہاں میرے اور اسکے سوا تیسرا شخص نہ تھا میرے باپ نے مجھ سے پوچھا کہ اے احمد اس وقت تیرے آنے کا کیا سبب ہے کیا کچھ حاجت رکھتا ہے، قلت نعم یا ابت فان اذنت سالتك عنھا فقال قد اذنت یا بنی فقل ما احببت میں نے عرض کی کہ ہاں اگر اجازت دیجیے تو میں عرض کروں اس نے کہا جو تیرا جی چاہے سوال کر میں نے اجازت دی، قلت یا ابت من الرجل الذی رایتك بالغداۃ فعلت بہ ما فعلت من الاجلال والکرامۃ والتبجیل وفدیتہ بنفسك وابویك اسوقت میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا جو صبح کو آپ کے پاس آیا تھا اور آپ نے اسکی نہایت تعظیم و تکریم کی یہاں تک کہ ہر بات میں آپ اپنے تئیں اور اپنے باپ اور ماں کو اسپر سے فدا کرتے تھے، فقال یا بنی ذاك امام الرافضۃ ذاك الحسنؑ بن علیؑ المعروف بابن الرضا فسکت ساعۃ اس نے کہا اے فرزند یہ رافضیوں کے امام ہیں نام ان کا حسنؑ ابن علیؑ ہے اور مشہور ابن الرضاؑ ہیں یہ کہکر تھوڑی دیر سکوت کیا، ثم قال یا بنی لو زالت الامامۃ عن خلفاء بنی العباس ما استحقھا احد من بنی ہاشم غیر هذا بعد اسکے کہا کہ اے

احمد اگر امامت اور خلافت خلفائے بنی عباس سے زائل ہوجائے تو کوئی شخص بنی ہاشم میں سوا
اس شخص کے سزاوار اس منصب کا نہیں ہے وانّ ھذا لیستحقہ فی فضلہ وعفافہ وھدیانتہ
وزھدہ وعبادتہ وجمیل اخلاقہ وصلاحہ ولو رایت اباہ رایتہ رجلاً جزلاً
نبیلاً فاضلاً اسلئے کہ یہ شخص بسبب عفت اور زہد اور کثرت عبادت اور حسن اخلاق اور صلاح و
تقوی کے سبھوں سے فضل ہے اور اگر دیکھتا تو ان کے باپ کو تو نہایت صاحب کرم اور بزرگ و
فاضل پاتا انہیں فازدوت تلقا وتفکرا وغیظا علی ابی وما سمعت منہ واستزدتہ
فی فعلہ قولہ فیہ ما قال یہ باتیں سنکر میں اپنے باپ سے نہایت ناخوش ہوا اور ان
سب باتوں میں میں نے اسکو زیادہ گو سمجھا، فلو یکن لی ھمۃ بعد ذالک الا السوال
عن خبرہ والبحث عن امرہ جس روز سے میں نے یہ ماجرا سُنا برابر حضرت کے انکشاف حال
میں مصروف رہتا تھا فما سالت احدًا من بنی ہاشم والقوّاد والکتّاب والقضاۃ
والفقھاء وسائر النّاس الا وجدتہ عندہ فی غایۃ الاجلال والاعظام والمحل الرفیع
والقول الجمیل والتقدّم لہ علی جمیع اھل بیتہ ومشائخہ پس میں نے ہر ایک بنی ہاشم
اور امراء لشکر اور منشیان دفتر اور قضاۃ اور فقہا اور عوام النّاس سے حضرت کے احوال کو استفسار
کیا سب کے نزدیک حضرت کو جلیل اور عظیم پایا اور سب نے بالاتفاق یہی بیان کیا کہ اس مرتبے کا
اور خوبیوں کا کوئی شخص کسی خاندان میں نہیں ہے۔ فعظم قدرہ عندی اذ لم ارلہ ولیًا
ولا عدوًا الا وھو یحسن القول فیہ والثناء علیہ جب میں نے ہر ایک دوست و دشمن کو
حضرت کے بیان اوصاف و مکارم اخلاق میں متفق پایا تو میرے نزدیک بھی حضرت کی قدر و منزلت
ثابت ہوئی۔ فقال لہ بعض من حضر مجلسہ من الاشعریین یا ابا بکر فما خبر اخیہ
جعفر قال ومن جعفر فیسال عن خبرہ او یقرن بالحسن اس تذکرے میں ایک شخص اشعری
نے کہ اسی مجلس میں حاضر تھا پوچھا کہ اے ابا بکر ان کے بھائی جعفر کا کیا حال تھا احمد نے
اس اشعری کے جواب میں کہا کہ جعفر کیا حقیقت رکھتا تھا کہ کوئی شخص اسکے حال کا سوال کرے
اس کا یہ رتبہ نہیں ہے کہ حضرت کے نام کے ساتھ اس کا نام لیا جاوے، جعفر معلن الفسق
فاجر ماجن شریب للخمور اقل من رایتہ من الرّجال واھتکھم لنفسہ خفیف

قلیل فی نفسہٖ جعفر ایک شخص ہے کہ علانیہ فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے لوگ اسکو بد کہتے ہیں اس کی پروا نہیں کرتا دائم الخمر ہے ذلیل ترین مردم ہے خفیف العقل ہے انواع ملاہی و مناہی کا مرتکب ہوتا ہے ولقد ورد السلطان واصحابہ فی وقت وفاۃ الحسن بن علی ما تعجبت منہ وما ظننت انہ یکون ذالک حضرت کی وفات کے وقت خلیفہ نے اور اسکے اصحاب نے ایسی باتیں کیں کہ مجھکو بہت تعجب ہوا اور ہرگز مجھے گمان نہ تھا کہ خلیفہ سے ایسی باتیں صادر ہونگی وذالک انہ لما اعتل بعث الی ابی ان ابن الرضا قد اعتل فرکب من ساعتہ مبادرًا الی دار الخلافۃ یہ حال اسطرح پر ہے کہ جب حضرت علیل ہوئے تو معتمد نے میرے باپ پاس کہلا بھیجا کہ ابن الرضا علیل ہوئے ہیں یہ سنتے ہی میرا باپ فورًا سوار ہوکر دار الخلافہ کو روانہ ہوا ثم رجع مستعجلًا ومعہ خمسۃ من خدام امیر المومنین کلھم من ثقاتہ وخاصتہ فیھم نحریر پھر بعد اسکے بہت جلد دار الخلافہ سے مراجعت کی اور پانچ شخص اور بھی معتمدان و مقربان خلیفہ میں سے اسکے ساتھ تھے ازاں جملہ نحریر خادم تھا جو کہ معتمد کا مقرب خاص تھا فامرھم بلزوم دار الحسن وبعث الی نفر من المتطببین فامرھم بالاختلاف الیہ وتعاھدہ صباحًا ومساءً میرے باپ نے ان پانچ شخصوں کو اس جناب کی خدمت کے لئے معین کیا اور کئی طبیبوں کو بلاکر حکم دیا کہ صبح وشام حضرت کے معالجے میں مصروف و سرگرم رہیں فلما کان بعد ذالک بیومین الی ثلثۃ اخبر انہ قد ضعف فامر المطببین بلزوم دارہٖ دو تین دن کے بعد یہ خبر آئی کہ اب حضرت پر بہت ضعف طاری ہوا ہے تو خلیفہ نے حکیموں کو حکم کیا کہ ہر وقت و ہر لحظہ حضرت کی خدمت میں حاضر رہیں وبعث الی قاضی القضاۃ فاحضرہ واجلسہ وامرہ ان یختار من اصحابہ عشرۃ ممن یوثق بہ فی دینہ وامانتہ وورعہ فاحضرھم فبعث بھم الی دار الحسن وامرھم بلزومہ لیلًا ونھارًا اور قاضی القضاۃ کو بھی حکم کیا کہ دس شخصوں کو اپنے اصحاب میں سے جو امین و متدین ہوں اپنے ہمراہ لیکر شب و روز حضرت کے دولتخانے میں حاضر رہے تو منین یہ سب تدبیریں اسلئے کی گئی تھیں کہ لوگ جانیں کہ معتمد حضرت سے محبت رکھتا ہے اور زہر دینا ثابت نہو فلم یزالوا ھناک حتی توفی رحمۃ اللہ علیہ ورضوانہ فصارت سر من رائی ضجۃ واحدۃ یہ سب اشخاص حضرت کی خدمت

اقدس میں حاضر رہے یہاں تک کہ اس جناب نے دار فانی سے دار باقی کی طرف رحلت فرمائی جب حضرت کی وفات کی خبر شہر سر من رائے میں مشتہر ہوئی تو ایک ہنگامہ محشر بپا ہوگیا اور صدائے نوحہ و شیون بلند ہوئی فبعث السلطان الی دارہ من فتشہا و فتش حجرہا و ختم علی جمیع ما فیہا یعنے بس معتمد نے چند شخصوں کو مامور کیا کہ وہ لوگ فوراً حضرت کے دولتسرا میں گئے ہر ایک کوٹھری اور حجرے میں جا کر پہلے خوب سا تجسس کیا بعد اس کے دروازوں کو مقفل کرکے اسباب پر مہریں کردیں و طلبوا اثر ولدہ و جاؤ بنساء یعرفن الحمل فدخلن الی جواریہ ینظرن الیہن اور ان دائیوں کو جو شناخت حمل میں ماہر تھیں بلاکے حضرت کی محلسرا میں بھیجا وہ سب حضرت کی کنیزوں کے پاس گئیں ان کو دیکھا فذکر بعضہن ان ہناک جاریۃ بہا حمل فجعلت فی حجرۃ و وکل نحریرا الخادم و اصحابہ و نسوۃ معہم ایک دایہ نے آن کر کہا کہ فلانی کنیز میں اثر حمل پایا جاتا ہے نام اس جاریہ کا صیقل تھا تو وہ کنیز ایک حجرے میں بند کی گئی اور نحریر خادم اور اسکے اصحاب اور چند عورتیں وہاں پر مقرر کی گئیں ثم اخذوا بعد ذالک تہیئۃ و عطلت الاسواق و رکبت بنوہاشم و القواد و ابی و سائر الناس الی جنازتہ بعد اسکے حضرت کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے اس دن تمام بازار شہر کے بند ہو گئے تھے اور سب بنی ہاشم اور امرا اور میرا باپ بلکہ تمام وضیع و شریف حضرت کے جنازے کے ساتھ حاضر تھے فکانت سر من رای یومئذ شبیہا بالقیامۃ اس دن شدت آہ و بکا سے شہر سامرہ میں قیامت برپا تھی فلما فرغوا من تہیئتہ بعث السلطان الی ابی عیسی ابن المتوکل فامرہ بالصلوۃ جب غسل و کفن سے فراغت ہوئی اسوقت خلیفہ نے ابو عیسی بن المتوکل کو کہلا بھیجا کہ حضرت کے جنازے پر نماز پڑھی فلما وضعت الجنازۃ للصلوۃ علیہ دنی ابو عیسی منہ فکشف عن وجہہ فعرضہ علی بنی ہاشم من العلویۃ و العباسیۃ و القواد و الکتاب و القضاۃ و المعدلین جب جنازۂ اقدس نماز کے لئے زمین پر رکھا گیا تو ابو عیسی نے حضرت کے روئے اطہر سے کفن اٹھا کے تمام بنی ہاشم علویہ و عباسیہ اور سب امیروں اور منشیوں اور قاضیوں کو اور کل اشراف و اعیان کو دکھا دیا و قال ہذا الحسن بن علی بن محمد ابن الرضا مات حتف انفہ علی فراشہ اور کہا کہ دیکھو تم لوگ یہ حسن ابن علی فرزند امام رضا ہیں کہ فرش خواب پر اپنی موت سے وفات کی کسی شخص نے کچھ آسیب و ضرر ان کو نہیں

بنجیا یاٸے حضرت من حضرہ من خدم امیر المومنین. وثقاتہ فلان و فلان ومن القضاة فلان فلان ومن المطببین. فلان و فلان اوران کی بیماروداری میں فلانی شخص اور فلانے شخص کو خلیفہ کے نزدیک معتبر وثقہ ہیں موجود تھے اور فلانے قاضی اور فلانے عالم اور فلانے طبیب حضرت کی خدمت میں برابر حاضر رہے ثم غطی وجہہ وامر بحملہ فحمل من وسط دارہ ودفن فی البیت الذی دفن فیہ ابوہ جب سب لوگ دیکھ چکے تو روئے اطہر پھر کفن سے چھپا دیا اور حکم کیا کہ جنازہ اٹھایا جائے پس صحن مکان سے اٹھا کے دالان میں لے گئے جہاں حضرت امام علی النقی علیہ السلام مدفون ہیں وہیں حضرت کو بھی دفن کیا۔ فلما دفن اخذ السلطان والناس فی طلب ولدہ وکثر التفتیش فی المنازل والدور وتوقفوا عن قسمة میراثہ جب حضرت مدفون ہو چکے تو خلیفہ اور اسکے ملازمین حضرت کے فرزند کی تلاش میں مصروف ہوئے اور ہر ایک منزل ومکان میں اس جناب کو ڈھونڈا اور تھوڑی دن تک تقسیم میراث میں توقف کیا ولم یزل الذین وکلوا بحفظ الجاریة التی توھم علیھا الحمل لازمین حتی تبین بطلان الحمل اور جو لوگ کہ حفاظت جاریہ کے لئے مقرر کئے گئے تھے برابر حفاظت میں مصروف رہے یہاں تک کہ ثابت ہو گیا کہ حمل نہیں ہے۔ فلما بطل الحمل منھن قسم میراثہ بین امہ واخیہ جعفر جب بطلان حمل ثابت ہو گیا تو حضرت کے متروکات کو جعفر پر اور حضرت کی ماں پر تقسیم کر دیا۔ وادعت لہ وصیتہ ثبت ذالک عند القاضی والسلطان علی ذالک یطلب اثر ولدہ حضرت کی ماں نے وصیت کا دعوے کیا بلکہ قاضی کے نزدیک ثبوت بھی ہوا مگر خلیفہ باوصف اسکے بھی حضرت صاحب الامر کی تلاش میں رہا فجاء جعفر بعد ذالک الی ابی فقال اجعل لی مرتبة اخی واوصل الیک فی کل سنة عشرین الف دینار اسکے بعد جعفر میرے باپ پاس آیا اور کہا کہ اگر تو مجھے میرے بھائی کے منصب پر سرفراز کر دے تو اسکے عوض میں بیس ہزار دینار سال بسال میں تجھے دیا کروں گا فزجرہ ابی واسمعہ قال لہ یا احمق السلطان جرد السیف فی الذین زعموا ان اباک واخاک ائمة لیردھم عن ذالک فلم یتھیا لہ ذالک میرے باپ نے جس وقت جعفر سے یہ کلام سنا تو اسکو جھڑک دیا اور میں نے اسے یہ کہتے سنا کہ اے احمق جو لوگ کہ تیرے باپ اور بھائی کو امام جانتے ہیں ان کے قتل کے لئے خلیفہ ہمیشہ شمشیر برہنہ رہا تاکہ ان کو اس عقیدے سے پھیرے مگر یہ بات خلیفہ کو ممکن نہ ہوئی فان کنت عند شیعتہ ابیک واخیک اماما فلا حاجة بک الی السلطان

یرتبك مرابتها ولا غیر السلطان اگر تو اپنے باپ اور بھائی کے شیعوں کے نزدیک قابل امامت ہے تو اسوقت بادشاہ یا غیر بادشاہ کی کچھ حاجت نہیں ہے کہ تجھے اس مرتبے پر سرفراز کریں۔ وان لم تکن عندھم بھذہ المنزلۃ لم تنلھا بنا اور اگر تو ان کے نزدیک قابل امامت نہیں ہے تو ہماری اعانت سے اس منزلت کو حاصل نہیں کر سکتا۔ واستقلہ الی عند ذالك واستضعفہ وامران یحجب عنہ اُس دن میرے باپ نے اسکو بہت ذلیل و حقیر سمجھکر اپنے دربانوں کو حکم کر دیا کہ کبھی اُسے آنے نہ دیویں۔

(۴) روی ان البھلولؒ رای الحسن علیہ السلام وھو صبیؑ یبکی والصبیان یلعبون فظن انہ یتحسر علی ما فی ایدیھم فقال اشتری لك ما تلعب بہ منقول ہے کہ ایک دن کچھ لڑکے کھیل رہے تھے اور حضرت وہاں کھڑے ہوئے روتے تھے بہلولؒ اُدھر سے گذرے اور حضرت کو روتے دیکھکر وہ یہ سب سمجھے کہ سب لڑکوں کے پاس جو کھلونے ہیں اور حضرت کے پاس کوئی چیز کھیلنے کی نہیں ہے اس سبب سے رو رہے ہیں یہ خیال کر کے انہوں نے حضرت سے پوچھا کہ تمہارے لئے بھی کوئی کھلونا میں مول لے دوں کہ اُس سے تم کھیلو۔ فقال یا قلیل العقل ما للعب خلقنا فقال البھلول فلما ذا خلقنا قال للعلم والعبادۃ حضرت نے فرمایا کہ اے کم عقل ہم کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہیں بہلولؒ نے عرض کی کہ پھر ہم کس لئے خلق کئے گئے ہیں حضرت نے ارشاد کیا کہ علم و عبادت کے لئے۔ فقال لہ من این لك ذالك قال من قول اللہ عزّ وجل افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون بہلولؒ نے سوال کیا کہ کہاں سے آپ ثابت کرتے ہیں کہ ہم لوگ علم اور عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ قول خدائے برتر سے جناب احدیت قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ کیا تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ ہم نے تم کو بیکار ہی پیدا کیا ہے اور پھر تم ہمارے پاس پلٹ کر نہیں آؤگے۔ ثم سالہ ان یعظہ فوعظہ بابیات ثم خرّ الحسن مغشیا علیہ بعد اس کے بہلولؒ نے سوال کیا کہ یا حضرت کچھ وعظ و نصیحت کیجئے حضرت نے حسب التماس کچھ اشعار نصائح آمیز ارشاد فرمائے اور غش کھا کر گر پڑے۔ فلما افاق قال لہ بھلول ما نزل بك وانت صغیر لا ذنب علیك جب حضرت کو غش سے افاقہ ہوا تو بہلول نے عرض کی کہ آپ کا کیا حال ہے آپ تو ابھی صغیر سن ہیں آپ سے کوئی معصیت بھی صادر نہیں ہوئی۔ فقال الیك عنی یا

بہلول انّی رایت والدتی توقد النّار بالحطب الکبار فلا تضرم الا بالصغار وانّی اخشٰی ان اکون من صغار حطب جہنم حضرت نے فرمایا اے بہلولؒ میں نے اپنی والدہ کو دیکھا کہ بڑی بڑی لکڑیاں جو لکڑے میں جلاتی تھیں تو وہ نہ جلتی تھیں جب تک چھوٹی چھوٹی کھپچیاں نہ لگاتی تھیں جب تک آنچ نہ ہوتی تھی مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں میں بھی جہنم کے کھپچیوں میں نہ ہوں۔

(۵) عن جماعۃ من بنی ھاشم منھم الحسن بن الحسین القنطیس انّھم حضروا یوم توفّی علی بن محمّد فی دار ابی الحسن علیہ السلام وقد بسط لہ فی صحن والنّاس حولہ جلوس وقالوا قدّرنا ان یکون حولہ من اٰل ابی طالب وبنی العبّاس وقریشٍ مائۃ وخمسون رجلاً سوی موالیہ وسائر النّاس ایک جماعت بنی ہاشم کہ ایک اُن میں سے حسن بن حسین قنطیس ہیں ناقل ہیں کہ جس دن جناب امام علی النقی علیہ السلام انتقال فرمائیں گے اُس دن ہم لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ ایک صحن میں فرش بچھا ہے وہاں حضرت تشریف رکھتے ہیں اور گرد اس جناب کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہم نے اندازہ کیا کہ آل ابی طالب و بنی عباس اور قریش میں سے غلاموں اور عوام النّاس کے علاوہ ڈیڑھ سو آدمی ہوں گے۔ اذ نظر الی الحسن بن علیؑ بعد ساعۃٍ من قیامہ وقد جاء مشقوق الجیب ووقف علی یمینہ ونحن لا نعرفہ فقال یا بنیّ احدث للہ شکرًا فقد احدث فیک امرًا کہ ناگاہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام چاک گریبان تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کے داہنی طرف آن کر کھڑے ہوئے ہم لوگ حضرت کو اس وقت نہ پہچانتے تھے تھوڑی دیر کے بعد جناب امام علی النقی علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کی طرف دیکھ کر فرمایا اے فرزند خدائے تعالیٰ کا شکر کر تحقیق اس نے تیرے لئے ایک امر حادث کیا فبکی الحسنؑ واسترجع فقال الحمد للہ ربّ العالمین وایّاہ اسال تمام نعمہ یہ سنکے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام رونے لگے اور کلمہ انّا للہ و انّا الیہ راجعون زبان اقدس پر جاری کیا اور فرمایا شکر ہے پروردگار عالم کا اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ اپنی نعمتیں مجھے عطا فرمائے۔ فسالنا عنہ فقیل لنا ھٰذا الحسن بن علیؑ راوی کہتا ہے کہ ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں تو سب نے کہا کہ یہ حضرت کے صاحبزادے حسن عسکری علیہ السلام ہیں۔

وقد رہالہ فی ذالک الوقت عشرین سنۃ و نحوھا فیومئذٍ عرفناہ وعلمنا انّہ اشار

الیہ بالامامۃ فاقامہ مقامہ ہم نے حضرت کے سن کا اندازہ کیا تو بیس برس یا قریب قریب کے حضرت کا سن معلوم ہوا اس دن ہم نے حضرت کو پہچانا اور یہ سمجھے کہ امام علی النقی علیہ السلام نے یہہ جو کلمہ فرمایا یہہ اشارہ ہے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پہ اور حضرت نے اُس جناب کو اپنا قائم مقام کیا۔

(۶) عن ابی ھاشم الجعفری قال شکوت الی ابی محمد الحسن بن علی علیہما السلام الحاجۃ فحک بسوطہ الارض فاخرج منہا سبیکۃ نحو الخمسمائۃ دینار وقال خذھا یا ابا ھاشم واعذرنا ابو ہاشم جعفری کہتا ہے کہ میں نے ایک دن جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت شریف میں اپنے افلاس کا حال عرض کیا اسوقت حضرت کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا آپ نے اس کوڑے سے تھوڑی سی مٹی کرید کے ایک ڈلا سونے کی کوئی سو دینار بھر کے نکال کر مجھے عطا کی اور فرمایا کہ اسے ابوہاشم مجھے معاف کر۔

(۷) عن ابی حمزۃ الخادم قال سمعت ابا محمد علیہ السلام غیر مرۃ یکلم غلمانہ بلغاتہم وفیہم ترک و روم وسقالبۃ فتعجبت من ذالک وقلت ھذا ولد بالمدینۃ ولم یظہر لاحد حتی مضی ابو الحسن ولا راہ احد فکیف ھذا احدث نفسی بذالک ابوحمزہ خادم سے روایت ہے کہتا ہے وہ کہ میں نے بارہا سنا جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کو کہ حضرت اپنے غلاموں سے اکثر انہیں کی زبانوں میں گفتگو کیا کرتے تھے اور ان غلاموں میں بعض ترکی بعضے رومی بعضے سقلبی تھے مجھکو اس امر سے بہت تعجب ہوا کہ حضرت تو مدینے میں پیدا ہوئے اور جب تک امام علی النقی علیہ السلام زندہ رہے حضرت کو لوگوں سے اتفاق ملاقات وصحبت کا بھی نہیں ہوا یہ زبانیں حضرت نے کس سے سیکھیں یہ باتیں میں اپنے دل میں کرتا تھا۔ فاقبل علی وقال ان اللہ عزوجل اسمہ بین حجتہ من سائر خلقہ واعطاہ معرفۃ کل شیء وھو یعرف اللغات والاسباب والحوادث ولولا ذالک لم یکن بین الحجۃ والمحجوج فرق ابوحمزہ کہتا ہے کہ حضرت نے میرے قریب آن کر فرمایا کہ جناب اقدس الٰہی نے اپنی حجت کو تمام مخلوقات سے ممتاز کیا ہے اور اسکو ہر چیز کی معرفت عطا کی یعنی اماموں کو اور وہ سب زبانوں کو جانتا ہے اور جو اسباب وحوادث کہ عالم میں ہوتے ہیں اس سے بھی آگاہ ہے اور ایسا نہوتا تو حجت خدا میں اور سب لوگوں میں

کیا فرق ہوتا۔

(۸) شیخ شہاب الدین قلیوبی نے کتاب غرائب و عجائب میں جہاں اور اپنے ہم مذہب صوفیوں کے خوارق عادات و کرامات لکھے ہیں وہاں ایک روایت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بھی لکھی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اہلسنت بھی اگرچہ حضرت کو حجۃ اللہ نہ سمجھیں لیکن اولیاء اللہ میں شمار کرتے ہیں چنانچہ کتاب مذکور میں مسطور ہے کہ متوکل نے ایک مرتبہ حضرت حسن عسکری رضی اللہ عنہ کو قید کر لیا تو بڑا توڑا پڑا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ تمام اہل اسلام نے صحرا میں جا جا کر بارش کے لئے تین دن تک نماز پڑھی اور دعا کی مگر مینہ نہ برسا آخر کو متوکل نے حکم کیا کہ اب مسلمانوں کے ساتھ یہود و نصاریٰ بھی شریک ہو کر دعا کے لئے صحرا میں جائیں ان لوگوں کے ساتھ ایک راہب بھی ان کے یہاں کا صحرا میں گیا اور تمام خلائق نے دیکھا کہ جب اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے فوراً ابر آیا اور مینہ برسا اور دوسرے دن بھی تمام خلقت مسلمان و یہود و نصاریٰ دعا کے لئے صحرا میں گئے اور یہی دیکھا کہ جس وقت اس راہب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے فوراً ابر آگیا اور مینہ برسنے لگا اس ماجرے سے ایک فساد عظیم لوگوں کے عقیدہ میں پیدا ہوا اور اسلام کی طرف سے بدظن و بداعتقاد ہو گئے اور بعض لوگ تو مرتد ہو گئے متوکل یہ خبر سنکر بحواس ہو گیا۔ اور حضرت حسن عسکری علیہ السلام کو قید خانہ میں سے طلب کیا اور کہا کہ یا حسن ادرك امّة جدّك یعنی یا حضرت اپنے نانا کی امت کی خبر لیجئے کہ لوگ گمراہ ہوئے جاتے ہیں یہ سنکے حضرت نے فرمایا مرحبا لخروج غدا و یزول الاشکال انشاء اللہ یعنی کل بھی ان لوگوں کو دعا کے لئے بھیج انشاء اللہ سب کے شبہ دفع ہو جائیں گے اس روز حضرت بھی تشریف لے گئے اور جب اس راہب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ابر چھا گیا تو حضرت نے حکم کیا کہ جا کر اسکا ہاتھ پکڑ لیں اور حسب ارشاد لوگوں نے راہب کا ہاتھ جلدی سے پکڑ لیا تو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک ہڈی ہے جب وہ ہڈی اس سے لے لیگئی تو پھر اس کو دعا کے لئے حکم کیا گیا اور اس نے ہاتھ اٹھائے تو ابر پھٹ گیا اور دھوپ نکل آئی متوکل نے جب حضرت سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کسی نبیؑ کی ہڈی ہے کہ اس کے ہاتھ لگ گئی تھی بعد اس واقعہ کے متوکل نے حضرت کو رہا کر دیا اور پھر مرتے دم تک حضرت کی تعظیم و تکریم کرتا رہا۔

(۹) شیخ قلیوبی نے باوجود تعصب کے کتاب غرائب و عجائب میں ایک معجزہ حامی اسلام خلیفۂ

رسولؐ انام امام حسن عسکری علیہ السلام کا لکھا ہے کہ ایک عورت نے متوکل عباسی کے سامنے اپنے سیدہ ہونے کا دعویٰ کیا تو متوکل نے حضرت کو بلاکر اس بات کی تحقیق چاہی آپ نے فرمایا: ان اللّٰہ حرّم علے السباع ان تاکل اولاد الحسین۔ فالقوہا الیہا فان لم تاکلہا فہی صادقۃ یعنی خداوند عالم نے اولاد حسنین علیہما السلام کا گوشت درندوں پر حرام کیا ہے اس عورت کو درندوں کے آگے ڈال دو اگر وہ اُسے نہ کھائیں تو وہ عورت سچی ہے جب یہ مضمون متوکل نے اس عورت کے آگے بیان کیا اس نے ڈر کے مارے قبول دیا کہ میں جھوٹ کہتی تھی بعد اسکے بعض امرا نے جو حضرت سے عداوت رکھتے تھے متوکل کو مشورہ دیا کہ خود حضرت عسکریؑ بھی تو اولاد حسنینؑ میں سے ہیں ان کو درندوں کے آگے ڈال کر اس بات کا امتحان کرنا چاہیئے چنانچہ اس مشورے کے بموجب متوکل نے اپنے مکان کے صحن میں تین درندہ جانور منگواکر چھوڑ دیئے اور آپ کوٹھے پر ایک کمرہ میں جاکر بیٹھا اور حضرت کو بلوایا جب حضرت تشریف لائے تو دربانوں نے حضرت کو صحن میں کرکے جلدی سے ڈیوڑھی کا پھاٹک بند کر دیا:

متوکل اوپر سے دیکھ رہا تھا کہ جونہی حضرت کو اُن جانوروں نے دیکھا بے اختیار دوڑ کر قدموں سے مُنہ ملنے لگے اور گرد پھرنے لگے اور حضرت نے دست مبارک اُن کی پیٹھ پر پھیرا، بعد اسکے کوٹھے پر چڑھتے چلے گئے خلیفہ نے بہت تعظیم سے حضرت کو اپنے پاس بٹھایا اور دو چار باتیں کر کے حضرت رخصت ہوئے پھر اس کے رفقا نے کہا کہ تجھے بھی تو سیادت کا دعویٰ ہے تجھکو درندہ کچھ گزند نہ پہنچائیں گے تو اس نے جواب دیا کہ کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں ہلاک ہوجاؤں۔ اور بعد اسکے سب کو تاکید منع کردیا کہ اس واقعہ کا ذکر کہیں نکریں تاکہ امام حسن عسکری علیہ السلام کا اعتقاد لوگوں کو نہو جائے:

(۱۰) حدّث ابوہاشم داؤد ابن القسم قال کنت فی الحبس فے الجوسق الاحمر انا والحسن بن محمد العقیقی ومحمد ابن ابراہیم العمری فلان فلانٌ اذ دخل علینا ابومحمد الحسن فحففنا بہ وکان المتولی لحبسہ صالح بن وصیف وکان معنا فی الحبس رجل جمحیٌ انہ علوی قال فالتفت ابومحمدؑ فقال لولا ان فیکم رجل لیس منکم لاعلمتکم متی الفرج عنکم واومی الی الجمحی ان یخرج فخرج بیان کیا ابوہاشم داؤد ابن قسم نے کہ میں قید تھا اس قیدخانہ میں جو قصر جوسق احمر میں واقع تھا جسے معتمد باللہ نے بنایا ہے اور حسن بن محمد عقیقی ومحمد ابن ابراہیم عمری اور فلانے وفلانے شخص بھی میرے ساتھ قید تھے ناگاہ حضرت امام حسن عسکری

علیہ السلام تشریف لائے ہم سبھوں نے حضرت کو گھیر لیا اور صالح بن وصیف حضرت پر معین تھا اور ہم لوگوں کے ساتھ ایک شخص عجمی تھا کہ اپنے تئیں علوی قرار دیتا تھا حضرت نے فرمایا کہ اگر تمہارے ساتھ یہ شخص کہ جو تم میں سے نہیں ہے نہ ہوتا تو میں تم کو خبر دیتا کہ تم لوگوں کو راحت کب حاصل ہوگی۔ بعد اسکے اس عجمی سے اشارہ فرمایا کہ تو باہر جا حضرت کے حکم سے وہ شخص باہر چلا گیا فقال ابو محمد ھذا رجل لیس منکم فاحذروہ فان فی ثیابہ قصۃ قد کتبھا الی السلطان خبرہ بما تقولون فیہ فقام بعضھم ففتش ثیابہ فوجد القصۃ یذکر نا فیھا بکل عظیمۃ وہ باہر گیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ شخص تم میں سے نہیں بلکہ جاسوس ہے تم لوگ جو باتیں کرتے ہو یہ شخص خلیفہ کو لکھ بھیجتا ہے اس سے ڈرتے رہو خیال کر اسکے کپڑوں میں ایک رقعہ ہے کہ اس میں تمہاری برائیاں لکھی ہیں حضرت سے یہ سنکر بعض شخص اٹھے اور اسکے کپڑوں کو دیکھا تو اس میں ایک رقعہ نکلا کہ ہم لوگوں کی برائیوں سے بھرا ہوا تھا۔ وکان الحسن یصوم فاذا افطر اکلنا معہ من طعام کان یحملہ غلامہ الیہ فی جونۃ مختومۃ وکنت اصوم معہ اس قید خانے میں حضرت روزے رکھتے تھے اور ابو ہاشم کہتا ہے کہ میں بھی حضرت کے ساتھ روزے رکھتا تھا وقت افطار حضرت کا غلام ایک ظرف میں کھانا لاتا تھا کہ وہ سربمہر ہوتا تھا اس کھانے میں میں بھی حضرت کا شریک ہوتا تھا فلما کان ذات یوم ضعفت فافطرت فی بیت اخر علی کعکۃ وما شعر واللہ بی احد ثم جئت فجلست معہ فقال لغلامہ اطعم اباھاشم شیئا فانہ مفطر ایک دن مجھے بہت ضعف تھا اس جہت سے روزے کی تاب لاسکا ایک دوسرے مکان میں جا کر ایک سوکھی ہوئی روٹی کھالی قسم بخدا کہ میرے روزہ توڑنے سے کوئی شخص آگاہ نہ تھا بعد اسکے میں جا کر حضرت کے پاس بیٹھا تو آپ نے غلام سے فرمایا کہ ابوہاشم کو کچھ کھانا کھلا دے کہ وہ روزے سے نہیں ہے فتبسمت فقال ما یضحکک یا اباھاشم اذا اردت القوۃ فکل اللحم فان الکعک لا قوۃ فیھا فقلت صدق اللہ ورسولہ وانتم ابو ہاشم کہتا ہے کہ جب حضرت نے اپنے غلام سے اس طرح ارشاد کیا تو میں مسکرانے لگا حضرت نے فرمایا کہ اے ابو ہاشم مسکراتے کیوں ہو اگر تو چاہتا ہے کہ قوت ہو تو گوشت کھا سوکھی روٹی میں کچھ قوت نہیں ہے میں نے عرض کی کہ سچا ہے خدائے پاک اور اس کا رسول اور آپ لوگ راستگو ہیں فقال الی افطر ثلثا فان المنۃ لا یرجع اذا نھکھا الصوم فی اقل من ثلث پھر فرمایا

مجھ سے کہ تو تین دن روزہ نہ رکھ کہ جب روزے رکھنے سے آدمی کو ضعف ہو جاتا ہے تو پھر تین دن کی طاقت عود نہیں کرتی ہے فلما کان فی یوم الذی اراد اللہ ان یفرج عنہ جاءہ الغلام فقال یا سیدی احمل فطورک فقال احمل وما احسب انا ناکل منہ فحمل الغلام الطعام الظہر واطلق عنہ عنہ العصر وہو صائم وقال کلوا ہنأکم اللہ۔ جب وہ دن آیا کہ خدا نے چاہا کہ حضرت قید سے رہا ہوں اس دن غلام نے پوچھا کہ یا حضرت شام کے لئے کھانا حاضر کروں حضرت نے فرمایا کہ لا مگر گمان نہیں ہے کہ وہ کھانا میں کھاؤں گا پس غلام نے قریب وقت ظہر کھانا لاکر حاضر کیا اور حضرت افطار کر کے پہلے یعنی وقت عصر قید سے رہا ہوئے چلتے وقت ہم لوگوں سے فرمایا کہ یہ کھانا تم لوگ کھاؤ اور تم کو گوارا ہو وکان مرضہ الذی توفی فیہ اول شہر ربیع الاول سنۃ ستین۔ ومائتین وتوفی علیہ السلام یوم الجمعۃ لثمان خلون من ہذا الشہر۔ حضرت ربیع الاول کی پہلی کو ۲۶۰ ہجری میں مبتلائے مرض الموت ہوئے اور آٹھویں کو اسی مہینے کے دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ وخلف ولدہ الحجۃ القائم المنتظر لدولۃ الحق وکان قد اخفی مولدہ لشدۃ طلب سلطان الوقت لہ واجتہادہ فی البحث عنہ وعن امرہ فلم یرہ الا الخواص من شیعتہ بعد اس جناب کے جنت جا حضرت صاحب العصر والزمان اس جناب کے قائم مقام اور امام بحق ہیں مومنین چونکہ خلیفۃ وقت کو اخبار و احادیث سے معلوم تھا کہ بارھویں امام مالک شرق و غرب عالم ہوں گے اور زمانے کو کفر و نفاق سے پاک کریں گے اور دنیا میں کوئی ظالم و جابر باقی نہ رہے گا کہ حضرت کی تیغ آبدار سے داخل جہنم نہ ہو اس جہت سے وہ ہمیشہ حضرت کی ولادت کا متفحص اور درپے رہتا تھا اس خیال سے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت کی ولادت کو بہت مخفی رکھا اور سوا چند دوستان خالص کے اور لوگ حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

امام صاحب الزمانؑ

(۱) فی الکافی فی باب مولد صاحب الزمان ولد علیہ السلام النصف من شعبان سنۃ خمس وخمسین ومائتین۔ کتاب کافی میں منقول ہے کہ ۲۵۵ ہجری نیمہ شعبان میں بادشاہ دین پناہ ملائکہ

سیاہ ظل سبحان خلیفۃ الرحمن جگر بند رسولؐ نور چشم بتولؑ صاحب العصر علیہ الصلوٰۃ والسلام
وعجل اللہ فرجہ پیدا ہوئے۔ محمد ابن یعقوب کلینیؒ ومحمد ابن بابویہ قمیؒ وشیخ ابوجعفر طوسیؒ وسید مرتضیٰ وغیرہ
علیہم الرحمہ نے حضرت حکیمہ خاتون عمۂ صاحب الامر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت ختنہ کردہ ناف
بریدہ پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے ہی قبلہ کی طرف سجدہ کیا اور کلمہ کی دو انگلیاں اُٹھا کر فرمایا؛

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان جدی رسول اللہ وان ابی امیر المومنین؛ اسیطرح سے تمام آئمۂ ہدیٰ کا
نام لیا اور شہادت ادا کی بعد اسکے فرمایا کہ خداوندا میرے وعدہ کو وفا کر اور میری خلافت کو پورا کر اور
میرے قدم کو استوار کر اور میرے ہاتھوں زمین کو عدل وداد سے بھر دے؛ اور حضرت کے دہنے بازو پر
لکھا ہوا تھا کہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا یعنی حق موجود ہوا اور باطل نابود
ہوا بلا شبہ باطل نیست ونابود ہونے والا ہے آدم اور آئمۂ کی طرح حضرت کی تاریخ ولادت میں بھی
اختلاف ہے مگر یہی تاریخ جو صاحب کافی نے لکھی ہے معتبر ومختار ہے؛

آخوند مجلسی علیہ الرحمہ حق الیقین میں فرماتے ہیں؛ کہ کتب معتبرہ شیعہ میں ہزار حدیثوں سے زیادہ
اس مضمون کی ہیں جن میں حضرت صاحبؑ کی ولادت وغیبت وامامت کا بیان ہے اور بہت سے مخالفین
مثل صاحب فصول مہمہ ومطالب السئول وشواہد النبوۃ وابن خلکان وغیرہ نے بھی حضرت کی ولادت کا
حال اکثر ایسی ہی خصوصیات کے ساتھ جیسا کہ کتب شیعہ میں ہے تحریر کیا ہے اور حضرت ابراہیمؑ وحضرت
موسیٰ علیہما السلام کی طرح حضرت کی ولادت بھی معاندین سے پوشیدہ رہی کنی ابوالقاسم ولقب
بالخلف الصالح والحجۃ والمنتظر والقائم والمھدی وصاحب الزمان ابوالقاسم حضرت کی کنیت ہے
اور خلف صالح وحجۃ ومنتظر وقائم ومہدیؑ وصاحب زمان حضرت کے القاب ہیں؛

وعلمہ اللہ الحکمۃ وفصل الخطاب فی الطفولیۃ کما اتا ھا یحیٰ وجعلہ اماما فی المھد
کما جعل عیسیٰ نبیا جناب احدیت نے کم سنی میں حضرت کو علم وحکمت اور امتیاز حق وباطل تعلیم کیا جس
طرح حضرت یحییٰؑ کو بچپنے میں ان سب امروں سے ماہر کیا تھا اور گہوارے ہی میں حضرت کو امام بنا دیا جسطرح
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کی تھی اس سبب سے کہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام نے دارِ دنیا
سے بلغ رضوان کی طرف انتقال فرمایا تو حضرت کا سن دو برس کا تھا؛

اور ایک روایت کی بنا پر چار برس اور ایک قول کے بنا پر پانچ برس کا تھا اور مادر گرامی حضرت کی اُم ولد

صقیل ملک روم کی شاہزادی تقیس ان کے نام میں اختلاف ہے مگر مشہور نرجس ہے اور غیبت صغریٰ کا زمانہ آخوند علیہ الرحمہ نے چوہتر برس لکھا ہے اس زمانے میں حضرت کے نائب اور سفیر بہت سے تھے کہ لوگوں کی عرضیاں اور مال خمس امام علیہ السلام تک پہنچاتے تھے اور حضرت کے حکم سے فقرا و مساکین شیعہ کو اس میں سے وظیفہ دیا کرتے تھے۔ ان سب سفیروں کے ہاتھ سے معجزات عظیم ظاہر ہوئے ہیں۔ نائب سفیر حضرت کے جو بہت مشہور و معروف ہیں پہلے ان میں عثمان بن سعید علیہ الرحمہ ہیں کہ امام ہادی و امام عسکری علیہما السلام نے ان کے عادل امین ہونے کی تصریح فرمادی ہے ان کے بعد ان کے فرزند ابو جعفر محمد علیہ الرحمہ رتبہ سفارت سے مشرف ہوئے ان کے بعد ابو القاسم حسین ابن روح علیہ الرحمہ قائم مقام ہوئے۔ ان کے بعد شیخ جلیل علی بن محمد سمری علیہ الرحمہ نائب و سفیر امام عصر رہے۔ ان بزرگوار نے نیمۂ شعبان ۳۲۹ھ ہجری میں جوار رحمت کی طرف انتقال کیا اور اسی سال اکثر علما مثل ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ اور رئیس المحدثین علی ابن بابویہ علیہ الرحمہ رحمت حق سے ملحق ہوئے اور غیبت کبریٰ شروع ہو گئی۔

(۳) علی بن محمد جعفر بن محمد الکوفی عن جعفر بن محمد المکفوف عن عمرو الاہوازی قال اُرانی ابو محمد ابنہ کتاب کافی میں عمرو اہوازی سے روایت ہے کہ حضرت حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے فرزند کو مجھے دکھایا وقال ھٰذا صاحبکم من بعدی اور فرمایا کہ میرے بعد یہ تمہارا امام ہے اور محمد بن اسمٰعیل بن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام جو کہ عراق میں تمام بنی فاطمہ سے مسن تھے بیان کرتے ہیں۔ رأیتہ بین المسجدین وھو غلام یعنی صاحب العصر علیہ السلام کو میں نے دونوں مسجدوں کے درمیان میں دیکھا تھا۔ اور وہ لڑکے سے تھے اور فتح نے کہا ہے کہ سمعت ابا علی ابن مطہر یذکر انہ قد رآہ و وصف لہ قدہ یعنی ابو علی بن مطہر کو میں نے ذکر کرتے سنا کہ انہوں نے حضرت کو دیکھا تھا اور حضرت کا قد بیان کیا کہ اس قدر تھا اور ابو عبداللہ بن صالح سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت کو سنگ اسود کے پاس دیکھا تھا اور ابن ادریس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: رأیتہ علیہ السلام بعد مضی ابی محمد حین ایفع وقبلت یدیہ ورأسہ یعنی بعد انتقال حسن عسکری علیہ السلام کے میں نے حضرت صاحب علیہ السلام کو دیکھا جن دنوں میں کہ حضرت نے کچھ قد نکالا تھا اور میں نے ان کے دست اطہر کو چوما اور پیشانی انور کا بوسہ دیا۔

اور حق الیقین میں مذکور ہے کہ شیخ صدوق محمد بن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند صحیح احمد بن اسحٰق سے روایت کی

ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور یہ پوچھنے کو تھا کہ آپ کے بعد امام کون ہوگا۔ حضرت نے سوال کرنے سے پہلے ہی فرمایا کہ اے احمد پیدائش آدم سے آج تک حقتعالے نے زمین کو حجت سے خالی نہیں رکھا۔ اور نہ قیامت تک کبھی خالی رکھیگا۔ حجت خدا کے سبب سے اہل زمین سے بلائیں دفع ہوتی ہیں اور اسکی برکت سے آسمان سے پانی برستا ہے اور زمین سے نعمتیں اُگتی ہیں۔ میں نے عرض کی یابن رسول اللہ آپ کے بعد امام و خلیفہ کون ہوگا۔ یہ سُنکر حضرت حرم سرا میں تشریف لے گئے۔ اور ایک چاند سے لڑکے کو دوش مبارک پر لئے ہوئے باہر آئے کہ کوئی تین برس کی عمر معلوم ہوتی تھی اور فرمایا کہ میرے بعد یہ امام ہے اور اگر تو خدا و ائمہ ہدیٰ کے نزدیک محترم نہوتا تو میں تجھے نہ دکھاتا اس فرزند کا نام و کنیت رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی نام و کنیت سے موافق ہے یہ زمین کو عدل سے بھردیگا جبکہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی اے احمد! اس اُمت میں اسکی وہ مثال ہے جو خضرؑ و ذوالقرنینؑ کی تھی قسم بخدا کہ یہ غائب ہو جائے گا اسکی غیبت میں ہلاکت و گمراہی سے وہی بچ سکتا ہے جسکے دل کو خدا اسکی امامت پر ثابت رکھے اور اسکے لئے دُعائے کشائش کی توفیق دے الی آخر الحدیث۔

اور ابوالادیان سے روایت کی ہے کہ جس روز جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے انتقال کیا میں نے دیکھا کہ جعفر کذاب ڈیوڑھی میں بیٹھا ہے شیعہ اسکے گرد جمع ہیں اور بھائی کے مرنے کا پُرسہ اور اُسکے امام ہونے کی مبارکباد دے رہے ہیں یہہ دیکھکر میں نے دل میں کہا کہ یہ فاسق کب امامت کی قابلیت رکھتا ہے کیونکہ میں اُسے پہلے سے جانتا تھا کہ وہ شراب پیتا تھا اور جُوا کھیلتا تھا اور طنبور بجاتا تھا تھوڑی دیر بعد خادم نے آکر کہا کہ آپ کے بھائی کو کفن پہنا چکے چلکر نماز پڑھئے یہ سُنکر جعفر اُٹھا اور اسکے ساتھ ساتھ سب شیعہ بھی نماز کے لئے اُٹھے اور جعفر سب کے آگے کھڑا ہوا۔ ناگاہ ایک چاند سا لڑکا گندم گوں پیچیدہ مُو کشادہ دندان نکل آیا۔ اور جعفر کو پیچھے ہٹا کر کہا اے عمو میں اپنے باپ پر نماز پڑھنے کا تم سے زیادہ مستحق ہوں۔ اور آگے کھڑے ہوکر اس طفل نے نماز پڑھی نماز کے بعد حاجز نے امام حجت کے لئے باہر جعفر سے آکر پوچھا کہ یہ لڑکا کون تھا تو جعفر نے کہا کہ واللہ میں نے اس لڑکے کو نہیں دیکھا تھا اور میں اسے نہیں پہچانتا۔ انتہیٰ ملخصًا

(۳۸) علی بن محمدٍ عن علی بن قیس عن بعض جلاوزۃ السّواد قال شاھدت سیما انفا بسرّ من رأی وقد کسر باب الدار کافی میں علی بن قیس راوندی سے روایت ہے کہ خلیفہ

کے لشکر کا ایک سپاہی کہتا تھا کہ میرے سامنے سیما نے جو کہ خلیفہ کا غلام تھا سرمن رائے میں جا کر امام حسن عسکری علیہ السلام کے مکان کا دروازہ توڑ ڈالا، فخرج علیہ وبیدہ طبرزین فقال لہ ما تصنع فی داری حضرت صاحب العصر علیہ السلام طبرزین ہاتھ میں لئے ہوئے نکل آئے اور فرمایا گھر سے تجھے کیا کام ہے فقال سیما ان جعفرا زعم ان اباک مضی ولا ولد لہ فان کانت دارک فقد انصرفت عنک سیما نے عرض کی کہ جعفر کذاب تو اس زعم میں ہے کہ آپ کے پدر بزرگوار نے کوئی فرزند نہیں چھوڑا، اگر یہ گھر آپ کا ہے تو میں پلٹے جاتا ہوں، فخرج عن الدار یہ کہکر سیما دولتسرائے امام زمانؑ سے باہر آیا قال علی ابن قیس فخرج علینا خادم من خدم الدار فسالتہ من ھذا الخبر علی بن قیس کہتے ہیں کہ اس مکان کے خادموں میں سے ایک خادم ہمارے پاس آیا تو ہم نے اُس سے وہی چیز جو کہ سپاہی سے سُنی تھی دریافت کرنا چاہی فقال لی من حدثک بھذا خادم نے مجھ سے پوچھا کہ آپ سے یہ خبر کس نے بیان کی فقلت لہ حدثنی بعض جلاوزۃ السواد میں نے جواب دیا کہ مجھ سے خلیفہ کے ایک سپاہی نے بیان کی، فقال لا یکاد یخفی علی الناس شیٔ یہ سُنکر وہ کہنے لگا کہ کوئی بات ایسی نہیں کہ لوگوں سے چھپ سکے یعنی باوجودیکہ خلیفۂ وقت ایسی خبروں کو چھپانا چاہتا ہے مگر پھر بھی نہیں چھپ سکتیں اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے ایک روایت اخوند مجلسیؒ نے حق الیقین میں لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رشیق کہتا ہے کہ معتضد عباسی نے دو شخص میرے ساتھ کرکے سامرہ میں بھیجا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے مکان میں جا کر دیکھو جو شخص ہو اس کا سر میرے پاس لے آؤ، جب ہم لوگ سامرہ میں پہنچے مکان کے اندر داخل ہوئے حجرہ کا پردہ اُٹھایا تو اسکے اندر ایک دریا نظر آیا اور دیکھا کہ حجرہ کے اُدھر اُسی دریا پر ایک بوریا بچھا ہے اُس پر ایک بزرگوار مشغول نماز ہیں، احمد ابن عبداللہ نے اندر جانے کے لئے پاؤں بڑھایا قریب تھا کہ ڈوب جائے اُسکو مضطرب دیکھکر میں نے ہاتھ بڑھا کر کھینچ لیا، باہر آتے ہی وہ بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر بعد جب اُسے افاقہ ہوا، تو دوسرے شخص نے اندر جانے کا ارادہ کیا اسپر بھی یہی ماجرا گزرا یہ حال دیکھکر میں نے بہت کچھ معذرت اور توبہ کی مگر حضرت کچھ متوجہ نہ ہوئے اور ہم لوگ خائف و ہراساں پلٹ کر رات کے وقت معتضد کے پاس پہنچے اور سارا حال بیان کیا کہنے لگا کہ یہ کیفیت کسی اور سے تو تم نے نہیں بیان کی ہم لوگوں نے کہا کہ نہیں اسپر شدید و غلیظ قسمیں کھا کر کہنے لگا کہ اگر میں نے سُنا کہ تم نے کسی سے ایک حرف بھی بیان کیا تو تم سب کی گردن ماروں گا، اور جب تک معتضد زندہ رہا

ہم کسی سے یہ حال نہ بیان کرسکے ۔
اور بروایت ابن بابویہ علیہ الرحمہ محمد ابن عبداللہ کوفی نے اُن لوگوں کا شمار کیا ہے کہ جو حضرت کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں، یا حضرت کا کوئی معجزہ دیکھ چکے ہیں، یہ روایت اور ان لوگوں کے نام ونشان بتفصیل حق الیقین میں مذکور ہیں مختلف شہروں کے سب لوگ ہیں، ثقہ ومعتبر شمار میں ساٹھ آدمیوں سے زیادہ ہیں، اور کتب معجزات میں جو لوگ مذکور ہیں وہ ستر سے زیادہ ہیں ۔
(۴) شیخ طوسی رحمۃ اللہ نے اور اور محدثین نے روایت کی ہے کہ رئیس المحدثین علی بن بابویہ قمی رحمہ نے حسین ابن روح علیہ الرحمہ کے ہاتھ ایک عرضی حضرت صاحب الامر علیہ السلام کو بھیجی کہ حضرت میرے لئے دعا کریں کہ حق تعالٰے کوئی فرزند مجھے عطا فرماوے، حضرت نے جواب میں لکھا کہ میں نے تیرے لئے دُعا کی حق تعالٰے بہت جلد تجھے دو فرزند سعادتمند عطا کرے گا، اس کے بعد خداوند عالم نے ایک کنیز کے بطن سے علی بن بابویہ رح کو دو فرزند عطا کئے، ایک شیخ صدوق محمد ابن بابویہ جن کی تصنیفات میں سے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مشہور ہے یہ ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے کہ میں امام زمانؑ کی دُعا سے پیدا ہوا ہوں اور ان کے اساتذہ ان کے وصف میں کہا کرتے تھے کہ جو امام زمانؑ کی دُعا سے پیدا ہو وہ کیوں نہ ایسا ہو، اور دوسرے فرزند کا نام حسین رح ہے کہ ان کی نسل میں بہت سے محدث اور فاضل پیدا ہوئے ۔
اور ابن قولویہ اُستاد شیخ مفید علیہما الرحمہ بیان کرتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرقہ اسمٰعیلیہ کے لوگ کعبہ سے سنگ اسود اکھاڑ لائے تھے اور مسجد کوفہ میں لاکر اُسے منصب کیا تھا بعد اسکے جس زمانے میں لوگوں نے چاہا کہ سنگ اسود کو پھر کعبہ میں لیجا کر نصب کریں تو میں نے صاحب الامر علیہ السلام کے شوق زیارت میں حج کا ارادہ کیا کیونکہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ سنگ اسود کو معصوم کے سوا کوئی اور نہیں نصب کرسکتا جب میں بغداد میں پہنچا تو مرض شدید مجھے عارض ہوا کہ خود میں حج کو جا نہ سکا اور ابن ہشام کو اپنا نائب کیا اور حضرت کی خدمت میں ایک عرضی سربمہر ابن ہشام کے ہاتھ روانہ کی اور میں نے ان سے بس یہ کہدیا کہ تمہیں اسی کے لئے بھیجتا ہوں کہ جو شخص سنگ اسود کو نصب کرے اس کے ہاتھ میں یہ رُقعہ دیکر جواب لے لینا اور مضمون عریضہ یہ تھا کہ یا حضرت مجھے اس مرض سے نجات ہوگی یا نہیں اور میری زندگی کس قدر ہے، ابن ہشام کہتے ہیں کہ مکہ مشرفہ میں پہنچ کر خانہ کعبہ کے خادموں کو میں نے کچھ دیا کہ جس وقت سنگ اسود نصب ہونے لگے تو مجھکو قریب کھڑا

رہتے دیں چنانچہ جس دن سنگ اسود نصب ہونے لگا خدام کعبہ نے میری اعانت کی میں نے دیکھا کہ جو کوئی سنگ اسود کو نصب کرتا ہے وہ اپنی جگہ پر اچھی طرح جمتا نہیں اور ہلتا ہے ناگاہ ایک جوان خوش رو گندم رنگ کو دیکھا کہ انہوں نے آکر ان لوگوں کے ہاتھ سے پتھر کو لیکر نصب کردیا۔ اور وہ ٹھیک بیٹھ گیا اس کے وہ شخص وہاں سے جانے لگے اور میں ان لوگوں کو ہٹاتا ہوا ان کے پیچھے پیچھے دوڑا اور ایسا ہی انہیں دیکھے جاتا تھا کہ آنکھ سے اوجھل نہ ہو جائیں وہ بہت آہستگی و اطمینان سے چلتے تھے اور میں دوڑا ہوا جاتا تھا مگر جب بھی ان تک نہ پہنچ سکتا تھا جب اتنی دور نکل آئے کہ وہاں میرے اور ان کے سوا کوئی اور نہ تھا تو مڑکر فرمایا جو چیز تیرے پاس ہے لادے میں نے رقعہ ان کے ہاتھ میں دیدیا۔ آپ نے کھولا بھی نہیں اور فرمایا کہ کہدینا اس مرض سے تو اچھا ہو جائے گا اور تیری موت اب سے تیس برس بعد ہوگی یہ حال دیکھکر اور یہ کلام معجز نظام سُنکر ایسا خوف مجھپر طاری ہوا کہ میں بےحس و حرکت رہگیا اس خبر کے سننے سے ابن قولویہ کو اپنی زندگی کا یقین حاصل ہوا۔ اسکے تیس برس بعد کچھ یونہی سا بیمار ہوئے تو وصیت ادا کی اور کفن وحنوط منگایا اور ضروریات سفر آخرت میں اہتمام تمام کیا اسپر لوگوں نے اُن سے کہا کہ بیماری تو کچھ ایسی نہیں ہے پھر آپ کو اس قدر تعجیل و اضطراب کس لئے ہے فرمایا کہ یہ وہی سال ہے جس میں کہ میرے آقا نے خبر مرگ مجھے دی ہے اور اسی مرض میں بہشت عنبر سرشت کی طرف انتقال کیا الحمد للہ بموالیہ الاطہار نفے عامر القرأ ہوا اور سید علی ابن طاؤس رضی اللہ عنہ و حضرت صاحب الامر کی آواز سُنی کہ شیعیان زندہ و مُردہ کے لئے دعا کر رہے تھے اور بعض فقرات دعا بھی انہوں نے لکھدیئے ہیں جو انہیں یاد رہگئے تھے۔

(۵) قطب راوندی رحمۃ اللہ نے خرائج الجرائح میں روایت کی ہے کہ حسن ابن سروق کہتا ہے کہ میں ایک دن ناصر الدولہ کی صحبت میں بیٹھا تھا کہ وہاں ناحیۂ صاحب الامر علیہ السلام کا کچھ ذکر چھڑا اور حضرت کی غیبت کا تذکرہ ہوا تو میں اس بات پر استہزا کرنے لگا اسیوقت میرے چچا حسین آن وارد ہوئے اور حضرت کی غیبت پر مجھے استہزا کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ اے فرزند پہلے میرا بھی ایسا ہی کچھ اعتقاد تھا جس زمانہ میں اہل قم نے خلیفہ سے بغاوت کی کہ جو کوئی یہاں سے حاکم ہو کر جاتا تھا اُسے مار ڈالتے تھے اور اطاعت نہ کرتے تھے مجھکو بھی حکومت قم حاصل ہوئی اور ایک فوج ساتھ لے کر میں قم کی طرف روانہ ہوا۔ ناحیہ طرز میں پہنچ کر میں شکار کے لئے نکلا اور بہت دور

نکلا چلا گیا وہاں ایک نہر میں نے دیکھی اور آگے کے پار اُتر جانے کا ارادہ کیا مگر جس قدر کہ میں نہر کو عبور کرتا تھا اور بھی اس کا پاٹ بڑھتا جاتا تھا اسی عالم میں میں نے ایک سوار کو دیکھا کہ اشہب پر سوار ہے اور عمامہ خز سبز رنگ سر پر ہے کہ اس میں سے سوا آنکھوں کے چہرہ نہیں دکھائی دیتا اور سرخ موزہ پاؤں میں ہیں اس سوار نے نہ مجھے امیر کہا نہ میری کنیت میرے نام کے ساتھ ذکر کی بلکہ توہین و تحقیر سے کہا کہ او حسین کیوں تو میری غیبت کیا کرتا ہے اور میرے ناحیہ پر استہزا کرتا ہے اور خمس میرے سفیروں کو نہیں دیتا حسین کہتا ہے میں کبھی کسی چیز سے نہیں ڈرا مگر اس کلام سے لرزنے لگا اور ڈر گیا اور میں نے عرض کیا کہ جیسا آپ نے فرمایا اب ایسا ہی ہوگا کہا کہ جہاں تو جاتا ہے وہاں بے لڑے بھڑے آسانی سے تو داخل ہو جائے گا اور بہت کچھ حاصل کرے گا جو کچھ کہ حاصل کرنا اس کا خمس مستحقوں کو پہنچا دینا میں نے کہا کہ سمعاً و طاعۃً فرمایا کہ اب رشد و صلاح کے ساتھ پلٹ جا اور اشہب کی باگ موڑی اور وہاں سے روانہ ہوئے اور میری نظر سے پوشیدہ ہو گئے نجانے کدھر کو گئے میں نے داہنے بائیں بہت دیکھا مگر نہ پایا اس سے رعب و خوف اور بھی مجھ پر طاری ہوا اور لشکر کی طرف پلٹ آیا۔

یہ ذکر میں نے کسی سے نہیں کیا اور دل سے بھلا دیا۔ جب میں قم میں پہنچا اور مجھے گمان یہی تھا کہ لڑنا پڑے گا۔ اہل قم شہر سے باہر آئے اور مجھ سے کہا کہ ہمارے مخالف مذہب جو حاکم آتا تھا اس سے ہم لڑتے تھے اور تو ہمیں میں سے ہے۔ تجھ سے ہمیں کچھ مخالفت نہیں شہر میں داخل ہو اور جس طرح جی چاہے انتظام کر۔

میں مدت تک قم میں رہا اور اپنی توقع سے زیادہ وہاں سے مال حاصل کیا کہ ارکان دولت مجھ سے حسد کرنے لگے۔ اور خلیفہ سے کہہ سنکر معزول کروا دیا بغداد میں پہنچ کر پہلے میں خلیفہ کے سلام کو گیا بعد اسکے اپنے گھر پر آیا لوگ میری ملاقات کو آنے لگے کہ اسی اثنا میں محمد بن عثمان عمریؒ بھی وہاں وارد ہوئے اور سب لوگوں کو پھاندتے ہوئے میری مسند پر آکر بیٹھ گئے۔ اور میری پشت پر تکیہ کرکے بیٹھے کہ اس حرکت سے میں بہت ناخوش ہوا لوگ آیا کئے اور جایا کئے وہ اسیطرح بے تکلف بیٹھے رہے اور دمبدم میرا غصہ زیادہ ہوتا گیا۔

جب محفل ختم ہو چکی تو مجھ سے کہا کہ تم سے ایک راز کہنا ہے میں نے کہا کہو کہنے لگے صاحب اشہب و نہر نے کہلا بھیجا ہے کہ ہم نے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا۔ یہ سنکر وہ قصہ مجھے یاد آیا اور میں لرز گیا اور میں

نے کہا کہ میں نے سُنا اور قبول کیا اور ممنون ہوا اسکے بعد میں اٹھ کھڑا ہوا اور محمد بن عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور اپنے خزانوں کو کھولکر تمام مال خمس ان کے حوالہ کیا؛ بعض مال کو میں بھولا ہوا تھا تو انہوں نے مجھے یاد دلایا اور اس کا خمس بھی لیا جب سے آج تک صاحب الامر علیہ السلام کے باب میں مجھے کبھی شک نہیں ہوا ناصرالدولہ نے کہا کہ جب سے یہ ذکر اپنے چچا سے میں نے سُنا میرے دل سے شک زایل ہوا؛ اور آں حضرت کے باب میں یقین حاصل ہوا؛

اور شیخ ابن بابویہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو علی بغدادی نے ذکر کیا کہ میں بخارا میں تھا وہاں ابن جاوشیر نے دس شمس طلائی و نقرہ مجھے دیئے کہ بغداد میں جا کر حسینؓ ابن روحؒ کو دے دینا؛ رستہ میں ایک شمس کھو گیا تو میں نے اسی وزن کا ایک شمس مول لیکر اس کے بدلے رکھ دیا؛ جب حسینؓ بن روحؒ کے پاس لے گیا تو میری والے شمس کی طرف اشارہ فرمایا کہ عوض میں جو تو نے مول لیکر ملا دیا ہے اسے اٹھا لے کہ وہ ہم کو پہنچ گیا؛ اور ہاتھ بڑھا کر وہی شمس جو کھو گیا تھا مجھے دکھا دیا اور میں نے اسے پہچان لیا؛

(۶) ابن بابویہ رحمتہ اللہ علیہ و شیخ طوسی وغیرہ رحمہم اللہ تعالےٰ نے روایت کی ہے کہ حسن ابن احمد کہا میں سال علی بن محمد سمری سفیر صاحب الامر علیہ السلام رحمت الہٰی سے ملحق ہونے ہم بغداد میں تھے ان کے انتقال کے کئی دن پیشتر ہم لوگ ان کی خدمت میں گئے تو انہوں نے صاحب الامر علیہ السلام کا ایک فرمان نکالا کہ اس میں یہ مضمون تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَے علی ابن محمد سمریؒ تیرے ماتم میں خداوند عالم تیرے بھائیوں کو اجر عظیم عطا کرے چھ دن کے بعد تو دنیا سے مفارقت کرے گا اپنے امور کی درستی کر لے اور اپنے بعد کسی کو اپنا وصی و قائم مقام نہ کرنا کہ اب غیبت تامہ واقع ہوئی اور اب میں کسی پر ظاہر نہ ہونگا جب تک کہ اذن حق تعالےٰ نہ ہو اور ظہور جب ہوگا کہ مدت غیبت بہت طولانی ہو جائے گی اور دل سخت ہو جائیں گے؛ اور زمین ظلم و جور سے بھر جائے گی؛ بعد اسکے کچھ شیعہ میرے دیکھنے کا دعوےٰ کریں گے اور جو کوئی کہ سفیانی کے خروج کرنے سے اور آسمانی آواز آنے سے پہلے میرے دیکھنے کا دعوےٰ کرے وہ دروغگو

اور مفتری ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؛ حسن ابن احمد کہتے ہیں کہ ہم سب لوگوں نے اس فرمان کی ایک ایک نقل اتار لی ؛ اور چلے آئے ؛ اُس کے چھٹے دن پیراں کی خدمت میں گئے تو انہیں حالت احتضار میں پایا ؛ اسی عالم میں ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کے بعد آپ کا وصی کون ہوگا ؛ تو سمریؒ نے فرمایا کہ خداوند عالم کی ایک مصلحت ہے وہ پوری ہوگی یعنی غیبت کبریٰ ؛ یہ کہکر عالم قدس کی طرف رحلت فرمائی ؛

اور اصول کافی میں محدث جلیل علیؒ ابن ابراہیمؒ اور حسین بن محمدؒ وطرق روایت ہے کہ زرارہؒ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت صادق علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا کہ انّ للغلام غیبۃ قبل ان یقوم یعنی خروج کرنے سے پہلے بلا شبہ اس لڑکے کی غیبت ہوگی ؛

زرارہ کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ کیوں تو حضرت نے فرمایا یخاف واومیٰ بیدہٖ الی بطنہ یعنی سبب غیبت خوف ہے یہ فرما کر حضرت نے اپنے شکم مبارک کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا ؛ اس سے محدثین نے خوف قتل مراد لیا ہے ؛ ثم قال یا زرارۃ وھو المنتظر وھو الذی یشکّ فی ولادتہ منہم من یقول مات ابوہ بلا خلف ومنہم من یقول حمل ومنہم من یقول انہ ولد قبل موت ابیہ بسنتین الخ

پھر اسکے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زرارہ وہی لڑکا منتظر ہے اسکی پیدائش میں لوگ شک کریں گے کوئی کہیگا کہ اسکے باپ نے کوئی فرزند نہیں چھوڑا اور کوئی حمل کا قائل ہوگا اور کوئی یہ اعتقاد رکھیگا کہ اپنے باپ کے انتقال سے دو برس پیشتر وہ پیدا ہوا اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے لیکر امام حسن عسکری علیہ السلام تک اکثر معصومین غیبت صاحب الامر علیہ السلام کی خبر دیگئے ہیں اور اکثر احادیث میں غیبت صغریٰ وغیبت کبریٰ کی تفصیل واقع ہے اور محض طول حیات پر استبعاد کرنا بھی بیجا ہے کیونکہ خضر ومسیح علیہم السلام کا طول حیات حضرت سے بہت زیادہ ہے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ہزار سال سے زیادہ کی ہوئی اور روایات معتبرہ میں ڈھائی ہزار برس لکھے ہیں ؛ لقمان بن عاد کی زندگی تین ہزار برس ہونا مسلم ہے ؛ اور طرفہ تر یہ ہے کہ دجال کی طول حیات میں تو استبعاد نہ ہوا اور مہدیؑ کی طول حیات میں استبعاد ہوئے

(۷) شیخ مفید علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ صادق آل اطہر حضرت ابو عبد اللہ جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب قائم آل محمد علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ آئے گا تو ماہ جمادی الآخر میں اور

دس دن تک ماہ رجب میں یعنی چالیس دن تک ایسا مینہ برسے گا جو کسی نے کبھی نہ دیکھا ہوگا خداوند عالم اس مینہ سے قبروں کے اندر مومنوں کا گوشت اُگا نے گا۔ اور گویا کہ میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ قبروں کی مٹی اپنے سروں پر سے جھاڑتے ہوئے قبیلہ جہینہ کی طرف سے چلے آتے ہیں علاوہ اس کے احادیث وآیات متعددہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ بعد ظہور صاحب الامر علیہ السلام اور قیامت سے پیشتر مومنین کامل اور اکثر آئمہ وانبیا علیہم السلام اور بعض کفار ومنافقین زندہ ہوں گے۔ چنانچہ آیۂ ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین یعنی پروردگارا ہمارے دو دفعہ تونے ہم کو موت دی اور ہم کو دو دفعہ تونے زندہ کیا ثبوت رجعت پر دلالت کرتا ہے یعنی دو دفعہ موت واقع ہوگی اور دو دفعہ مردے زندہ ہوں گے آخوند مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ احادیث میں اس آیہ کی تفسیر اسطرح ہے کہ ایک زندہ ہونا زمانہ رجعت کا اور دوسرا زندہ ہونا قیامت کا مراد ہے اور ایک موت دنیا کی اور دوسری زمانہ رجعت کی مراد ہے اور انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوٰۃ الدنیا و یوم یقوم الاشہاد یعنی بلاشبہ اپنے رسولوں کی اور مومنین کی ہم ضرور نصرت کریں گے زندگانی دنیا میں اور جس دن گواہی دینے گواہ کھڑے ہوں گے۔ اس آیہ کی تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زندگانی دنیا کی نصرت سے زمانہ رجعت میں نصرت کرنا مراد ہے کیا یہ بات نہیں معلوم کہ بہت سے پیغمبروں کی دنیا میں نصرت نہیں ہوئی یہاں تک کہ وہ قتل ہوگئے بلکہ ان کی نصرت رجعت میں ہوگی۔

اور کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون یعنی بلاشبہ تم جانوگے پھر بلاشبہ تم جانوگے اس آیہ میں بھی موافق تفسیر جناب صادق علیہ السلام پہلی دفعہ جاننے سے رجعت میں جاننا مراد ہے اور دوسری دفعہ جاننے سے قیامت میں جاننا مراد ہے!

اور یوم نبعث من کل امۃ فوجا ممن یکذب بایاتنا یعنی جس دن کہ ہر امت میں سے ایک فوج کو ہم اٹھائینگے ان لوگوں میں سے جو ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے تھے۔

یہ آیہ بھی حسب تفسیر جناب صادق علیہ السلام رجعت کی خبر دیتا ہے اور یہ آیہ قیامت نہیں ہے بلکہ آیۂ قیامت یہ ہے:۔

وحشرناہم فلم نغادر منہم احدا اور محشور کریں گے ہم انکو تو ایک کو بھی بے زندہ کئے نہ چھوڑیں گے۔

اور علی ابن ابراہیم علیہ الرحمہ نے امام محمد باقر علیہ السلام اور جعفر صادق علیہما السلام سے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ جتنی قومیں عذاب حق تعالےٰ سے ہلاک ہوئی ہیں ان کے لئے رجعت نہو گی۔

او یہ آیہ وحرام علےٰ قریۃٍ اھلکناھا انھم لا یرجعون کے یہی معنی ہیں یعنی حقتعالےٰ فرماتا ہے کہ جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا ہے وہ لوگ محروم ہیں ہرگز وہ رجعت نکریں گے۔

اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا رجعت کرنا تو متواترات میں سے ہے کہ سنی و شیعہ کی کتب احادیث بھری ہوئی ہیں اس مضمون سے کہ آیہ واخرجنا لھم دآبۃً من الارض میں دابۃ الارض سے حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں کہ قریب قیامت ظہور کریں گے۔

چنانچہ ابن ماہیار نے اصبغ بن نباتہ رض سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے مجھ سے کہا کہ تم لوگ شیعہ گمان رکھتے ہو کہ دابۃ الارض علیؑ ہیں میں نے جواب دیا کہ فقط ہمیں نہیں کہتے ہیں بلکہ یہودی بھی ایسا ہی کہتے ہیں اس بات پر معاویہ نے یہودیوں کے ایک بڑے عالم کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا کہ تم نے اپنی کتابوں میں دابۃ الارض کا ذکر دیکھا ہے اس نے کہا ہاں دیکھا ہے معاویہ نے پوچھا وہ کیا چیز ہے اس نے جواب دیا کہ وہ ایک مرد ہے معاویہ نے کہا نام اس کا جانتے ہو اس نے کہا ایلیا۔ یہ سنکر معاویہ نے کہا کہ ایلیا اور علےٰ کس قدر ملتا ہوا نام ہے اور اسیطرح سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا مع انصار شہدا رجعت کرنا اور ان کی رجعت پر اپنا اعتقاد رکھنا حضرت صادق علیہ السلام نے اکثر زیارتوں میں ذکر فرمایا ہے اور کتب احادیث میں معتبر سندوں سے منقول ہے چنانچہ کتاب انوار مضیئہ میں مذکور ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کیا رجعت حق ہے فرمایا کہ ہاں پھر انہوں نے پوچھا جو شخص کہ پہلے رجعت کریگا وہ کون ہے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کہ وہ ظہور قائم علیہ السلام کے بعد نکلیں گے مع تمام انصار جو کہ ان کے ساتھ شہید ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ ستر پیغمبر ہوں گے جسطرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہونگے۔ پس حضرت قائم علیہ السلام اپنی انگوٹھی انکو دیکر دنیا سے رحلت کریں گے اور حضرت امام حسین علیہ السلام انکو غسل دیں گے اور کفن پہنائیں گے اور حنوط کریں گے اور دفن کریں گے۔ فقط

اسکو خریدو اور ساقی کوثر کے ہاتھ سے چھلکتا جام لو

جس روز سے فضائل و مناقب اہلبیت علیہم السلام میں کتب مدوّن ہونی شروع ہوئی ہیں اسوقت تک عربی فارسی اردو میں سینکڑوں ہی تالیفات شائع ہو چکی ہونگی اور یہ ضرور ماننا پڑیگا کہ ان میں سے ہر ایک کتاب من حیث المجموع مصنف کی قابلیت کا بہترین نمونہ تسلیم کیا گیا۔ مصالح جمع کرنے والوں نے اس باب میں جو جو تکلیفیں اور تکالیف گوارا کر کے مناقب اہلبیت کو جس جس طرح نشر کرنے میں قوت جہادی سے کام لیا ہے اسکا صلہ بہشت بریں یقینی اور لازمی ہے۔ ایک زمانہ وہ گزرا ہے جبکہ آل محمد کی ثنا و توصیف حرام اور گناہ سمجھی جاتی تھی اور مداحان آل محمد کو صرف اس قصور پر کہ وہ کیوں تقریراً و تحریراً اپنے ممدوحین کی فضائل بیان کرتے ہیں سخت ترین عذاب دے دیکر موت کے گھاٹ اتارا جاتا۔ پروردگار عالم کا انکی زبان سے شکریہ ادا کیا جائے کہ اس نے ہمیں ایسے عہد معدلت مہد میں پیدا کیا جس میں ہر قسم کی مذہبی آزادی سرکار پایدار کی عنایت سے بخشی گئی چنانچہ اسی جائز آزادی سے فائدہ اٹھا کر الحمد للہ جناب **مرزا عبد علی بیگ** صاحب قزلباش مرحوم و مغفور نے اپنے مولا آقا اور مرشد مولانا علیؑ کے فضائل و مناقب میں وہ بے مثل کتاب ترتیب دی جسکو تائید باری نے لیا جیسا ہونا چاہیئے یہ کتاب باعتبار کمال ترتیب و تلاش مضامین اپنی وضع میں بے مثل ہے اور اسکی مقبولیت نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے قرآن مجید کی ان چار سو آیتوں کی شان نزول مع تفسیر موجود ہے جو حضرت امیر خیبر گیر کی مدح میں نازل ہوئی ہیں یہ مناقب و فضائل مرتضوی کا کامل ذخیرہ جسکا نام آیات جلی فی شان مولانا علیؑ ہے درحقیقت کیا ہے شیعیان حیدر کرار اور موالیان مالک ذوالفقار کیلئے نعمت غیر مترقبہ پیدا ہو دشمنان آل محمد کے بیجا حملوں کے دفاع کیلئے فولادی سپر آگیا ہے اثنا عشری دوستوں کیلئے قبر کی تنہائی میں مونس و ہمدم کیا ہے فضائل اہلبیت شائع کرنے والوں کیلئے قہر خدا کی تڑپتی ہوئی بجلی کیا ہے محبان آل رسول کیلئے قبر کی تاریکی میں وہ روشن چراغ جسکی جوت سے آنکھیں خیرہ ہونگی۔ قیمت عہ علاوہ محصولڈاک

منیجر مطبع یوسفی دہلی



(۵)

درالمصائب صحیح جلد اردو { درِاشک بہانے اور رونے رُلانے کا بہترین ذریعہ یہی ایک تصنیف

ہے مصائب سید الشہدا مظلوم کربلا علیہ التحیۃ والثنا میں یہ ایک بسیط کتاب ہے جس کے قابل مصنف الحاج جناب مرزا قاسم علی صاحب قبلہ لکھنوی ہیں جنکی تصانیف سے نہرالمصائب وغیرہ مصائب کی مشہور کتب ہیں اسمیں تمام وکمال وہ صحیح روایات منضبط کی گئی ہیں جن کے پڑھنے اور سننے کا ثواب بے پایان اکثر کتب احادیث میں درج ہیں اس کا ایک ایک فقرہ اہل بزم کے قلوب کو مجروح کرنے کیلئے کافی ہے **قیمت** عہ ۱۲ +

عین البکا جمیل مجلس طبع جدید { اس مشہور و معروف کتاب کے مصنف جناب مستطاب نواب سید عطا اللہ خان صاحب مرحوم

ومغفور اعلے اللہ مقامہ تھے جنہوں نے اس کتاب کو اس عشق صادق سے تصنیف فرمایا تھا جسمیں ریا ونمود کا شائبہ بھی شامل نہ تھا۔ اسیوجہ سے مطبع یوسفی دہلی کو اپنی ۳۰ سالہ زندگی میں اس کتاب پر ناز ہے کہ متعدد مرتبہ طبع ہوکر فوراً ختم ہوچکی ہے۔ ماہ محرم میں مستورات و مردان مومنین اسکی ضرورت یکساں طور پر محسوس کرتے ہیں یکم ماہ عزا سے اربعین حضرت سید الشہدا تک جملہ واقعات کو جداگانہ ایک ایک مجلس میں لکھکر ۴۰ مجلسیں پوری فرمائی ہیں ان کے علاوہ ابتدائی حصے میں دہ مجلس برائے عشرۂ محرم علیحدہ منضبط فرمائی ہیں۔ کتاب کا اسلوب یہ رکھا ہے کہ ہر مجلس کی ابتدا ایک پیشخوانی نظم سے شروع کی ہے اس کے بعد ذکر مصائب نثر میں ہے اور آخر میں [illegible] ہے جس سے مجلس بسر وسینہ پیٹتی ہوئی اٹھتی ہے ہر گھر میں اول تو یہ کتاب موجود ہوگی۔ جہاں نہ ہو وہاں پہلے اسکی موجودگی لازمی وضروری ہے تاکہ شب و روز میں جب چاہیں ایک ہی خاندان یا گھرانے کے مرد۔ عورتیں اور بچے جمع ہوکر ذکر مصیبت اہلبیت کو تازہ کرلیں۔ اور ہر تاریخ کے متعلق مخصوص مجلس پڑھ سکیں سرورق پر خوشنما رنگین نقشہ کربلائے معلےٰ ہے۔ ہدیہ صرف ۱۲ ار +

سراج غم فی مجلس ماتم { (ہر دو جلد کامل) اس کتاب مصائب کی ترتیب بطرز جدید دیگئی ہے جسکی کل عبارت مقفیٰ و مسجع ہے بیان

مصائب و اظہارِ نوائب موقوعہ کربلا میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ حادثاتِ تشنہ لبی اور واقعاتِ بے پردگیٔ شہدائے کربلا و مخدراتِ آلِ عبا کے دلخراش نظائر کی حقیقت سے لبریز واقعات کی تصویر پُراثر الفاظ میں کھینچی ہے۔ بانیانِ جور و ستم کی شقاوت دلی اور نساوت قلبی کا پورا پورا چربہ اتارا گیا ہے۔ ہنگام بیانِ کربلا کے واقعات آنکھوں کے سامنے پھر جاتے ہیں۔ ایک ایک فقرہ قلبِ مومن کیلئے زخمِ نمک پاش کا اثر رکھتا ہے۔ قیمت ہر دو جلد عـ؎

قلزمِ ماتم و مجالسِ عزا (نظم و نثر)

یہ ہر دو کتب جداگانہ مجلد ہیں۔ کتب مصائب نظم و نثر میں۔ ان کتب کی حقیقی تعریف و توصیف میں زبان قلم عاجز ہے۔ قدوۂ حکمائے روزگار سرآمد اطبائے عالیمقدار شاعرِ شیریں مقال ناثر و ناظمِ نازک خیال وحید و فرید زمن جناب حکیم محمد حسن صاحب متخلص بہ حاذق رئیس شہر میرٹھ ان ہر دو کتب کے مصنف ہیں ہر مجلس میں مضامین نثر کیساتھ مشہور شعرائے دہر مثل انیس و دبیر اعلے اللہ مقامہم کے مراثی کے چیدہ چیدہ بند نہایت موزونیت کیساتھ ضم فرمائے ہیں۔ نثر و نظم کا ایک ایک لفظ ماتمداران خامس آلِ عبا کیواسطے نشترِ رگِ جان ہے۔ ہر دو کتب کی مکمل فہرست کیلئے جداگانہ ایک مختصر رسالہ کی ضرورت ہے تاہم بعض واقعات درجِ ذیل ہیں۔ جو ان کتب میں بالتفصیل ملیں گے۔

یزیدِ پلید کی تخت نشینی۔ امامِ مظلوم سے بیعت طلبی۔ حضرت حُرؓ کا سفر۔ بیمار بیٹی سے ضعیف باپ کی مفارقت۔ مدینہ سے والی مدینہ کا سفر۔ حضرت مسلمؑ بطور ہراول مسلمؑ و ہانیؓ کی شہادت۔ یتیمانِ مسلمؑ کی گرفتاری۔ [illegible] امامِ مظلوم کا سفر کوفہ۔ فوجِ حُر کی سیرابی۔ فضائلِ زمینِ کربلا۔ فرات پر قیام۔ قوم بنی اسد سے زمین خریدی۔ معائنہ خیمہ گاہ۔ دفن کی وصیت۔ شبِ عاشور جنابِ حُرؓ کا خواب۔ واقعہ جنابِ حبیبؓ و وہب کلبیؓ۔ فرزندانِ جنابِ زینبؑ کی جانثاری۔ شہادت شہزادہ قاسمؑ و اکبرؑ و جنابِ عباسؑ۔ باپ کی شش ماہے سے دائمی مفارقت۔ ملائکہ و اجنہ مثل جبرئیلؑ و جعفر کی درخواستِ امداد۔ لاشہ لئے شہدا کی پامالی۔ ایک شیر کا ظہور۔ بھائی کی لاش پر مظلوم بہن کے بین۔ ہمشیرہ جنابِ یوسفؑ و مظلوم کربلا کی ہمشیرہ کا موازنہ غمِ مفارقت برادر میں۔ براق و ذوالجناح موافقات معراج و کربلا۔ بھائی کا سر بہن کے روبرو مجلس شراب میں۔ اسی طرح اور ہزارہا واقعاتِ غم مندرج ہیں۔ قیمت ہر دو جلد مجلد عـ؎ ✦

منیجر مطبع یوسفی دہلی سے طلب فرمائیں